اس کتاب کی رجسٹری حسب ضابطہ بنام صابر ملتانی ہو چکی ہے۔ بغیر صابر ملتانی کے کوئی صاحب نہ چھاپے نہ چھپوائے۔

قصص الاولین مواعظ الآخرین

الحمد للہ کہ مجموعہ حالات مقالات و ملفوظات قطب دوران محبوب سبحان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی
و ملفوظات حضرت فیض بخش خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی قدس سرہ مطالعہ [illegible]
[illegible]

خاتم سلیمانی

۱۳۴۵ھ

از تالیفات جناب مولوی اللہ بخش صاحب [illegible] بلوچ ملتانی سیکرٹری [illegible] ضلع مظفر گڑھ
باہتمام مولوی محمد نذیر الدین صاحب و محمد فخر الدین محمد بشیر الدین تاجران کتب شہر ملتان [illegible]

مطبع [illegible] خادم التعلیم پریس لاہور [illegible] طبع

قیمت مجلد کاغذ سفید عمدہ عہ، کاغذ سفید بنگالی عہ، کاغذ سفید ولایتی موٹا عہ، کاغذ زرد مصری موٹا عہ، کاغذ حنائی ولایتی ڈبل عہ،

اطلاع عام:۔ ہر قسم کے قرآن شریف اور ہر قسم کی کتابیں شائقین کو کتب خانہ صابر ملتانی شہر ملتان سے بذریعہ ویلیو پے ایبل طلب کرنے پر روانہ ہو سکتی ہیں۔

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ



واجب العرض از جانب مولف و مہتم کتاب

جب جمادی الاول ۱۳۲۵ھ مین عرس شریف حضرت غریب نواز مرشدی خواجہ الٰہی بخش صاحبؒ کے موقعہ پر خاتم سلیمانی کا ایک تمہیدی اشتہار شائع ہوا۔ تو حضرت خواجہ محمد الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف نے بہت اظہار مسرت فرما کر پیشگی قیمت کتاب بھیجکر ارشاد فرمایا۔ کہ اشتہار مین ایک آدھ لفظ خلاف واقع معلوم ہوتا ہے مضمون مین اسکی صحت کا خیال رکھا جاوے۔ مہتم کتاب نے جو اپنے آپ کو سجادہ نشینان کا خادم تصور کرتا ہے۔ انکے عطیہ کو تبرکاً و تیمناً اپنے پاس رکھ لیا۔ اور جب صاحب معصوف کی خدمت مین انکے اظہار مسرت و ہدایت کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اور ساتھ ہی التماس کی گئی۔ کہ وہ کچھ مصالحہ کتاب کے متعلق عطا فرماوین۔ تو نہایت خوشی اور فخر سے تیمناً کتاب مین درج کر دیا جائیگا۔ اس پر آپنے بڑی مہربانی سے کتاب "انتخاب مناقب سلیمانیہ" عطا فرما کر ارشاد فرمایا۔ کہ جو مضامین ضروری سمجھے جاوین۔ ان کا اقتباس کر لیا جاوے۔ اور کتاب کو بہمہ وجوہ مکمل جامع کرنے کی کوشش کیجاوے۔ الحمد للہ کہ آپ کے فرمان کے مطابق کتاب مذکورہ سے بعض ضروری مقامات کا اقتباس کر لیا گیا۔ اور اپنی طرف سے خاکسار مولف اور نیاز مند مہتم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اب قدر دانی شائقین پر موقوف ہے۔

الملتمس

ا - ب بلوچ مولف خاتم سلیمانی و مہتم کتاب صابر ملتانی

Marfat.com



خاتم سلیمانی

Marfat.com



نحمدہٗ و نصلی	دیباچہ خاتم سلیمانی	علیٰ نبیہ الکریم

پورے نو سال کا عرصہ گذرا۔ کہ اس ہیچمدان اللہ بخش خان بلوچ متوطن موضع سوکڑ ضلع ڈیرہ غازیخان کو حیات سعدی مؤلفہ مولنا حالی کو دیکھنے کا اتفاق ہوا جس طرز پر مولنا موصوف نے وہ کتاب لکھی ہے۔ وہ ان کا حصہ تھا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے میرے دل مین شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی قدر و منزلت پہلے سے زہ چند زیادہ ہوگئی۔ اور جو لطف مجھے اس کتاب کے مطالعہ سے حاصل ہوا۔ اس کا اثر آج تک میرے دل مین موجود ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے میرے دل مین فوراً یہ خیال آیا۔ کہ ہمارے ملک مین ایسی کتابون کی تالیف و تصنیف کی از بس ضرورت ہے۔ ناول اور فضول کتابون سے قطع نظر اچھی اچھی تاریخی کتابون سے وہ نتائج نہین پیدا ہوتے۔ جو کسی گریٹ مین (مشاہیر عہد) کے سوانح ایام قلمبند کرنے سے پیدا ہوسکتے ہین یہی وجہ ہے کہ مورخان اسلام نے جہان عام طور پر فلسفہ منطق ہیئت طب ریاضی جغرافیہ وغیرہ کے متعلق کثیر التعداد کتب تصنیف کی ہین۔ وہان انہون نے تاریخ و سیر اور بالخصوص بایوگرافی کی طرف بھی خاص توجہ کی ہے متقدمین کو چھوڑ کر زمانہ حال کے ہندستانی اسلامی مصنف مولنا شبلی وغیرہ نے اس پہلو کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اور جسقدر کافہ انام نے عموماً اور اہل اسلام

Marfat.com

نے خصوصاً اُن کتابون کی قدر کی ہے۔ اسکے واسطے مجھے کسی تشریح اور توضیح کی ضرورت نہین ہے
کوئی تعلیم یافتہ مسلمانون سے پوچھے۔ کہ اُنھون نے اِن کتابون کے مطالعہ کے بعد کیا رائے
قایم کی۔ اور مصنف کے حق مین کس قدر کلمات خیر اُن کے مُنہ سے نکلے۔
کتب تواریخ و سیر کے لکھنے مین مسلمان دُنیا بھر مین مشہور ہین۔ اور قاہرہ قسطنطنیہ کی
کے کتب خانے اِن بیش بہا ذخیرون سے تمام دُنیا مین مشہور ہین۔ اور بایوگریفی کے متعلق
مجھکو اِس بات کے کہنے مین فخر ہے۔ کہ گویا یہ سلسلہ ہمارا (مسلمانون کا) وراثت مین چلا آتا ہے
اگرچہ ہندوستان مین ابھی وہ وقت نہین آیا کہ اس سلسلہ کو وسیع کیا جاوے۔ مگر پھر بھی مین دیکھتا ہون
کہ اہل قلم نے مشہور لوگون کی سوانح عمریان لکھنی شروع کر دی ہین۔ طبقہ علما۔ فضلا کے علاوہ
بزرگان دین۔ اولیائے کرام شہنشاہون۔ ان کے جنرلون۔ وزیرون۔ امیرون شاعرون
کی سوانح عمریان بھی حال مین بہت کچھ لکھی گئی ہین۔ اور لکھی جا رہی ہین۔ اور ایسی کتابون کے فوائد
محتاج تشریح نہین ع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔
اِس خیال سے عرصہ چھ سال کا ہُوا۔ کہ خاکسار نے اپنے پیر مرشد سرتاج چشتیان حضرت خواجہ
اللہ بخش صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ کے سوانح ایام قلمبند کرنے کا ارادہ کیا۔ یعنی ادھر حضرت غریب نواز
کا وصال ہُوا۔ اور فدوی نے ارادہ اِس کار خیر کا شروع کیا۔ مگر ملازمت کے بکھیڑے اور کمی
استعداد کی وجہ سے اِس کار خیر کو سرانجام پہنچانے کیلیئے امروز فردا کرتا رہا۔ اور سچ تو یہ ہے
کہ کل امر مرھون باوقاتھا کے بموجب ہر ایک کام اپنے خاص وقت پر ہُوا کرتا ہے۔ درحقیقت مجھے
قدرتی شوق اِس امر کا اُس وقت دامنگیر ہُوا۔ جب مین نے دیکھا کہ معمولی سے معمولی آدمی کی سوانح عمری
بازار مین فروخت ہو رہی ہے۔ اور گویا یہ ایک زندہ جاوید یادگار ہے سو افسوس ہے کہ ایسے
جلیل القدر بزرگ کی سوانح عمری موجود نہ ہو۔ یہ شوق بار بار مجھے اِس کام پر آمادہ کرتا تھا لیکن
قلمی بے سروسامانی مانع اور سد راہ تھی۔ سب سے پہلے مجھے یہ ضروری تھا۔ کہ مین کتاب کے
واسطے معقول مصالحہ جمع کرتا۔ انگریزی تعلیم نے دل مین کسی قدر تحقیق اور تنقید کا مادہ ڈال رکھا
تھا۔ اور دل یہ چاہتا تھا۔ کہ اگر کتاب لکھون تو وہ کتاب کہلانے کی مستحق ہو معمولی حکایات
کے قلمبند کر دینے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ بایوگریفی کا صحیح اطلاق اِس کتاب پر ہونا

Marfat.com

چاہیئے۔ بہر حال پہلی بڑی دقت تو مجھے مصالحہ اور مضامین کے فراہم کرنے کی پیش آئی۔ جن لوگون نے غور سے ایسی کتابون کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ بخوبی سمجھ سکتے ہین۔ کہ ایسی کتابون کی تالیف مین کس قدر دقت پیش آتی ہی۔ سب سے دوسری بڑی مشکل میرے راہ مین یہ آپڑی کہ اکثر ملانون مین بخل کی صفت قبیحہ موجود ہے۔ اور جن لوگون نے حضرت غریب نواز کی ملفوظات لکھی ہین۔ جب ان سے سوال کیا گیا۔ کہ بھائی! ذرا اپنی تالیف دکھاؤ تو سہی کہ اس کا انتخاب کرکے یا سالم کتاب کو زیور طبع سے آراستہ کیا جاوی۔ تاکہ ہر کہ مہ اس کتاب سے فائدہ اٹھاوے۔ مگر افسوس کہ بہتیرے لوگون نے تو صاف انکار کردیا۔ کہ ہم نے تو کوئی ملفوظ آج تک نہین لکھی۔ اور ایک آدھ نے وعدہ بھی کیا۔ مگر ایفائے عہد نہ کرسکے۔

مین اس موقعہ پر کسی ایسے شخص کا نام لکھ کر انکو زیادہ آزردہ نہین کرنا چاہتا کیونکہ مجھے یقین ہی۔ کہ طبع ثانی کے وقت وہ ضرور میرا ہاتھ بٹائینگے۔ مین کوئی کتب فروش نہین۔ کہ اس کتاب کو بیچ کر فائدہ کمانا چاہتا ہون۔ بلکہ میرا مدعا یہ ہے۔ کہ ہمارے پیرومرشد کے اقوال افعال عادات اطوار کا ایک نقشہ عام لوگون کے سامنے کھنچ جائیگا۔ اور اگر ان کے مریدان باخلاص کو لطف تازہ اور مسرت بے اندازہ حاصل ہوگی۔ تو دیگر اہل اسلام اور عوام الناس جو اس سلسلہ متبرکہ اور اس ذات ستودہ صفات مخزن کمالات سے ابھی نابلد ہین واقف ہوکر استفادہ حاصل کرینگے۔ میرے خیال مین ہر ایک عقیدت مند مرید کا یہ فرض ہی کہ وہ اپنے پیران طریقت کے صحیح حالات اور کمالات عام لوگون کو سنائے۔ اور جو لطف اس مرید کو حلقہ ارادت اور دایرہ غلامی مین نصیب اور حاصل ہوتا ہے۔ اورون کو بھی مستفید اور مستفیض کرنے کی کوشش کرے۔

مجھے اس کتاب کی تالیف مین یہ بات بھی مدنظر تھی۔ کہ کتاب کو موجودہ طرز تحریر کے مطابق صحیح اور راست واقعات سے پر کیا جاوے۔ غیر صحیح اور دور از قیاس واقعات درج کرنے سے بکل احتراز کیا جاوے۔ اور اسی مطلب کیواسطے مین نے مختلف مقامات کا سفر کیا۔ اور حتی الامکان اور حتی المقدور ہر ایک حکایت کی تنقید اور تصدیق مین کوشش کی۔ ممکن ہی کہ باوجود میری کوشش کے بعض حکایات مین مبالغہ یا غلو موجود ہو۔ مگر اسے خطا و نسیان پر محمول کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

کیونکہ انسان آخر انسان ہی ہے۔ اور وہ مغلوب سہو ونسیان بھی ہے ع۔ ہوش گر خطائے رسی وطعنہ مزن ۔

اس امر کے علاوہ یہ خیال بھی شروع سے میرے دل میں متمکن تھا۔ کہ کتاب کو موجودہ انشاپردازی کی طرز پر لکھا جاوے۔ یعنی اولاً خاندانی حالات۔ پھر پیدائش بچپن تعلیم و تربیت شباب۔ زہد و اتقا۔ کشف و کرامات۔ سفر تالیف و تصنیف۔ پابندی اوقات۔ عادات و اطوار نصائح وفات۔ اولاد۔ خاتمہ وغیرہ کو سلسلہ وار قلمبند کیا جاوے۔ اور عام ملاؤن کی طرح ایک خاص امر مثلاً کشف و کرامات یا جو کچھ کہ سنا لکھ دیا کا اصول نہیں رکھنا چاہیئے۔ اس پابندی سے مجھے بعض مضامین کے مصالحہ کی تلاش میں بہت محنت کرنی پڑی۔

بعض احباب خصوصاً مکرمی مولوی محمد یار خان ہیڈ ماسٹر مڈل سکول تونسہ شریف اُن کے اسسٹنٹ مولوی درمحمد سوکڑی اور مولنا صاحب ملتانی کا از حد مشکور ہوں جنہوں نے فراہمی مضامین میں کما حقہٗ امداد دی۔ اور آخر الذکر صاحب نے تو کتاب کے انطباع اور اشاعت کا ذمہ اپنے اوپر لینے کے علاوہ کاپی کی تصحیح اور ترتیب مضامین میں قابل قدر امداد دی۔ پہلے میرا ارادہ تھا کہ صرف حضرت غریب نواز خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی کی سوانح عمری لکھی جاوے اور ابتدا میں صرف اُنہی کے سوانح ایام تکمین مصروف رہا۔ مگر بعد میں چند ایک احباب نے مشورہ دیا کہ حضرت خواجۂ خواجگان اوّل چشتیاں چراغ جہان حضرت خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران کے مختصر حالات معہ کشف و کرامات بھی ضرور لکھے جاویں۔ کیونکہ اگرچہ اس ولی مادر زاد اور بزرگ عالی نژاد کی ملفوظات مثل نافع السالکین مناقب المحبوبین منتخب وغیرہ بہت سی موجود ہیں۔ مگر اُردو زبان میں جو آجکل ہندوستان کی کیا قومی اور کیا علمی اور کیا عدالتی زبان مانی جاتی ہے۔ اور جس کو معمولی سے معمولی آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے کوئی کتاب خواجہ علیہ الرحمۃ کے حالات بابرکات کے متعلق نہیں لکھی گئی۔ اور چونکہ حضرت غریب نواز کو تمام فیض خواجہ علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوا۔ اور ان کے حالات ایک دوسرے سے وابستہ و منسلک ہیں۔ اور دونو آفتاب و ماہتاب ولایت کے ہیں۔ اس واسطے ضروری ہوا کہ خواجہ علیہ الرحمۃ کے بھی حالات و کشف الکمالات کا اجمالاً ذکر کیا جاوے

Marfat.com

اور مصدر کو چھوڑ کر مشتق کی بحث شروع کر دینی علمی اصول کے بھی برخلاف ہے۔
حضرت حافظ محمد موسیٰ نور اللہ مرقدہٗ اور صاحبزادہ محمد محمود سلمہ ربہ کے حالات اس کتاب
مین بخوف طوالت نہین لکھے گئے۔ اگر احباب نے اس کتاب کی قدر کی تو انشاء اللہ
دوسری جلد مین یہ تمام کمی پوری کر دی جاوےگی۔ اور کچھ شک نہین کہ اس کتاب کے شایع
ہونے کے بعد تھوڑے ہی عرصہ مین دوسری جلد بھی طبع ہو جاوے۔ مگر یہ سب کچھ معزز
ناظرین کی قدر دانی پر ہے۔
آخیر مین مجھے صرف یہ لکھنا باقی ہے۔ کہ جو کچھ مین نے اس کتاب مین لکھا ہے۔ وہ اکثر
اُن ثقہ اور معتبر آدمیون کی روایت ہے۔ جن کو اس بارگاہ سلیمانی مین بیٹھنے کا فخر
حاصل ہوا۔ جنہون نے خواجہ علیہ الرحمتہ والغفران سے تعلیم پائی۔ اور جنہون نے حضرت
غریب نواز کی صحبت بابرکت مین اپنی زندگی وقف کر دی۔ جن کتابون کا اوپر نام لکھا گیا
ہے۔ ان کے علاوہ ملفوظ مولوی غلام حیدر صاحب۔ غذاء الحبین ملفوظ مولوی نور محمد
صاحب مہاڑی۔ نوٹ بک مولوی در محمد۔ یادداشت مولوی محمد یار خان۔ تواریخ ضلع
ڈیرہ غازیخان تواریخ رؤسائے پنجاب سے بھی خاص خاص مقام پر استفادہ حاصل کیا ہے*
بہت سی روایتین مولوی محمد حسین صاحب تونسوی۔ مولوی محمد شاہ عالم صاحب سے کڑی
مولوی حاجی چراغ الدین صاحب سے کڑہی۔ قاضی عبد الرزاق سکنہ بنڈی۔ جناب
مولوی گوہر علی صاحب تونسوی۔ فقیر محمد روشن صاحب سید غلام سرور شاہ صاحب قادری
نور حسینی ڈگری۔ وکل محمد سیردی وغیرہ متعلقین سنگھڑ کے علاوہ اطراف وجوانب کے تعلق دارنسی
استفادہ حاصل کیا گیا ہے۔ اور اگر بہت سے اشخاص بخل نہ کرتے۔ تو یقیناً یہ کتاب زیادہ مکمل اور زیادہ مقبول
ہوتی یقین ہے کہ طبع ثانی مین ان صاحبون سے بھی انکے مولفہ نسخے ملجائینگے۔ اور پھر یہ کتاب انشاء اللہ جیسی چاہیئے ویسی تیار ہوگی
اصحاب والاتبار سے بدیمتین التماس ہے۔ کہ اگر انہون نے اپنے طور پر کچھ حالات خواہ وہ کسی بات کے متعلق ہون
قلمبند کیے ہون۔ یا کوئی قطعہ تاریخ یا مرثیہ وغیرہ لکھا ہو۔ وہ ضرور ہم کو اطلاع دین تاکہ طبع ثانی مین وہ تمام
کمال حالات شائع ہو سکین۔ ہم بڑی خوشی سے ایسے اصحاب کے اسمائے گرامی معہ مضامین درج کر دین گے
مدعا تو یہ ہے کہ کتاب جسقدر عمدہ اور اعلیٰ ہو سکے۔ اسے ویسا بنانیکی کوشش کیجاوے ۴ جون ۱۹۰۱ء فقط
ا۔ ب۔ بلوچ مولف کتاب ہذا

خواجۂ خواجگان حضرت محمد سلیمان تونسوی و حضرت فیض بخش خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہما کا مختصر حال

تمہید۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان اور حضرت غریب نواز خواجہ اللہ بخش جن کی سوانح عمری لکھنے کا میں نے ارادہ کیا ہے۔ ایسے مشہور و معروف ولی کامل ہو گذرے ہیں جن کے وجود باجود سے دنیا میں اور بالخصوص ہندوستان میں وہ فیض پہنچا۔ جس کا بیان کرنا آسان نہیں۔ وہ آفتاب سپہر ولایت اور ماہتاب برج سعادت تھے۔ انہوں نے دین اسلام کا نقارہ بجایا کہ اس کی آواز سے کوہ سلیمان جس کو ازل ز خواجہ سلیمان کی خصوصیت اور وطن ہونے سے ہمنام بنایا تھا گونج اٹھا۔ اِس نقارہ کی آواز پنجاب۔ ممالک متحدہ راجپوتانہ سے گذر کر جزیرہ سراندیپ اور عدن تک پہنچی۔ اور افغانستان بلوچستان۔ ترکستان سب اس نقارہ کی آواز سے چونک اٹھے۔ اور ہزاروں طالبان حق سینکڑوں کوس طے کر کے تحصیل فیض کے واسطے سنگھڑ پہنچے۔ یہ نام ہی بے تغییر موزوں تھا۔ مگر ؎ آہن کہ بپارس آشنا شد۔ فی الفور بصورت طلا شد۔
سنگھڑ کا لفظ زبان زد عوام ہو کر دور دور تک مشہور ہوا۔ اور تونسہ کا چھوٹا سا قصبہ جو اس علاقہ میں واقع ہے۔ خواجگان کی برکت سے تونسہ شریف کہلایا۔ اور شرق سے لیکر غرب تک اس کا آوازہ بلند ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہر دو بزرگوں کو وہ کمالات اور خوارق عادات عطا کیے۔ جن کی تفصیل اور تشریح کی جاوے تو ایک دفتر چاہیئے۔ وہ گویا انسانی کمالات کا مخزن اور عنایت الٰہی کا گلشن تھے الحمد للہ کہ ان کا فیض اب تک جاری ہے۔ اور خدا کرے کہ تا قیامت جاری رہے۔

جس وقت خواجہ محمد سلیمان اپنے وطن مالوف کوہ درگ [illegible] میں آئے۔ تو اس وقت کوئی بھی آپ کا واقف نہ تھا کہ جس کے گھر رہائش اختیار کرتے تحصیل علم کا شوق دامنگیر تھا۔ مگر مایحتاج دنیا سے یہ کیفیت ہو رہی تھی کہ صبح شام گداگری پر گذارہ کا انحصار تھا۔ کبھی کسی کے دنبے (گوسفند) چرانے پر مامور ہوتے تو کبھی گھاس جنگل سے کھود کر بازار میں ایک دو پیسے کو فروخت کرتے۔ افغان نژاد ہونے

Marfat.com

کی وجہ سے وُہ عوام النّاس اور طالب علمون کے گروہ مین روہیلہ کے نام سے موسوم تھے بھلا کس کو خبر تھی؟ کون جانتا تھا؟ کسے معلوم تھا؟ کون واقف تھا؟ کہ یہ نوجوان پٹھان بفضل ایزد سبحان قطب دوران کہلائیگا۔ اور محمد سلیمان کے نام سے سلیمان ثانی مشہور ہوگا اس کی اس ابتدائی گداگری کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر کی طرح جن وانس پر حکومت کریگا۔ وہ جیسے ابتداء مین گوسفند چرانے کا کام کرنا پڑا۔ یہ ایک اشارہ تھا۔ کہ اُمت محمدی کا گلہ بان ہوکر شیطان سے اس کا نگہبان ہوگا۔ جو خود کریما اور پندنامہ پڑھتا ہے۔ ایک وقت وہ ہوگا۔ کہ وُہ علوم ظاہری و باطنی کا اوستاد کامل بلکہ اُل ثابت ہوگا۔ جو ایک دو پیسہ کا گھاس دن بھر جمع کرتا ہے۔ دولت دنیا کو لات نہین لگائیگا۔ جس کی رہائش کیواسطے تونسہ مین مقررہ مکان نہین۔ اس کا شہرہ یہانتک ہوگا۔ کہ بڑے بڑے بادشاہ۔ امراء۔ نواب۔ راجے اس کی دہلیز پر اپنے اپنے ماتھے رگڑنے کو سعادت سمجھینگے جس کے پاؤن مین بالفعل راحت پاپوش تک موجود نہین ہے۔ اسکی کفش پاے کو بڑے بڑے امیر اور وزیر بوسہ دین گے۔ اور اُسے آنکھون پر لگانے کو اپنا افتخار تصوّر کرین گے۔ سبحان اللہ۔ اُس مالک حقیقی کے بھی عجب راز ہین۔ اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے وُہ اپنے پیارے بندون کو آزمائش کے طور پر خوب پرکھتا ہے۔ اور پھر اُن کا درجہ اور رُتبہ اس قدر بلند کرتا ہے۔ کہ جن وانس اُس سے فیض یاب ہوتے ہین۔ سچ ہے۔ اسی سے تو اس قادر کی قدرت اور مالک کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ خواجہ علیہ الرحمتہ کی زندگی کچھ ایسی پاک زندگی گذری ہے۔ کہ خدا کی قدرت یاد آتی ہے۔ ان کی وُہ سادہ مزاجی حلیمی۔ وانکساری۔ وُہ تواضع وُہ خُلق وُہ زہد واتقا وُہ مروت وُہ سخاوت وُہ علم وحکمت وُہ طاقت اور شرافت کس کس کا ذکر کیا جاوے۔ ابتدا ہی سے ان کو زروسیم سے نفرت تھی۔ ہزارون روپے ان کے پاس آئے۔ مگر اُنھون نے ایک دن بھی رکھنا گوارا نہ کیا۔ بیدریغ فقراء اور مساکین مین تقسیم کردیئے۔ اگرچہ ان کو زمانہء طالب علمی مین گدائی کا کام کرنا پڑا۔ مگر نکتہ شناس سمجھ سکتے ہین۔ کہ وُہ لوگون کے در سے گدائی کے واسطے نہ پیدا ہوئے تھے۔

Marfat.com

جیسا کہ ہندو بقال کے گھر سے روٹی لانے کا قصہ پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ وہ بارگاہ ایزد تعالیٰ کے گداگر بنے۔ اور اس درگاہ فیض سے اُن کو اس قدر بخشش عطا ہوا۔ کہ اُن کی پوتے اور جانشین خواجہ الٰہ بخش کہلائے۔ خواجہ صاحب مین اللہ تعالیٰ نے وہ سنجیدگی اور متانت اور بارعب شوکت ودیعت کی تھی۔ کہ بڑے بڑے عظیم الشان آدمی اُن کے سامنے کانپتے لرزتے تھے۔ جیسا کہ حکایات بہاول خان وغیرہ سے بخوبی منکشف ہوگا۔ آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا۔ کہ چاندی کے پلنگ اور زرین ساز و سامان۔ ہزاروں روپے سینکڑوں اشرفیاں لوگوں نے نذر کین۔ مگر آپ نے ایک دم تقسیم کر دین۔ ابتدائی تعلیم آپ نے وطن مین پائی۔ مگر قرآن شریف اور شاید کوئی ایک آدھ کتاب ہی وہاں پڑھی۔

بعدہٗ تونسہ شریف آکر پندنامہ شیخ فریدالدین عطار۔ گلستان۔ بوستان وغیرہ فارسی کتب مطالعہ سے گذرین۔ اس کے بعد کوٹ مٹھن شریف مین عربی کی بہت سی کتابین پڑھین۔ اس کے بعد حضرت قبلہ عالم صاحب خواجہ نور محمد صاحب مہاروی سے بیعت کر کے تاج خلافت اور کلاہ ولایت حاصل کیا۔ بعدہٗ تونسہ شریف مین آکر اقامت اختیار کی۔ اور اپنے فیض سے ایک عالم کو مستفید اور مستفیض فرمایا۔

حضرت غریب نواز خواجہ الٰہ بخش صاحب کے والد بزرگوار جو خواجہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور ایک صاحبدل بزرگ تھے خواجہ علیہ الرحمۃ کی عین حیات مین وصال کر گئے۔ اور خواجہ صاحب کا تمام فیض براہِ راست حضرت غریب نواز کو حاصل ہوا۔ حضرت الٰہ بخش صاحب جس وقت سریر آرائے مسند خلافت ہوئے ہین ملو آپ کے کرامات کا شہرہ اس سے پیشتر ہی ہو چکا تھا۔ جن لوگوں کو جو اکثر خلفائے عظام [illegible] بلند احتشام تھے۔ اور جو صبح اور شام خواجہ علیہ الرحمۃ کے قدوم میمنت التزام اور صحبت بابرکت اور زیارت باسعادت سے لطف اُٹھا رہے تھے۔ خواجہ علیہ الرحمۃ کے وصال کیوقت موجودگی کا فخر اور دعوے تھا۔ وہ بخوبی اس امر کا اعتراف کرتے ہین۔ کہ کس طرح خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ پر توجہ فرمائی۔ اور کس طرح نعمت ولایت

Marfat.com

اور دولت خلافت ان کے سپرد کی۔ اور خواجہ حضرت غریب نواز کی وفات کو بہت عرصہ نہین گذرا۔ لاکھون آدمی آپکے سلسلہ بیعت مین داخل ہوئے۔ وُہ بخوبی جانتے ہین کہ حضرت غریب نواز کس درجہ محبوب الٰہی تھے۔ اوران کو بارگاہ ایزدی سے کس قدر نعمتہای غیر متناہی حاصل ہوئین۔ میرے ایک دوست بیان کرتے تھے۔ کہ حضرت غریب نواز کے ہر ایک مرید باخلاص کو آپ کی کمالیت کا ثبوت نہایت کھُلے طور پر مل چکا ہے۔ آپ دین و دنیا کے بادشاہ تھے۔ آپ نے تقریباً ہندوستان کے ہر ایک حصہ کا سفر کیا۔ اور جملہ بزرگان دین اور اولیائے کرام کی ملاقات اور زیارت سے اپنا درجہ اور رتبہ بلند ترین بلندی پر پہنچایا۔ وُہ ایک چشمۂ فیض تھے۔ اور اُنپر کسی شاعر کا یہ مقولہ ؏ ہر کہ آمد بردرت خالی نرفت۔ پورے طور پر صادق آتا تھا۔ آپ نے حج بیت اللہ کر کے فرض عظیمہ پُورا کیا۔ دوران قیام عرب شریف مین ہان کے لوگ بھی آپ کی ولایت کے قایل ہوئے۔ اور کئی سلسلہ بیعت مین داخل ہو گئے۔ تونسہ شریف مین وُہ شاندار بنظیر مساجد۔ مہمانسرائے۔ لنگر خانے۔ مسافر خانے۔ محل سرائے وغیرہ تعمیر کرائے۔ کہ دُنیا کی شاندار عمارتون مین اُن کا شمار ہونے لگا۔ خواجہ علیہ الرحمتہ کا روضہ منورہ نواب بہاول خان کے خرچ سے ۵۵ ہزار اور بقول بعض ۵۷ ہزار روپئی لاگت سے بنکر تیار ہُوا۔ جو ایک قابل دید زیارت گاہ ہے۔ روضہ شریف کے اندر حضرت ثانی کے وقت مین جو سنگ مرمر کی بارہ دری تیار ہوئی ہے۔ اور جسپر سنہری کام اس خوبصورتی سے کیا گیا ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ فرش بیش قیمت سنگ مرمر سے ایک اعجوبہ روزگار ہے جب انسان اس روضہ منورہ مین داخل ہوتا ہے۔ تو بے اختیار منہ سے یہ کلمات نکلتے ہین ؎ اگر فردوس بروئے زمین است ہمین است ہمین است و ہمین است

اُس کے پاس جو مسجد جامع تیار ہوئی ہے۔ مین اُس خانہ خدا کی تعریف الفاظ مین ادا نہین کرسکتا۔ گھنٹہ گھر جو مسجد کے جنوبی کونہ پر سربفلک ہے۔ ایک ایسی نمونہ کا ہے۔ کہ اسکی نظیر میری نظر سے نہین گذری۔ ہر پندرہ منٹ کے بعد کم آواز کا گھنٹہ بجتا ہے۔ اور پھر سالم گھنٹہ کے بعد ایک بڑی گونج والا گھنٹہ بجتا ہے۔ جس کی آواز

Marfat.com

کم وبیش دو میل تک سنائی دیتی ہے۔
حضرت غریب نواز نے اپنے جد امجد حضرت خواجہ محمد سلیمان نور اللہ مرقدہ کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کی۔ آپ مین کسر نفسی ۔ متانت ۔ تواضع ۔ فروتنی سادگی ۔ خواجہ صاحب کیطرح موجود تھی ۔ زہد و اتقا مین اللہ تعالیٰ نے خاص ہمت عطا کی تھی ۔ حالت نزع مین آپکی زبان فیض ترجمان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ نکلتا تہا جسکی آواز دور تک سنائی دیتی تھی ۔ ان تمام اُمور کا ذکر موقعہ موقعہ پر کیا جاویگا۔
آپ کی ذاتی شرافت و متانت کی اور لوگ تو ایک طرف بڑے بڑے انگریز سیلاح اور معزز ہند و تعریف کرتے تھے۔ آپ کی سادگی کا یہ عالم تہا۔ کہ ایک سیاہ چادر زیب بدن ہوتی ۔ ایک معمولی پیراہن گلے مین ڈالے ۔ اور ایک سفید ٹوپی جسپر ۳ - ۴ گرہ کپڑا خرچ ہوتا ہو۔ زیب سر ہوتی ۔ باوجود اس سادگی لباس کے آپ کا وہ رُعب داب تہا کہ لوگ سامنے بات کرنیسے کانپتے تھے ۔ میرے ایک دوست چشم دید واقعہ لکھتے ہین ۔ کہ ایکدفعہ حضرت غریب نواز سفر ہندوستان کو روانہ ہوئے تھے ۔ رات کے ایک بجہ کیوقت گاڑی بھٹنڈا اسٹیشن پر پہنچی اسقدر لوگون کا ہجوم تہا ۔ کہ اسٹیشن پر تل رکھنے کو جگہ نہ تھی ٹھٹ کے ٹھٹ شائقین کے جمع تھے ۔ جو بیسیون کوس طے کرکے زیارت کی امنگ مین اندہیری رات مین اسٹیشن پر پہنچے تھے ۔ جب گاڑی کا وقت ہو چکا ۔ تو ڈرائیور ۔ گارڈ ۔ اسٹیشن ماسٹر ہر چند سبز جہنڈی دکہا کر گاڑی کے چلانیکی تیاری کرتے ۔ اور سیٹیوں کی سیٹیاں انجن کی سنائی دیتین ۔ مگر لوگ گاڑی پر سے ہرگز نہ ہٹتے تھے ۔ ایکدفعہ انجن چلایا گیا ۔ مگر پھر لوگون کے ہجوم سے مجبوراً اُسے سُرخ جہنڈی دکہانی پڑی انگریز لوگ حیران تھے ۔ کہ اس بزرگ کو کیا ہی طاقت اور برکت خداوند کریم نے عطا کی ہے کہ آجتک دیکھنے مین نہین آئی ۔ آخر کار گاڑی بہت دیر سے روانہ ہوئی مگر پھر بھی لوگ سیر نہ ہوئے تھے ۔ جب آپکے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ جس کسی کو یاد فرماتے تھے ۔ فوراً وہ شخص آموجود ہوتا ۔ دُور دُور سے لوگ آنے شروع ہوئے ۔ اور بازار ... کی طرح لوگون کا مجمع ہو گیا ۔ لوگونکا جمع ہونا اور حضرت غریب نواز کا یاد فرمانا ایک راز ہے ۔ وہ ایک مقناطیسی کشش تھی ۔ کہ مریدان با اخلاص اور معتقدان خاص ہر چہار طرف سے کھچے ہوئے آرہے تھے ۔ ۵

رشتہ در گردنم افگندہ دوست	مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

حضرت غریب نواز کی مجلس مین ایک عجیب خصوصیت تھی کہ جب کوئی شخص صدق دل سی کوئی سوال اپنے دل

مین ڈالتا - کہ اسکا جواب حضرت غریب نواز کیا دینگے - تو اکثر دفعہ ایسا ہوا - کہ حضرت غریب نواز نے بعض اوقات ڈائرکٹ اور بعض دفعہ انڈائرکٹ ان سوالات کا جواب بغیر دریافت سائل کے دیکر اہل مجلس کو معتقد بنالیا - اس قسم کی بہت مثالین موجود ہین چنانچہ موقع موقع پر ہر ایک کا ذکر آئیگا -

بعض کوتاہ اندیش اشخاص نے حضرت غریب نواز کے متعلق چند ایک امور کی بابت طعن بھی کیا ہے مثلاً عمارات تعمیر کرانے کا شوق نماز دیر سے پڑھنا بلا تمیز و تفریق ہر کس وناکس کا بیعت فرمانا - انگریز سیاحون کو بذات خود اپنے مکانات کی سیر کرانا - واضح رہے کہ ان سب کا جواب موقع پر لکھا جاویگا - بالفعل سوا اسکے اور کیا کہا جاوے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ - کسی نے ایک اور شعر بھی لکہا ہے ؎ گلیم بخت کسی راکہ بافتند سیاہ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

جسوقت مغلیہ خاندان کے اخیر بادشاہ سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ کو معلوم ہوا - کہ حضرت غریب نواز دہلی مین تشریف لائے ہین - تو زیارت کا ازبس شوق ہوا - اور ایک فیل کوہ پیکر پر سوار ہوکر قدمبوسی کو حاضر ہوئے - یہ ملاقات بڑی دلچسپ ہے - اور اسکا ذکر موقع پر کیا جاویگا -

حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۳ فرزند عطا کئے - صاحبزادہ احمد صاحب تو حضرت غریب نواز کی حین حیات مین انتقال کر گئے - اور حافظ محمد موسیٰ صاحب اور صاحبزادہ حاجی محمد محمود صاحب حضرت غریب نواز کے بعد فیض رسانی خلائق پر مامور رہے - مگر نہایت افسوس ہے کہ سجادہ نشین حافظ قرآن مجید حافظ محمد موسیٰ صاحب چند سال ہی سریر آرائے مسند خلافت ہوئے تھے - کہ ربِّ اَرِنِیْ کہکر اس دارنا پائدار سے رہگرائے خلد برین ہوئے ارادہ تہا - کہ صاحبزادگان بلند اقتدار کے مناقب بھی اس کتاب مین درج کرتا - مگر اس خیال پر کہ کتاب بہت ضخیم نہ ہوجاوے - اس ارادہ کو جلد ثانی کے متعلق ملتوی رکہا - انشاء اللہ العزیز اگر احباب نے قدردانی کی - اور حیات مستعار ہے - تو انشاء اللہ جلد ثانی بھی جلد تیار ہوگی - وَاللہُ الْمُسْتَعَانُ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ط

اب خواجہ محمد سلیمان صاحب کا ذکر خیر شروع کیا جاتا ہے

یا الٰہی از طفیل مصطفےٰ — بخش دیجو عاصیونکی تو خطا
تایب و نادم ہین ہردم اے خدا — چاہتے ہین عفو تیری کی صدا
دشمنان دین کو مقہور کر — خانۂ دین نبی معمور کر

ہم خطادار و گناہگار حزین — ہین کئے اپنے پہ بس اندوہگین
نصرت و فتح و ظفر کیجو نصیب — عزت و حرمت سے رکھیو اے حبیب
یا الٰہی صد درود و صد سلام — ہو نبیؐ اور آل انکی پر مدام

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد سلیمان کی پیدائش

خاندانی حالات - واضح ہو کہ آنحضرت کا اسمِ مبارک خواجہ محمد سلیمان اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی زلیخا ہے - والد کا اسمِ مبارک ذکریا بن عبد الوہاب بن عمر خان بن خان محمد اور قوم کے جعفر افغان ہیں - جو مدانی قبیلہ کی ایک شاخ ہے - اور مدانی رحیم دانی کا مخفف ہے - بعض کہتے ہیں - کہ سالارانی قبیلہ میں سے تھے - آپ کا اصلی وطن موضع گڑگوجی[1] ہے - اور آپ اسی جگہ متولد ہوئے - آپ کا ایک بڑا بھائی یوسف نامی تھا - جو عین جوانی میں انتقال کر گیا - درحالیکہ ان کی شادی خانہ آبادی بھی نہیں ہوئی تھی - اُن کی قبر بھی موقع گڑگوجی میں ہے - آپ کی چار ہمشیرہ تھیں - اول بی بی حلیمہ جن کا نکاح اسمٰعیل جعفر سے ہوا - اُس کا فرزند محمد نامی ہے - جو کہ مدرب کے نام سے مشہور تھا -

دوم - بی بی حوا جس کے خاوند کا نام الیاس جعفر ہے - اور اُس کا بیٹا محمد کوگڑا تھا -

سوم بی بی فاطمہ کہ اس کا شوہر محمد جعفر تھا - جس کے صاحبزادہ کا نام محمد عمر تھا -

چہارم بی بی بالی - جس کی شادی ابراہیم خان جعفر سے ہوئی - اور اُس کے دو بیٹے صاحبزادہ نور محمد و عبد الرحمن جو خواجہ صاحب کے داماد ہیں - اور تیسرا بیٹا محمد عرف مڈی تھا - غرضیکہ حضرت صاحب کی چاروں بہنوں سے اولاد کثیر ہے جو کہ حضرت صاحب کی ہمسائیگی میں تونسہ شریف میں سکونت پذیر ہیں -

خداوند کریم نے آپ کو ولی مادرزاد پیدا کیا تھا - چنانچہ نقل ہے کہ ایک دن حضرت صاحب کی والدہ ماجدہ حضرت کی پیدائش سے پہلے ایک چشمہ سے جو گوڑ گوجی میں جاری ہے - اور وہاں کی عورتیں اسی جگہ سے پانی کا مشکیزہ بھر کر اپنے گھر کو واپس آ رہی تھیں - اتفاقاً راستے میں ایک فقیر جس کا لباس فقیرانہ اور زبان ہندوستانی تھی بیٹھا ہوا تھا - جب اس نے مائی صاحبہ کو دیکھا کہا سبحان اللہ - اس بی بی کے شکم میں بادشاہ دوجہان ہے - کہ اپنے عہد میں سلیمان زمان ہوگا - اور ہزارہا مخلوق کو فیض رسانی کریگا - اور جن و انس اس کے فیض سے

[1] آپ کا سن ولادت ۱۱۸۴ھ ہے - سال ولادت آنرا اسم اکبر پرسی + گر ہائے دورسازی خورشید دوجہان شد ۱۲ (ر - ب)

کیفیت آبا ہونگی - یہ بات کہہ کر وُہ فقیر روانہ ہو گیا - اور پھر کسی نے اس کو نہ دیکھا - بندہ
حاجی نجم الدین مؤلف مناقب المحبوبین نے یہ حکایت پہلے مسمی پیر بخش درویش سے
سُنی تھی - جو کہ بیان کرتا تھا - کہ میں نے کوہ درگ کی ایک باشندہ سے سُنا ہے کہ ایک شخص
(فقیر صوت نے) نہر گڑ گوچی پر جہاں سے عورتیں پانی بھرنے آتی تھیں - آکر ڈیرہ لگایا
تھا - اور ہر روز عورتوں کو دیکھتا تھا - ایک باشندہ موضع گڑ گوچی نے اس سے کہا - تو
نے یہاں کیوں ڈیرہ لگایا ہے - یہاں سے چلا جا - اور کسی دوسری جگہ ڈیرہ لگا -
یہ عورتوں کا گذرگاہ ہے - اس نے جواب دیا - کہ میں درویش ہوں - فکر نہ کیجیے - یہاں سے نا نقل
نہیں جاؤنگا" - الغرض اس شخص کو اس درویش پر بدگمانی سی ہوئی - اور وہ اس کی گھات
میں بیٹھ گیا - اور ہر روز جو عورتیں پانی بھرنے کے لئے آتی تھیں - سب کو دیکھتا تھا - ایک دن
جو حضرت خواجہ صاحب کی والدہ آئیں جب فقیر کی نظر اُن پر پڑی - تعظیم کیلئے سروقد
کھڑا ہو گیا - اور آداب بجا لایا - اور جب تک وہ نظر سے غائب ہوئیں - برابر کھڑا رہا - اسکے
بعد بیٹھ گیا - جو شخص اس کی گھات میں تھا - آیا اور بہت دریافت کیا - کہ تیری تعظیم کرنے
اور آداب بجا لانیکا کیا سبب ہے - اس درویش فرخندہ کیش نے جواب دیا - کہ اے
میاں تجھ کو خبر نہیں ہے کہ اس مائی کے شکم میں غوث دو جہان ہے - یہ ساری تعظیم
میں نے اسی کی کی ہے - کہ وہ دونوں جہانوں کا بادشاہ ہوگا - اور ہزاروں لوگ اس
کے سلسلہ مریدی میں منسلک ہونگے - یہ کہا - اور وہ فقیر ایک طرف کو چلا گیا -
بندہ نے جب یہ حکایت سُنی - تو اس کی تصدیق اور تصحیح کے لئے میاں غلام رسول
خانصاحب اور میاں شیر محمد کلروائی سے جو بڑا نیک بخت درویش اور ہمیشہ ذکر میں
مصروف رہتا تھا - اور آنحضرت کا مرید تھا - اور ایک مدت دراز سے آنحضرت کی خدمت
میں رہتا تھا - ملا شیر محمد مذکور نے کہا - کہ میں نے یہ قصہ ایک مخبر اور ثقہ آدمی کی زبانی سُنا
ہے - کہ مائی صاحبہ پانی بھر کر لا رہی تھیں - کہ دو درویش راستے میں ملے - اور ایک دوسرے
سے باتیں کرنے لگے - کہ تو جانتا ہے کہ اس مائی کے شکم میں والی دو جہان سلیمان
زمان ہے - ہزاروں لوگ اس سے فیض حاصل کریں گے - کاتب الحروف کا خیال

Marfat.com

یہ ہے کہ شائد ۳ دفعہ یہ امر ہُوا ہو۔ واللہ اعلم۔

لیکن کمترین مترجم ا۔ ب بلوچ کا خیال ہے۔ کہ حقیقت مین سب سے زیادہ صحیح اور راست بے کم و کاست وُہ بیان ہین۔ جو کہ خود آنحضرت کی والدہ ماجدہ نے مولوی یار محمد سوکڑی کے سامنے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمایا جس کو منتخب اور دیگر ملفوظات مین لکھا گیا ہے۔ کہ ایک دفعہ جب کہ آنحضرت آفتاب جہان ابھی برج محل مین تھے۔ کہ ایک درویش دروازہ پر مالک مکان کو پکارنے لگا جب خواجہ صاحب کے والد شریف دروازہ پر آئے۔ تو اُس فقیر نے السلام علیکم کہا۔ اور بعد خیر و عافیت کے کہا۔ کہ آپ کے گھر مین امیدواری ہے۔ خداوند کریم کے فضل و کرم سے فرزند نرینہ تولد ہوگا۔ جو کہ زائد العمر۔ کثیر البرکۃ اور قطب الاولیا اور غوث العرفا اور صاحب لنگر ہوگا۔ اور ایک دنیا اس کے فیض سے متمتع ہوگی۔ حضرت کے والد ماجد نے فقیر کو کھانا کھلایا۔ فقیر نے تھوڑا سا کھایا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ باقی آپ کھائین۔ اور عالم خانگی کو کھلائین۔ اس کے بعد وہ فقیر چلا گیا۔ اور نیز مائی صاحبہ نے عالم خواب مین بھی دیکھا تھا۔ کہ آفتاب جہان تاب آسمان سے اُتر کر میری گود مین آیا ہے۔ اور تمام گھر ہر چہار طرف روشن اور منور ہے۔ اور سینکڑوں لوگ مجھے مبارکبادی دے رہے ہین۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد ولادت آنحضرت ہوئی۔ اور فی الصدق وہ سورج ہی تھا جو کہ مائی صاحبہ کی گود مین آیا۔ (انتہی)۔

خواجہ صاحب نے پڑھنا شروع کیا

روایت ہے کہ جب آن حضرت نے دنیا مین قدم رکھا۔ تو آنحضرت کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ اور آپ یتیم رہ گئے۔ جب عمر شریف چہار سال [illegible] والدہ ماجدہ نے آپ کو میاں یوسف نام جعفر کے پاس پڑھنے بٹھایا۔ اور اُس نے قاعدہ عربی لکھ کر حضرت کو سبق دیا۔ کہتے ہین۔ کہ اُس نے ۱۵ سپارہ قران مجید سے زیادہ نہ پڑھا ہُوا تھا۔ اس کے بعد آپ اپنے ایک رشتہ دار سے جسے حاجی صاحب کہتے تھے اور جو ولی کامل تھا پڑھنے لگے۔ دن کو اُن کے مال مویشی کو جو زیادہ تر گوسالہ تھے۔

Marfat.com

چرائے۔ اور رات کو سبق پڑھا کرتے۔ کہتے ہین کہ حاجی صاحب کی بیوی بہت سخت مزاج اور بدخو تھی۔ حضرت صاحب سے ہمیشہ لڑتی۔ اور یہ پہلے صبر کرتے تھے۔ کچھ مدت تک حاجی صاحب سے پڑھتے رہے۔ اور حاجی صاحب اپنی کشف سے فرمایا کرتے کہ تو پہلے تونسہ شریف مین جاویگا۔ اور پھر کوٹ مٹھن اور پھر وہان سے ایک بزرگ سے بعیت کریگا۔ جس سے تجھ کو خلافت حاصل ہوگی۔ پھر تو تونسہ شریف مین واپس آکر خلق کو ارشاد الٰہی کریگا۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ تو صاحب اقبال ہوگا۔ اور صدہا لوگون کو تجھ سے فیض حاصل ہوگا۔

اور ساتھ ہی آپ کو تین وصیتین کین۔ اوّل۔ میرے لڑکے کی تعلیم کا خیال رکھین۔ دوم۔ جب تک زندہ رہے۔ اس کے خرچ خوراک لباس پوشاک کا بھی خیال رکھین سوم۔ اس لڑکے کی نزع کیوقت حاضر ہووین۔ اور شیطان لعین سے اس کے ایمان کی نگہبانی کرین۔ کیونکہ میرے مرنیکے بعد یہ درشت طبع بدمزاج عورت دوسری شادی کرے گی۔ اور یہ یتیم الطرفین رہ جاویگا۔ الغرض ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ حاجی صاحب نے فرمایا تھا۔ یعنی آپ بعیت خلافت اور نعمت حاصل ہونے کے بعد بحکم پیر خود تونسہ شریف مین اقامت فرما ہوئے۔ اور ہزارہا مخلوق خراسان۔ ہندوستان۔ عرب ترکستان وغیرہ اطراف سے آنی شروع ہوئی۔ اور لنگر اور فیض جاری ہوا۔ اس وقت آپ نے اپنے استادزادہ محمد مدر کو بلایا۔ اور اپنے زیر سایہ اس کی پرورش کی۔ حتیٰ کہ بیماری کے دنون مین آپ ہر روز اس کی عیادت کو جاتے۔ اور نزع کے وقت موجود تھے۔ درحالیکہ اُس کی زبان سے کلمہ شریف جاری تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اے مدر (مت ڈر) مین نے تیرے والد کی وصیت جو کہ میرا استاد تھا بجالائی۔ اب مین نے تجھے الخدا کے کیا۔ بعدہ اس کا انتقال ہوگیا۔ دیگر۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت صاحب حسب معمول جنگل سے گوسالے چرا کر آئے۔ اور جب اپنے استاد کے گھر مین پہنچے۔ تو وہ بدخو اور بدطبع عورت خواہ مخواہ خواجہ صاحب سے تکرار کرنے لگی۔ اور بہت حد سے زیادہ بکواس کرنے لگی۔ حضرت کو بھی اس کی ہر روزہ بے باکی سے غصہ آگیا۔ اُس کی ہانڈی اور مٹی کے اور برتن اور ظروف سب توڑ دیئے۔ اور اس طرح سے اُس کو اس کی دشنام

Marfat.com

دہی کا جواب دیا جب حاجی صاحب گھر میں آئے۔ تو وہ عورت بڑے مکر و فریب سے رونے لگی اور کہا کہ میرے سب برتن توڑ ڈالے ہیں۔ اور علاوہ اس کے مجھے بہت سی گالیاں دی ہیں۔ خواجہ صاحب نے اوّل سے لیکر آخر تک سارا قصہ اس کے فساد اور روزمرہ کی ایذا دہی کا بیان کیا جس سے حاجی صاحب نے اس تندخو عورت کو ندامت کرنی شروع کی۔ اور ساتھ ہی حضرت صاحب سے فرمایا کہ یہ عورت تجھے یہاں پڑھنے نہیں دیتی۔ جا میں نے تجھے حوالہ خدا کیا۔ تو جا کر اب تونسہ شریف میں میاں حسن علی کے پاس پڑھو۔ آخر حضرت صاحب اپنے اوستاد کے فرمان کے موجب تونسہ شریف میں آئے اور میاں حسن علی کے درس میں پڑھنا شروع کیا۔ چنانچہ آگے اُن کا ذکر بھی آئیگا۔ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے پہلے پہل ملاں یوسف سے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ پندرہ سیپارہ سے زیادہ نہیں پڑھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب نے بھی غالباً اتنے ہی اُن سے پڑھے ہوں گے اس کے بعد حاجی صاحب کے پاس قرآن شریف ختم کیا۔ اور فارسی بھی شروع کر کے ایک دو کتابیں بھی پڑھ لی تھیں۔ اس کے بعد تونسہ شریف میں رونق افروز ہوئے۔

دیگر۔ ایک اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھا۔ جو موضع لڑکوٹھی واقعہ ونگہ کا باشندہ تھا۔ قوم افغان تھا۔ پیشہ حجام کا کرتا تھا۔ اور چونکہ اس کو کشف و ثبوت زمان کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ اس واسطے کبھی کبھی کوئی عمدہ کھانا تیار کر کے حضرت کی خدمت میں لیجاتا۔ اور اپنے ہاتھوں سے اس شاہزادہ کی حجامت بناتا۔ اور خواجہ صاحب اس کو پتھر مارتے تھے۔ اور گالیاں دیتے۔ ایک دن ایک آدمی نے اس بزرگ حجام سے کہا۔ کہ تجھے کون سا نفع اور فائدہ ہے۔ کہ اس کیواسطے کھانا بھی تیار کرتا ہے۔ اور حجامت بھی بناتا ہے۔ اور وہ اس کے عوض گالیاں اور پتھر مارتا ہے۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی تجھے اس لڑکے کی حقیقت سے واقفیت نہیں ہے۔ یہ لڑکا مقبول حق اور محبوب خدا ہوگا۔ اور ایک زمانہ ایسا آئیگا۔ کہ تمام جہان اس کے فیض سے مستفیض اور اس کے نور سے منور ہوگا۔ اور یہ لقب فخر الاوّلین والآخرین ہوگا۔ اور یہی شخص میرا جنازہ پڑھیگا۔ اور اسی کی برکت سے خداوند کریم مجھے بخش دیگا۔ وہ شخص اس خبر کے سننے سے حیران ہو گیا۔ اور خاموش ہو رہا آخر جیسا کہ

اس حجام نیکنام نے اظہار کیا ہوا تھا۔ یعنی ایک مدت کے بعد حضرت صاحب اپنے ایک رفیق باران خان جعفر کے ساتھ قبلہ عالم مہاروی سے رخصت ہو کر اپنی والدہ کی قدمبوسی کیلئے وطن کو تشریف لے آئے۔ جب کوہ درگ میں جا رہے تھے۔ تو میوں کے شور و غل کی آواز کان میں آئی۔ باران نے کہا۔ کہ میں دریافت کروں کہ کون ہیں۔ شائید رہزن بلوچ ہوں۔ اور ہمیں کوئی نقصان پہنچے۔ جب اس نے جاکر دیکھا تو وہ جعفر افغان تھے اور ایک جنازہ آگے رکھا ہوا تھا۔ اور امام کے منتظر تھے۔ پس خواجہ صاحب اس جنازہ کے اوپر پہنچے۔ اور دریافت فرمایا کہ یہ کس کا جنازہ ہے۔ تو لوگوں نے کہا۔ یہ وہی شخص ہے۔ جو آپ کو ملیدہ کھلاتا۔ اور حجامت بناتا تھا۔ اور آپ اسی حالت طفلی میں پتھر مارتے تھے۔ اور برا کہتے تھے۔ حضرت صاحب نے اس کا جنازہ پڑھا اور اس کیواسطے دعائے مغفرت مانگی۔ کہتے ہیں۔ کہ وہ شخص جس نے دریافت کیا تھا۔ کہ تو کیوں اس لڑکے کی حجامت بناتا ہے۔ اتفاقاً اس وقت موجود تھا۔ اور جس وقت امام کی انتظار کر رہے تھے۔ تو اس کا دل انکاری ہو گیا تھا۔ کہ یہ بزرگ ہمیشہ کہتا تھا۔ کہ میرا جنازہ محمد سلیمان پڑھیگا۔ اب وہ کہاں۔ اسی خیال میں تھا۔ کہ خواجہ صاحب آگئے۔ اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اس شخص کو خواجہ صاحب کی اور اس بزرگ مرحوم کی بزرگی اور کمال کا پورا الیقین ہو گیا۔

خواجہ صاحب کا تونسہ شریف میں آکر پڑھنا

کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب اپنے استاد کے فرمان کے بموجب کوہ درگ سے تونسہ شریف آئے۔ تو میاں حسن علی کے مکتب میں پہنچے۔ اور بگی مسجد میں جو تونسہ کے بازار کے پاس تھی۔ اور راقم نے بھی یہ مسجد دیکھی تھی۔ اور ۱۲۷۴ھ میں یہ مسجد رود سنگھڑ سے منہدم ہو گئی ہے۔ آپ نے وہاں آکر پڑھنا شروع کیا۔ میاں حسن علی صاحب خواجہ صاحب پر بہت مہربانی فرماتے تھے۔ اور بڑی محبت سے سبق پڑھاتے تھے۔ اور چونکہ مکتب کے باقی لڑکے گدائی کر کے گذارہ کرتے تھے خواجہ صاحب کو بھی استاد نے گداگری کا ارشاد کیا۔ مگر آپ نے پہلے کبھی گداگری نہ کی تھی۔ الغرض استاد کے کہنے کے بموجب روانہ ہوئے۔ اور ایک بنیئے کے گھر گئے جہاں

Marfat.com

اُس کی عورت روٹی پکا رہی تھی۔ اور دستور ہے۔ کہ ہندو عورتین اپنی چولہے پر چوکہ دیتی ہین۔ اور کسی آدمی کو اس چوکا مین گھسنے نہین دیتین۔ خواجہ صاحب اس عورت کی پاس گئے۔ اور جاکر اُس سی روٹی طلب کی۔ اس غیر مذہب عورت نے تھوڑی سی دیر کی۔ حضرت صاحب اس کے چوکہ مین داخل ہوئے۔ اور اُس کی روٹیون مین سی ایک بڑی روٹی لیکر واپس مکتب مین آئے۔ وُہ عورت شور مچانے لگی۔ عین اسی وقت اس کا خاوند بھی آگیا۔ اور سید ھا میان حسن علی کے پاس جاکر فریادی ہوا۔ اور کہا کہ تمہارے شاگرد نے ہمارا چوکہ خراب کردیا۔ اور زبردستی روٹی اوٹھا کرلے گیا۔ یہ کیسا آدمی ہی کہ اس نے ہماری سب روٹیان خراب کردین۔ جو ہرگز ہمارے کام نہین آئین۔ میان حسن علی نے کہا کہ اے روہیلہ تونے یہ کیا کیا؟ آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے جو کہا تھا۔ کہ گدا کرکے لے آ۔ مین پہلے پہلے اس ہندو کے گھر گیا۔ اور اس کی عورت نے مجھے مانگنے پر روٹی نہ دی۔ تو پھر مین خود اٹھا کرلے آیا۔ اس کا اوستاد ہنس پڑا۔ اور کہا کہ تجھے گدا کرنا نہین آتا۔ اسکے بعد تو گدا کو نہ جایا کر۔ ہان اگر کوئی شخص مزدوری کیواسطے تجھے لے جائے۔ تو تو چلا جانا۔ اور جو کچھ مزدوری ملیگی۔ وُہ کتابون اور کپڑون کے خرچ کے کام آئیگی۔ چنانچہ ایک شخص سفید باف نے حضرت سے کہا۔ کہ اگر ہماری کام پر جاوے۔ تو تجھے ۲ دونگا۔ حضرت نے قبول کیا۔ بہت لوگ سندو نی والی چھپٹر پر جارہے تھے۔ حضرت صاحب انکی ہمراہ چلے گئے۔ تاکہ اس سفید باف کی جگہ کام کرکے ۲ وصول کرین۔ جب وہان گئے۔ تو سب مزدور کام مین مصروف ہوئے۔ اور حضرت ایک سنگ کلان پر بیٹھ گئے۔ جب کوئی ٹلا تمکو آتا۔ تو آپ اُس کو پتھر مارتے۔ اور اپنے پاس سی دُور کرتے تھے۔ اور کسی [illegible] کو پاس بھٹکنے دیتے تھے۔ جب وہ کہتے۔ کہ میان تو مزدوری کو آیا ہے۔ یا یہان بیٹھنے۔ مگر خواجہ صاحب کسی کی بات کو نہ سنتے تھے۔ پس مزدورون نے تاج خان کے پاس جو سند کا کاربرداز اور حاکم تھا۔ جاکر فریاد کی۔ کہ فلان سفید باف نے اپنی طرف سے اس ردسبد کو ۲ دیکر مزدوری کیواسطے بھیجا ہے۔ اور وہ ایک بڑی پتھر پر بیٹھا ہے

Marfat.com

اور کسی کو پاس نہین آنے دیتا ۔ اور نہ ہی کام کرتا ہے ۔ تاج خان منگور نے کہا اسی
کچھ نہ کہو ۔ جب شام کو سب مزدور اپنے گھر کو گئے ۔ حضرت صاحب بھی وہ ۲ر لیکر
قصبہ سنگر ڈھ مین آئے ۔ اور آرد گندم خرید کر کے سب کی روٹیان پکوائین اور پہلے
خود کھائین پھر باقی سب کی سب راہ خدا مین تقسیم کر دین ۔ اور جب اوستاد کیخدمت
مین حاضر ہوئے ۔ تو انہون نے پوچھا ۔ کہ ان ۲ر کو کیا کیا ۔ آپ نے جواب دیا ۔ کہ آرد
گندم لیکر سب کی روٹیان پکوائین ۔ تھوڑا خود کھایا ۔ باقی فی سبیل اللہ تقسیم کر دیا ۔
اوستاد نے کہا کہ ۲ر کو ایک ہی دفعہ کیون خرچ کر دیا ۔ ان دنون مین ۲ر کے پانچ ٹکے
ہوا کرتے تھے ۔ اور غلہ ارزان تھا ۔ بہت سا آرد ملا ۔ حضرت نے سب آٹا پکا کر خیرات
کر دیا ۔ جب میان حسن علی ان کو ملامت کرنے لگا ۔ تو آپ نے جواب دیا ۔ کہ مجھے کیا خبر
اس سفید باف نے کہا تھا ۔ کہ تیری روٹی ہو جاویگی ۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آٹا ارزان ہی
اور چودہ روٹیان ہونگی ۔ اسکے بعد اوستاد نے فرمایا کہ اس کے بعد تو مزدوری پر
نہ جایا کر ۔ اور روٹی میرے گھر کھالیا کر ۔ دیگر ۔ ایکدن خواجہ صاحب اپنے اوستاد
کے ارشاد کے بموجب گھاس کا گٹھا لیکر بازار مین بیچنے گئے ۔ ایک شخص ۱/۲ پیسہ
دیتا تھا ۔ مگر آپ نے اُسے نہ دیا ۔ اس کے بعد ایک آدمی آیا ۔ اور اس نے ۱/۴ پیسہ
کی کوڑیان دین ۔ تو آپ نے وہ کوڑیان دیکھ کر وہ گھاس اس کے حوالہ کر دیا ۔ غرض
دنیا سے اس قدر بیخبر تھے ۔ اور روز ازل سے رب تعالیٰ نے انکو مال و دولت کی
محبت سے آزاد کیا ہوا تھا ۔

دیگر ۔ بگی مسجد کے قریب جہان کہ حضرت صاحب تعلیم پاتی تھی ایک جولا ہی
خواجہ صاحب کو ایک نان خرد جس کو وظیفہ کہتے ہین ۔ دیا کرتی تھی ۔ اور حضرت
صاحب روز مرہ اس کے گھر وہ وظیفہ لانے کیلئے جایا کرتے ۔ ایک رات حسب
معمول وہان گئے ۔ اور چولہے کی قریب بیٹھے ہوئے تھے ۔ ایک کژدم نے جو دیوار پر
جا رہا تھا حضرت کی انگلی پر ڈنگ مارا ۔ اور آپ کو صرف اس قدر معلوم ہوا ۔ کہ
کوئی کانٹا چبھا ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ کیا اے مائی ۔ یہان کانٹے پڑے ہین

دنیا سے بیخبری

بچھو کا ڈنگ مارنا

128310

مجھے انگلی پر ایک کانٹا لگا ہے جب دن ہوا تو دیکھا۔ کہ وہاں بچھو مرا پڑا ہے۔ یعنی اُس کی زہر نے حضرت پر کوئی اثر نہ کیا۔ بلکہ وُہ خود مر گیا۔ دیگر۔ ایک رات تونسہ شریف مین زمیندار لوگ طوائف کا ناچ کراتے تھے۔ اور چونکہ حضرت صاحب ابھی کم سن تھے۔ اور شرع کے احکام سے پوری واقفیت نہ تھی۔ آپ بھی اس طوائف یعنی کنچنی کے تماشہ دیکھنے کیواسطے گئے۔ جب رات بہت گذر گئی۔ تو خواجہ صاحب کو اُسی جگہ نیند آ گئی۔ اور وہین سو گئے۔ جب تماشبین لوگ گھر چلے گئے رات کو حضرت صاحب نے خواب مین دیکھا۔ کہ ایک سفید ریش بزرگ نے حضرت کے مُنہ پر طمانچہ مارا۔ اور فرمایا کہ تو کیون اسجگہ تماشہ دیکھنے کے لئے آیا۔ اور غیر شرع کام کیا جب خواب سے بیدار ہوئے۔ تو طمانچہ کا اثر رخسار پر ویسا ہی تھا۔ مُدت کے بعد جب حضرت قبلہ عالم مہاروی سے بیعت ہوئے تو پہنچانا۔ کہ یہ وہی صورت ہے۔ جس نے مجھے تونسہ شریف مین طمانچہ مارا تھا۔ خاکسار نے یہ حکایت پہلے صاحبزادہ نور بخش صاحب سجادہ نشین قبلہ عالم سے سُنی تھی۔ اور وُہ فرماتے تھے کہ مولوی شہسوار صاحب جو حضرت صاحب کے ایک دوست تھے۔ میرے روبرو کہتے تھے۔ کہ خود مین نے خواجہ صاحب سے یہ حکایت سُنی ہے۔ دیگر۔ ایکدن حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ ایک دفعہ میرے اوستاد میان حسن علی جی نے مجھے سات عدد گوسفند حوالے کئے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ سات گوسفند تمہارا ہے۔ اور باقی چھ ہمارے ہین۔ سبق پڑھنے کے بعد تو اُن کو جنگل مین لیجا کر چرایا کرو۔ موسم سرما مین انکو ذبح کر کے کھائین گے۔ مین نے انکے فرمان کے بموجب عمل کرنا شروع کیا۔ ایک دن حسب معمول ان کو چرا کر گھر لا رہا تھا۔ کہ راستے مین دو بھیڑیے ملے۔ جو گوسفندون کے درمیان آ پڑے۔ مین نے اپنے گوسفند کو اپنے رانون کے درمیان پکڑ رکھا۔ اور باقی گوسفندون کو اُن بھیڑیون نے زخمی کر دیا۔ اور کئی کاٹ کھائے۔ اور چند بھاگ کر جھوک والی پر پہنچ گئے۔ چونکہ رات ہو گئی تھی۔ مین سیدھا اپنے میان جی کے مکان پر آیا۔ تو میان جی نے پوچھا۔ کہ دُنبے کہان گئے۔ مین نے کہا کہ صاحب!

سفید ریش بزرگ

گوسفند

Marfat.com

اُن کو بھیڑیے کاٹ کر کھا گئے۔ اور اس گوسفند کو مَیں نے اپنی رانوں میں رکھ کر اُن سے بچایا ہے۔ دیگر حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ جس وقت ہم تونسہ شریف میں میاں حسن علی کے پاس پڑھتے تھے۔ اس وقت بارھوین صدی تھی۔ اس وقت کے لوگوں کو اس قدر مال کی محبت نہ تھی۔ جیسا کہ آج تک تیرھوین صدی میں ہے اور یہ بدگمانی و فریب مکر۔ بددیانتی۔ دغا۔ اور امانت میں خیانت بھی ایسی نہ تھی۔ جیسی کہ آج کل ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ ہم چند لڑکے جب کہ وہاں پڑھتے تھے ایک شخص کنجر مبلغ گیارہ روپے ہمارے پاس لایا۔ اور کہا کہ مَیں کسی جگہ جاتا ہوں میری یہ امانت تمہارے پاس ہے۔ سب نے کہا۔ کہ اس طاقچہ میں ڈالدے۔ وُہ آدمی اس ہی ڈال کر چلا گیا۔ اور بہت مدت کے بعد واپس آیا۔ ہم اس عرصہ میں اُن روپیوں سے کھیلتے تھے۔ اور پھر وہیں طاق پر رکھدیتے تھے۔ جب وہ آیا۔ اور اپنی امانت طلب کی۔ ہم نے کہا۔ کہ اسی طاق پر پڑے ہیں۔ جہاں کہ تو رکھ گیا تھا۔ اُس نے اپنی روپیوں کو گنا۔ تو پورے تھے۔ دیگر میاں عبداللہ کھوکھر جو کہ آنحضرت کا غلام اور مُرید ہے۔ اپنے والد احمد کھوکھر کی زبانی روایت کرتا ہے کہ ایک دن خواجہ صاحب اپنے اوستاد کے فرمان کے بموجب جو کہ بڑے نیکبخت اور مولانا نور محمد صاحب نارووالہ کے مُرید تھے۔ موضع سوکڑ سے جو کہ تونسہ شریف سے دو کوس جنوب کی طرف ہے۔ کسی کتاب لینے کیواسطے گئے ہوئے تھے۔ اتفاقاً مولوی نور محمد صاحب نارووالہ بھی سوکڑ میں تھے۔ اور اُن کو حاجی پوروالہ صاحب بھی کہتے تھے۔ اور تحصیل سنگھڑ میں آپ کے مرید بکثرت تھے۔ اور غوث زمان کے آنے اور اقامت فرمانے کے بعد سب لوگ آنحضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن کے خلیفہ اعظم حافظ جمال الدین علیہ صاحب ملتانی بھی سنگھڑ میں ہمیشہ آیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب کتاب لیکر سوکڑ سے تونسہ شریف کو آرہے تھے۔ دونوں (قران السعدین) کی ملاقات رستے میں ہوئی۔ جب مولانا صاحب کی نظر خواجہ صاحب پر پڑی تو گھوڑے سے اُتر پڑے اور معانقہ کیا۔ باوجودیکہ

Marfat.com

پہلے کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی۔ اور باہمی شناخت نہ تھی۔ مگر قیافہ سے پہچان لیا۔ چند منٹ کی گفتگو کے بعد نارووالہ صاحب نے گھوڑے پر خواجہ صاحب کو سوار کیا۔ اور خود باوجود پیری و ضعیفی پاپیادہ جاتے تھے۔ میاں احمد کھوکھر نے جو کہ نارووالہ صاحب کا مرید تھا۔ جب دیکھا کہ مولنا صاحب بہت دور تک پیادہ پا چلے۔ چل کر کہا۔ کہ اے روہیلہ نوجوان برجستہ گھوڑے پر سوار ہے۔ اور مولانا صاحب پیدل آرہے ہین تیرا عقل اور ہوش کہان گیا ہے۔ کہ تونے ایسے مشائخ دیرینہ سال لطیف مزاج کو پیادہ کیا ہوا ہے۔ جلدی اُتر آ۔ اور ان کو سوار کر حضرت صاحب نے میری بات نہ سنی۔ اور وہ ویسے ہی سوار ہوکر چلے گئے۔ آخر اپنے پیر کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ اے قبلہ عالم! یہ مرد روہیلہ جسیم اور لحیم قوی تن ۱½ کوس کے قریب سوار ہوا ہے۔ اب خود بدولت اسپ پر سوار ہو وین نارووالہ صاحب نے بڑے غصہ سے میری طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ دور ہو۔ اور خاموش رہ۔ تجھے اس سے کیا مطلب اور کیا سروکار ہے ع قدرِ گوہر شاہ بداند یا بداند جوہری ٭ مین خجل ہوکر خاموش ہو رہا۔ جب تولنسہ شریف مین پہنچے۔ تو نارووالہ صاحب چارپائی پر لیٹ گئے۔ اور ہر ایک شخص مولنا صاحب کو مُٹھی بھرتا تھا۔ اور مین اُس امر کی خجالت اور خوف سے دُور بیٹھا ہوا تھا۔ جب سب چلے گئے۔ مین نے بھی گھر جانیکا ارادہ کیا۔ مولنا صاحب نے مجھے انگلی کے اشارہ سے بُلوایا۔ اور کہا کہ بیٹھ جا۔ مین بیٹھ گیا۔ تو آپنے فرمایا۔ اے میان احمد جی۔ آفرین صد آفرین! امرید صادق کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ کہ تمنے میرے سوار ہونیکواسطے راستے مین کہا تھا۔ یہ تمہاری کمال محبت اور فرط اعتقاد تھا۔ جو میری نسبت ظہور مین آیا۔ لیکن تمکو اس روہیلہ مرد کی شان اور درجہ معلوم نہین ہے۔ یہ وہ آدمی ہے۔ کہ کچھ مدت کے بعد تو خود اسکے نور فیض سے منور ہوگا۔ بلکہ تیری اولاد اور تمہارا سارا خاندان آنحضرت کا مرید ہوگا۔ یہ وہ شخص ہے کہ ملایک آسمانی اسکی تعظیم کرتے ہین۔ اور اس کے سر پر نور برساتے ہین۔ اور اسکی رکاب پکڑنے کے آرزومند ہوتے ہین۔ پس وہ پیادہ چلے۔ اور مین سوار ہوں۔ یہ کیونکر جایز اور روا ہے۔ آخر ایسا ہی ہوا جب آپ نعمتِ خلافت سے مشرف ہوئے۔ تو تولنسہ شریف مین اقامت اختیار کی۔ میان احمد کھوکھر کو آنحضرت کی مجلس سے ایکدم بھی چین نہ آتا تھا۔ ایکدن اپنے بیٹے محمد کو جو کہ ابھی لڑکا تھا۔ لیکر آنحضرت کی مجلس مین بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپنے فرمایا۔

Marfat.com

که یه لڑکا ہمارا ہے کسی دوسری جگه اسکو نه لیجانا - آخر اس کو آنحضرت کا غلام اور مرید بنایا - اور نیز
اسکے اور لڑکے اور عبد الله کھوکھر وغیرہ سارا خاندان آنحضرت کا مرید ہوا - اور اس مولوی محمد
کو جو که احمد کھوکھر مذکور کا بیٹا تھا حضرت صاحب نے مینه وسا آوا کے لقب سے ملقب فرمایا - اور
اس پر بہت شفقت اور لطف فرماتے تھے - اور وہ حضرت کا ایک مقرب بن گیا چنانچه موقع
موقع پر اسکا ذکر بھی آویگا مولانا روم فرماتے ہین -

ہر سحر بانگ سلیمان در خروش	تا که آید طالبے اندر بجوش	بانگ مے آید که اے طالب بیا
جود محتاج گدایان چون گدا	ہین بیا اے طالب دولت شتاب	که فتوح است این زمان و فتحباب
آینه تو طالب نه تو ہم بیا	تا طلب یابی ازین یار وفا	چون سلیمان از دلت آگاه شد
از دل تو تا دل او در راه شد	آن کسے کو بانگ موران بشنود	ہم ز دور راه و سر ہر جان بشنود

دیگر غرض مدت مدیتک خواجه صاحب میان حسن علی کے پاس پڑہتے تھے - چند فارسی کتب
وہان پڑھین - میان غلام رسول خان ماکوافغان نے جو که حضرت کا خاص غلام ہے - اور غوث
زمان کا مرید مخصوص ہے - راقم سے بیان کیا - که مین نے اپنے اوستاد مولوی افضل کی زبانی سنا
ہے - که مین اور خواجه صاحب ابتدائے حال مین تونسه شریف سے دپند نامه شیخ عطار رحمہ
کا سبق پڑہتے تھے - اور دونو ہم سبق تھے - اسوقت مین دیکھتا تھا که حضرت صاحب کبھی کبھی
مجذوبون کیطرح دیرتک آسمان مین ٹکٹکی لگائے بیٹھے رہتے تھے - اور جب سبق پڑہتے ایک ایک
دو دو ورق پڑھ لیتے - اور نیز میان غلام رسول اپنے استاد کی زبانی بیان کرتے تھے - که جسوقت
حضرت صاحب اپنے پیر و مرشد خواجه نور محمد صاحب مہاروی کی بیعت اور خلافت سے مشرف
ہوئے - اور ایک دفعه اپنے وطن کوہ ورگ کیجا رہے تھے - اتفاقاً حضرت نارووالہ صاحب حافظ
جمال الدین اور آنحضرت تینون خلیفے تونسه شریف مین ایک جگه اکٹھے ہوئے - اسوقت
نارووالہ صاحب کا ڈیرہ میان احمد کھوکھر کے گھر تھا - اور دو نو خلیفے یعنی حافظ صاحب اور
خواجه صاحب اسی جگه بیٹھے تھے - مولوی محمد صالح سکنه دارہ شاہ مشرقی بھی موجود تھا - اور وہ
علم موسیقی مین کمال رکھتا تھا - ایک غزل گانے لگا - پہلے حافظ صاحب کو وجد ہوا - اور دیر
تک رہا - آپنے اپنے کپڑے اسی کو دیدئے - پھر خواجه صاحب کو ایسا وجد طاری ہوا - که آپ کا

Marfat.com

سر کبھی چھت سے جا لگتا تھا۔ تو کبھی دیوار سے ٹکراتا تھا۔ اُن کے افاقہ کے بعد مولنا صاحب کو وجد طاری ہوا۔ مولوی محمد افضل کا بیان ہے۔ کہ مین اُسوقت آپکی مٹھی بھرتا تھا۔ آپ کا بدن ایسا سخت ہوگیا تھا۔ کہ بیان نہین کرسکتا۔ بہت دیر کے بعد آپنے اس آدمی کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بس کرے۔ وہ آدمی غزل گانے سے خاموش ہوگیا ؛

حضرت خواجہ صاحب کا موضع لانگہ مین پڑھنا

واضح ہووے۔ کہ حضرت صاحب نے (تونسہ شریف سے پانچ کوس مشرق برلب دریا) موضع لانگہ مین بھی کچھ مدت طالبعلمی کی ہے۔ اور مولوی ولی محمد صاحب سے وہان پڑھتے رہے ہین مولویصاحب قوم ارائین کے ہین۔ راقم امسال جو ۱۲۷۳ھ ہے۔ مرشدی مولائی خواجہ محمد سلیمان کی مزار پُرانوار کی زیارت کیواسطے تونسہ شریف کو جارہا تھا۔ جب موضع لانگہ مین پہنچا جو کہ دریاے سندہ کے کنارہ پر ہے۔ تو مین نے اس مسجد کو بھی جاکر دیکھا۔ جس مین حضرت صاحب طالبعلمی کرتے تھے۔ گنبددار اچھی پختہ مسجد ہے۔ دوپہر کے قریب مین نے اور میان غلام رسول خان نے وہین ڈیرہ لگایا۔ اور یہ حکایت وہان ہی سنی۔ واضح رہے کہ بعد مین دریا کی طغیانی سے یہ مسجد دریا برد ہوگئی ؛

دیگر۔ میان غلام رسول خان اور میان شیر محمد کلروائی نے بیان فرمایا۔ کہ جسوقت خواجہ صاحب یہان پڑھتے تھے۔ ایک ہندو عورت کی ایک چھوٹی سی لڑکی تھی جسکے دونو ہاتھ پاون شل ہوگئے تھے۔ ایکدن وہ اُس لڑکی کو خواجہ صاحب کی خدمت مین لیکر طالب دُعا ہوئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ تو ہمیشہ اس مسجد مین آکر چراغ جلائیگی۔ اور جہاڑو دیا کریگی۔ تو انشاءاللہ تیری یہ لڑکی اچھی ہوجاویگی۔ اس عورت نے ویسا ہی کیا۔ لڑکی اچھی ہوگئی۔ اور اسکی شادی ہوگئی اور اولاد بھی پیدا ہوئی۔ دیگر ایکدفعہ مولوی محمد یار خلف مولوی ولی محمد صاحب [illegible] صاحب کی قدمبوسی کیلئے تونسہ شریف مین آیا۔ وہ بھی حضرت کا مرید تھا۔ آپنے اُسکو دیکھتے ہی لانگہ مین اپنے پڑھنے کا زمانہ یاد فرمایا۔ اور زبان گوہر فشان سے فرمایا۔ کہ ایکدفعہ مین حسب فرمان اُستاد دائرہ دین پناہ سے کسی کتاب لینے کیواسطے گیا۔ صالح محمد قریشی بھی ہمراہ تھا۔ رستے مین ایک گہرا نالہ آیا۔ جسکا پانی بہت عمیق تھا۔ اور پانی ہے لبالب بھرا ہوا تھا۔ اور ہم دونو

شناوری نہ جانتے تھے۔ آخر ایک درخت دیکھا۔ جو کہ شمالی کنارہ پر تھا۔ اور اسکی بعض شاخین
جنوبی کنارہ کے اوپر تھین۔ مین نے کہا کہ آ۔ اس درخت پر چڑھکر ان شاخون سے پھلانگیں
امید ہے کہ اس طرح سے اس نالہ کو عبور کرلینگے۔ اُس نے کہا۔ کہ صاحب پہلے آپ ایسا کریں
کیونکہ ایسا نہ ہو۔ کہ میری ٹانگ یا پنڈلی ٹوٹ پڑے۔ اگر آپ سلامتی سے دوسرے کنارہ پر پہنچ گئے اور
آپکے کسی عضو کو کوئی نقصان نہ ہوا۔ تو مین بھی ایسا کرونگا۔ آخر آپنے فرمایا۔ کہ مین درخت پر چڑھا
اور دوسرے کنارہ پر بغیر کسی قسم کے ضرب و تکلیف کے پہنچ گیا۔ اور پھر اُس قریشی نے بھی ایسا
ہی کیا۔ اسکے بعد آپ نے پوچھا۔ کیون میان محمدیار! وہ دونون بیری کے درخت جن مین سے
ایک شیرین اور دوسرا ترش تھا۔ موجود مین یا نہیں۔ جو کہ لانگہ کے لوگون نے درویشونکے کہانے
کیواسطے جدا کئے ہوئے تھے۔ اُس نے عرض کی قبلہ! اب تک وہ موجود ہین پھر فرمایا۔ کہ
ایکدن مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ تم اور میان صالح محمد قریشی دونو جاؤ۔ اور ان بیری کے درختونکو
جہاڑکر اچھے اچھے بیر چن کر لاؤ۔ جب وہان گئے۔ اور بیر جمع کرنے لگے۔ تو اوس قریشی نے مجھے
کہا کہ میان! اچھے اچھے بیر خود نوش کرین۔ اور کچے پکے وہان لیجائین۔ نہین تو اوستاد صاحب
بیر دوبارہ ہمین یہان بھیجینگے۔ لیکن مین نے قبول نہ کیا۔ کیونکہ یہ خیانت تھی +

دیگر ایک دفعہ وہی میان محمدیار خواجہ صاحب کی خدمت مین عرض کرنے لگا۔ کہ غریب نواز
علاقہ کے لوگ مجھ سے سخت کینہ و فساد رکھتے ہین۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ ہر انسان مین کچھ نہ کچھ
قابلیت اور کرامت ہوتی ہے۔ جسکے سبب عوام الناس اس سے عناد و فساد رکھتے ہین۔ اُس نے
عرض کی۔ کہ قبلہ! مجھہ مین تو کوئی قابلیت اور کرامت نہین ہے۔ پھر حیران ہون کہ لوگ کیون
حسد کرتے ہین۔ تو آپ نے فرمایا۔ میان! یہ قابلیت اور کرامت تین قسم کی ہے۔ اول کہ مقبول
آدمی کو ہر شخص جانے۔ اور خود بھی جانتا ہو۔ **دوم**۔ وہ تو جانتا ہو۔ کہ مقبول حق ہو۔ مگر لوگونکو
معلوم نہ ہو۔ **سوم** نہ اُسے معلوم ہو۔ کہ وہ مقبول حق ہے۔ اور نہ ہی لوگون کو معلوم ہو۔ راقم
کا خیال ہے۔ کہ یہ گروہ سوم پوشیدگان ہین جو کہ اولیا اللہ کی ایک قسم ہے۔ اور میرے خیال
مین چوتھی قسم یہ ہے۔ کہ لوگ تو جانین کہ وہ مقبول ہے مگر اُسے خود معلوم نہ ہو۔

حضرت صاحب کا کوٹ مٹھن جانا۔ اور خواجہ نور محمد مہاروی سے بیعت فرمانا

Marfat.com

حضرت صاحب چند مہینے موضع لانگہ میں نظم پڑھتے رہے۔ اسکے بعد آپ کو علم عربی کا شوق پیدا ہوا۔ اور مِٹھن کوٹ میں جاکر قاضی احمد علی صاحب خلف قاضی عاقل محمد صاحب کے مدرسہ میں عربی کی تحصیل کرنے لگے۔ اور چند سال اسی جگہ رہے۔ اور قطبی تک پڑھے ان دنوں خواجہ صاحب مہاروی کے اوچ میں آنے کی خبر مشہور ہوئی۔ اور آپ میاں احمد علی صاحب کے ساتھ وہاں جاکر حضرت قبلہ عالم سے بیعت ہوئے

دیگر حضرت صاحب نے جب علم فقہ پر عبور کر لیا۔ تو آپ کو شرع کا بہت پاس تھا جب کسی شخص بے شرع کو دیکھتے۔ یا کوئی امر خلاف شرع دیکھتے۔ تو بہت ناراض ہوتے۔ بلکہ حتے الامکان امر معروف کی تلقین کرتے۔ چنانچہ آپنے بیان فرمایا۔ کہ قبلہ عالم کی بیعت ہونیسے پہلے ایکدفعہ کوٹ مٹھن میں ہم نے سُنا۔ کہ راس دھاری جو کہ امرد خوبصورت ہوتے ہیں۔ اور کنچنیوں کی طرح ناچتے ہیں۔ کوٹ مٹھن کے بازار میں رقص کر رہے ہیں۔ اور میں اسوقت مطالعہ کتاب میں مصروف تھا۔ جب یہ خبر سُنی۔ تو مقراض ہاتھ میں لیکر وہاں گیا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ اس امرد ناچنے والے کی زلفیں ایک طرف سے دور تک کٹی ہوئی تھیں۔ میں نے کان کے قریب سے اس کے بال کتر دیئے۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ اسکے کان کا ٹکڑا بھی ساتھ کٹ گیا ہے۔ میں نے کچھ پروا نہ کی اور ذرا بھی خوف نہ ہوا۔ دیگر زبانی میاں عبدالشکور خلیفہ خواجہ صاحب روایت ہے کہ مولانا فخرالدین صاحب نے حضرت قبلہ عالم مہاروی کو فرمایا تھا۔ کہ ایک کوہستانی شہباز آئیگا۔ کسی نہ کسی طرح اسکو جال میں پھنسائیو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ شہباز کسی دوسرے کے جال میں پھنس جاوے کیونکہ وہ ہماری نعمت کا مالک ہوگا۔ اور اپنے وقت کا سلیمان ہوگا۔ اس لئے خواجہ نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ ہر سال جانب جنوب و مغرب اوچ شریف اور کوٹ مٹھن شریف کو تشریف لیجاتے۔ اس اُمید پر کہ وہ شہباز کسیطرح میرے جال میں پھنسے۔ یعنی مجھسے بیعت ہو لیکن آپنے یہ راز کسی سے نہ بتایا تھا۔ سوائے میاں محمد حسین مرحوم۔ جو کہ قبلہ عالم کا بے تکلف یار اور محرم اسرار تھا۔ دیگر مولوی غلام رسول جنیر سکنہ بہاولپور نے جو کہ حضرت خواجہ صاحب کا با اعتقاد مرید ہے۔ راقم حروف کے آگے بیان کیا۔ کہ میں نے اپنے رشتہ دار مولوی محمد حسین جنیڑ سے جو کہ قبلہ عالم مہاروی کا بڑا معتقد مرید تھا۔ اور بالخصوص ان کا محرم راز تھا۔ یہ سُنا ہے۔ کہ جب حضرت بستی لوہی

Marfat.com

محمد حسین مین جو کہ بہاولپور کے قریب ہے۔ ایک رات آ کر رہے۔ تو مجھے فرمایا۔ کہ اے محمد حسین آپ کو
معلوم ہے کہ مین ہر سال اس ملک مین کیون آتا ہون۔ انہون نے کہا۔ کہ صاحب آپ خود فرماوین
اس پر آپنے اظہار فرمایا۔ کہ مین ایک شہباز کے شکار کیلئے آتا ہون۔ کہ کسی طرح وہ شہباز میرے
جال مین پھنسے۔ اور یہ فرمودہ حضرت مولٰنا فخر الدین صاحب کا ہے۔ تم بھی دُعا کرو۔ کہ جلدی
سے مجھے وہ شہباز ملے۔ پس اُس سال کہ خواجہ صاحب نے حضرت قبلہ عالم سے بیعت کی۔ تو آپ
نے فرمایا۔ کہ اے میان محمد حسین ہم کو مبارک دو۔ کہ وہ شہباز اس سال ہمارے دام مین پھنس گیا۔
دیگر مین نے مولوی غلام رسول مذکور اور صاحبزادہ نور بخش صاحب اور دیگر معتبر آدمیون کی
زبانی سنا ہے۔ کہ جن دنون خواجہ صاحب کوٹ مٹھن مین تحصیل علم کرتے تھے۔ ان دنون
مین حضرت قبلہ عالم صاحب اوچ مین تشریف لے آئے۔ تو قاضی احمد علی صاحب پسر قاضی
عاقل محمد صاحب خلیفہ اعظم خواجہ نور محمد صاحب اور درویش اور فقرا انکی زیارت کیلئے وہان
تشریف لیگئے۔ حضرت صاحب بھی انکے ہمراہ تھے۔ لیکن یہ سنا تھا۔ کہ قبلہ عالم سرود سُنا کرتے
ہین۔ اور سرود پر اُنکو وجد اور رقص ہوتا ہے۔ اس خیال پر کہ حضرت صاحب طالب العلم تھے۔
احتساب کی نیت سے کمر مین چھری باندھ لی۔ اور دل مین یہ ارادہ کرکے روانہ ہوئے۔ کہ ضرور
قبلہ عالم سے احتساب کرونگا۔ اور ان کو سرود سُننے سے منع کرونگا۔ کہ سرود شرع مین حرام ہے
وہ کیون سنتے ہین۔ راستے مین ایک شخص ملاقی ہوا۔ جس نے چادر مین کھجورین باندھی ہوئی تھین
خواجہ صاحب نے اس سے دریافت کیا۔ کہ تو کہان جاتا ہے۔ اس نے کہا۔ قبلہ عالم میرے پیر و مرشد
ہین۔ انکی زیارت اور یہ رطب انکی نذر کیواسطے لئے جاتا ہون۔ آنحضرت نے اس سے نصف
حصہ کھجورونکا جبرًا لے لیا۔ اور اگرچہ وہ شخص کتنا ہی مزاحم ہوا۔ مگر انہون نے نہ مانا۔ اور بعد اسکے
جب کچھ فاصلہ چلے۔ حضرت نے وہ باقی آدھا حصہ بھی اس سے چھین لیا۔ جب بلدہ اوچ
مین پہنچے۔ ہر کوئی حضرت قبلہ عالم کی زیارت کیواسطے گیا۔ مجلس عالی مین ایک شخص تھا۔ جسکا
نام مقبول ریگلہ تھا۔ جو کہ صاحب وجد و ذوق و شوق اور قبلہ عالم کا صادق مرید تھا۔ اسوقت حالت
وجد مین تھا۔ اور جسم مین اچھا توانا اور مضبوط تھا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ مین دور کھڑا ہوا
تھا۔ اور مین نے خیال کیا۔ کہ یہی ہمارے قاضی صاحب کا مرشد ہے۔ اور یہ موقع احتساب کا

Marfat.com

نہین ہے - جبکہ یہ ہوش مین آویگا - توضرور اس سے مناظرہ کرونگا - اور اسے امر معروف کی تلقین کرونگا - اس عرصہ میں لوگ ایک اور شخص کی پاؤن پڑتے تھے - اب مین نے معلوم کیا - کہ اُن کا مرشد یہ درویش نہین ہے - اسواسطے اس سے بھی مین اکیلے ہوکر احتساب کرونگا - میں اسی خیال مین تھا - کہ آواز آئی - کہ مخدوم نوبہار سجادہ نشین حضرت سید جلال قبلہ عالم کی بیعت ہونے کیواسطے چلے آتے ہین - حضرت صاحب فرماتے تھے - کہ مین نے خیال کیا - کہ یہ شخص جادوگر ہے کہ سحر اور جادو کے زور سے خلق کو تسخیر کر رہا ہے - اور اس مخدوم پر سحر کیا ہے - جو کہ اسکا مرید بننے کیلئے آرہا ہے - اس عرصہ مین مخدوم صاحب آگئے - اور قبلہ عالم وہان سے اُٹھ کر بارگاہ سید جلال مین پہنچے - تاکہ انکو جد بزرگوار کی خانقاہ مین بیعت کرین - ساری مجلس اُٹھ کھڑی ہوئی جب مین اُٹھا - اچانک قبلہ عالم کی آنکھ مجھ پر پڑی - میرا ہاتھ پکڑ لیا - اور خانقاہ مین لیگئے - مین نے گمان کیا - کہ یہ جادوگر اب مجھ پر بھی جادو کرنے لگا - مگر انکے ہاتھ کے پکڑنے سے مجھ مین ذرا بھی طاقت اور ہوش نہ رہا - کہ کچھ کہتا - حضرت صاحب نے پہلے مخدوم صاحب کو بیعت کیا - اور اسکے بعد سید جلال کی مزار کے سرہانے مجھے بیعت فرمایا - اور وظیفہ بھی تلقین کیا - مین نے اپنے دل مین کہا - کہ میں یہ وظیفہ ہرگز نہین پڑھونگا - الغرض جب مین درگاہ سے واپس آیا - مجھے کوئی ہوش نہ تھا - اور مین بے اختیار ہوگیا تھا - جب وقت نماز آیا - نماز ادا کی - اور وظیفہ جو فرمایا تھا - میرے پاس تسبیح نہ تھی - ایک اینٹ کو توڑا - اور سنگریزہ بنا کر ان کو ایک سو گن لیا - اور اُنپر وظیفہ پڑھا - اس دن سے میری حالت دگرگون ہوگئی - راقم نے یہ قصہ بعینہ حضرت نوربخش صاحب مرحوم سجادہ نشین قبلہ عالم سے سُنا ہے - اور ایکدن حضرت خواجہ صاحب اپنے مرشد قبلہ عالم کی خانقاہ والی مسجد مین نشست فرمائے تھے - اور کمترین بھی بیٹھا تھا - کہ حضرت صاحب حافظ غلام مرتضے جو کہ مولوی غلام حسن کھٹی کا چھوٹا بھائی ہے - [illegible] کی اور چونکہ مین بہت قریب تھا - سارا قصہ سن رہا تھا - کہ آپنے فرمایا - کہ حضرت قبلہ عالم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا - اور خانقاہ سید جلال بخاری علیہ الرحمۃ مین لیگئے - اور نیز حضرت صاحب فرماتے تھے کہ کہ قبلہ عالم نے ہنسکر پوچھا - کہ کیون میان وہ میری کھجورین کھا گیا - مین نے جواب دیا قبلہ! بہت بھوکا تھا - اسکے بعد حضرت صاحب فرماتے تھے - کہ وہ کھجورین کیا تھین - ایک آتش عشق تھی جو کہ میرے

Marfat.com

تن بدن مین لگ گئی۔ دیگر جب قاضی صاحب اور دیگر درویش اور فقرا اوچ مین تھے۔
اسوقت حضرت قبلہ عالم نے ایک بڑا دیگچہ چاولون یا شاید گوشت کا۔ جو کہ مخدوم صاحب نے بھیجا
تھا۔ قاضی صاحب اور اُسکے فقرا کے تقسیم فرمانے کیواسطے بھیجا۔ لانگری نے اس خیال پر کہ یہ
بہت ہے۔ اس مین سے دو طباق بھر کر نکال لئے۔ مگر خواجہ محمد سلیمان صاحب نے دیکھہ لیا تھا
جب لانگری وہ دیگچہ قاضی صاحب کے ڈیرہ پر لایا۔ تو حضرت صاحب دیکھہ رہے تھے۔ انکو غصہ
آگیا۔ اور فرمایا۔ کہ تو نے دو طباق اس سے کیون بھر لئے ہین۔ قبلہ عالم نے سارا دیگچہ ہم فقرون
کے واسطے بھیجا ہے۔ وہ لانگری کچھ شوخی سے بولا۔ حضرت نے ایک طمانچہ چٹاخ اوسکے مونہہ پر لگایا
اور وہ دونون طباق بھی واپس دیگچہ مین الٹ دئے۔ اور خود دیگچہ اٹھا کر قاضی صاحب کے ڈیرہ
پر لے آئے۔ سارا قصہ قبلہ عالم کی سمع اقدس تک پہنچا۔ یہ نہ گئے۔ کہ کہین قبلہ عالم ہم پر ناراض نہ
ہو جاوین۔ قاضی صاحب نے بھی لانگری کو ملامت کی۔ آخر حضرت نے خود اپنے ہاتھ سے فقرا مین وہ
کھانا تقسیم فرمایا۔ اور لانگری جا کر حضرت قبلہ عالم کی خدمت مین فریادی ہوا۔ کہ ایک درویش
روہیلہ بچہ نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ خیر اسکو کچھہ نہ کہ۔ اسکے بعد آپ اُٹھکر قاضی
صاحب کے ڈیرہ پر آئے۔ اور پوچھا۔ میان احمد علی وہ کون سا درویش ہے۔ حضرت کیطرف
اشارہ کیا گیا۔ قبلہ ان کو علیحدہ لے گئے۔ اور ہنسے۔ اور کہا کہ میانصاحب ہمارے لانگری کو کیون
مارا۔ سارا حال عرض کیا۔ آپنے لانگری کو فرمایا۔ کہ اس درویش کو معاف کر۔ اُس نے فراست
سے معلوم کر لیا۔ کہ توجہ باطنی انکی طرف ہے۔ جواب دیا۔ کہ حضرت صاحب مین نے معاف
کیا۔ اسکے دوسرے ہی دن حضرت قبلہ عالم نے ان کی بیعت کی۔
کہتے ہین کہ قبلہ عالم جسوقت اُن کو خانقاہ شریف مین لیگئے۔ تو آپ کو کچھہ ہوش نہ تھا
ایک پاؤن مین کفش تھی۔ اور دوسری کفش اتر پڑی تھی۔ بعض کہتے ہین کہ جسوقت قبلہ عالم
حضرت کو بیعت کرنے کیلئے ہاتھ پکڑ کر لیگئے۔ اُسوقت مخدوم صاحب موجود نہ تھے۔ یعنی آپ خود
زیارت روضہ شریف کو گئے تھے۔ جب حضرت کو کھڑا دیکھا۔ تو ان کو پکڑ کر خانقاہ شریف مین لیگئے
دیگر جب حضرت قبلہ عالم نے خواجہ کو بیعت کیا۔ ایک دو روز اوچ مین رہے اور بقول بعض حضرت نے
فرمایا۔ کہ تو پہلے دہلی جانا۔ مولنا صاحب کی زیارت کیکے پھر مہاران شریف آنا۔

Marfat.com

خواجہ صاحب نے بھی ایسا ہی کیا۔ چنانچہ سلسلہ وار آسار احال لکھا جاویگا۔
دیگر جب قبلہ عالم خواجہ مہاروی نے **اوچ** شریف سے معاودت فرمائی۔ تو مولوی محمد حسین جنکا
(جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔) کی بستی مین تشریف لے آئے۔ اور فرمایا۔ کہ مولوی صاحب ہمکو
مبارک دو۔ کہ وہ شہباز اب کے بار ہمارے دام مین پھنس گیا ہے۔ انہون نے مبارک دی۔ اور
نیز راقم نے بہت سے معتبر آدمیون کی زبانی سنا ہے۔ کہ حضرت قبلہ عالم نے اپنے خلیفہ اعظم
مولٰنا نور محمد صاحب حاجی پورواله کو فرمایا تھا۔ کہ تو ہمیشہ سال بسال **سنگھڑ** کیطرف جایا
کر۔ اور اس شہباز لاہوتی کی تلاش مین رہ۔ شاید وہ کوہستان سے آئے۔ اور تیرے
جال مین پھنسے اسی ارشاد کے بموجب مولٰنا صاحب موصوف **سنگھڑ** مین سال بسال آیا کرتے
جب خواجہ صاحب نے آپسے بیعت کی۔ تو خلیفہ اعظم مولٰنا صاحب کو پیغام بھیجا گیا۔ کہ وہ
ہمائے ہمایون امسال ہمارے دام مین پھنس گیا ہے۔ آئندہ اسکی انتظار نہ کرین۔ اور یہ تحقیق ہے
کہ اسکے بعد مولٰنا نور محمد صاحب پھر کبھی علاقہ سنگھڑ مین نہ گئے۔ کیونکہ گوہر مقصود تو دستیاب
ہو چکا تھا۔ پھر سفر اور جستجو اور تلاش کی کیا ضرورت تھی۔ ؎

طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری	شکر صد شکر ٹھکانے لگی محنت میری

خواجہ صاحب کا دہلی مین حضرت مولانا فخر الدین کی زیارت کو جانا

واضح رہے۔ کہ خواجہ صاحب ۱۱۹۹ھ مین دہلی کو روانہ ہوئے۔ آپکی عمر سولہ سال کی تھی۔ لیکن
اس امر مین اختلاف ہے۔ کہ آپ کہان سے روانہ ہوئے۔ بعض کہتے ہین۔ کہ قبلہ عالم خواجہ مہاروی کے
ارشاد کے بموجب مہاران شریف سے روانہ ہوئے۔ اور بعض کا بیان ہے کہ بلدہ **اوچ** سے بیعت
ہونیکے بعد دہلی کو روانہ ہوئے۔ اور غالباً صحیح بھی یہی ہے۔ کہ شہر **اوچ** سے ہی روانہ ہوئے۔
دیگر میان نور بخش صاحب سجادہ نشین حضرت قبلہ عالم صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک دفعہ مین
تونسہ شریف مین تھا۔ اور میرے اور صاحبزادہ اللہ بخش صاحب سجادہ نشین کے درمیان مباحثہ ہوا
کہ خواجہ صاحب دہلی جو گئے۔ تو کس راہ سے اور کس مقام سے۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ
آپ مہاران شریف سے ہی گئے۔ اور میرا یہ خیال تھا۔ کہ آپ بلدہ **اوچ** سے تشریف لیگئے۔ بحث کی
جدیہ قرار پایا۔ کہ خواجہ صاحب سے استفسار فرماوین۔ میان محمد یار خواجہ جو حضرت صاحب کا

Marfat.com

غلام تھا۔ اور جس پر حضرت صاحب کی خاص توجہ تھی۔ اور ہمیشہ اسکو اپنے مصلے کے پاس بٹھاتے تھے۔ ہم نے اس سے کہا۔ کہ وہ خواجہ صاحب سے دریافت کرے۔ آخر میں بھی دربار مین موجود تھا! اور صاحبزادہ الہ بخش صاحب جی بھی نشست فرمائے تھے۔ جب نامبردہ نے آپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا ذرا یاد کرنے دو۔ اسکے بعد آپ نے تھوڑی دیر سکوت کے بعد فرمایا۔ کہ جب مجھکو حضرت قبلہ عالم نے خانقاہ سید جلال مین بیعت فرمایا۔ تو مین بلدہ اوچ مین آیا۔ اور اسکے بعد آپنے چونکہ فرمایا تھا۔ کہ مولانا صاحب کی زیارت کو ضرور جانا ہو۔ مین اوچ ہی سے دہلی کو روانہ ہوا۔ مگر چونکہ رستہ کا واقف نہ تھا۔ اور یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ دہلی کدہر ہے۔ بڑا سفر طے کیا۔ اور دلاور۔ فلودی۔ جودھپور۔ اجمیر۔ جے پور۔ ریواڑی سے ہوتا ہوا۔ دہلی مین پہنچا۔ راقم کا خیال ہے کہ خواجہ صاحب کی عمر اسوقت ۱۶ سال کی تھی۔ اور آپنے بہت دفعہ اپنی زبان سے بھی یہی فرمایا تھا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹبلوری اور صاحبزادہ الہ بخش صاحب نبیرہ آنحضرت نے بیان فرمایا کہ انہون نے خواجہ صاحب کی اپنی زبان مبارک سے سُنا تھا۔ کہ اسوقت آپکی عمر ۱۶ سال کی تھی واللہ اعلم بالصواب۔ راقم[1] ایکدفعہ تونسہ شریف مین مقیم تھا۔ اور کیکر کی چھال سے اپنا انگرکھا رنگا ہوا تھا۔ اور حضرت صاحب نماز ظہر کیلئے وضو کر رہے تھے۔ جب آپ وضو کر چکے۔ تو مین نے نعلین مبارک سیدھی کر دی۔ اور اپنی پشت ادہر کو کر کے کھڑا تھا۔ تا کہ حضرت صاحب میرا سہارا لیکر راحت پائے پہن لین۔ جب آپنے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا۔ فرمایا۔ کہ یہ کس چیز سے رنگا ہے مین نے عرض کی قبلہ۔ کیکر کی چھال سے رنگا ہوا ہے۔ آپنے فرمایا یہ تو بہت اچھا ہے۔ ہمنے بھی ایک دفعہ دہلی کو جاتے ہوئے ایسا انگرکھا پہنا تھا۔ اور فلودی۔ اجمیر۔ ریواڑی کے رستے سے دہلی مین پہنچا تھا۔ دیگر حضرت قبلہ عالم اپنے تین خلفا کو یعنی مولانا نور محمد صاحب نارووالہ۔ قاضی عاقل محمد صاحب کوٹ مٹھن۔ سید جلال الدین ملتان شریف کو جو کہ تینون کامل بزرگ تھے۔ حضرت مولانا فخر الدین کی ملاقات کیواسطے دہلی لیگئے۔ حضرت قبلہ عالم انکو دیکھنے سے بہت مسرور ہوئے۔ اور آفرین کی۔ اور ان تینون بزرگون کے حق مین کئی کلمات کہے۔ حضرت صاحب اسوقت خردسال تھے۔ اور ابھی بیعت بھی [illegible] نہیں ہوئی تھی۔ [illegible] کے بعد جو قبلہ عالم کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ تو انہون نے بھی [illegible] مولانا صاحب کی زیارت سے مشرف

[1] مولوی نجم الدین صاحب (راقم) ۱۲

Marfat.com

ہو وین۔ پس حضرت صاحب ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۸۴۱ء مین براہ ولاور۔ فلودی۔ جودھپور۔ اول
اجمیر شریف مین پہنچے۔ اور حضرت محبوب ربانی خواجہ معین الدین علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مستفیض
ہوئے۔ اوسکے بعد وہان سے جے پور اور پھر ریواڑی سے ہونے ہوئے دہلی پہنچے۔ کہتے ہین۔ کہ جب
خواجہ صاحب ریواڑی مین پہنچے۔ تو حضرت مولانا صاحب جو کہ بہت عرصہ سے بیمار تھے۔ انتقال
فرما گئے۔ اور چشتی تاج محمود صاحب بیکانیری سے جو کہ حضرت مولنا کا ایک معتقد مرید تھا۔ بطور وصیت
یہ ارشاد فرمایا۔ کہ ایک شخص محمد سلیمان نام مولوی نور محمد صاحب مہاروی کا مرید میری ملاقات
کو آتا ہے۔ چونکہ مشیت ایزدی یہی تھی۔ کہ ان کی ظاہری ملاقات نہ ہوئی۔ مگر اُن کو تو میرے
سلام کہنا۔ اور یہ میرا فولادی قلم ان کے حوالہ کر دینا۔ جب خواجہ صاحب دہلی مین پہنچے۔ تو مولانا صاحب
کی وفات حسرت آیات کو فقط ۳ یوم ہوئے تھے۔ آپ اُن کے مکتب مین پہنچے چشتی مذکور نے
بعد تفتیش حال پہلے تو مولنا صاحب کے سلام پہنچائے۔ اور من بعد وہ فولادی قلم اُن کے حوالہ
کیا۔ اسکے بعد خواجہ صاحب وہان سے چلکر حضرت مولانا کی تربت فیض مرتبت پر آکر معتکف ہوئے
جو کہ شاہجہان آباد سے علیحدہ ہے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خانقاہ مین مسجد کے پاس
ہے۔ اور چہلم تک برابر وہین رہے۔ اور چونکہ ارادہ الٰہی یہ ہوا۔ کہ مولانا صاحب کی ظاہری زیارت
سے بھی خواجہ صاحب مشرف ہون۔ اسکے واسطے اس مسبب الاسباب حقیقی نے یہ سبب پیدا کیا۔
کہ آنحضرت کی حین حیات مین آپکا ایک دانت مبارک شہید ہوا تھا جسکو لپیٹ کر محفوظ رکھا گیا تھا
اور وصیت یہ تھی۔ کہ یہ بھی جسم اطہر کے ساتھ دفن کر دیا جاوے۔ مگر ان کی وفات پر لوگ اسقدر
رنج والم سے بھرے ہوئے تھے۔ کہ کسی کو آپ کی وصیت یاد نہ رہی۔ اور سات آٹھ یوم کے بعد یاد آئی
آخر کار یہ صلاح ٹھیری۔ کہ آپکی وصیت کو پورا کیا جاوے۔ اس ارادہ پر مزار پر انوار پر آئے۔ اور قبر کو کھولکر
وہ دانت دفن کیا گیا۔ اور جتنے لوگ موجود تھے۔ سب حضرت خواجہ مولنا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی
زیارت سے مشرف ہوئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ جب سب لوگ حضرت مولنا صاحب کی تربت
پاک پر جمع ہوئے۔ آپکی ہیبت اور شوکت اور عظمت سے کسی کی جرأت نہ ہوئی۔ کہ قبر کے اندر داخل
ہو کر آپ کے دانت مبارک کو منہ مین رکھین۔ یا کہ چادر مین باندھ دیوین۔ سب نے خواجہ صاحب سے کہا۔
چنانچہ آپ قبر کے اندر داخل ہوئے۔ اور دہان مبارک مین وہ دانت شریف رکھدیا۔ اور اسلام علیکم

Marfat.com

آپکے دیدار پُر انوار سے مشرف ہوئے۔ اور نماز مغرب کے بعد ایک شخص اپنا دایاں ہاتھ حضرت صاحب کے جبین بے کین پر کلاہ مبارک کے نیچے بڑی جلدی سے لے گیا۔ اور جب اس کی انگلی پرانے زخم پر جو کہ چہرہ مبارک پر تھا۔ پڑی۔ تو ایک فولادی قلم حضرت صاحب کے حوالہ کی۔ اور کہا۔ کہ یہ قلم حضرت مولانا صاحب نے میرے پاس امانت رکھا تھا۔ اور آپ کے دینے کا فرمایا تھا حضرت صاحب نے وہ قلم لے لیا + راقم نے یہ حکایت مولوی محمد امین سے سُنی ہے۔ اور انہوں نے خود خواجہ صاحب سے سنی تھی۔ اور نیز مولوی محمد عابد سوکڑی اور حاجی بختاور نے ایکدن ذکر کیا۔ کہ خود خواجہ صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ کہ مین نے جسوقت دہلی جاکر مولانا صاحب کے آستانہ متبرکہ کی زیارت کی۔ تو بندے بڑے لطیف اور دلکش آواز سے کہتے تھے۔ السّلام علیکم میان سلیمان جی۔ اور جی۔ کے لفظ کو نہایت لطافت سے ادا کرتے تھے۔ راقم نے ایکدفعہ خواجہ صاحب کی زبانی سنا ہے کہ ایکدفعہ آپنے بیان فرمایا۔ کہ جب مین مولانا صاحب کی مزار پُر انوار پر معتکف تھا۔ تو وہ جگہ اسقدر تنگ تھی۔ کہ بڑی مشکل سے دوزانو ہوکر بیٹھ سکتا تھا۔ مگر اب مولانا موصوف کے تصرف سے وہ جگہ اسقدر کشادہ ہوگئی ہے۔ کہ لوگ بخوبی چوکڑی لگا سکتے ہین اور بیٹھ سکتے ہین۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ راقم نے خود وہان جاکر مولانا صاحب کی مزار پر انوار کی زیارت کی ہے۔ اور مسجد کی دیوار نے خم کھایا ہوا ہے۔ اور وہ مشرق کیطرف جھکی ہوئی ہے۔ اور مزار کی جگہ فراخ ہوگئی ہے اگر نئی روشنی والے نوجوان ان ہردو باتوں کی تصدیق مین تامل کرین۔ مگر ایسی کئی باتین ہین جو اولیائے کرام سے ہمیشہ ظاہر ہوتی رہتی ہین۔ دہلی کے لوگ اس امر کی شہادت دے سکینگے۔

دیگر۔ صاحبزادہ میان غلام نصیر الدین صاحب ابن مولوی قطب الدین صاحب ابن حضرت مولانا فخر الدین صاحب دہلوی کو جب شوق خدا غالب ہوا۔ تو آپنے تمام دنیا کے مخصوصوں اور جھگڑوں سے مخلصی حاصل کرکے تجرید اختیار کی۔ اور دنیا کے سب علایق سے کنارہ کشی کرکے پہلے حج بیت اللہ کو تشریف لیگئے۔ اور بعد زیارت مدینہ منورہ سے فارغ ہوکر خدا تعالے کی رضاجوئی کیواسطے تونسہ تشریف لاکر حضرت خواجہ غوث زمان کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور آپ کے سلسلہ بیعت مین منسلک ہوکر لینے گوہر مقصود کو پاکر مزے اڑانے لگے۔ خواجہ صاحب کی آپ پر بڑی مہربانی اور عنایت تھی چنانچہ بعد نماز ظہر حالت مشغولی اور وقت مراقبہ مین آپ ان کو اپنے حجرہ مین بلاتے تھے

Marfat.com

اور چاشت تک کئی کئی قسم کی دلچسپ حکایتین ہوا کرتی تھین۔ اور بعد نماز ظہر تلاوت قرآن شریف
خواجہ صاحب ان کے ڈیرہ پر تشریف لیجاتے۔ صاحبزادہ موصوف جنکو کانی صاحب بھی کہتے تھے فرماتے
تھے۔ کہ آپنے بہت سی دلچسپ باتین اور حکایتین سنائین۔ مگر انکے ظاہر اور افشا کرنیکیواسطے منع فرمایا
صرف ایک سخن جسکے واسطے منع نہین فرمایا۔ وہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپنے فرمایا۔ کہ جسوقت
مین حضرت مولنا صاحب کی تربت شریفہ پر معتکف تھا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ دفعتہً مولانا صاحب
قبر سے نکل آئے۔ اور میرے ساتھ معانقہ کیا۔ اور مہربانی فرمائی۔ مین نے عرض کی۔ یا حضرت!
لوگ کہتے ہین کہ مولنا صاحب فوت ہوگئے ہین۔ اور آپ قبر سے کسطرح باہر آگئے۔ آپنے فرمایا
کہ لوگ غلط کہتے ہین۔ ہم فوت نہین ہوتے۔ یہ فقط پردہ شریعت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف
مین ہے۔ ان اولیاء اللہ لا یموتون۔ خواجہ حافظ صاحب نے سچ فرمایا ہے۔ ؎

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما	ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

اور حقتعالی نے قرآن پاک مین فرمایا ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً
الغرض جب حضرت مولنا صاحب کی وفات کو چہلم ہوگیا۔ تو خواجہ صاحب وہان سے مہاران شریف
کو روانہ ہوئے۔ اور وہ ۱۲۴۱ھ کا سال تھا۔ اور اسی سال سخت قحط سالی تھی۔ چنانچہ چالیس والا
کال مشہور عوام ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ دہلی شہر کی خندق مین اسقدر مُردے پڑے ہوئے
تھے۔ کہ انکا شمار مشکل سے ہوسکتا تھا۔ اور یہ سب بھوک اور فاقہ سے مرگئے تھے۔ آپ کی پہلی منزل
فرخ نگر مین ہوئی۔ جو کہ دہلی سے بتیس کوس ہے۔ اور وہان سے بلدہ کانود کو روانہ ہوئے۔ راستے
مین ایک قافلہ اہل ہنود کا ملا۔ جو کہ گنگا جی کے اشنان سے مکتی حاصل کرکے عازم پنجاب تھے۔ یہہ
۸۰ آدمیونکے قریب تھے۔ حضرت صاحب انکے ساتھ چلتے رہے۔ اثنائے راہ مین وہ لوگ کہان ایکجا انکو اسطے
بیٹھ گئے۔ اور آپ ایک رفیق کیساتھ آگے کو چل کھڑے ہوئے۔ آپکے پاس [illegible] اور زاد راہ نہ
تھا فقط متوکل علی اللہ تھے۔ راستے کے درمیان ۳ قزاق ملے۔ اور انپر حملہ کیا۔ خواجہ صاحب نے
بھی اُنپر حملہ کیا۔ جب انہون نے جان لیا۔ کہ یہ لوگ مفلس فقیر ہین ان کے پاس مال و متاع کچھ
نہین۔ تو جنگ کا ارادہ چھوڑ دیا۔ کہ مبادا اپنے آپ کو کوئی نقصان پہنچاوین۔ غرض اسطرح سے
حق تعالی نے انکے شر سے آپ کو امان دی۔ آپ اپنے رفیق کیساتھ چند کوس اور چلے اور راہ

Marfat.com

مین جال کے درخت بہت آتے ہین- چونکہ بھوکے تھے- ان درختون پر چڑھ گئے- اور پیلو کھانے لگے
کہ اتنے مین وہ قافلہ آیا- آپنے کیا دیکھا- کہ وہ سب بے سروپا برہنہ اور مال غارت کراکر وہان آگئے
آپنے ان سے دریافت کیا- کہ تمہیں کیا ہوا- انہون نے جواب دیا- کہ ہم پر قزاق یعنی ڈاکو آپڑے
اور سارا مال و اسباب لوٹ لیگئے- آپ فرماتے تھے- کہ ان ۳ لٹیرون نے جو پہلے ہمین ملے- ان
چالیس آدمیون کو غارت کردیا- **الغرض** جب وہان سے بلدہ کانودین آئے- تو اس شہر کی مسجد
مین اُتر پڑے- **روایت ہے** کہ قصبہ کانود مین ایک بزرگ لباس امیری مین تھا- کہ نام اسکا علی
خان افغان تھا- اور جوکہ نواب نجف خان کیطرف سے حاکم تھا اور اسکے پاس ۱۲۰۰ سوار رہتے تھے
اور اسکی ابوالعلائی حضرت شاہ عزت اللہ نقشبندی سے بیعت تھی- شاہ صاحب کا مسکن
موضع بگڑ مین ہے جو حاجی نجم الدین کے وطن مالوف قصبہ جھونجھون کے پاس ہے- اور فقط پانچ کوس کا
فاصلہ ہے- اس امیر کو جوکہ دراصل فقیر کامل تھا- کشف سے معلوم ہوگیا- کہ حضرت صاحب مسجد
میں اُترے ہین- غرض وہ حضرت صاحب کی قدمبوسی کو مسجد میں حاضر ہوا- خواجہ صاحب فرماتے
تھے- کہ ہم نے خیال کیا- کہ وہ امیر کسی اور جگہ کو جارہا ہے- یکایک مسجد مین آیا- اور السّلام علیک
کہا- اور میرے ساتھ معانقہ کیا- مین حیران تھا کہ اُس نے مجھے کیونکر شناخت کیا- اور میرے
پاس قدیم دوستونکے مانند معانقہ کیا- آخر اس امیر نے کہا- کہ امشب آپ کی دعوت میرے ڈیرہ
مین ہے- اور مین کہانا بھجوا کر یہان لاؤنگا- مین نے قبول کیا- اسکے بعد وہ امیر رخصت ہوگیا
پھر کہانا آیا- نہایت تکلف انواع اقسام کی چیزین- اور ہر شے موجود- آخر آپ بھی اپنے خادمون
کیساتھ آیا- اور ہمین کہانا کھلایا- جو بچا- وہ مسجد مین تقسیم کردیا گیا- جب عشا کی نماز کے بعد سب
سوگئے- اور میرا رفیق بھی خواب الست مین تھا- تو مین اُسوقت حالت مشغولی اور مراقبہ مین تھا
کہ ایک شخص بلباس درویشانہ آیا- اور سلام علیک کہکر بیٹھ گیا- اور پہلی بات جو اوسنے کہی- وہ
یہ تھی- کہ میان صاحب آپ قزاقون سے خوب بچے- اور فلان جگہ پر آپ سے یہ معاملہ ہوا- اور
اس مقام پر یہ ہوا- مین حیران تھا- اور دریافت کیا- کہ آپ کون صاحب اور کس خاندان سے ہین
اُسنے جواب دیا- کہ مین وہی امیر ہون جسنے کہ تمہاری دعوت کی تھی- اور تمہاری ملاقاتکو آیا تھا
اور خانوادہ نقشبندیہ ابوالعلائی سے ہون- اور شاہ عزت اللہ کا مرید ہون- مین نے کہا- کہ آپنے

Marfat.com

کیون اپنے آپ کو کیون امیرانہ لباس مین چھپایا ہوا ہے۔ اُسے جواب دیا۔ کہ مرشد قبلہ و کعبہ کا ارشاد یہی ہے۔ اسکے بعد مجھے فرمایا کہ آپ میرے ڈیرے پر تشریف لے چلین۔ مین ان کے ساتھ چلا گیا فوج باڈی گارڈ پہرہ دے رہی تھی۔ لیکن ہمکو کسی نے نہ دیکھا۔ مین اسکے خیمہ مین پہنچا۔ وہان ایک پلنگ بچھا ہوا تھا۔ اور اوسپر فرش مکلف تھا۔ اور اُسکے نیچے ایک مصلہ رکھا ہوا تھا۔ مجھے اُس مصلے کے اوپر بٹھایا۔ اور چونکہ مصلے پلنگ کے پاس تھا۔ مین نے اپنا ہاتھ اُس پر ڈالا۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ بستر کے نیچے بڑے بڑے سنگریزے بچھے ہوئے ہین۔ مین نے گمان کیا۔ کہ اس بزرگ نے ایسا اسواسطے کیا ہے۔ تاکہ اسے نیند نہ آوے۔ اور اسکے بعد وہ میرے ساتھ کلام کرنے لگا۔ اور ایسی گفتگو کی۔ اور اعلےٰ اعلےٰ مقامات اور مدارج کا بیان کیا۔ کہ مین حیران رہ گیا۔ ہم بڑی دیر تک اس خیمہ مین رہے۔ اسکے بعد مجھے مسجد مین اپنے ڈیرہ پر پہنچا دیا۔ پھر صبح کو اسی امیرانہ ٹھاٹھ سے آیا۔ اور مجھے ٹھہرنے کیلئے مجبور کیا۔ ہرچند مین نے کہا۔ کہ مجھے مرشد کی خدمت مین جانیکی بہت جلدی ہے۔ مگر اس نے قبول نہ کیا۔ کہ میری پاس خاطر اکدن تو قیام کرو۔ چنانچہ منظور کرنا پڑا۔ پھر رات کو وہ عارف باللہ اسی فقیرانہ لباس مین آیا۔ اور پھر مجھے اپنے خیمہ مین لیگیا۔ اور کہا۔ کہ تمہین خرچ راہ دے دیتا۔ مگر رستہ مین قزاقی بہت ہے۔ میرا رقعہ لیجاؤ۔ اور بیکانیر مین جہان دکہادوگے۔ تمکو مبلغ مل جاوینگے۔ پس ایک رقعہ مجھے لکھدیا۔ اور اسکے بعد مجھے ایک بڑا لڈو دیا۔ اور کہا۔ کہ آدہا حصہ تیرا ہے۔ اور آدہا ایک اور فقیر کا ہے۔ وہ راستہ مین تمہین ملیگا اور اپنا حصہ خود لے لیویگا۔ غرض صبح کو ہم روانہ ہوئے۔ قصبہ سنگہانہ کیطرف جا رہے تھے۔ رستہ مین ایک فقیر ملا۔ اور مجھے کہا۔ میانصاحب! ہمارا حصہ ہمیں دو۔ مین نے وہ سارا لڈو اسکے حوالہ کیا۔ اوسنے آدہا لے لیا۔ اور آدہا چھری سے کاٹ کر میرے حوالہ کیا۔ اسکے [illegible] مین پہنچ گئے۔ وہان ایک بہت بڑی پرانی خانقاہ تھی۔ رات کو [illegible] قیام کیا۔ اسکے بعد چورو مین پہنچے۔ وہان ایک کاملہ عورت سے ملاقات کی۔ اور جھنجھنو کے راستے سے مہاران شریف مین حاضر ہو کر اپنے پیر کی قدمبوسی حاصل کی۔ مولوی نجم الدین مؤلف کے خواجہ صاحب کا دہلی کی آمد و رفت کا قصہ بالکل صحیح ہے۔ اور اسمین شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ وہ فرماتے ہین کہ ایک دن خود حضور نے مجھہ سے پوچھا۔ جبکہ مین تونسہ مین تھا۔ کہ

Marfat.com

نجم الدین تمہارا گھر کس شہر مین ہے۔ تو مین نے عرض کی کہ غریب نواز میرا گھر سنگہانہ و چپورو کے درمیان مین ہے۔ کیونکہ مین جانتا تھا۔ خواجہ صاحب نے دونو شہر دیکھے ہوئے ہین۔ جب مین نے جھونجھون کا نام لیا تھا۔ تو آپنے فرمایا تھا۔ کہ ہم نے وہ ضلع دیکھا ہوا ہے۔ اور عزت اللہ فقیر کامل کا پوچھا۔ کہ آیا وہ اب تک زندہ ہے۔ مین نے عرض کی۔ کہ غریب نواز وہ فوت ہوگئے ہین۔ اور وہ موضع بگڑ مین جو کہ ہمارے گاؤن سے پانچ کوس کے فاصلے پر ہے۔ اقامت گزین تھے۔ آپنے فرمایا۔ کہ جب ہم فرخ نگر کے راہ سے بلدہ کا نو مین پہنچے۔ تو وہان ایک امیر صاحب باطن تھا اور وہ میان عزت اللہ کا مرید تھا۔ اس سے ہماری ملاقات ہوئی۔ اسکے بعد ہم قصبہ سنگہانہ مین آئے۔ اور اسجگہ سے یہ ارادہ تھا۔ کہ میان عزت اللہ شاہ سے بھی ملاقات کرتے جائینگے۔ مگر ساتھی نہ چلا۔ اسواسطے مجبوراً چپورو کو روانہ ہوئے۔ اسی سے میرا خیال ہے کہ ضرور حضور غریب نواز ہمارے قصبہ جھونجھون مین تشریف فرما ہوئے ہونگے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص سنگہانہ سے چپورو کو جاوے تو موضع جھونجھون رستہ مین آتا ہے۔ ایکدفعہ جبکہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ موضع تاج سرور مین حضرت قبلہ عالم صاحب کی خانقاہ مین رونق بخش تھے۔ تو آپ زوال کیوقت ایک چارپائی پر دراز ہوئے بندہ حضور کے سامنے ہاتھون کی مالش کرتا تھا۔ اور حاجی بختاور مرحوم پاؤن دباتا تھا۔ خواجہ صاحب نے میری طرف دیکھکر تبسم کیا۔ اور فرمایا۔ کہ نجم الدین تمہارے ملک کے بہادر بھی مشہور ہین ایکدفعہ جبکہ ہم فرخ نگر سے آرہے تھے۔ تو راستے مین تین قزاق ملے۔ انہون نے ہم پر حملہ کیا۔ بھلا ہم کہان چپکے رہتے۔ غرض وہ قزاق بھاگ گئے۔ پیچھے سے ایک ہندوؤن کا قافلہ آرہا تھا۔ وہ تینون قزاق ان پر حملہ آور ہوئے اور جو کچھ انکے پاس تھا۔ لوٹ لیا۔ غرض وہ ہندو سراسیمہ ہمارے پاس پہنچے۔ ہم حیران ہوگئے۔ کہ تین چورون سے اسقدر قافلہ بھاگ گیا بس میان نجم الدین تمہارے وطن کے لوگ ایسے ہی بہادر ہوتے ہین۔

نقل ایکدفعہ رات کے وقت تونسہ شریف مین آپ چارپائی پر استراحت فرمائے تھے اور ہم چند غلام حضور کی مٹھیان بھرتے تھے۔ کہ محمد اکرم خادم خاص نے عرض کی۔ کہ قبلہ وہ ہنڈوی جو اس امیر نے قصبہ کانو مین دی تھی کتنے روپیہ کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہنڈوی ستر روپیہ پختہ کی تھی۔ مولوی نجم الدین فرماتے ہین۔ کہ مین نے تونسہ شریف مین سنا ہے

Marfat.com

کہ آپ جب بلدہ چورو و شیخاوٹی سے مہار شریف پہنچے۔ تو وہ ہنڈوی جو کہ بیکانیر کے سیٹھ کے نام تھی۔ آپ نے ایک درویش کو خیرات کے طور پر بخشدی۔ جس نے بیکانیر پہنچکر روپیہ وصول کر لیا۔ مولوی نجم الدین صاحب یہ بھی فرماتے ہین۔ کہ حضرت صاحب ہمیشہ موقع بموقع اس امیر کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ بالخصوص اگر کبھی حضرت ابراہیم ادہم بلخی یا اور بزرگون کا جو کہ امیری کے لباس مین مرد کامل تھے۔ ان کا ذکر ہوتا تھا۔ تو آپ ضرور اس امیر کا ذکر خیر فرماتے تھے۔

دیگر صاحبزادہ صاحب میان عبداللہ بن نور حسین بن شہید صاحب نور محمد بن حضرت خواجہ نور محمد صاحب رضی اللہ علیہم اجمعین نے ایک دفعہ بیان فرمایا۔ کہ مین نے خود خواجہ صاحب کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ آپ نے ایکدفعہ ذکر فرمایا۔ کہ ایک دفعہ جبکہ ہم دہلی سے مہار شریف کو آرہے تھے۔ تو رستہ مین ایک قصبہ ولڑ آیا۔ ولڑ اور تاج سرور کے درمیان ایک جنگل پچیس کوس لمبا آیا۔ جسمین آبادی کا نام و نشان نہین اور نہ ہی کوئی چشمہ کنوآن وغیرہ ہے جب اس صحرا مین ہم کچھ دور چلے۔ راستہ بھول گئے۔ اور غلطی سے واپس قصبہ ولڑ کو جانے لگے۔ جب اس راستہ پر پہنچے۔ جہان سے آئے تھے۔ تو مین نے اپنی نعلین کے نشان دیکھے۔ کہ لوہے کی میخین نمودار تھین۔ مین نے ساتھی سے کہا کہ ہم واپس ولڑ کو جارہے ہین۔ مگر اس نے اعتبار نہ کیا۔ اور ہم برابر قصبہ ولڑ کی جانب چلتے رہے۔ کہ اتنے مین ایک شخص دونو ہاتھ ہلاتا ہوا آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میان صاحب یہ راستہ جو آپ جارہے ہین یہ تو قصبہ ولڑ کو جاتا ہے۔ اسکے بعد راستہ بتایا۔ ہم حیران تھے۔ کہ اس جنگل مین آبادی دور دور تک نہین ہے۔ میدان صاف ہے۔ یہ آدمی کدھر سے آگیا ہے۔ اور جب ہم وہان سے چلے تو تھوڑی دیر کے بعد اس شخص کا کچھ پتہ نہ لگا۔ کہ کہان گیا ہے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا مہار شریف پہنچنا۔ اور مدت مدید تک مین رہنا۔ اور ریاضت و مجاہدہ کرنا

جب خداوند کریم کے فضل و کرم سے خواجہ صاحب غریب نواز دہلی سے بخیر و العافیت اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد صاحب مہاروی کی خدمت اقدس مین پہنچے۔ تو یہان اپنا تمام وقت۔ ذکر مجاہدہ مشغولی مین جیسا کہ مرشد کامل نے ارشاد فرمایا۔ بسر کرنے لگے۔ رات کو جہر فرماتے تھے۔ اور اپنے مرشد کی روز مرہ کی صحبت اور خاص توجہ کے سبب جو انکے حال پر مبذول ہو رہی تھی۔ آپکو

Marfat.com

قرب روحانی زیادہ زیادہ حاصل ہوتا گیا۔ حضرت قبلہ عالم کی رغبت بمطابق ذکر ملفات سے زیادہ تھی۔ چنانچہ خواجہ صاحب میاں خدابخش مہار ولد حافظ محمد مسعود مہار کی مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔ کچہری کیوقت حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوجاتے تھے۔ اور کتب تصوف کا سبق بھی پڑھا کرتے۔ مگر اس کے علاوہ جو وقت ملتا۔ برابر ذکر اور مجاہدہ میں لگے رہتے۔ حضرت قبلہ عالم انکی پاس خاطر کبھی کبھی مسجد مذکورہ بالا میں ان کے دیکھنے کیلئے جایا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب نے آداب الطالبین۔ نفحات۔ لوائحہ۔ عشرہ کاملہ۔ فصوص الحکم وغیرہ سلوک و تصوف کی کتابیں سب اپنی پیر ہی سے پڑھیں۔

نقل ایک دفعہ راقم حضرت قبلہ عالم کی خانقاہ میں خواجہ صاحب کے بنگلہ میں بیٹھا تھا۔ خواجہ محمود صاحب حضرت قبلہ عالم کے پوتے زیارت کیواسطے تشریف فرما ہوئے۔ ظہر کا وقت تھا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایکدن بندہ میاں خدابخش مہار کی مسجد میں دیوان حافظ بہت اونچی آواز سے پڑھ رہا تھا۔ کہ حضرت پیر و مرشد صاحب تشریف لے آئے۔ میں شرم کے مارے خاموش ہوگیا۔ اور حضرت قبلہ عالم کی تعظیم کیلئے سرو قد کھڑا ہوگیا۔ آپ نے فرمایا۔ ابے یہ کیسا شور تھا۔ میں نے عرض کی۔ غریب نواز میں دیوان حافظ پڑھ رہا تھا۔ فرمانے لگے۔ ہم کو بھی کوئی شعر سناؤ۔ میں نے یہ شعر پڑھا سے

کمال صنعت مشاطہ نشاید	کہ روئے زشت را زیبا نماید

آپ بہت مسرور ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ خوب کہا۔ پھر فرمایا۔ اچھا یاروں سے بھی سنو۔ اسکے بعد خود زبان مبارک سے یہ شعر ارشاد فرمایا۔ سے مگو کہ پیر شدی ذوق عاشقیت نماند + شراب کہنہ ناستی آورد چنانچہ اسکا ذکر حضرت قبلہ عالم کے مناقب میں موجود ہے۔ راقم کو شعر سابق نے بڑا ذوق بخشا تھا۔

دیگر۔ جن دنوں میں خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ مہار شریف مقیم تھے۔ تو بسبب کثرت ریاضت و مجاہدہ آپ کو خشکی بہت ہوگئی۔ اور آپنے ارادہ کیا۔ کہ کسی سے قیمتاً شیر مادہ گاؤ خرید کیا کریں لیکن چونکہ ان دنوں میں چوری چکاری کی کثرت تھی۔ اور خاصکر گائے بھینسوں کی چوری بکثرت تھی۔ آپ یہ چاہتے تھے۔ کہ کسی ایسے شخص سے دودھ خرید کیا کریں۔ جسکی گائے اپنی ہو۔ چوری کی نہ ہو۔ الغرض مسجد کے پاس ایک آدمی رہتا تھا۔ اور اسپر کسی کا گمان نہ تھا۔ کہ اس کی گائے چوری کی ہو۔ آپ نے وہانسے دودھ لینا شروع کیا۔ مگر ایکدن جو دودھ لینے کیلئے تشریف لیگئے۔ ایک اجنبی تکرار کر رہا تھا۔ کہ یہ گائے میری ہے۔ جو یہ شخص چرا کر لایا ہے۔ آپنے عہد کیا کہ آئندہ کبھی

Marfat.com

دیگر - خاندان چشتیہ مین ایک خاص روزہ ہے۔ کہ ۳ دن کیلئے رکھا جاتا ہے۔ اور اگر وہ تین دن صبر سے گذر گئے۔ تین دن اور اسی طرح بے آب و دانہ رہنا پڑتا ہے۔ اور اس عرصہ مین ایک خاص عمل یا شغل کیا جاتا ہے۔ اور ایک خاص درجہ حاصل ہوتا ہے۔ آپنے اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ عالم صاحب کے فرمانیکے بموجب اس شغل کو تمام کیا۔ جب چھٹا دن ہوا۔ تو خود حضرت قبلہ عالم صاحب تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ میاں صاحب اُٹھیئے۔ کہ آپکا شغل تمام ہوا۔ اور کام بخوبی انصرام ہو گیا۔

دیگر - صاحبزادہ نور بخش صاحب سجادہ نشین حضرت قبلہ عالم صاحب و میان غلام رسول اور چند دیگر اشخاص معتبرہ سے روایت ہے۔ کہ ایکدن حضرت قبلہ عالم صاحب نواب نظام الملک غازی الدین خان کے ڈیرہ پر گئے ہوئے تھے۔ نواب صاحب موصوف حضرت قبلہ عالم کا پیر بھائی تہا۔ اور نیز محرم راز آپنے فرمایا۔ کہ ایک دیگ پر از طعام حضرت رسول صلعم نے حوالہ حضرت علی صاحب فرمائی تھی۔ بعدہ وہ دیگ حضرت حسن بصریؒ صاحب کے حوالہ ہوئی۔ اور بعدہ ان سے دست بدست حضرت مولنا صاحب کے پاس پہنچی۔ اور وہان سے اس فقیر کو ملی۔ نواب صاحب نے استفسار فرمایا۔ کہ جناب کے بعد یہ دیگ آپ کے کس مرید کو ملیگی۔ آپنے فرمایا۔ میرا منشا یہ تھا۔ کہ دیگ میان صاحب مولوی نور محمد نارووالہ کے حوالہ کرتا۔ مگر حکم الہی یہ ہے۔ کہ یہ دیگ **سلیمان** روہیلہ کے حوالہ کیجاوے۔ نواب صاحب نے دیکھنے کا شوق ظاہر فرمایا۔ آپنے خواجہ صاحب کو بلا بھیجا۔ جب خواجہ صاحب آئے۔ تو حضرت قبلہ عالم نے فرمایا۔ کہ وہ کتاب فقرات جو مین نے تمکو پڑھنے کیواسطے دی ہے۔ وہ کتاب تبرکاً حضرت مولنا صاحب کی دی ہوئی ہے۔ اسکا تم بڑی احتیاط سے مطالعہ کیجیو۔ ایسا نہ ہو کہ پھٹ جاوے۔ یا گم ہو جاوے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ مین اس کتاب کو بڑی حفاظت اور احتیاط سے رکھونگا۔ اسکے بعد جانیکی اجازت ملی۔ جب خواجہ صاحب چلے گئے۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ [illegible] ہے۔ مگر اس بات کو ابھی اسکے پاس ظاہر کرنا مناسب نہین ہے۔ اس مجلس [illegible] آدمی تھے۔ اور اس قصہ کا راوی نبی اللہ شاہ ہے۔ جو خاندان سہروردیہ مین [illegible] ہے۔ [illegible] شوق شاہ مین اسکا گھر تھا۔ جو مہار شریف سے قریب ہے۔ نامردہ کا حضرت قبلہ عالم پر بہت اعتقاد تھا۔ اُس نے خواجہ نور احمد صاحب کے پاس یہی روایت کی ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ مین نے عرض کیا تھا کہ حضرت قبلہ نہ ہے انکے حوالہ کر جائیے۔ آپنے میری [illegible] تھی۔ اور خواجہ صاحب نے قبول فرمایا تھا۔

Marfat.com

دیگر ایکدن نواب غازی الدین خانصاحب کے مکان پر مجلس سماع تھی۔ حضرت قبلہ عالم صاحب اور سب خلفائے اور مریدان با اخلاص موجود تھے۔ کہ قوالون نے یہ غزل مولنا جامی علیہ الرحمۃ کی پڑھنی شروع کی

اے ترک شوخ این ہمہ ناز و عتاب چیست	با دل شکستگانِ ستم بیحساب چیست
گفتی شبے بخواب تو آیم ولے چہ سود	چون من بعمر خویش ندانم کہ خواب چیست
دارم تو تظلم آہستہ ران سمند	اے سنگدل برغم منت این شتاب چیست
گر من نہ غرقِ آتشِ عشقم ز شوقِ تو	این سینہ پر آتش و چشم پر آب چیست
از مدرسہ بکعبہ روم یا بمیکدہ	اے پیر راہ بگو کہ طریق صواب چیست
جامی چہ لاف میزنی از پاکدامنی	بر خرقہ تو این ہمہ داغ شراب چیست

خواجہ صاحب کو اس شعر نے۔ از مدرسہ بکعبہ الخ۔ نے وہ اثر کیا۔ کہ آپ وجد مین آگئے اور دونوں ہاتھ حضرت قبلہ عالم کے پکڑ کر انکے گرد چکر کہانے لگے۔ آنکھون سے خون نکل پڑا۔ جس سے حضرت قبلہ عالم کا کرتہ بھی آلودہ ہوا۔ اسکے بعد بیہوش ہوکے گر گئے۔ حضرت قبلہ عالم نے قوالون کو منع کیا۔ کہ بس کرو۔ ہمارا فقیر مرتا جاتا ہے۔ اور بعدہ آپ خواجہ صاحب کو اٹھوا کر حجرہ مین لیگئے۔ اپنی لنگی اُنپر ڈالی۔ اُسکے بعد آپنے صاحبزادہ نور احمد صاحب۔ قاضی عاقل محمد صاحب۔ حافظ جمال الدین صاحب کو ان کے پاس بٹھایا۔ اور آپ گھر تشریف لے آئے۔ سہ پہر تک خواجہ صاحب کی وہی حالت رہی۔ جب ہوش مین آئے تو اپنی مسجد مین چلے گئے۔ مین نے یہ قصہ صاحبزادہ نور بخش صاحب سے سنا ہے۔ اور انہون نے اپنے دادا صاحبزادہ نور احمد صاحب سے استماع فرمایا تھا۔ مولوی خدا بخش صاحب چنڑ نے بھی اس واقعہ کو ذرا سا بتغیر الفاظ میرے پاس ذکر کیا تھا۔ جو اوس نے مولوی حافظ خدا بخش سکنہ مہار کی زبانی بیان کیا تھا۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ خواجہ صاحب پر یہ حالت ایک دفعہ طاری نہین ہوئی۔ بلکہ ۳ دفعہ ایسا موقع ہوا ہے۔ اول حضرت قبلہ عالم صاحب کی موجودگی مین مہار شریف جسکا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ دوم بعد وفات حضرت قبلہ عالم صاحب انکے عُرس کے موقع پر چنانچہ اسکا ذکر کیا جاتا ہے حضرت صاحبزادہ نور بخش صاحب سے روایت ہے کہ حضرت قبلہ عالم صاحب کے انتقال کے بعد پہلا عرس تھا۔ یا دوسرا کہ صبح کیوقت مجلس سماع منعقد ہوئی۔ اور خانقاہ پر سب خلفائے اور غازی الدین خان وغیرہ لوگ جمع تھے۔ قوالون نے شیخ جمال چشتی سکنہ فیروزپور کی جو کہ حضرت قبلہ عالم کا عاشق و شیدا

خواجہ صاحب پر وجد طاری ہوگیا

Marfat.com

وہ مرید مجاز تھا۔ یہ غزل پڑھنی شروع کی۔ ے

مرحبا ترک مست رعنائی	دل زما میبری بہ یغمائی	در جہان نیست کس بتو مانند
بے نظیری بحسن و زیبائی	محو مطلق شود ہمہ عالم	چون نقاب از جمال بکشائی

اسپر خواجہ صاحب کو وجد غالب ہوا۔ کہ آپ نے صاحبزادہ غلام مصطفےٰ شہید صاحب کو جو اسوقت
بچہ تھے۔ کندھے پر اٹھالیا۔ اور چارون طرف دوڑے دوڑے پھرتے تھے۔ کبھی روضہ شریف کے
اندر دوڑتے جاتے۔ اور کبھی مجلس مین چھلانگیں مارتے تھے۔ چند دفعہ ایسا کیا۔ مگر بیہوشی غالب ہوگئی
صاحبزادہ صاحب کو اوتارا۔ اور آپ بیخود ہوکر زمین پر گر پڑے۔ جب مجلس تمام ہوئی۔ آپ کو لنگر
کے حجرہ مین اُٹھالائے۔ کیونکہ آپ کا ڈیرہ وہان تھا۔ اور حافظ جمال الدین صاحب و قاضی صاحب
و نواب صاحب سب وہان تشریف فرما تھے۔ جب نبض دیکھتے۔ نبض نہ تھی۔ نواب صاحب نے کہا۔ کہ
یہ تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی والا ماجرا ہے۔ جو احمد جام کے اس شعر پر ے کشتگانِ
خنجرِ تسلیم را ٭ ہر زمان از غیب جانِ دیگر است ٭ وجد آیا تھا۔ اور بیہوش ہوکر پھر نہ اُٹھے۔ اور فوت
ہوگئے۔ بہت لوگون کا یہ خیال ہوگیا تھا۔ کہ جب نبض ہی نہین ہے۔ خواجہ صاحب وفات پاگئے ہین
مگر پھر کچھ وقت آپ ہوش مین آئے۔ اور اُٹھ کر نماز پڑھی۔ تیسری مرتبہ حضرت مولانا نور محمد صاحب
کے عُرس پر حاجی پور شریف مین آپکی یہی حالت ہوگئی تھی۔ چنانچہ مجھے بہت سے معتبر آدمیونکی زبانی
معلوم ہوا ہے۔ از انجملہ مولوی محمود صاحب مُفتی حضرت صاحب سے روایت ہے۔ کہ وہ خود اسوقت
موجود تھے۔ خواجہ صاحب عرس کے موقعہ پر سنگھڑ سے حاجی پور تشریف لیگئے۔ نماز
اشراق کے بعد مجلس منعقد ہوئی۔ اور قوالون نے یہ پنجابی راگ گایا۔ ے

ہیری ہیرے بیٹون مت کوئی آکھو نہ مین ہیر سلیٹی	نہ مین منگ کھیڑیاندی بھائی نہ مین چوچک بیٹی
	ذات صفات اوہنی وچہ رہیاں نیتان چاک دے دل چکیٹی

مولوی محمود صاحب فرماتے ہین۔ کہ مین اسوقت خواجہ صاحب کے پاس استادہ تھا آپ کو اسکی اگ
پڑاون بہت وقت ہوئی۔ اور لعبہ آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے۔ دونو ہاتھ ایکدوسرے پر مارتے تھے۔
قوالون کیطرف جاتے تھے۔ اور واپس آتے تھے۔ چند بار ایسا کیا بعدہ آنکھین شمال کیطرف
اٹھاکر محو حیرت ہوکر ایک جگہ استادہ ہوئے۔ چند منٹ ہی گذرنے پائے تھے۔ کہ بیہوش ہوکر گر پڑے

Marfat.com

اور نبض بالکل ہلکی پڑگئی۔ ظہر تک یہی کیفیت رہی۔ جب موذن نے ظہر کی بانگ کہی۔ یک بیک جسم مبارک مین حرکت ظاہر ہوئی۔ اور مجھ سے پوچھا۔ کہ اے مولوی محمود کلمہ خلاف شرع تو نہین نکلا مین نے جواب دیا۔ نہین۔ آپنے الحمد کہا۔ اسکے بعد فرمایا۔ کہ میرے اعضا درد کرتے ہین مین نے اپنی دستار سے اعضا کس دئیے۔ اسکے بعد آپ نماز کیلئے اُٹھے۔ چوتھی دفعہ میان گل محمد سے جو کہ خواجہ علیہ الرحمۃ کے یاران مجاز مین سے تھا۔ روایت ہے۔ کہ ایکدفعہ آپ حاجی پور شریف سے سنگھڑ کو واپس تشریف لیجارہے تھے۔ کہ راستے مین احمد قوال نے غزل کہنی شروع کی آپ کو سواری پر ہی وجد طاری ہوگیا۔ حتے کہ آپ گھوڑے سے گر پڑے اور بائین پستان سے خون جاری ہوگیا۔ اور آپکا پیراہن مبارک تر ہوگیا۔

دیگر۔ ایکدن آپ فرمارہے تھے۔ کہ جبکہ ہم دہلی سے آکر حضرت قبلہ عالم صاحب کیخدمت مین رہتے تھے تو آپ نے میان غلام رسول لانگری کو ارشاد فرمایا کہ یہ شخص کوہستانی آدمی ہے۔ اس روہیلہ کو بڑی روٹی دیا کرو۔ ایسا نہو کہ بھوکا رہے۔ اس سے میان غلام رسول لانگری بڑی روٹی دیا کرتا تھا۔ ایکدن حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا۔ کہ آئندہ بغیر ہمارے دکھانے کے اسکو روٹی نہ دیا کرو۔ ہم خود پہلے دیکھینگے۔ جب نابردہ وہ روٹی دکھانیکے لئے لیگئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اسقدر بڑی روٹی نہ دینی چاہئے۔ بس آپنے نصف مجھے دی۔ اور نصف دیگر دوسرے فقیر کو دی۔ اسکے بعد اس نصف کو بھی کم کردیا۔

دیگر۔ ایکدن خواجہ صاحب ذکر فرماتے تھے کہ مسجد مہاران شریف مین ایک کتاب کا مطالعہ کررہا تھا۔ اور چند روز سے کچھ کھایا نہ تھا۔ اتفاقاً میری نظر صحن مسجد پر پڑی۔ کہ چند کبوتر دانہ چگ رہے ہین۔ مین نے ایک سنگریزہ اٹھاکر جو مارا۔ تو ایک کبوتر پھڑپھڑانے لگا۔ مین نے فوراً اُسے ذبح کرکے گرم تنور مین ڈالا۔ تاکہ اسکو بھون کر کھاؤن۔ اتنے میں ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ حضرت قبلہ عالم تمکو یاد کرتے ہین۔ مین فی الفور انکی خدمت اقدس مین حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا کہ روہیلہ تو اسجگہ یا دخدا کیواسطے آیا ہے۔ یا کہ مرغون کا گوشت کھانیکے لئے۔ مین بہت شرمندہ ہوا آپنے فرمایا جا اور مطالعہ کر۔ جب مین واپس حجرہ مین آیا۔ دیکھا۔ کہ وہ مرغ بالکل سوختہ ہوگیا ہے +

دیگر آپنے ایکدن فرمایا۔ کہ جب مین مہاران شریف مین حضرت قبلہ عالم صاحب کی خدمت اقدس

Marfat.com

مین تھا۔ کہ سردی کا موسم آگیا۔ حضرت قبلہ عالم نے سب کو روئی دار کپڑے عنایت کئے اور بعض کو کمبل پشم بھی عطا فرمائے۔ مگر اس نیازمند کو کچھہ بھی نہ دیا۔ بلکہ اگر کہین سے کوئی جامہ بالفرض میرے ہاتھہ آبھی گیا۔ تو بھی اسکو عین حالت سرما مین لیکر کسی اور درویش کو دے دیتے تھے اور فرماتے۔ کہ پہاڑی روہیلے آدمی بہت قوی ہیکل اور مضبوط ہوا کرتے ہین۔ یہ فقیر لاغر ہے اور آگ اس نے مجھسے گرم کپڑا مانگا ہے۔ اسواسطے اسکو دیدینا چاہیئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ مین بموجب ارشاد اپنے مرشد کے وہ کپڑا (گرم) درویش کو دیدیتا تھا۔ اور آپ جنگل مین جاکر لکڑیان لے آتا۔ انکو تاپتا۔ اور وضو کیلئے پانی بھی گرم کرتا۔ ایکدن کا ذکر ہے۔ کہ آپ حسب معمول اسطرح الاؤ پر بیٹھے تھے۔ اور بہت سخت سردی تھی۔ ایک شخص نے انکی حالت دیکھکر ایک سیاہ کمبل لادیا جب حضرت قبلہ عالم کو خبر لگی۔ آپنے وہ کمبل اُن سے لیکر ایک اور درویش کو دیدیا۔ اور فرمایا کس کم سمجھہ آدمی نے یہ کمبل اس پہاڑی روہیلہ کو دیا ہے۔ اسپر بھلا سردی کیا اثر کرتی ہے اسکے بعد خواجہ صاحب کو پھر اپنا آتشکدہ روشن کرنا پڑا ۵ زان بلاہا اولیا برداشتند + سر بچرخ ہفتمین افراشتند +

دیگر ایکدن آپ نے خواجہ نور احمد صاحب مرشدزادہ کے سامنے ذکر فرمایا۔ کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم صاحب موضع مہتہ چھڈو پر مین بموجب درخواست زمینداران ایک شادی کی تقریب سے تشریف لیگئے۔ آپ کے ساتھہ بہت سے درویش تھے۔ جب آپ وہان پہنچے۔ تو ایک اچھی جگہ ڈیرہ لگایا گیا۔ مین بھی حضرت قبلہ عالم کے پیچھے ایک گوشہ مین سوگیا۔ جب شام ہوئی۔ تو سب فقیرون کو بہت لذیذ کہانے ملے۔ مگر مجھہ فقیر کو کسی نے یاد نہ فرمایا۔ جب وہ سب کہانا کہاچکے۔ تو انکو لحاف وغیرہ تقسیم کئے گئے۔ کیونکہ جاڑے کا موسم تھا۔ اتنے مین حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا۔ کہ بہائی ہمارے روہیلہ کو بھی کسی نے کہانا وغیرہ دیا [illegible] کہاکہ ہمکو اسکی خبر بھی نہین۔ آخر آپنے فرمایا۔ کہ کسی کے پاس کچھہ کہانا ہو۔ تو لادو۔ ایک شخص کے پاس خشک روٹی تھی۔ اس نے لاکر دی۔ اور مین نے کہالی۔ لیکن لحاف وغیرہ کوئی نہ ملا۔ اسپر مین میان غلام رسول لانگری کے پاس پہنچا۔ اور اسکو کہا۔ کہ رضائی عنایت کیجیے۔ اسنے جواب دیا۔ اسوقت تم آپہنچے واسطے بستر کہان سے لائین۔ الغرض مین نے ارادہ کیا۔ کہ

گاؤن سے باہر چلا جاؤن۔ شاید کسی جگہ کوئی آگ وغیرہ ہو۔ الغرض مین باہر ایک کنوئین پر پہنچا جہان کسانون نے خوب آگ روشن کی ہوئی تھی۔ وہان تھوڑی دیر بیٹھا ہی تھا۔ کہ ایک شخص دو لحاف اور بڑا عمدہ لذیذ کہانا لایا۔ جسمین پلاؤ۔ زردہ۔ کباب گوشت وغیرہ تھا۔ مین نے خوب مزے سے کہایا۔ اور دریافت کیا۔ کہ یہ شخص تمہارا واقف ہے۔ مگر وہ کسی کا واقف نہ تہا۔ مین سمجھ گیا۔ کہ یہ سب حضرت قبلہ عالم صاحب کی نوازش ہے۔ غرض وہ طعام لذیذ خوب سیر ہو کر کہایا۔ اور اس چاہ والے لوگون کو بھی کھلایا۔ اور ایک رضائی نیچے اور ایک اوپر بچہا کر خوب مزے سے سو رہا صبح کو بیدار ہوا۔ ان رضائیون کو وہین رہنے دیا۔ اور آپ حضرت قبلہ عالم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حضرت قبلۂ عالم گہوڑے پر سوار ہو کر تشریف لارہے تھے۔ مجھے دیکھکر ارشاد فرمایا۔ کہ آر وہیلہ میری گہوڑی کے آگے دوڑ۔ مین نے حکم کی تعمیل کی۔ آپنے باقی آدمیون کو ارشاد فرمایا۔ کہ تم آہستہ آہستہ پیچھے پیچھے آؤ۔ مین آگے آگے جارہا تھا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ بس میان جی روٹی کیواسطے اتنا تنگ ہو گئے تھے۔ مین نے مارے شرم کے مہاران شریف تک سر نہ اُٹھایا اور جواب نہ دیا۔

باجامۂ صد پارہ و با خرقہ پشمیں	برخاک نشینیم و ازین عار نداریم
درویش و فقیریم درین گوشۂ دنیا	با نیک و بد خلق جہان کار نداریم

دیگر۔ ایکدن خواجہ صاحب خود فرماتے تھے۔ کہ مہاران شریف مین حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا۔ کہ تورات کو ہمارے بالاخانہ پر آکر مطالعہ کیا کیجیو۔ ایک رات چراغ جل رہا تھا۔ اور مین مطالعہ کتب میں مصروف تہا۔ دفعتہً نیند نے غلبہ کیا۔ اور مین وہین سو گیا۔ حضرت قبلہ عالم نے اپنی لنگی مبارک دوہری کرکے میرے بدن پر ڈال دی کیونکہ موسم سردی کا تھا۔ صبح کو جو مین اُٹھا۔ تو لنگی مبارک اپنے اوپر دیکھی اور آہستہ سے لپیٹ کر مین نے حضرت مرشدی کے زانو کے نیچے رکھدی اور وہان سے اُٹھکر اپنے حجرہ مین چلا آیا۔ دیگر ایک دن خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ خود فرماتے تھے۔ کہ جب مین مہاران شریف مین مقیم تھا۔ ایک دفعہ کمبخت بخار نے آدبایا۔ اور چند روز تک ہرگز نہ اترا مین شدت بخار سے بہت لاغر ہو گیا۔ اور میرا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ ایکدن علی الصباح مین اپنے مرشد کی زیارت اور طلب دعا کیواسطے ایک راستہ پر بیٹھ رہا۔ حضرت قبلہ عالم صاحب کا معمول تھا۔ کہ صبح کی نماز کی دو سنت

Marfat.com

تو گھر پڑہتے۔ اور فرض مسجد مین آکر پڑہتے۔ آپنے گذرتے ہوئے۔ ایک عنایت کی نظر ڈالی۔ اور مسجد مین تشریف لیگئے۔ جب نماز سے فارغ ہو کر واپس آئے۔ تو بڑی محبت سے پوچھا۔ کہ رہیلہ تمہین کیا ہو گیا ہے۔ مین نے عرض کی۔ قبلہ! چند روز سے بخار نے بیقرار کر رکھا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ کہ تمہارے وطن مین بخار کا کیا علاج معالجہ کیا جاتا ہے۔ مین نے عرض کی غریب نواز یا تو بیمار کو بہت سا گھی پلا دیتے ہین۔ یا بکرے کی کھال چڑہا دیتے ہین۔ آپنے فرمایا۔ تم بھی ایسا ہی کر لو۔ لیکن نہ تو خود کوئی چیز عنایت کی۔ اور نہ ہی کسی کو حکم دیا۔ کہ مجھے گھی یا کھال بکرے کی دی جاوے۔ جب حضرت قبلہ عالم صاحب تشریف لیگئے۔ تو بخار ٹوٹ گیا۔ گویا ان کے دیدار نے سب بیماری و بیقراری دور کر دی۔

خواجصاحب مہار شریف سے وطن کو جاتے ہین

ناظرین با تمکین سے مخفی اور پوشیدہ نہین ہے کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تحصیل علم کے لئے اپنے مولد کوہ درگ سے تونسہ شریف مین آئے۔ اور وہان کچھ مدت ٹھہرکر موضع لانگھ مین تحصیل علم کرتے رہے۔ اور بعد کوٹ مٹھن تشریف لے گئے۔ اسکے بعد بمقام اوچ حضرت قبلہ عالم رض سے بیعت ہوئے۔ اور انہی کے ارشاد کے بموجب دہلی مین حضرت مولنا صاحب کی خدمت مین پہنچے اور اسکے بعد واپس اپنے مرشد کامل حضرت قبلہ عالم کیخدمت مین کئی سال مقیم رہے۔ اس مدت مدید مین آپکی والدہ ماجدہ بی بی زلیخا محبت قدرتی کی وجہ سے سخت بیقرار تھین۔ اور ایک اور حادثہ عظیم یہ پیش آیا۔ کہ ان کا بڑا بیٹا میان محمد یوسف جو خواجہ صاحب سے بڑا تھا۔ بقضائے ایزدی فوت ہو گیا اس صدمہ عظیم نے اس ضعیفہ شریفہ کو از حد بیقرار کر دیا۔ اور وہ فراق فرزند مین انکی تلاش مین گھر سے روانہ ہوئی۔ اور موضع گڑگوجی سے روانہ ہوکر موضع سوکڑ مین جو کہ تونسہ شریف سے تین میل جانب جنوب مغرب ہے۔ تشریف لائی۔ گو ہر چند لوگون سے دریافت کیا۔ خواجہ صاحب کا کچھ پتہ نہ ملا بعدہ ایک شخص کو جو بقول بعض بی بی صاحبہ کا داماد تھا۔ ملتان کیطرف روانہ کیا [illegible] دنون حضرت قبلہ عالم صاحب کے فرزند یعنی حضرت شہید صاحب کی شادی تھی اور قبلہ عالم صاحب نے خواجہ صاحب کو بمعہ حافظ جمال الدین صاحب سامان خریدنے کیلئے ملتان روانہ کیا تھا۔ وہ جوان جو خواجہ صاحب کی تلاش مین سرگردان تھا۔ آپ سے ملاقی ہوا۔ خواجہ صاحب نے وطن کا حال احوال پوچھا۔ اور کہا کہ اب تو مین اپنے مرشد کا ضروری کاروبار سرانجام کرنے کے لئے یہان

موضع سوکڑ مولد بنا ۱۲۰۰ [illegible]

Marfat.com

آیا ہون۔ واپس جاکر اجازت حاصل کرکے ضرور وطن کو آؤنگا۔ میری والدہ صاحبہ کی جا کو خبر بھی تسلی کیجیو
اور کہتے ہین۔ کہ ایک روپیہ بھی خواجہ صاحب نے اس شخص کے حوالہ کردیا۔ کہ یہ روپیہ جا کر میرے بھائے
یوسف کو دیجیو۔ نام بردہ نے اسکی وفات کا ذکر آپ سے نہ کیا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو سخت غمگین ہو جاوے غرض
وہ جوان چلا گیا۔ اور خواجہ صاحب سب سامان وغیرہ خرید کر کے حضرت قبلہ عالم کی خدمت مین حاضر
ہوئے۔ اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے خوشی سے اجازت دی۔

نقل ہے۔ کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی نے اس شخص کے آنیسے پیشتر ہی فرمایا تھا۔ کہ تمہاری والدہ
بہت بیقرار ہوگی۔ ایکدفعہ اسکی ملاقات کر کے پھر آجاؤ مگر ایسا نہ ہو کہ باغی ہو جاؤ۔ اور پھر ادہر آنیکا
قصد بھی نہ کرو۔ غرض حضرت قبلہ عالم سے مرخص ہو کر خواجہ علیہ الرحمۃ کوہ درگ کو تشریف لیگئے۔ انکی
والدہ انکے دیدار فرحت آثار سے بہت شادان ہوئی۔ مگر خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنے برادر معظم کی
وفات کی خبر سنکر از بس غمگین ہوئے۔ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہکر والدہ ماجدہ کی خدمت مین
مصروف ہوئے۔ آخر جب اشتیاق مرشد از حد زیادہ ہوا۔ تو رخصت طلب کی۔ مگر انکو خوشی سے
رخصت نہ ملتی تھی۔ بلکہ ان کے خویش واقربا نے جب دیکھا۔ کہ کسی وقت رات کو بھاگ کر نہ چلے جاوین
تو وہ پوری حفاظت اور نگہبانی کرنے لگے۔ کہتے ہین کہ کوہ درگ پر ایک برج کلان تھا خواجہ صاحب
اسی مین رہتے تھے۔ رات کو اسکا دروازہ بند کردیا جاتا۔ اور اسکے چارون طرف خاردار کانٹے لگے ہوئے
تھے۔ اور علاوہ اسکے خندق بھی تھی جس سے ہر طرح حفاظت کا اطمینان تھا۔ آخر جب عشق نے
غلبہ کردیا۔ تو آپنے ایک رات اس برج پر سے خاردار کانٹون پر چھلانگ لگائی۔ اور چل دیے۔ خدا
کی قدرت ہی کہ مستی اشتیاق مرشد مین انکو کوئی ضرب نہ لگی۔ اور نہ ہی کانٹے وغیرہ سے کوئی
تکلیف ہوئی۔ مولانا فخر الدین صاحب کے کسی دوست نے کہا ہے۔ ~

نو بہار است جنون چاک گریبان مددی	آتش افتاد بجان جنبش جانان مددی
شب تار است دگر وادی ایمن در پیش	دشت صحرا مددی خار مغیلان مددی
گرمی عشق بتے در جگر آتش انداخت	تشنگی سوخت مرا۔ اے لب جانان مددی
آمدہ فصل بہار است جنونم گل کرد ✣	جوش زد خون دلم شعلۂ مژگان مددی
راہ گم گشت و بپا آبلہ منزل بس دور	خار صحرا مددی خضر بیابان مددی

Marfat.com

جام مے ناب بدست تو تغافل تا چند	گشت مخموری مے ساقی مستان مددی
بہر تفریح دل و ضعف جگر میباید	بستہ لب مددی سیب زنخدان مددی
طلب بے ساختہ بیدار ترا رنجورے	فخر دین فخر جہان مرشد پاکان مددی

الغرض آپ وہان سے رخصت ہو کر تیسرے دن حضرت قبلہ عالم صاحب کیخدمت اقدسہ مین حاضر ہو گئے۔ اور تعجب ہے۔ کہ اسقدر فاصلہ کو جو آپکو چالیس کوس بیان کیا جاتا ہے۔ فقط ۳ یوم سے طے کیا۔ جب مرشد کی قدمبوسی حاصل ہوئی۔ تو انواع واقسام کی کرامات سے مشرف ہوئے اور سُنا گیا ہے۔ کہ جسوقت آپنے اپنے تئین بُرج پر سے گرایا۔ اسقدر عقدے حل ہوئے۔ کہ چلّہ اور ہفت ایام سوزہ سے بھی حل نہ ہوئے تھے۔ غرض تمام سال حضرت قبلہ عالم صاحب کی خدمت مین رہے۔ اور بعدہ پھر والدہ ماجدہ کی ملاقات کے لئے وطن کو مراجعت فرما ہوئے۔ ایسا ہی کئی دفعہ مہاران شریف جاتے۔ اور پھر رخصت طلب کرکے والدہ ماجدہ کی تسلی و تشفی کیلئے ضرور آکر اپنا دیدار دیتے۔ **نقل ہے**۔ کہ خواجہ غریب نواز فرماتے تھے۔ کہ ایکدفعہ مین **مہاران** شریف سے وطن کو جا رہا تھا۔ رستہ مین ایک گورستان آیا۔ اور میرا پاؤن ایک کھوپری پر جا پڑا۔ آواز آئی۔ ؎ دُور دار از من قدم ای بے خبر + گرچہ خاکم بوئے عشق آید ز سر۔ اور بعض کہتے ہین کہ نہین یہ شعر تھا۔ ؎ دور دار از من قدم ای خام پوست + گرچہ خاکم بوئی می آید ز دوست اس پر آپنے خیال فرمایا۔ کہ یہ کسی بزرگ عاشق باللہ کی کھوپری ہے۔ آپنے اُسے بڑی تعظیم سے گورستان مین دفن کر دیا۔ اور مین نے یہ حکایت بہت لوگون سے سنی ہے۔ اور ایکدفعہ جبکہ خواجہ صاحب اپنے بنگلہ واقع تاج سرور مین نشست فرما تھے۔ اور اسوقت بہت سے آدمیون کے علاوہ میان امیر الدین کشمیری بھی موجود تھے۔ آپنے خود زبان مبارک سے بھی بیان فرمایا۔ اور پوری تسلی ہو گئی چنانچہ میان امیر الدین موصوف نے (ایک رسالہ [illegible] بولہ علم سلوک مین تصنیف کیا ہے) اس قصہ کو بھی بیان کیا ہے۔ بعض کہتے ہین۔ کہ حضرت صاحب نارووالہ مین تھے۔ اور ایکدن قضائے حاجت کیواسطے جنگل مین تشریف لیگئے۔ وہان ایک لاشہ پڑا تھا۔ آپنے اسکو ٹھوکر لگائی۔ تو اوس نے یہ شعر پڑھا۔

دیگر۔ ایکدفعہ حضرت قبلہ عالم صاحب نے مولانا نور محمد صاحب نارووالہ کو اجازت وطن جانیکی

Marfat.com

دی۔ اور خواجہ صاحب کو بھی ہمراہ کر دیا۔ غرض دونو قران السعدین کہاران شریف سے بہاولپور
کو روانہ ہوئے۔ مولنا صاحب کے پاس گھوڑی تھی۔ جسپر سوار ہوتے تھے۔ مگر نصف منزل
آپ سواری کرتے۔ اور نصف منزل خواجہ صاحب کو گھوڑی پر سوار کراتے۔ چونکہ مولنا صاحب
کے ہمراہ چند مولوی صاحبان مثل مولوی محمد گہنکو تھے۔ جب خواجہ صاحب جوکہ اسوقت پورے
جوان اور چست اور تنومند تھے۔ گھوڑی پر سوار ہوتے۔ تو انکو بوجہ ضعیفی حضرت مولنا صاحب
بہت غصہ آتا۔ کیونکہ وہ اُنکے مدارج کو کیا سمجھتے تھے۔ مگر مولنا صاحب کے خوف کے مارے کچھہ
کہہ بھی نہ سکتے تھے۔ غرض اسی طرح قصبہ مولوی محمد حسین کے قریب پہنچے جو کہ قریہ فتووالہ کے پار
ہے۔ تو علمائے مذکورہ نے مولوی محمد حسین سے کہا۔ کہ ہمارے مولانا صاحب اس روہیلہ جوان
کو بوجہ پیر بھائی ہونیکے سواری دیتے ہین۔ اور خود بدولت بڑی تکلیف سے سفر طے کرتے ہین
اسکو لازم نہین ہے۔ کہ باوجودیکہ جوان تنومند اور ہٹا کٹا ہے۔ سواری کرتا ہے۔ اور جناب مولانا
صاحب پیادہ چلتے ہین۔ تم اسکو منع کرو۔ مولوی محمد حسین نے جواب مین فرمایا۔ سبحان اللہ
مین نے خیال کیا تھا۔ کہ نارووالہ صاحب مین بوئے نفسانیت نہین رہی ہے۔ مگر نہین تاہنوز کچھہ
باقی ہے۔ ورنہ اس روہیلہ کو تمام راستہ گھوڑی دے دیتے اور آپ پیدل چلتے۔ تم کیا جانو۔ کہ
اس جوان ذیشان کا کیا درجہ و مرتبہ ہے۔ نارووالہ صاحب بیشک اسکی قدر جانتا ہے۔ مگر چونکہ
بوئے نفسانیت قدرے باقی ہے۔ اسواسطے نصف راہ سوار کراتا ہے۔ ؎

گر برسر و چشم من نشینند	نازش بکشم کہ نازنین است

اس پر وہ خاموش ہوگئے۔ اور جب ڈیرہ غازیخان مین پہنچے کہ وہانسے تونسہ شریف تیس کوس
ہے۔ اور حاجی پور بھی قریب ہے۔ تو مولانا صاحب معہ خواجہ علیہ الرحمۃ کے مولوی عبداللہ خان چانڈہ
کے مکان پر اترے یہ شخص مولنا صاحب کا خاص مرید تھا۔ شبانہ روز ڈیرہ غازیخان مین
قیام فرمایا۔ دوسرے دن جب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ وطن کو طیار ہوئے۔ تو مولانا صاحب
اُن کو بہت دور تک پہنچانے کیلئے تشریف لے گئے۔ آخرکار وہ ہر دو شاہبازان میدان
لاہوت ایکدوسرے سے معانقہ کر کے جدا ہوئے۔ چند قدم چل کر خواجہ صاحب نے جو پیچھے
مڑ کر دیکھا۔ تو حضرت نارووالہ صاحب برابر کھڑے ہوئے انکی طرف دیکھہ رہے تھے۔ آپ نے

Marfat.com

دونون ہاتھ اوٹھاکر آخری سلام کیا۔ اور اپنا راستہ لیا۔ مگر جب تک دکہائی دیتے تھے۔ ناروالہ صاحب اسی جگہ ٹھیرے رہے جب واپس مکان پر تشریف لائے۔ تو فرمایا۔ کہ گہوڑی پر کاٹھی رکھو۔ کہ مین روانہ ہوتا ہون۔ مولوی عبداللہ صاحب نے عرض کی۔ کہ غریب نواز چند روز اور قیام فرمایئے۔ غرض آپ بیٹھ گئے۔ اور اپنے یارون سے پوچھنے لگے۔ کہ سفر مین جو مین اس پٹھان محمد سلیمان نام کو گھوڑی ابھی دیتا تہا۔ تو تم لوگ برا تو نہین جانتے تھے۔ انہون نے عرض کی۔ کہ غریب نواز ہمکو تو برا معلوم ہوتا تہا۔ کہ آپ پیدل چلین۔ اور وہ جوان تنومند آپکی بجائے گہوڑی پر سواری کرے۔ مگر ہم صرف آپکے خوف سے کچھ کہہ نہین سکتے تھے۔ اسپر مولانا صاحب نے فرمایا۔ کہ تمکو اُس روہیلہ کا درجہ معلوم نہین ہے۔ لو سنئے مین جو حضرت قبلہ عالم کا خاص مرید ہون۔ اور مجھکو کلی اجازت ہے۔ مگر ان کا خاص خلیفہ اور قایمقام یہی شخص ہے۔ کہ ظاہری و باطنی نعمتون کا مالک ہے۔ بلکہ اسوقت بھی انکا قایمقام ہے۔ انہون نے عرض کی کہ ہم نے مولوی محمد حسین کو راستہ مین عرض کیا تھا۔ اسپر مولوی مذکور نے کہا۔ کہ مین خیال کرتا تھا کہ ناروو الا صاحب مین بوئے نفسانیت نہین ہے۔ مگر نہین ابھی بو باقی ہے کہ اس کامل شخص کو صرف نصف راہ سواری عطا کی۔ اور خود بھی سواری کی۔ اگر نفسانیت کی بو باقی نہ ہوتی۔ تو ہرگز خود سواری نہ کرتے۔ ناروو الہ صاحب نے فرمایا۔ کہ وہ سچ کہتا تھا۔ اے لوگو تم نے اس بات کی کیون خبر نہ کی۔ کہ مین سوار نہ ہوتا۔ راقم نے یہ حکایت بہت معتبر اشخاص سے سنی ہے ✦

دیگر۔ میانصاحب نور بخش جی سے روایت ہے کہ ابھی خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ حضرت قبلہ عالم صاحب سے بیعت نہ ہوئے تھے۔ کہ خلیفہ صاحب محمد باران جی حضرت قبلہ عالم کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ اور بیعت کی خواہش ظاہر فرمائی۔ آپنے فرمایا۔ کہ پہلے جاکر علم حا[illegible]
بیعت کا ارادہ کرو۔ غرض خلیفہ صاحب بے نیل مرام وطن سے [illegible]
ے سال تحصیل علوم ظاہری مین مصروف رہے۔ بعد گذرنے [illegible]
کی خدمت مین واسطے بیعت کے حاضر ہوئے۔ اس عرصہ مین خوا[illegible]
اور جسوقت خلیفہ صاحب وہان پہنچے ہین۔ خواجہ صاحب و[illegible]
کو تشریف لے گئے جب خلیفہ صاحب نے حضرت قبلہ عالم[illegible]

Marfat.com

خواہش ظاہر کی۔ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہاں چند روز صبر کر ابھی تمہارا یار نہیں آیا۔
غرض تھوڑے دنوں کے بعد خواجہ صاحب وطن سے واپس آئے۔ اور چند روز قیام کیا۔ اور پھر
اجازت حاصل کر کے والدہ ماجدہ سے ملنے کیلئے وطن کو مراجعت فرما ہوئے۔ اور حضرت قبلہ عالم
صاحب انکے وداع کرنے کیلئے نالہ تک تشریف لائے۔ جب نالہ کے کنارہ پر پہنچے۔ تو چادر بچھا کر
خواجہ صاحب کو ساتھ بٹھایا۔ اور خلیفہ محمد باران صاحب کے بلانیکے لئے آدمی بھیجا۔ جب خلیفہ
صاحب آئے۔ تو قبلہ عالم صاحب نے خلیفہ صاحب کو فرمایا۔ کہ تم ان سے بیعت کرو۔ اور خلیفہ صاحب
کی بہت یارت دی۔ خلیفہ صاحب نے بیعت کی خواہش کی۔ مگر خواجہ صاحب نے انگلی اپنی دانتوں
میں ڈالی۔ اور اشارہ سے منع کیا۔ بعد جب حضرت قبلہ عالم سے مرخص ہوئے تو رستہ میں انکو
بیعت سے مشرف کیا۔ **دیگر**۔ ایکدفعہ حضرت قبلہ عالم صاحب جنوبی سفر (بہاولپور حاجی پور وغیرہ)
سے وطن کو مراجعت فرمائے تھے۔ کہ خواجہ علیہ الرحمۃ بھی اپنی والدہ کی قدمبوسی کر کے **مہاران**
شریف کو جا رہے تھے۔ ملتان شریف میں خبر لگی۔ کہ حضرت قبلہ عالم صاحب بہاولپور کیطرف میں
اسواسطے خواجہ صاحب ملتان سے دہر کو روانہ ہوئے۔ اور شہر بھوتان میں جو بہاولپور اور خیرپور
کے مابین ہے۔ حضرت قبلہ عالم کی قدمبوسی اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ اسوقت حسن
اتفاق سے حضرت قبلہ عالم صاحب کے مرید مٹھائی از قسم بتاسہ وغیرہ بہت لائے تھے۔ اور
انکے سامنے بتاسوں کا ڈہیر لگا تہا۔ چونکہ یہ سفر طے کر کے وارد ہوئے تھے۔ حضرت قبلہ عالم صاحب
نے ایک بڑا کٹورہ دودھ کا بھرا اور اسمیں بہت سے بتاسے ڈال کر فرمایا۔ کہ نوش کر وگے؟ خواجہ
صاحب نے فرمایا بسم اللہ۔ غرض ایک چھوڑ آپ نے ۴ کٹورے دودھ کے پی لئے۔ اور پھر بار
حضرت قبلہ عالم صاحب اور بتاسے ڈال کر پوچھتے۔ کہ یہ پی لیگا۔ اسکے بعد آپ نے بیٹھتے ہوئے فرمایا۔
کہ پٹھانوں کے کہانے اور ہضم کرنے پر آفرین ہے۔ یہ انکی ہی ہمت ہے۔ اور بس۔ میرے خیال
میں حضرت قبلہ عالم صاحب نے اس بات کا اشارہ فرمایا ہے۔ کہ ان کے اسرار باطنی کو کسطرح
اس مرد افغان نے حاصل کر لیا ہے۔ اور ہضم کیا ہے۔ گویا خداوند کریم نے خواجہ صاحب ممدوح
کو وہ ظرف عنایت کیا ہے۔ کہ دریائے معرفت کو نوش کر لیا۔ اور زبان مبارک سے ایک ذرہ
بھی ظاہر نہ ہونے دیا۔ اور ۴۶ سال سجادہ نشینی کی۔ مگر کبھی نہ کہا۔ کہ مجھے یہ درجہ اور رتبہ

Marfat.com

حاصل ہے۔ اور کبھی کرامت اور اپنی خوارق عادات ظاہر نہ کرتے تھے۔ اور اگر بے اختیار ظاہر ہو گیا اس پر تاسف ہوتے تھے۔ اور در پردہ حتی الامکان دوسرے شخص سے منسوب کرتے تھے۔ چنانچہ ملا محمد کہوکھر سکنہ تونسہ کا نام ہینہ وساوا بارش کنندہ رکھا ہوا تھا جب لوگون کیطرف سے گذارش ہوتی کہ باران رحمت کیواسطے دعا طلبی کی جاوے۔ تو خواجہ صاحب ہنسی سے فرماتے کہ بہائی ہینہ وساوا کھوکھر ہے غرضیکہ جہان تک ممکن ہوتا کرامات کو پنہان رکھتے۔ اور فرمایا کرتے۔ ہم ملا آدمی ہین۔ ہمین دنیا و مافیہا کی کیا خبر ہے۔ اور فرماتے۔ کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ سبحان اللہ آجکل بعض بیوقوف جنہون نے ابھی ناسوت کا درجہ بھی طے نہین کیا۔ اور علایق نفس سے آزاد نہین ہوتے۔ اپنی کشف کرامات کی ڈینگین مارتے ہین۔ اور اکثر جاہل جنکو ان پوشیدہ اسرار و غوامض کی بال بھر آگاہی نہین۔ جھٹ یقین کر لیتے ہین۔ اور جن کو کچھہ حاصل ہے۔ اور وہ ظاہر نہین کرتے۔ تو عوام الناس اور کم سمجھہ ان پر طعنے مارتے ہین۔ کہ یہ تو محض خالی ڈہول ہین۔ اور یہ نہین خیال کرتے۔ کہ یہ بڑے درجہ کی عالی حوصلگی ہے۔ مولٰنا فرماتے ہین۔ ؎

کشف او را کفش کن بر سر بزن	ہر کہ او از کشفِ خود گوید سخن

حضرت خواجہ نظام الدین صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ ہمارے خاندان چشت مین سلوک کے پندرہ مدارج ہین۔ اور پانچوین مرتبہ میں کشف و کرامت ہے۔ اگر کوئی شخص اس درجہ پر پہنچکر سب کچھہ ظاہر کرے۔ تو بس اسکی ترقی کی انتہا یہی ہے۔ مگر کامل وہ ہے۔ کہ درجہ پانزدہم پر پہنچ جاوے۔ اور پھر بھی ظاہر نہ کرے۔ جیساکہ امیر خسرو صاحب دلیل المحبّین مین فرماتے ہین درویش مقصود فقیر و کمالیت آن دیگر است و کشف و کشود دیگر این کشف کا فرا ہم میباشد۔ آنرا ظاہر کردن و خود را رسوا کردن چہ چیز رگیست۔ بلکہ اگر کسے درویش سالک را کشف نباشد۔ در حق او بہتر نوشتہ اند۔ و سلوک او را مسلم داشتہ اند کہ مد نظر او بر خدا است۔ و آن دیگر محجوب بکشف خود است [illegible] بر کشف خود است۔ چنانچہ در کشکول نوشتہ است۔ و این سرزنش خاص برائے انکشافست کہ او شان را کشف و کشود حاصل است۔ و آنرا ظاہر میکنند۔ لیکن چند جاہل جو فقط کئی دن اللہ اللہ کرتے ہین۔ اور ابھی نفس کی پلیدی سے آزاد نہین ہوتے۔ پچھلے اولیاؤن کے تذکرے سُنکر خود بھی شیخی بگھارتے ہین۔ اور اپنے آپ کو ولیا تصور کرنے لگ جاتے ہین۔ ایسے لوگ

Marfat.com

نہ تو ایاندار ہین۔ اور نہ ان کو توکل ویقین حاصل ہے۔ اور جو لوگ کہ کچھ پڑھے لکھے بھی ہین۔ اور ان جاہلون پر اعتقاد رکھتے ہین۔ انکو بہمق کہنا چاہیے۔ کیونکہ صد احمق برابر ہوتا ہے۔ ایک بہمق کے۔ ؎

حرفِ درویشان بدزدد مردِ دون	تا بخواند بر سلیمے آن فسون
صد نشان نادیدہ ہردم میدہند	تا گمان باشد کہ ایشان زان دہند
یا بجز آن حرف شان روزی نبود	یا در آخر رحمت آمد راہ نمود
لحنِ مرغان را اگر واصف شوے	بر مراد مرغ کے واقف شوے
گر بیاموزی صفیر بلبلے	تو چہ دانی کو چہ دارد با گلے ۴

اے عزیز۔ درویش وہ ہے۔ کہ شب و روز مجاہدہ مین رہے۔ اور اس ریاضت مین ذکر واوراد مین مصروف رہے۔ اسکی طلب فقط رضائے الٰہی ہو۔ اور بس۔ پس اگر اس حالت مین اسکو کچھ انوار یا اسرار یا کشف قبور وغیرہ ہویدا ہو۔ تو اوسکو چاہیئے کہ وہ حتی الامکان پنہان رکھے۔ اور اسے حیض تصور کرے۔ الکرامۃ حیض الرجال اور کسی کے پاس نہ کہے۔ اور دل مین یہ خیال کہے کہ میرا مقصد کچھ اور ہے۔ ؎ دل چہ می بندی درین فانی مقام + این جہان راہم جہانے دیگر است اور وصال مقصود حقیقی کی امید پر ہر روز اسیطرح محنت اور مجاہدہ مین بسر کرے۔ ع عمری باید تا کہ بدست آید دوست ۴ اور جو شخص منہیات وغیر شرع افعال سے پرہیز نہین کرتا۔ جو کہ ترقی کی پہلی سیڑہی ہے وہ کیونکر اور منزلون پر پہنچ سکتا ہے۔ باوجودیکہ جو لوگ بقا باللہ کے درجہ پر کہ آخرین درجہ ہے۔ پہنچ چکے ہین۔ وہ بھی حبل المتین شرع سے ہاتھ نہین اوٹھاتے۔ اور حلقۂ شریعت سے ایک قدم باہر نہین جاتے۔ بلکہ روز و شب حسب معمول مبتدیون کیطرح مجاہدہ اور ریاضت مین لگے رہتے ہین۔ چنانچہ کہا گیا ہے + نہائیت قدم سالکان بدایت اوست اور اوّل العوام آخر الخواص۔ اور نیز بدایۃ الجہلاء نہایۃ العلماء سے بھی یہی ہویدا ہے۔ اور اسی رمز کیطرف اشارہ ہے۔ ؎

بس کنم خود زیرکان را این بس است	بانگ او کردم اگر در دہ کس است

اے عزیز رکھ۔ کہ ہمارے حضرت غوث زمان محبوب رحمان قطب دوران حضرت خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران کو اگرچہ سب مدارج حاصل تھے۔ مگر اخیر دم تک مجاہدہ اور ریاضت مین مشغول رہے ع اے بیخبر بکوش کہ تو باخبر شوی ۴

Marfat.com

دیگر ایکدن خواجہ صاحب ذکر فرماتے تھے۔ کہ ایکدفعہ ہم حضرت قبلہ عالم صاحب کی خدمت مین جا رہے تھے۔ راستہ مین جب علاقہ ریگستان مین پہنچے۔ تو پیاس سے سخت جان بلب ہوئے۔ اچانک ہم نے ایک مینڈک کی آواز سُنی۔ اسپر ہم اس آواز کیطرف چلے۔ اس اُمید پر کہ ضرور جہان مینڈک ٹرّاتا ہے۔ پانی ہوگا۔ مگر جب ہم اسکے پاس پہنچے۔ تو دیکہا کہ مینڈک ایک گھنے گہاس مین ٹرّا رہا ہے۔ لیکن پانی ظاہر نہ تھا۔ مین نے اپنے رفیق سے کہا۔ کہ ذرا اس جگہ کو کہود۔ شائید پانی ہووے خدا کی قدرت دیکہو۔ جونہی اُسنے اسجگہ کو کہودا۔ دیکہا کہ ایک پانی کا گڑہا تہا۔ وہان ہم نے پیاس بجھائی بلکہ اپنا کوزہ بھی بھر لیا۔ اور پھر اپنا رستہ لیا +

دیگر ایک دن حضرت خواجہ صاحب ذکر کرتے تھے۔ کہ ایکدفعہ مین حضرت قبلہ عالم صاحب سے رخصت ہوکر اپنی والدہ ماجدہ کیخدمت اقدسہ مین بموضع گڑگوجی مقیم تہا۔ اور جب حضرت قبلہ عالم صاحب کی زیارت کیواسطے سخت بیقرار ہوگیا۔ تو ارادہ مہار شریف جانے کا کیا۔ مگر والدہ ماجدہ بوجہ محبت ازلی نہ جانے دیتی تھی۔ اور مجھے ملّا محمد صاحب کے سپرد کیا۔ اور فرمایا کہ میرے اس لڑکے کو کچھہ ہوگیا ہے۔ کہ عنانِ ہوش اسکے ہاتھ مین نہین رہی۔ آپ کچھہ اس پر دم کرد۔ کہ یہ خیالات ترک کردیوے۔ اور علاوہ دم درود کے سبق بھی پڑہایا کرو۔ تاکہ یہ دور دراز ملکون مین نہ جاوے۔ اور اسکی حفاظت کا از بس خیال رکہو۔ ساکنان کوہ کی عادت ہے۔ کہ چارپائیونکے پائے بہت بڑے بڑے بناتے ہین۔ اور سرہانے بھی بہت لمبے چوڑے استعمال کرتے ہین ملّا صاحب میری والدہ صاحبہ کی تاکیدی فرمائیش کے بموجب ازحد نگہبانی کرتے۔ اور رات کو ایسی چارپائی پر سلاتے اور خود بھی ساتھ سوتے۔ اب مین حیران سرگردان تہا۔ کہ کسطرح بھاگ کر جاؤن۔ آخر ایک دن مین یونہی خراٹے لینے لگا۔ کہ میرے محافظ کو میری نیند کا یقین ہوگیا۔ اور وہ بے فکر ہوکر سوگیا۔ مگر جونہی مین نے اسے سوتا پایا۔ تو جلدی سے اُٹھا۔ اور اس بات کی بڑی احتیاط کی۔ کہ کوئی آہٹ نہ ہونے پائے۔ غرض جب کپڑے وغیرہ بھی پہن لئے۔ تو قلعہ کے اندر چاروں طرف باہر جانیکا رستہ تلاش کرنے لگا۔ مگر دروازہ بند تھا۔ اور کوئی راستہ نہ پایا۔ سوائے اسکے کہ دیوار پر سے پھلانگ جاؤن۔ لیکن قلعہ کے گرد خندق تھی۔ جس مین خار مغیلان و کنار سے باڑ باندہی ہوئی تھی۔ اور علاوہ اسکے کُتّے پڑے ہوئے تھے۔ الغرض مین نے اپنے تئین دیوار پر سے محض متوکل علی اللہ

Marfat.com

ہو کر نیچے گرایا۔ اور باڑ پر آپڑا۔ لیکن ہمت کر کے باڑ سے نکل آیا۔ اگرچہ کانٹے میری ساق اور پنڈلی اور زانو پر بہت سے لگے۔ خون جاری تھا۔ پاجامہ پھٹ گیا۔ مگر مجھے ذرا بھی درد نہ ہوا۔ اور دوڑتا ہوا بھاگا۔ صبح تک بڑی تیزی اور سرعت سے چلتا رہا۔ جب دن نکلا۔ تو مین قصبہ منگروٹھ کے مغربی طرف درگری مین پہنچ گیا تھا۔ اور شہر منگروٹھ مین ٹھیرنا مناسب نہ جانا۔ بلکہ دریائے سندھ کے گھاٹ کا رستہ لیا۔ ایک شخص شیخ محمد نام ملاقی ہوا۔ اس نے بھی حسن اتفاق سے تین پر جانا تھا۔ وہ کہنے لگا۔ کہ مین دریا پار لے تو جاؤنگا۔ مگر چند روز میری گھوڑیون کا گھاس لانا ہوگا۔ ان دنون کشتی شیخ جوندہ کے پاس ہوا کرتی تھی۔ اور میان شیخ محمد بھی اولاد شیخ جوندہ مین سے تھا غرض جبکہ ہم گھاٹ پر پہنچے۔ تو ملاحون نے مجھے کشتی پر سوار کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ میرا پاجامہ پھٹا ہوا تھا۔ اور ٹانگون اور پاؤن پر خون کے نشان موجود تھے۔ دوسرے تھا بھی مین افغان۔ انہون نے یہ گمان کیا۔ کہ یہ یا تو کوئی چور ہے۔ یا کوئی خونی۔ جو بھاگ کر آیا ہے۔ غرض شیخ محمد مذکورہ نے میری سفارش کی۔ کہ یہ شخص میری گھوڑیون کا چرواہا ہے۔ اسطرح سے دریا کے پار جانے کا موقع ملا۔ جب دوسرے کنارہ پر پہنچا۔ تو جنگل کا رستہ لیا۔ اچانک ۳ چور رستہ مین ملے۔ مین نے بڑی دلیری سے دریافت کیا۔ کہ تم کون ہو۔ جو اسطرح جنگل مین چھپے ہوئے ہو۔ انہون نے کہا کہ ہم چور ہین۔ پھر مجھ سے دریافت کیا۔ مین نے بھی کہا۔ کہ مین بھی چور پر زور ہون۔ وہ لگے آپسمین مشورہ کرنے۔ آخر انہون نے کہا۔ کہ اس شخص کو نہ جانے دینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو مخبری کرے غرض سارا دن مین انکے پاس رہا۔ شام کو ہم چارون روانہ ہوئے۔ اور دائرہ دین پناہ پہنچے۔ اب انہون نے چوری کے منصوبے باندھنے شروع کئے۔ کہ مسجد مین جا کر پہلے آرام کرین اور پھر کہین نقب لگائین۔ ان مین سے ایک نے کہا کہ بھائیو۔ مین نے مسجد کے ہمسایون کی چوری کرنے سے توبہ کی ہوئی ہے۔ اور یہ حکایت کی۔ کہ ایکدفعہ مین علاقہ دامان مین ایک شخص کے ہان چرواہا تھا۔ اور وہ مسجد کا ہمسایہ تھا۔ جسوقت اس شخص کا مجھ پر کامل اعتبار ہو گیا۔ مین نے رات کو اسکی اسپ مادہ چرائی۔ اور اپنے گھر کا راستہ لیا۔ تمام رات گھوڑی کو سرپٹ دوڑائے رکھا۔ جب صبح ہوئی تو اسی شہر مین واپس آگیا۔ گھوڑی کے مالک نے فوراً گرفتار کر لیا۔ اور بہت خوار کیا۔ غرض انہون نے مسجد جانیکا ارادہ منسوخ کیا۔ اور ایک بھٹیارے کے گھر چلے۔ وہ ادھر گئے۔ اور مین نے مسجد کا

Marfat.com

راستہ لیا۔ خواجہ صاحب نے اتنا ہی ذکر فرمایا تھا۔ کہ موذن نے نماز عصر کی اذان دی۔ اور آپ نماز
میں مصروف ہوئے۔ واضح رہے کہ کوہ درگ جہان سے آپ روانہ ہوئے تھے۔ تونسہ شریف سے
تقریباً تیس کوس ہے۔ اور بارہ کوس دائرہ شاہ ہے۔ یعنی ۱۴ فرسنگ کو آپنے ایک ہی منزل میں طے کیا

تاجان نزند قدم بجانان نرسد	اے راہ بپائے تن بپایان نرسد

حضرت قبلہ عالم صاحب کی بیماری اور خواجہ صاحب کی بیتابی

خواجہ غلام فرید صاحب بن خواجہ نور احمد ابن خواجہ نور محمد صاحب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے
جو انہون نے اپنے والد ماجد کی زبانی سنی ہے۔ کہ جب حضرت قبلہ عالم صاحب مہاروی کے
وصال کے دن قریب آئے۔ تو اس موقعہ پر حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب اپنی والدہ ماجدہ
کے ملنے کیلئے وطن کو تشریف لیگئے تھے۔ حضرت قبلہ عالم صاحب کے سب خلیفے مثلاً حافظ جمال الدین
صاحب ملتانی۔ قاضی عاقل محمد صاحب وغیرہ موجود تھے۔ اور مولنا نور محمد صاحب نارووالہ کا
ان سے پہلے انتقال ہوچکا تھا۔ ایکدن حضرت قبلہ عالم صاحب نے اپنے فرزند اکبر نور صمد صاحب
شہید کو ارشاد فرمایا۔ کہ کوئی ہمارے روہیلہ کی بھی خبر ہے۔ انہون نے جواب مین عرض کی۔
کہ غریب نواز انکا حال معلوم نہین ہے۔ اگر کچھ ان کے مکان وشہر کا پتہ ہوتا۔ تو کوئی قاصد
مزدوری پر بھیج دیا جاتا خواہ بیس روپے ہی کو انکو دینے پڑتے۔ آپنے فرمایا۔ کہ اچھا انشاءاللہ وہ
خود آجاویگا۔ دوسرے دن پھر آپ نے یاد فرمایا کہ کوئی روہیلہ کی بھی خبر آئی ہے۔ یا نہ۔ جناب
حافظ جمال الدین صاحب نے عرض کی۔ کہ قبلہ۔ اگر مجھے ارشاد ہو۔ تو مین جاکر انکو لے آؤن آپ
نے فرمایا نہین۔ انشاءاللہ وہ خود آجاویگا۔ کہتے ہین یہ وہ وقت تھا۔ کہ جبکہ حضرت خواجہ محمد سلیمان
قلعہ گڑگوجی مین تھے۔ قلعہ کا دروازہ بند تھا۔ اور چارونطرف خاردار باڑ تھی۔ آپ کو جو محبت کی
کشش کا جذبہ ہوا۔ فوراً وہان سے کودے اور کانٹون کی کچھ پرواہ نہ کی۔ [illegible] عشق کا
کانٹا جو دل کو زخمی کر رہا تھا۔ وہ ان کانٹونکی کیا پرواہ کرتا۔ جو معمولی بیرونی جسم کو نقصان
پہنچانیوالے تھے۔ غرض وہان سے روانہ ہوکر پہلی منزل مین دائرہ دین پناہ پہنچے۔ جسکا ذکر
گذشتہ اوراق مین کیا گیا ہے۔ دوسری منزل مین مخدوم رشید پہنچے۔ اور جب دریا سے عبور
کرکے ملتان شریف مین داخل ہوئے۔ تو ایک خدارسیدہ برقعہ پوش عورت سے ملاقی ہو[illegible]

Marfat.com

جس نے پشتو مین کہا۔ کہ جلد روانہ ہو۔ قافلہ تیار ہے۔ قافلہ کی طیاری سے حضرت قبلہ عالم صاحب کی وفات کا اشارہ تھا۔ تیسرے دن مخدوم رشید سے روانہ ہو کر کرم پور پہنچے۔ لیکن کوئی کشتی موجود نہ تھی۔ کاردار کہین دور کشتیون کو لیگئے تھے۔ سارا دن کشتی کا انتظار کرنا پڑا۔ دریا کے کنارہ ایک بستی تھی۔ اور اس مین ایک بہت کہنہ مسجد تھی۔ وہان گئے۔ حضرت خواجہ صاحب بول کرنے کے ارادہ سے دریا کیطرف گئے۔ کیا دیکھتے ہین کہ ایک چھوٹی سی کشتی موجود ہے۔ اور ایک جوان اسکو کھیتا ہے۔ اس نے خواجہ صاحب کو آواز دی۔ کہ آؤ اور اس کشتی پر سوار ہو جاؤ۔ خواجہ صاحب نے اپنے رفیق غلام حیدر کو جو کہ پیر بھائی تھا۔ بلا لیا۔ اور دونوان چھوٹی سی کشتی مین سوار ہوئے۔ جب دوسرے کنارہ پر پہنچے۔ تو اس پیر مرد نے کرایہ وغیرہ بھی طلب کیا۔ بلکہ کہا۔ کہ قریب قریہ غفوریان ہے۔ وہان جا کر رات کو آرام کرو۔ جب پہلے پہل خواجہ صاحب نے رفیق کو بلایا تھا۔ کہ ایک کشتی آگئی ہے۔ تو اس نے باور نہ کیا تھا۔ کہ واہ آپ کیواسطے یہان کون کشتی لایا ہے غرض جب دونو وہان سے روانہ ہوئے۔ تو مذکورہ بالا گاؤن کا راستہ لیا۔ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ راستہ مین میرے اور میرے ساتھی کے درمیان اختلاف رائے ہوا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ اسکی ڈاڑھی سیاہ تھی۔ مین کہتا تھا۔ کہ نہین وہ ملاح سفید ریش تھا۔ غرض خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ ہم حیران تھے۔ کہ وہ کون شخص تھا۔ اور کشتی کہان سے لایا۔ اور بعض لوگ کہتے ہین۔ کہ ہم نے سنا ہے۔ کہ فقط دو آدمی کشتی مین سوار نہ ہوئے تھے۔ بلکہ ۳ تھے یا ۴ تھے مگر راستہ مین سب کا اختلاف ہوا۔ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کشتی والا سفید ریش تھا۔ غلام حیدر کہتا تھا۔ نہین وہ تو سیاہ ریش رکھتا تھا۔ تیسرا کہتا تھا۔ نہین ادھیڑ تھا۔ اور چوتھا کہتا تھا۔ نہین وہ تو بالکل بے ریش تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کاتب الحروف کا یہ خیال ہے۔ کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ جو اولیا اللہ سے ہمیشہ ملاقات کرتے رہتے ہین۔ اور کئی دفعہ حضرت خواجہ **محمد سلیمان** سے ملاقی ہوئے۔ چنانچہ موقع بموقع یہ ذکر کیا جاویگا۔

چون پیر کامل است شد شد نشد نشد	با نسبت خضر قافلہ شد شد نشد نشد

الغرض پانچوین دن شہر فرید مین ٹھیرے۔ اور چھٹے دن بوقت چاشت مہار شریف پہنچگئے لیکن بعض لوگون کا یہ خیال ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے یہ سفر ۳ منزل میں طے کیا تھا۔ پہلے

Marfat.com

دن دایرہ شاہ اور دوسرے دن مخدوم رشید اور تیسرے یوم مہار شریف پہنچگئے۔ غرضیکہ پہلے کنوئین پرجاکر وضو کیا۔ بعدہٗ مستانہ اور مدہوشانہ حضرت قبلہ عالم صاحب کی خدمت مین پہنچے۔ اور پہلے کسی سے بھی ملاقات نہ کی۔ اور نہ ہی گفتگو ہوئی۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب فرماتے تھے۔ کہ میرے والد صاحب حضرت قبلہ عالم کو تکیہ دیئے ہوئے بیٹھے تھے۔ کہ آکر خواجہ صاحب قدمبوس ہوئے۔ اور بائین کیطرف بیٹھ گئے۔ قبلہ عالم صاحب کا معمول تھا۔ کہ جب کبھی خواجہ صاحب وطن سے آتے۔ تو پہلے دریافت فرماتے۔ کہ رات کہان تھے۔ بعدہٗ استغنا فرماتے۔ کہ والدہ صاحبہ راضی خوشی تھین۔ اسوقت بھی یہ دونو باتین پوچھین۔ آپنے عرض کی۔ کہ رات شہر فرید مین تہا۔ اور والدہ صاحبہ دُعا کرتی ہے۔ اسکے بعد بہت دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ اور حضرت قبلہ عالم صاحب انکی صورت کو بڑے غور سے دیکھہ رہے تھے۔ حضرت خواجہ نور احمد صاحب کا بیان ہے کہ جون جون حضرت قبلہ عالم صاحب اُنپر نظر ڈالتے جاتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب بیہوشی کی حالت مین بیٹھے تھے۔ کبھی تو ان کا چہرہ بالکل زرد ہوجاتا تھا۔ اور کبھی بالکل سرخ جیسا کہ لوہا دہکتا ہوا ہوتا ہے۔ بہت دیر تک یہی حالت رہی۔ جب دن چڑھ آیا۔ اور اسجگہ جہان خواجہ صاحب آرام فرمائے تھے۔ دہوپ آنے لگی۔ تو آپنے اپنی چارپائی اندرون حجرہ بچھانیکا حکم دیا۔ اور خواجہ صاحب کو ارشاد فرمایا۔ کہ جاکر آرام کیجئے۔ خواجہ صاحب اُٹھے۔ اور صاحبزادہ صاحبان سے ملے۔ اور ہر ایک سے معذرت چاہی کہ جسوقت مین آیا مجھے کچھہ ہوش نہ تھی۔ مین سیدھا حضرت قبلہ عالم صاحب کی خدمت اقدسہ مین چلا گیا۔ اور آپ لوگون سے کلام تک نہ کی۔ حضرت نور احمد صاحب نے یہ بھی بیان فرمایا ہے۔ کہ جب خواجہ صاحب کی یہ حالت ہو رہی تھی تو حضرت قبلہ عالم صاحب کا لانگری میان غلام رسول خواجہ صاحب کے بلانیکے لئے آیا۔ کہ آمیان اپنی روٹی لے۔ حضرت قبلہ عالم صاحب نے فرمایا۔ کہ بھائی اسکو کچھہ نہ کہو۔ اس نے روٹی کہائی ہوئی ہے۔ کاتب الحروف کے نزدیک اس غذا سے مراد غذائے روحانی ہے جو قبلہ عالم صاحب نے انکو اسوقت کہلائی تھی جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہین۔ سہ

گر خوری یک لقمۂ از نان نور	خاک ریزی بر سر نان تنور

اسکے بعد پھر میان غلام رسول لانگری آیا۔ اور کہا میان کو نسے حجرہ مین ویرہ لگا ہے حضرت

Marfat.com

قبلہ عالم صاحب نے فرمایا۔ کہ اسے کیا کہتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد خود سب حجرے خالی کر لیگا۔ اور ڈیرہ لگائیگا اے بعد از انتقال من۔ **دیگر** میان نور بخش جی سجادہ نشین حضرت قبلہ عالم صاحب جی اپنے بھائی میان قطب الدین سے روایت کرتے تھے۔ کہ انہون نے مولوی شہسوار صاحب مرحوم سے جو خواجہ صاحب کے یاران مجازین سے تھے۔ سنا ہے۔ اور مولوی صاحب موصوف نے مولوی محمد عابد سکنہ سوکڑ کی زبانی استماع فرمایا ہے۔ کہ خود خواجہ صاحب موصوف نے ایکدن ارشاد فرمایا۔ کہ مین جب رحلت حضرت قبلہ عالم کے وقت مہار شریف پہنچا۔ اور جا کر حضرت کے پلنگ کے پائینتی کیطرف بیٹھ گیا۔ تو حضرت قبلہ عالم نے سب حاضرین کو رخصت کیا۔ کہ مین نے اس روہیلہ سے کوئی خاص بات کہنی ہے۔ لوگ جب چلے گئے۔ تو آپ نے میریطرف نظر عنایت مبذول فرمائی۔ اور جو کچھ دینا تھا۔ عطا فرمایا۔ اسوقت مجھہ پر بیہوشی طاری ہوئی۔ آپنے فرمایا۔ کہ جاؤ۔ اور میری وفات تک مسجد میان خدا بخش مہار مین رہو۔ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ مین برابر جب فرمان آنحضرت اس مسجد مین رہا۔ یہانتک حضرت قبلہ عالم کا وصال ہوا۔ اور مین ساتھ جنازہ مبارک کے ہو لیا۔ بعد دفن کرنیکے سب لوگ چلے آئے۔ مگر مین مزار پر انوار سے واپس نہ آیا۔ تمام شب وہین رہا۔ اور صبح کو فاتحہ خوانی کے کیواسطے مہار شریف مین آیا۔ **دیگر** میان غلام رسول خان ماکو سے روایت ہے۔ کہ انہون نے ملا محمد فاضل تونسوی کی زبانی سنا ہے۔ کہ جب حضرت قبلہ عالم صاحب نے وفات پائی ہے۔ تو مین بھی مہار شریف مین حضرت خواجہ صاحب کے ہمراہ تھا۔ آپنے مجھے ارشاد فرمایا۔ کہ جب جنازہ ادہر سے گذرے۔ تو مجہہ کو خبردار کر لو۔ جب جنازہ گذرا۔ تو مین نے اطلاع دی۔ مگر آپ کچھ ایسے مدہوش تھے۔ کہ دنیا و مافیہا کی کچہہ خبر نہی۔ غرض جا کر نماز جنازہ ادا کی۔ آپ اسی مدہوشی کیوجہ سے بار بار پوچھتے تھے۔ کہ ملا فاضل ہین نے نماز جنازہ ادا کی تھی یا نہ۔ مین نے عرض کی ہان غریب نواز آپنے نماز جنازہ پڑہی۔ اور مجھے اچھی طرح یاد ہے*

دیگر خواجہ صاحب نے حضرت قبلہ عالم صاحب کی صحبت ظاہری پانچ چھہ سال حاصل کی تھی یعنی جب خواجہ صاحب سلسلہ بیعت مین داخل ہوئے ہین۔ تو اسکے بعد حضرت قبلہ عالم صاحب پانچ یا شائد چھہ سال زندہ رہے ہین۔ اور اس عرصہ مین بھی دو تین ماہ تو مرشد کی خدمت مین رہتے مگر پھر والدہ شریفہ کے ملنے اور تسلی دینے کے لئے وطن کو تشریف لیجاتے۔ اور پھر کچہہ مدت وہان رہ کر

حضرت قبلہ عالم کی وفات حضرت کرامات

Marfat.com

جب اشتیاق حد سے زیادہ بڑھ جاتا۔ تو پھر مہاران شریف مین واپس آتے۔ غرض یہ مدت بھی اکثر آمد و رفت مین رہی ہے۔ بعد وفات آنحضرت آپ انکی مزار پرانوار پر معتکف رہے۔ اور چھہ چھہ ماہ کہین نہین گئے۔ بلکہ بقول بعض نو نو ماہ تک کہین نہین گئے۔ اور برابر فیض حاصل کرتے رہے

دیگر - ایکدن آپ **تونسہ** شریف مین بعد مشغولی بین العشائین چارپائی پر دراز تھے۔ فقیر کاتب الحروف اور نیز اور چند شخص موجود تھے۔ میان محمد اکرم خادم خاص نے عرض کی۔ کہ قبلہ اولیاء اللہ کی مزار سے بھی انسان کو کچھہ فیض حاصل ہوتا ہے۔ یا نہ آپ نے فرمایا۔ اوہو۔ یہ بات تو کوئی مجھہ سے پوچھے جو کچھہ مجھے مزار پرانوار حضرت قبلہ عالم کے اعتکاف سے حاصل ہوا۔ ہر ایک جانتا ہے۔ مین نے فقط پنجسال مرشد کی ظاہری صحبت پائی تھی۔ مین پورے نو نو ماہ اعتکاف مین مزار مبارک پر بیٹھا رہا۔ اور جو کچھہ حاصل ہوا۔ مجھے معلوم ہے +

فقیر کاتب الحروف کو بخوبی یاد ہے۔ کہ قبلہ عالم صاحب کی وفات کے بعد خواجہ صاحب برابر چند ماہ مزار فیض آثار پر اعتکاف مین بیٹھے رہے ہے۔ اور پھر وطن کو تشریف لیگئے۔ اور پھر واپس آکر چند ماہ معتکف رہے ہے۔ بلکہ آپ کا یہ معمول ہو گیا تھا۔ کہ ہر سال **تونسہ** شریف سے عرس شریف کی موقع پر **مہاران** شریف مین سینکڑون درویشون و فقیرون کو ساتھ لیکر تشریف لاتے۔ اور برابر چند ماہ روضہ مبارک قبلہ عالم مین عبادت مین مشغول رہتے۔ اور اپنا وظیفہ ختم کر کے پھر **تونسہ** شریف کو تشریف لے جاتے۔ غرض آپ کا یہ معمول باخیر عمر تک رہا۔ ایک سال کا وقفہ دیکر آپ پاک پٹن بھی جایا کرتے۔ چنانچہ کمترین کاتب الحروف تین سال برابر آپ کے ساتھ پاک پٹن بھی گیا ہے۔ اور چھ سات دفعہ تونسہ شریف سے معہ دیگر طائفہ درویشان و فقرا کے آنحضرت کے ساتھ تاج عرس شریف قبلہ عالم کے موقعہ پر حاضر ہوا ہے۔ جب خواجہ صاحب بہت ضعیف ہو گئے اور تاج سرور آنا دشوار تھا۔ تو آپ تونسہ شریف ہی مین اپنے مرشد کا عرس کرتے اور بہت حلوہ بہادل وغیرہ پکوا کر خیرات کرتے۔ اور چونکہ سواری کرنیکی طاقت نہ تھی۔ اسواسطے اخیر دنون جانا موقوف کیا تھا اور وہین عرس کرتے۔ مگر مجلس سماع منعقد نہ ہوا کرتی۔ اس مین بھی کوئی پالیسی ہوگی۔ مگر صاحبزادہ گل محمد صاحب مرحوم والد ماجد حضرت خواجہ الہ بخش صاحب اپنے بنگلہ مین برابر مجلس سماع کراتے اور صوفیون پر وجد طاری ہوتا۔ **دیگر** جب خواجہ صاحب بوجہ ناطاقتی اپنے پیر کے عرس شریف پر

نہ جاسکتے تھے۔ کیونکہ گھوڑی کی سواری سے معذور تھے۔ تو نواب محمد بہاول خان عباسی
نے عرض کی کہ قبلہ اگر ارشاد ہو۔ تو آپ کے واسطے پالکی تیار کرائی جائے جسکو کہار اوٹھاوینگے
اور آپ کو ہرگز تکلیف نہ ہوگی۔ آپ برابر خواہش کے مطابق روضۂ مرشد کامل کی زیارت کیجئے۔
آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ نواب صاحب آپکی بڑی مہربانی ہے۔ مگر مین اپنے پیر کے عرس پر آدمیون کے
اور پر چڑھکر نہین جانا چاہتا"
بیشک خواجہ صاحب نے اس طرح متابعت نبوی اختیار کی ہے کہ بایدوشاید۔ خداوند کریم فرماتا ہی
اِنَّ الخَیلَ وَالبِغَالَ وَالحَمِیرَ لِتَرکَبُوھَا۔ اسواسطے آپ ہمیشہ پالکی پر سوار ہونیسے محترز رہے۔
دیگر شیخ جمال چشتی سکنہ تاج سرور جو خواجہ صاحب کے مریدان اولین مین سے ہی۔ ذکر کرتا
تھا۔ کہ جب خواجہ صاحب اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ عالم صاحب کی خانقاہ پر معتکف تھے۔ تو کہانا
ہمارے ہان کہایا کرتے تھے۔ ایکدن بہت دیر تک تشریف فرما نہ ہوئے۔ مین خبر لینے کیلئے روانہ ہوا کیا
دیکھتا ہون۔ آپ تاج الدین سرور کی قبر کے قریب بستی اور مزار کے مابین مراقبہ مین بیٹھے ہین۔
مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ بہت رات گذر گئی ہے۔ کہانا کہانیکے لئے تشریف لیچلیے۔ سر اٹھاکر فرمایا
کہ ابھی مین اسشب تماشائے اہل قبور کرتا تہا۔ کہ اس قبرستان مین بعض اہل مزار خوش و خرم
ہین۔ اور بعض غم و الم مین ہین۔ راقم نے یہ بات بہت سے معتبر اشخاص مثلاً مولوی عبدالشکور
صاحب و صاحبزادہ نور بخش صاحب کی زبانی بھی سنی ہے۔

خواجہ صاحب کا کوہ درگ مین لنگر جاری کرنا اور بعدہ تونسہ شریف مین رہائش فرمانا

واضح رہے کہ جب خواجہ صاحب کچھ مدت حضرت قبلہ عالم صاحب کی مزار پر انوار پر معتکف رہے
تو اسکے بعد اپنے وطن مالوفہ کو چلے گئے۔ اور وہان جاکر لنگر خانہ کی بنیاد ڈالی۔ اسطور پر کہ آپنے
اپنی ہمشیرہ سے کہا۔ جو غلہ گھر مین موجود ہے۔ اسکو پکا۔ غرض اسوقت نصف ٹوپی کے قریب غلہ
گھر مین موجود تہا۔ اسکی روٹیان پکواکر سب کو حصہ دیا۔ اور خود بھی کہائی۔ اسیطرح روزمرہ آپ کا
معمول تھا۔ جو گھر مین موجود ہوتا اسکو تیار کراکر اسیطرح تقسیم کرتے۔ کچھ مدت اسی طرح گذری۔ اور
آپ عبادت الٰہی مین بدستور مصروف رہے۔ اور عمر خان جعفر کی حسب درخواست انکی دختر نیک اختر
سے جوان کا رشتہ دار تہا۔ شادی کر لی۔ اور یہ بھی سنت نبوی کی ادائیگی ہوگئی۔ اور دہین کوہ درگ

Marfat.com

مین مکانات خانگی تیار کرائے۔ اور درویشون اور طالبان حق کے رہنے کیلئے بھی مکانات بنائے اور ایک مسجد بھی بنوائی۔ یہ سب مکان پتھر کے تھے۔ جیسا کہ کوہستان کے لوگ تیار کیا کرتے ہین۔ آپ پیران عظام کے عرس وہین کرتے تھے۔ اور ہر سال حضرت قبلہ عالم کے عرس پر مہار شریف تشریف لاتے تھے۔ بہت سے لوگ وہان کوہ درگ مین آکر فیضیاب ہوئے۔ اور کچھ مرید ہو کر حضرت خواجہ صاحب کی خدمت بابرکت مین رہنے لگے۔

لیکن اس بات کے متعلق کہ آپ نے کوہ درگ سے تونسہ شریف مین کیون نقل مکان کیا مختلف اسباب بیان کئے گئے ہین۔ سبب اول حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ملک کوہستان تمہارے جائے حکومت نہین ہے۔ کیونکہ وہان ہر ایک اپنا حاکم ہے اسواسطے آپنے تونسہ شریف مین سکونت اختیار کی۔ سبب دوم جب لوگ خواجہ صاحب کے مرید ہو کر وطن کو جاتے۔ یا دور دور سے کوہ گڑگوجی مین آتے۔ تو رستہ مین لوٹے جاتے۔ اور بڑی بڑی ایذائین پاتے۔ پس آنجناب نے جنکا مقصود افاضہ خلق تھا نہ کہ ایذائے خلق۔ درویشون اور فقرا کی تکالیف کا خیال کرکے وہانسے تونسہ شریف مین سکونت اختیار کی۔ سبب سوم جب خواجہ صاحب نے موضع گڑگوجی مین سکونت اختیار کی۔ اور لنگر جاری کیا۔ اور ہر چہار طرف سے طالبان حق آنے شروع ہوئے۔ تو [illegible] ہم قوم کو حسد پیدا ہوا۔ اور خواجہ صاحب کی ایذا رسانی کے درپے ہوئے۔ جیسا کہ آنحضرت رسول کریم صلعم کو قریش ستانے لگے تھے۔ یہانتک کہ آپنے مکہ معظمہ سے ہجرت کی۔ مشہور ہے کہ جب خواجہ صاحب عرس قبلہ عالم سے واپس آکر تونسہ شریف مین تشریف لائے۔ تو [illegible] کو جو کہ خواجہ صاحب کا مرید خاص اور ان کا وزیر تھا۔ وطن [illegible] اور [illegible] والدہ صاحبہ وہمشیرہ صاحبہ اور حضرت مائی صاحبہ یعنی انکی اہلیہ شریفہ کو تونسہ شریف [illegible] ایک کوٹھہ و دالان اور چارو نطرف احاطہ کی دیوار کلان رہنے کیلئے تیار کی گئی۔ اور ایک حجرہ [illegible] بھی تیار کیا گیا۔ ایک دالان مجلس فقرا کیواسطے۔ اور ایک [illegible] قامت مرد کے برابر تیار ہوئی۔ اور مغرب کی جانب کچھ پتھر لگا کر محراب بنا دیا [illegible] مشرقی طرف ایک چوبی چھپر بھی بنوایا۔ جہان کبھی قیلولہ فرمایا کرتے اور گرمی کے دنون مین وہان کچہری کیا کرتے۔ نماز ہمیشہ باجماعت ادا کرتے۔ صاحبزادہ گل محمد صاحب کی شادی کے

Marfat.com

موقعہ پر ایک بنگلہ بھی اپنے خرچ سے تعمیر کرایا۔ اسکے بعد ایک اصطبل مہمانوں کے گھوڑیوں وغیرہ
کے ساتھ تیار کرایا۔ ابھی بھی ایک دو گھوڑیان وہان رہا کرتی تھین۔ اور ان مکانات کے ماسوا
اپنی ذات کی آسایش کیواسطے کوئی مکان نہ تیار کرایا۔ اسکے بعد میان برخوردار چاکی نے اپنے
خرچ سے سقف مسجد تیار کردی۔ اور خلیفہ محمد یاران صاحب نے تین حجرے اور ایک دالان لنگر
خانہ کیواسطے تیار کرائے۔ **دیگر**۔ جب نواب بہاول خان صاحب والی بہاولپور نے چند ہزار روپیہ
کے خرچ سے (معرفت اسلام خان بلوچ مرید حضرت) اس مسجد کو گرا کر از سر نو پختہ مسجد تیار
کرانی شروع کی۔ تو یہ غلام کاتب الحروف بھی اسوقت خواجہ صاحب کی خدمت اقدسہ مین بیٹھا
تھا۔ ظہر کا وقت تھا۔ کہ آپ کو خبر لگی۔ کہ وہ مسجد گرا رہے ہین۔ آپ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا
کہ یار وہ مسجد ہماری پرانی رفیق تھی۔ اسکو کیون گراتے ہین۔ اسلام خان نے عرض کی۔
کہ قبلہ ہی مسجد کی برکت ہے۔ کہ اسکی جگہ پختہ مسجد تیار ہو رہی ہے۔ علاوہ ازان اسکی مٹی بھی تمام صحن
مسجد مین بھر دیجاویگی۔ الغرض اسکے بعد الف خان افغان نے ایک رنگین بنگلہ اور ایک چاہ
حضرت خواجہ صاحب کیخاطر اپنے خرچ سے تعمیر کرایا۔ اور چونکہ لنگر کی بنیاد تو کوہ درگ مین ہی
ڈالی تھی۔ مگر وہان فقط متوکل علی اللہ ہی تھے۔ اور کوئی مودی وغیرہ نہ تھا۔ جب **تونسہ شریف**
تشریف لائے۔ اور طالبان خدا ہر ایک ملک خراسان ایران افغانستان بلوچستان ہندوستان
تاتار سے آکر فیض پانے لگے۔ اور سلطنت سلطانی اور تخت سلیمانی کی چارسو منادی ہوئی۔ تو
آپنے پیارا نام ہندو کو جو کہ ایک مفلس بنیا تھا۔ اپنا مودی مقرر کیا۔ بقول سعدی ؎

کسانیکہ با ما درین منزلند	خریدار دکان بےرونق اند

اور لانگری میان علی محمد ہوتانی کو مقرر فرمایا۔ اور مستوفی حساب برخوردار خان چاکی اور وکیل
و مدبر صلاح کار نور خان گرمانی قرار پایا۔ جب نور خان مذکور کا انتقال ہوا۔ تو کچھہ مدت کے بعد
میان گل محمد فقیہ دامانی کو اپنا وزیر مشیر فرمایا۔ اور منشی گری کا عہدہ صدیق محمد کاسے کو عطا
کیا۔ اور پیشہ ور مثلاً حجام۔ ترکھان۔ لوہار۔ موچی۔ کوزہ گر۔ دھوبی۔ کوتانہ۔ آبکش وغیرہ سب
وظیفہ خوار اور ماہیانہ دار تھے۔ اور درویشون کو کسی قسم کی کوئی تکلیف اور احتیاج باقی نہ
رہی تھی۔ اور مودی کو حکم دے رکھا تھا کہ جو شخص نسخہ ادویہ لا دے۔ بغیر پوچھنے ہمارے اسکو

Marfat.com

اوویوے دیوے۔ اور لانگری اول اول محمود نام کو مقرر فرمایا۔ بعدہ قبول لانگری اور اوسکے بعد خدابخش لانگری مقرر ہوا۔ دیگر ایکدن خدابخش لانگری نے حضور میں عرض کی۔ کہ غریب نواز اسمین مین مودی نے پانچسو روپیہ بابت ادویہ درویشان درج کیا ہے۔ آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا۔ کہ اگر پانچہزار روپیہ بھی دوا پر خرچ ہووے۔ تو بھی مجھکو اطلاع نہ دیجاوے۔ کیا درویشون کی جان کے مقابلہ مین روپے کی کچھہ حقیقت ہے۔ مشہور ہے کہ جب علی محمد ہوتانی فوت ہوگیا تو قرضخواہون نے اسکے بیٹے کو بہت تنگ کیا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ جس کسی کا قرضہ ہووے۔ وہ جاکر ہمارے مودی کے پاس لکھا کر لیوے۔ ایکسواسی روپیہ قرض نکلا۔ حکم ہوا۔ کہ مودی فوراً سب روپیہ ادا کر دیوے اور لنگر شریف مین ہر ایک درویش کو تین پاؤ پختہ روٹی ملا کرتی اور چھماہ کے بعد پوشاک اور کفش جب کہ بوسیدہ اور دریدہ ہوجاوے اور ایک سیر تیل اور کچھہ گھی خشکی کے رفع کیلئے ملا کرتا تہا۔ اور فرقہ علمار کے۔ یُے کہ جسکا کام درس تدریس تھا۔ ایک پختہ غلہ روزینہ اور سیر بھر روغن زرد ماہیانہ اور ایک سیر تیل ملا کرتا تھا۔ ان کو بھی لباس ہر ششماہے پر ملتا۔ اور لباس مین ایک سفید لنگی ایک گوسفند بھی عطا ہوتا تھا۔ اور اگر کسی کی شادی غیرہ ہوتی۔ تو حسب لیاقت و اہلیت نقد روپیہ دس بیسے سے لیکر تین چار سو تک عطا فرماتے تھے اور زیور و پوشاک ضروری علیحدہ عطا کرتے تھے۔ اور علاوہ ازین دیگر اشیائے ضروری مثل لکڑی روئی و نمک وغیرہ بھی لنگر سے ملتا رہتا تھا۔

حضرت قبلہ عالم صاحب کا خواجہ صاحب کو خلافت عطا کرنا

ایک دن میان غلام رسول خانصاحب ماکو نے خواجہ صاحب کی خلافت کا ذکر راقم کے سامنے کیا۔ جو انہون نے مولوی غلام رسول جیٹھ بہاولپوری سے سنا تھا حسن اتفاق سے اسال ۱۲۷۰ھ مین مولوی صاحب موصوف عرس شریف حضرت قبلہ عالم کی تقریب مین آئے۔ کاتب الحروف نے تحقیق کیواسطے خود ان سے دریافت کیا۔ تو انہون نے اسطرح سے تذکرہ کیا۔ کہ ایک دفعہ خواجہ صاحب حسب معمول عرس پر تشریف لائے۔ مین اور مولوی نور جہانیان بہاولپوری جو آپ کے یاران مجاز مین سے ہین اور دیگر علمائے و فقرا ہمرکاب تھے جب ہم مخدوم رشید سے روانہ ہوئے۔ تو راستہ مین مشایخ وقت اور انکے بیعت کرنے

Marfat.com

کے متعلق گفتگو شروع ہوئی جب خواجہ صاحب نے ہماری گفتگو استماع فرمائی۔ تو آپنے زبان مبارک
سے فرمایا۔ کہ جب حضرت قبلہ عالم صاحب نے مجھکو خلافت دینی چاہی۔ تو مین نے انکار کیا۔ انہون
نے بہت اصرار کیا۔ مگر مین نے عرض کی کہ غریب نواز! مین اس بار گران کا متحمل نہین ہون۔
آپ نے فرمایا۔ کہ نہین تمہین ہر صورت خلافت سپرد کرنی ہے۔ اور یہ حکم خدا و رسول ہے۔ اسپر
مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ! حالت زمانہ دگرگون ہے۔ لوگ بہت ٹیڑہے ہوگئے ہین۔ یہ کام مجھسے
نہین ہوسکیگا۔ مجھہ مین استطاعت نہین کہ اس ذمہ واری کے کام کو اپنی گردن پر لون۔ آپ
نے ارشاد فرمایا کہ نہین نہین تمکو ہر صورت یہ کام قبول کرنا پڑیگا۔ غرض آپ کا اصرار اور میرا انکار
تھا۔ انہی دنون مین مجھے زیارت حضرت رسول مقبول صلعم نصیب ہوئی۔ اور ارشاد ہوا۔ کہ کیون
تم خلافت منظور نہین کرتے۔ مین نے وہی عرض کیا۔ جو قبلہ عالم صاحب کی خدمت مین بیشتر ازین گذارش
کرچکا تھا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ تم اس خلافت کو منظور کرلو۔ اسپر مین نے عرض کی کہ حضور کے
فرمودہ کے بموجب مین قبول کرتا ہون۔ مگر وعدہ فرمایا جاوے جو شخص میرا مرید ہوجاوے۔ اسے عذاب
دوزخ سے امن مین رکہا جاوے۔ آپ نے وعدہ فرمایا۔ کہ جو تمہارا مرید ہوگا۔ وہ ہرگز جہنم مین نہ جائیگا
انشاء اللہ مین اوسکی شفاعت کرونگا۔ غرض جب مین نے قبلہ عالم کے روبرو اس ذمہ واری کو
اپنے سر پر لیا۔ تو آپ ہنسے۔ اور فرمایا۔ کہ اب خاتم النبیین محمد مصطفیٰ نے ارشاد فرمایا۔ تو تب
تم منظور کرتے ہو۔ اور مین نے پہلے تمہین نہ کہا تھا کہ یہ حکم خدا و رسول ہے۔ اس سے ہرگز انکار نہ کرنا
ہوگا۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ اس دن سے مین نے لوگون کو بیعت کرنا شروع کیا ہے
نزدیک وہ قصہ ایک مرید والا جسکو خواجہ صاحب نے فرمایا تھا۔ مریدی لا تخف بالکل راست
ہوگا جسکا ذکر ذیل مین کیا جاتا ہے *

دیگر میان غلام رسول خان ماکو افغان و میان ابراہیم قوال جو کہ دونو بڑے ذاکر تھے۔ اور معتبر اشخاص
ہین بیان کرتے ہین کہ ایکدن ہم تونسہ شریف مین خواجہ صاحب کو بنگلہ مین روشن بادام کی
مالش کر رہے تھے۔ اور خواجہ صاحب چارپائی پر دراز تھے۔ ایک مرید آیا اور بڑی عجز و انکسار کی
سے عرض کی۔ کہ اے خواجہ! مین اپنی عاقبت سے بہت ڈرتا ہون۔ کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ شب
مجھکو یہ خوف چہایا رہتا ہے۔ اور مجھکو اپنے ایمان کا بہت خوف ہے۔ خواجہ صاحب کو کچھ حالت

سی طاری ہوئی۔ اور اپنا دایاں ہاتھ کندھے کے قریب لیجا کر اشارہ کرکے فرمایا مُرِیْدِیْ لاتخف پھر دوسری دفعہ بھی ایسا ہی دایاں ہاتھ سے اشارہ کیا اور یہی الفاظ فرمائے پھر تیسری دفعہ بھی یہی ارشاد کیا۔ میاں غلام رسول کا بیان ہے۔ کہ میں دائیں ہاتھ کی مالش کرتا تھا۔ آپ نے ۳ دفعہ ہاتھ چھڑا کر شانہ کے پاس لیجا کر اشارہ کرکے فرمایا۔ مُرِیْدِیْ لاتخف

اُسی حکائیت کے مطابق دوسری حکائیت یہ ہے۔ حافظ نورالدین ڈانڈھی جو کہ خواجہ صاحب کے یاران مجاز میں سے تھا۔ اور ہمیشہ رمضان شریف میں خواجہ صاحب کو قرآن مجید سنایا کرتا تھا۔ نابردہ میرا دلی دوست اور رازدان تھا۔ اور بہت بڑا عالم فاضل صاحب ذوق ووجد تھا ایکدن اُنہوں نے ذکر کیا۔ کہ جب خلیفہ محمد یاران صاحب تونسہ شریف تشریف لائے۔ تو میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایکدن خلیفہ صاحب نے خواجہ صاحب کی خدمت میں جبکہ خلوت میں تھے عرض کی کہ قبلہ ایک سوال ہے۔ جو مدت سے میرے دل میں ہے۔ اسکا جواب میں کسی گمان اور شک اور اعتراض کیوجہ سے نہیں چاہتا۔ بلکہ فقط تسکین خاطر کیلئے عرض کرتا ہوں۔ جب آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اچھا پوچھو۔ تمہارا کونسا سوال ہے۔ تو میں نے عرض کی قبلہ! مشائخ سلف تو کسی ایسے شخص کو مرید کرتے تھے۔ جسکو قابل مریدی کے دیکھتے۔ اور فاسق وفاجر کو ہرگز بیعت نہ کرتے تھے۔ اسکا کیا سبب ہے کہ آپ نے اسے عام کیا ہے۔ خواہ فاسق فاجر۔ دزد وشرابی دند جو کوئی آتا ہے بلا دریغ بیعت فرماتے ہیں۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ اگرچہ اس امر کا بتانا مناسب نہ تھا۔ مگر چونکہ آپنے استفسار کیا ہے اسواسطے ضروری ہے۔ کہ اسکا جواب دیا جاوے۔ اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ جب مجھے حضرت قبلہ عالم صاحب نے خلافت عطا کی۔ تو کچھ مدت میں نے لوگوں کو مریدی میں داخل نہ کیا۔ آخر ہاتف غیبی نے کہا۔ کہ اے فلاں خلق کو مرید بنا۔ اور خدا کا رستہ دکھا۔ میں نے عرض کی اے بار یتعالیٰ [illegible] مرید بنانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ مجھ میں یہ استطاعت نہیں ہے۔ میں مرید بنانے کے لائق نہیں ہوں۔ اور مجھ میں یہ توفیق نہیں ہے۔ کہ بار خلق اُٹھا سکوں۔ حکم ملا۔ کہ تو اس کام کے لائق ہے جبھی تو یہ کام تیرے واسطے پیدا ہوا ہے۔ میں نے پھر عرض کی یا الہ العالمین میں اسوقت لوگوں کو مرید کرونگا۔ کہ میرے ساتھ عہد ہو جاوے۔ کہ جو میرا مرید ہے۔ اسکو بخشدیا جاوے۔ جواب ملا۔ کہ اسکو بنا

جاوینگا۔ اسدن سے مین نے لوگون کے واسطے عام فیض کا دروازہ کھولدیا۔ جب بخشنے والا وہ کریم ہے۔ تو
مین کیون بخل کرون۔ اسکے بعد خلیفہ صاحب فرماتے ہین۔ کہ خواجہ صاحب نے میرے کانون کو ہاتھ
لگایا۔ اور فرمایا کہ خبردار اس بھید کو افشا نہ کیجئے۔ مین نے عرض کی۔ قبلہ جب آپ سے ہضم نہ ہوسکا
میری بھلا کیا طاقت ہے۔ کہ اسے پوشیدہ رکھ سکون۔ آپنے فرمایا۔ اچھا جہانتک ممکن ہو۔ اسے پوشیدہ
رکھیو۔ مولوی محمد حسین صاحب نے اسے نظم کیا ہے۔ چنانچہ اس نظم کو کسی اور جگہ درج کیا گیا ہے۔ میرا
خیال ہے۔ یہی سبب تھا۔ کہ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ جو میرے دروازہ پر آیا۔ صاحب قسمت ہے
بے نصیب میرے دروازہ پر ہی نہین آتا۔

دیگر۔ ایکدفعہ ۱۲ ربیع الاول کو دامان کے ہزارہا لوگ کیا مرد کیا عورتین خود بخود **تونسہ شریف**
مین جمع ہوگئین اور حضرت خواجہ صاحب کے روضہ مبارک کے گرد پھرتی تھین۔ جب ان سے
دریافت کیا گیا۔ کہ تمہارے آنے اور جمع ہونے کا کیا سبب ہے۔ انہون نے بیان کیا۔ کہ ہم نے اپنی
وطن میں (ہر ایک خرد و کلان سے) یہ آوازہ غیبی سنا ہے۔ کہ بارہ ربیع الاول کو جو شخص حضرت خواجہ
محمد **سلیمان** کی زیارت کریگا۔ وہ ضرور بہشتی ہے۔ اسواسطے ہم لوگ حضور پرنور کی زیارت کی
تمنا مین اپنا گھربار چھوڑ کر چالیس چالیس پچاس پچاس کوس طے کرکے آئے ہین۔ تاکہ اللہ تعالے
بطفیل خواجہ صاحب ہمکو بخشدیوے۔ ایک عورت جو کہ اس مجمع کے درمیان تھی۔ جب اوس سے
دریافت کیا گیا۔ تو اوسنے بیان کیا۔ کہ مین گذشتہ شب گھر بیٹھی روٹی پکا رہی تھی۔ کہ ایک آواز
سنی۔ کہ کل صبح جو شخص حضرت خواجہ محمد **سلیمان** کی زیارت جا کریگا۔ وہ ضرور بہشتی ہوگا۔
یہ آواز سنکر مجھے ازحد اشتیاق ہوا۔ کچی روٹی اور بچون کو وہان ہی چھوڑا۔ اور میرا گھر تیس کوس پر
ہے۔ یہ فاصلہ طے کرکے یہان حاضر ہوئی ہون۔ جب لوگون کا انبوہ بیشمار ہوگیا۔ آپ اسوقت حجرہ
شریف مین مشغول ہین تھے۔ جب شور و شغب ہوا۔ تو آپنے محمد اکرم خادم سے دریافت فرمایا۔ کہ یہ
لوگ کہان سے آئے ہین۔ اُس نے عرض کی۔ کہ قبلہ بلاتے تو خود ہین۔ اور پوچھتے ہین۔ کہ کہان سے
آئے۔ اسپہ مہربانی فرماکر ذرا حجرہ سے باہر تشریف لائیے۔ تاکہ لوگ زیارت سے مشرف ہو دین
کیونکہ انکو آوازہ غیب سے سنائی دیا ہے۔ کہ جو کوئی بارہ تاریخ کو آپ کی زیارت کریگا۔ وہ ضرور بہشتی
ہوگا۔ پس حضرت خواجہ صاحب بنگلہ شریف مین آکر بیٹھے۔ اور لوگ آکر زیارت کرنے لگے اور مُرید

Marfat.com

ہونے شروع ہوئے۔ جب انہوں نے آوازۂ غیب کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اعتقاد کم ینفعکم
میرے پاس میاں غلام رسول صاحب نے ذکر کیا۔ کہ جب اُسدن ہزاروں لوگ جمع ہو گئے
تھے۔ میں بھی موجود تھا۔ ایک آدمی سے پوچھا۔ کہ تو کہاں سے آیا ہے۔ اس نے کہا کہ صاحب میں
گڈریا ہوں۔ اور جنگل میں اپنے گلہ کو چراتا تھا۔ کہ اتفاقاً آوازہ غیب سنائی دیا۔ کہ کل جو دوازدہم
ماہ ربیع الاول ہے۔ جو شخص حضرت خواجہ محمد سلیمان کی زیارت کریگا بہشتی ہوگا۔ یہ سنکر
مجھے اسقدر شوق اور اشتیاق دامنگیر ہوا۔ کہ اپنے ریوڑ کو وہیں جنگل میں چھوڑا۔ اور تونسہ
شریف کا راستہ لیا۔ میاں غلام رسول نے یہ بھی ذکر کیا ہے۔ کہ جب لوگوں کا ہجوم بہت زیادہ
ہوا۔ تو آپنے مجھے ارشاد فرمایا کہ دروازہ بند کردے۔ اور کہہ کہ پانچ پانچ چھہ چھہ آدمی باری
باری سے اندر آویں ورنہ یہ لوگ ایک ہی دفعہ ٹوٹ پڑینگے۔ اور مجھے ایذا دینگے۔ غرض مینے
ایسا ہی کیا۔ لیکن لوگوں کا انبوہ اس درجہ تھا۔ کہ جوق جوق آکر حضرت صاحب کی قدمبوسی
کرتے تھے۔ اور ایسا ہی عورتیں آکر پاؤں میں پڑتی تھیں۔ مولوی صاحب کا بیان ہے کہ جب مین
نے یہ دیکھا۔ کہ آپ کی طبع مبارک ہی نازک۔ اور لوگوں کا ہجوم بیشمار۔ ایسا نہ ہو آپ کو ایذا
پہنچے۔ پس مینے بنگلہ کا شمالی اور جنوبی دروازہ کہولدیا۔ اور لوگوں کو فہمائش کی۔ کہ خواجہ صاحب
کا فرمان ہے۔ جو کوئی اس دروازہ سے گذر کر اس دروازہ سے باہر نکلیگا۔ وہ بہشتی ہے۔ پس لوگ
ایک دروازہ جنوبی سے داخل ہوتے تھے۔ اور شمالی سے باہر چلے جاتے تھے۔ مین نے عرض کی قبلہ
ایذا کے رفع کیخاطر مین نے یہ کیا ہے۔ آپنے فرمایا۔ بہت خوب کیا ہے۔ لیکن اس بات کی احتیاط
کر۔ کہ عورتیں اور مرد ایک ہی دروازہ سے نہ داخل ہونے پاوین۔ الغرض ایسا ہی کیا گیا۔ جب
بیرونجات کے لوگ زیارت سے مشرف ہوگئے۔ تو پھر خاص تونسہ شریف کے لوگ اور اسکے
کے علاقہ کے تمام لوگ کیا مرد کیا عورتیں جمع ہوئے۔ اور انہوں نے زیارت ... میاں
غلام رسول کا بیان ہے۔ دوسری کرامت یہ تھی۔ کہ اسدن لنگر شریف میں حسب معمول آرد
خمیر کیا گیا تھا۔ کچھ اس سے متجاوز نہ تھا۔ میاں خدا بخش لانگری نے بموجب فرمودہ آنحضرت
باواز بلند سب لوگوں کو کہا۔ کہ جو کوئی باہر سے خواجہ صاحب کی زیارت کیواسطے آیا ہے روٹی
لنگر سے کہاوے سب لوگ لنگر کیطرف بہاگے۔ خداوند کریم نے اس آرد مین اسقدر برکت دی۔

Marfat.com

کہ سب کو پُورا ہوُا۔ اور کوئی شخص خالی واپس نہ آیا۔

دیگر۔ میان محمد بن سبائی سے روایت ہے۔ کہ میانصاحب حاجی خان صاحب کاتب نے جو خواجہ صاحب کا پرانا غلام اور صالحان وقت مین سے تھا۔ یانبوہ کثیر دیکھا۔ تو رو کر کہا۔ اس سے مجھے خواجہ صاحب کی دائمی جدائی کی بو آتی ہے۔ جیسا کہ سورہ نصر آنحضرت پر نازل ہوئی۔ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۔ تو اسکے تھوڑے عرصہ بعد حضرت خاتم المرسلین کا انتقال ہوا۔ مجھے یہ لوگونکا جمع ہونا اس واقعہ کے مطابق دکہائی دیتا ہے۔ اور مجھے محبوب کے فراق کی بو آتی ہے۔ اسکے بعد نامبردہ نے دعا مانگی۔ کہ یا الٰہی تو مجھے پہلے اٹھا لیجیو۔ چونکہ نامبردہ کی دعا صدق دل سے تھی۔ اسواسطے اسکا پہلے انتقال ہوا۔ اور بعدہ حضرت غوث زمان رہگرائے عالم فردوس ہوئے کہتے ہین۔ کہ پہلے پہل جو شخص خواجہ صاحب کے سلسلہ بعیت مین داخل ہوا۔ وہ خلیفہ محمد باران صاحب تھے۔ مگر بعض کا خیال ہے۔ شیخ جمال سکنہ تاج سرور سب سے پہلے مرید ہوئے اور بعدہ اور مرید ہوئے۔

دیگر۔ میان محمد یار پسر مولوی ولی محمد صاحب سکنہ قریہ لانگہ سے جو کہ خواجہ صاحب کا اوستاد تھا۔ اپنے چچا نقی محمد سے روایت کرتا ہے۔ کہ آپ جب کبھی وطن سے تاج سرور کو جاتے۔ یا ادہر سے وطن کو جاتے۔ تو لانگہ مین ہمارے گھر مین تشریف لاتے۔ اور ایک رات اپنے استاد قدیمی کے پاس ٹھہر کر پھر تشریف لیجاتے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ خراسانیونکے خوف سے ہم جلا وطن ہوکر دائرہ دین پناہ مین جاکر اقامت گزین ہوئے۔ خواجہ صاحب وہان تشریف لائے۔ اور میرے چچا نقی محمد کو ساتھ لیگئے۔ جو کہ تونسہ شریف مین جاکر حضرت کے سلسلہ بعیت مین داخل ہوا اسوقت انکی ولایت کی کسی کو خبر نہ تھی۔ اور سفر مین بھی تنہا جاتے اور تنہا آتے تھے۔

دیگر۔ میان محمد یار مذکور سے روایت ہے۔ کہ ایکدفعہ مین اپنے عم مکرم میان نقی محمدؐ کے ہمراہ حضرت غوث زمان کی زیارت کیلئے گیا۔ تو آپنے میرے چچا سے فرمایا۔ کہ میان نقی محمد مین اپنے وعدہ پر قایم ہوں۔ تمکو بھی چاہیے۔ کہ اپنے وعدہ پر قایم رہو۔ اور اب چونکہ تم دنیاوی کاروبار سے آزاد ہوگئے۔ اسواسطے ضروری ہے۔ کہ تونسہ شریف مین آکر قیام پذیر ہو وو۔ اس نے عرض کی۔ جی ہان قبلہ مین بھی وعدہ پر قایم ہون۔ اور یہ محمد یار میرا بھتیجا بڑا اچھا آدمی ہے۔ اس نے مجھے سب کاروبار سے آزاد کیا ہوا ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ بیشک یہ محمد یار نیک معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

حقتعالیٰ اُسکو خوش و خرم رکھیگا۔ اسکے بعد میرے چچا نے کہا۔ کہ مجھکو ذرا بھی حضور کے قدمون مین
رہنے سے عذر نہین ہے۔ دعا فرمائین۔ مین انشاء اللہ جلد حاضر ہوکر خدمت کیا کرونگا۔ غرض
جب ہم رخصت ہوکر وہان سے گھر کو چلے۔ تو راستہ مین مین نے اپنے عم مکرم سے پوچھا کہ وہ کونسا
وعدہ تہا جسکا اشارہ خواجہ صاحب نے کیا۔ انہون نے کہا کہ خواجہ صاحب جب لانگہ مین پڑھا کرتے تھے۔ تو
میرے ہم سبق تھے۔ اور میرے ساتھ آپکی بڑی محبت تھی۔ اوستاد کے گدھے چرانیکی ڈیوٹی
ان کے ذمہ تھی۔ اور جنگل مین سے لکڑیان لانا میرے ذمہ تھا۔ پس ہم اتفاق کرکے دونو کام
کرتے تھے۔ اور کبھی ایکدوسرے سے جدا نہوتے تھے۔ اسوقت خواجہ صاحب نے وعدہ فرمایا تھا۔
کہ اگر تجھکو سلطنت ملی۔ تو مین تمکو اپنا وزیر بناؤنگا۔ اور اگر تجھے نعمت حاصل ہو۔ تو مجھے وزیر
مقرر کرنا۔ اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفٰی خواجہ صاحب نے اسی بات کا اشارہ کیا تھا۔

دیگر۔ نورخان گرمانی بلوچ کے مرید ہونیکا ذکر اسطرح پر ہے۔ کہ ایک دفعہ خواجہ صاحب حسن اتفاق سے
جیب کی بستی مین وارد ہوئے۔ اور مسجد مین قیام فرمایا۔ نورخان مذکور نے ایک شخص سے پوچھا
کہ یہ جوان کون ہے۔ اور کہان جاتا ہے۔ اس شخص نے جواب مین کہا۔ کہ یہ جوان افغان ہے۔
اور ولی کامل ہے۔ گھر اسکا موضع گڑگوجی واقع کوہ درگ مین ہے۔ اور اپنے مرشد کی نذر سے
واپس آکر وطن کو جارہا ہے۔ نورخان نے عرض کی۔ کہ قبلہ اگر کل صبح کا کھانا غریبخانہ پر تناول فرمائینگا
قبول فرمائیے۔ آپ نے کہا۔ کہ اچھا۔ اگر علی الصباح لائیگا۔ تو مین کہا لونگا۔ ورنہ سویرے چلا جاؤنگا
نورخان نے قبول کیا۔ اور صبح کو بہت سویرے گوشت وغیرہ تیار کرا کر خدمت مین لایا۔ آپ نے
نوش جان فرمایا۔ اور پھر وطن کا رُخ کیا۔ اتفاق سے کچھ مدت بعد نورخان نے کسی کا اپنے رشتہ دار
سے کسی معاملہ پر تنازعہ ہوگیا۔ اور پھر [illegible] کے پاس [illegible] گئے [illegible] ہوا حاکم
وقت قلعہ منگلوٹھ مین رہتا تھا۔ جو تونسہ شریف سے [illegible]
کے نزدیک ہی ہے۔ جب وہ نورخان مذکور قلعہ منگلوٹھ کے [illegible]
بازی اور تیغہ کشی کا ارادہ تھا۔ دل سے دور کر [illegible] اور آپ کو
درگ مین خواجہ کی زیارت نصیب ہوئی [illegible] آپکی [illegible]
تو آپ نے فورا پہچان لیا۔ اور فرمایا کہ تو وہی بلوچ ہے جس نے ہماری [illegible] تک کی

Marfat.com

الغرض نورخان حضور کیخدمت مین بیٹھ رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد اوسکو حقہ کی ضرورت محسوس ہوئی
مگر حیا مانع تھی۔ خواجہ صاحب تاڑ گئے۔ اور کسی کو حقہ لانیکا حکم دیا۔ نورخان بہت نادم ہوا۔ اسوقت تو
حقہ سے کام لے لیا۔ مگر آیندہ توبہ کر لی۔ کہ پھر کبھی حقہ کا نام نہ لونگا خواجہ صاحب نے اسکے آنیکا سبب
بھی دریافت فرمایا تھا۔ تو نامبردہ نے کہا۔ کہ فقط حصول زیارت کیلئے حاضر ہوا ہون۔ شام کو جب حضور
پرنور بعد نماز مغرب عبادت کے حجرہ مین بیٹھے۔ تو نورخان مذکور کو یاد فرمایا۔ اور اسکو ارشاد فرمایا۔
کہ اپنا دایان ہاتھ مجھے دے۔ نامبردہ کا بیان ہے۔ کہ مجھ پر خوف طاری ہوا۔ اور مین نے اپنا ہاتھ
دینے سے انکار کیا۔ آپ نے مکرر سہ کرر یہی فرمایا۔ اس پر مین نے جرأت کی اور اپنا ہاتھ بڑھا کر
عرض کی کہ قبلہ میرے ہاتھ کو محکم پکڑے۔ ع دستم چنان بگیر کہ گویند دستگیر + الغرض آپنے
خوب ہاتھ کو ہلا کر فرمایا۔ کہ مین نے اسے خوب پکڑا ہے۔ اس کے بعد جو ورد وظیفہ فرمانا تھا۔
تلقین فرمایا۔ تھوڑی سی مدت کے بعد نورخان مذکور خواجہ صاحب کی خدمت مین آکر رہا اور
ایسا مقرب درگاہ ہوا۔ کہ آپ اسکے بغیر مشورہ کوئی کام نکرتے تھے۔

دیگر منقول ہے کہ ایک دولتمند خواجہ صاحب سے عناد رکھتا تھا۔ ایکدفعہ خواجہ صاحب کیخدمت
مین حاضر ہوا۔ اور کہا۔ کہ یا خواجہ یا تو مجھے موسیٰ بنا دو۔ یا مجھے فرعون کر دو۔ آپ خاموش ہوگئے
نورخان موجود تھا۔ اسنے کہا کہ خواجہ صاحب بزرگ آدمی ہین۔ وہ تیری بات کا کیا جواب
دیوین۔ میرا جواب سُن لے اور چلا جا۔ تو نے کہا ہے۔ کہ یا تو تمہین موسیٰ بنایا جاوے یا فرعون۔ سو
تمکو واضح ہووے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو پیغمبر تھے۔ اور پیغمبری ہمارے رسول کریم حضرت
محمد صاحب روحی فداہ پر ختم ہو چکی ہے۔ کیونکہ آپ ختم المرسلین تھے۔ اسکے بعد کوئی پیغمبر
نہین آئیگا۔ پس تیرا موسیٰ بننا تو غیر ممکن ہے۔ باقی ہے۔ فرعون بنانا۔ سو تو پہلے ہی فرعون ہے
تجھے دوسرے کے کرنیکی کیا ضرورت وہ شخص خاموش ہوگیا۔

دیگر عمر خان سکنہ نکول ایک شخص اچھا زمیندار و صاحب حیثیت تھا میان صالح محمد سے
روایت ہے کہ نواحی سنگھڑ مین سے پہلا جو شخص خواجہ صاحب کے سلسلہ غلامی مین داخل
ہوا۔ غالباً یہی شخص تھا اور اس نے سب سے پہلے خواجہ صاحب کو ایک گھوڑی نذر دی اس
سے پہلے خواجہ صاحب ہمیشہ پیادہ سفر فرماتے تھے۔ اور بعدہ گھوڑی پر سوار ہوتے تھے اس گھوڑی کا

Marfat.com

نام سوہیلی تھا۔ جب وہ خواجہ صاحب کا مرید ہوا۔ تو خواجہ صاحب کیلئے شہر مکول مین۔ جو تونسہ شریف
سے پانچ کوس جنوب مشرق کیطرف ہے۔ چند مکانات تیار کرائے۔ اور کچھہ کنوئین خواجہ صاحب
کو نذر کے طور پر پیش کیئے۔ مگر خواجہ صاحب نے سوائے گھوڑی کے باقی سب چیزونسے انکار کر دیا۔
اور اسکے حق مین دعائے خیر کی۔ نامبردہ ہمیشہ حصول زیارت کے لئے تونسہ شریف حاضر ہوا
کرتا تھا۔ مگر دیکھو تقدیر کی بات۔ چونکہ بیچارا جاہل تھا۔ اخیر عمر مین لوگون کے بہکانیسے وہ مرتد
ہوگیا۔ لوگون نے اُسے کہا تھا۔ کہ تو نے کیون اپنے اباواجداد کے مرشدونکو چھوڑا۔ اور ایک
افغان روہیلہ کا مرید ہوا۔ غرض لوگون کی اس کارروائی سے نامبردہ نے بوجہ ارتداد تونسہ
شریف آنا بند کر دیا۔ اور زیارت خواجہ غریب نواز سے محروم رہنے لگا۔ کچھہ مدت یہی حالت
رہی۔ ایکدفعہ خواجہ صاحب حسب معمول مہار شریف گئے ہوئے تھے۔ تو وہ سخت بیمار ہوا۔ اور
جب حالت نزع اس پر طاری ہوئی۔ تو اسکی شکل مسخ ہوگئی۔ اور کتے کیطرح بھونکنے لگا
کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اور لوگون کو کتے کیطرح پھاڑنے لگا۔ اور نیز کلمات کفر بکنے لگا۔ جب اسکی
یہ بدتر حالت ہو رہی تھی۔ موسیٰ نام حجام جو خواجہ صاحب کا مرید تھا۔ یہ حالت دیکھکر اُس کے
پاس گیا۔ اور اسکو کہا کہ یہ ہے بدلہ اس سزا کا جو تو نے ارتداد اپنے پیر خواجہ محمد سلیمان
سے کیا ہے۔ اب بھی توبہ کر۔ اور خواجہ صاحب کیطرف رجوع کر۔ جب نامبردہ نے خواجہ صاحب
کا نام سُنا۔ تو بہت نادم ہوا۔ اور اپنے ارتداد سے توبہ کی۔ اور ٹھنڈے سانس بھرکر زار زار
رونے لگا۔ اور خواجہ صاحب کا نام لیکر طالب استمداد ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ اسکی زبان پر کلمہ
طیب جاری ہوا۔ اور توبہ و استغفار کرنے لگا۔ اور اپنی اصلی حالت پر آیا۔ اور لگا اپنے
رشتہ دارون کو ملامت کرنے۔ کہ اب تمہارے پیر کہان گئے تھے۔ کہ میرا ایمان سلب ہو چکا تھا
کسی نے نہین چھڑایا۔ آؤ دیکھو۔ مین نے جو خواجہ صاحب کیطرف رجوع کیا ...
زبان سے خود بخود کلمہ طیبہ و کلمہ استغفار جاری ہے۔ یہ میرے مرشد کی اہالیت کی دلیل ہے
کہ اگرچہ مین مرتد ہوگیا تھا۔ مگر اب پھر جو انکی طرف رجوع کیا ہے۔ سب نقشا دفع ہوگیا ہے اور
مجھے دولت ایمان پھر از سر نو ملی ہے۔ یہ کہکر نام مبارک زبان پر لایا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد
انتقال کیا۔ جب عمر خان کی نازک حالت ہو رہی تھی۔ اور اسنے خواجہ صاحب کیطرف رجوع

Marfat.com

کیا۔ اور انکو یاد کیا۔ آپ اسوقت موضع تاجہ سرور مین اپنے بنگلہ کے اندر نشست فرماتھے۔ دفعتاً
آپکا چہرہ متغیر ہوا۔ اور آپنے سر زانو مین جھکالیا۔ اور تھوڑی دیر مراقبہ مین بیٹھے رہے۔ اسکے
بعد سر اٹھایا۔ اور خداوند کریم کا شکرانہ ادا کیا۔ سب حاضرین اس امر سے متعجب ہوئے کہ چہرہ مبارک
کی تغیری کا کیا موجب ہے۔ نور خان گریانی جو کہ مشیر تھا۔ اور بکمال عنایت کی وجہ سے دلیر ہوگیا تھا
مصداق۔ ع کرمہائے تو مارا کرد گستاخ ۔ اس نے عرض کیا۔ کہ کس وجہ سے آپ کا
چہرہ مبارک متغیر ہوا۔ اور آپنے بعدہ الحمد پڑھا۔ آپنے فرمایا کہ ایک شخص اوائل عمر مین میرا مرید
ہوا تھا۔ اخیر عمر مین وہ لوگون کے بہکانے سے مرتد ہوگیا۔ اسکی نزع کیوقت حالت بہت دگرگون
ہوگئی۔ اب پھر اس نے اپنی غلطی سے توبہ کی۔ اور مجھے یاد کیا۔ اور مدد کا طالب ہوا۔ مین نے درگاہ
الٰہی مین اسکے واسطے دعا کی ہے۔ خداوند کریم اسکو اپنی حالت پر لایا۔ اسواسطے مین الحمد اپنی زبان
پر لایا۔ اگرچہ وہ فوت ہوگیا ہے۔ مگر دولت ایمان لیکر مرا ہے۔ اور مرتے دم اسکی زبان پر کلمہ
طیبہ جاری تھا۔ میان صالح محمد فرماتے تھے۔ کہ آپکی مراقبہ مین اسوقت یہ صورت تھی۔ کہ چوا
لگا کر دونون کہنیون کو گھٹنون مین رکھ لیا۔ اور ہاتھ سیدھے کرکے سر کو جھکا کر ان پر رکھ لیا۔ او
اس طور پر کچھ دیر بیٹھے رہے۔ میان محمد کا بیان ہے۔ کہ مین نے اسوقت تاریخ اور وقت نوٹ کرلیا۔
جب خواجہ صاحب تونسہ شریف تشریف لائے۔ بنگلہ مین نشست فرما تھے۔ کہ موسی حجام
لیے عمر خان کے انتقال اور اسکی دگرگونہ حالت کا ذکر کیا۔ ہم نے تاریخ ملائی تو وہی وقت اور تاریخ تھ

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست	دست او جز قبضۂ اللہ نیست
دست او را حق چو دست خویش خواند	تا ید اللہ فوق ایدیہم بخواند

دیگر۔ ایکدن سادو نام بلوچ جو خواجہ صاحب کا غلام تہا۔ اور بوجہ اس امر کے کہ خواجہ صاحب
اکثر اسکے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے۔ کسیقدر گستاخ اور بے ادب ہوگیا تھا۔ ایکدن آنجناب ا
یاد حق مین مستغرق تھے۔ وہ آیا۔ اور آکر قدمبوسی کی آپ نے پوچھا۔ کون ہے۔ اس نے کہ
واہ واہ اگر آپ اس جہان مین اپنے مریدون کو نہین پہچانتے۔ تو قبر و حشر کے دن کسطر
مریدونکو شناخت فرماوینگے۔ خواجہ صاحب کو اسکی بات ناگوار گذری۔ فرمایا کہ اے بیوقوف
لحد مین پہلا میرا قدم ہوتا ہے۔ اور اسکے بعد آدمی کو داخل کیا جاتا ہے۔ اور ایسا ہی میان

Marfat.com

شیر محمد کلروانی سے روایت ہے۔ کہ ایکدن حضرت خواجہ صاحب عرس حضرت قبلہ عالم پر تشریف لیگئے تھے۔ رات بوقت چند عورتیں زیارت کیلئے آئیں۔ اور روز قیامت کا تذکرہ کرنے لگیں میں بھی اپنی حوائج کے اظہار کے لئے گیا ہوا تھا۔ ایک عورت بول اٹھی۔ کہ غریب نواز لکھو کھا آدمی کیا مرد کیا عورتیں آپکی دست بیعت ہوئیں۔ اور حال یہ ہے کہ آپ کسی کو زیادہ دیر بیٹھنے نہیں دیتے اور کیا دن ہو کیا رات لوگ بیعت کرتے رہتے ہیں۔ اور ہر ایک کو بھروسا یہ ہے۔ کہ قیامت کے دن آپ کام آوینگے۔ اور امداد کرینگے۔ مگر حیرانی ہے کہ کروڑوں مخلوقات میں سے آپ اپنے مرید کسطرح پہچان سکینگے۔ آپ نے جواب میں اسطرح ارشاد فرمایا۔ کہ رات کا وقت ہوتا ہے اور چھ سات چرواہے اپنی اپنی بھیڑیں ملا دیتے ہیں۔ اور پھر جب چاہتے ہیں۔ ہر ایک اپنے ریوڑ کو جدا کر لیتا ہے۔ حالانکہ تمام بھیڑیں ہم رنگ ہوتی ہیں۔ اور حالانکہ لوگ چرواہوں کو احمق اور بیوقوف کہا کرتے ہیں۔ تو کیا میں اپنے مریدوں کو شناخت نہ کر سکونگا۔

دیگر میاں صالح محمدؐ سے روایت ہے۔ کہ ایک بار خواجہ صاحب حسب معمول عرس پر گئے ہوئے تھے۔ اور ان دنوں میں نواب بہاولخان صاحب والے بہاولپور نے صاحبزادگان شہار اور اُنکے لواحقوں کی جاگیریں ضبط کی ہوئی تھیں۔ جب عرس ہو چکا۔ تو ابھی سب علماء فضلاء صلحاء مثلاً قاضی عاقل محمد صاحب حافظ جمال الدین صاحب وغیرہ سب موجود تھے۔ یہ سب ایک سائبان کے نیچے جو روضہ مبارک کی سمت جنوب تھا۔ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک اچھا خاصہ مجمع تھا۔ مگر خواجہ محمد سلیمان صاحب اسوقت اپنے حجرہ میں مشغول ہیں تھے۔ قاضی صاحب نے حافظ جی صاحب کو ارشاد کیا۔ کہ آپ خواجہ صاحب کیخدمت میں جائیں۔ اور انکو اس امر سے اطلاع دیں۔ الغرض حافظ جمال الدین صاحب حجرہ کیطرف آئے۔ اور دروازہ پر آکر آواز دی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ او ہو حافظ صاحب ہیں۔ کچھ ارشاد ہے۔ آپ نے عرض کی۔ کہ غریب نواز مجلس تک قدم رنجہ فرماویں۔ الغرض خواجہ صاحب نے اسیوقت [illegible] اور ساتھ ہوئے۔ دیکھا کہ ایک بڑا مجمع ہے۔ اور سب لوگ بعہ خلفائے عظام کے بیٹھے ہیں۔ قاضی صاحب نے حافظ جی کو فرمایا۔ کہ آپ ذرا مہربانی کرکے سارا حال خواجہ صاحب کیخدمت میں عرض کریں اور سب کا مدعا یہ تھا۔ کہ نواب صاحب کے پاس اگر خواجہ صاحب لبطور سفارت و سفارش

Marfat.com

قدم رنجہ کرینگے۔ تو ضرور ہے۔ کہ یہ روزمرہ کی بندش رفع ہو جاویگی۔ جب خواجہ صاحب نے سارا تذکرہ اول سے آخر تک استماع فرمایا۔ تو کہا۔ کہ دیکھئے صاحبان! ہم تو بیمار سی آدمی ہین۔ منت اور خوشامد کرنی تو ہم ابتدا سے ہی نہین جانتے۔ مجھے نواب کے پاس جانے سے گریز نہین ہے۔ کیونکہ اپنے مرشد زادون کا کام ہے۔ مگر طریقہ لجاجت کی امید نہ رکھئے۔ بھلا الاونڑا تین بھلا کہاونڑ۔ ہماری عادت ہے۔ یعنی موٹا کھانا موٹا پہننا۔ اور سخت کلام کرنا ہمارا کام ہے۔ جانیکو تو مین جاتا ہون۔ مگر مجھ پر گلہ شکایت معاف۔ کہ کام خراب کر کے آیا۔ دو باتین کر کے آیا۔ یا مٹی دا گھیکار یا کھلین دا چھکار۔ یا ادھر یا ادھر۔ انہون نے متفق اللفظ ہو کر عرض کیا۔ کہ روزمرہ کی گڑبڑ سے ہمین یہی منظور ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم نے نہائیت مجبور ہو کر آپ کو تصدیعہ دیا ہے۔ اگر کوئی اور آدمی اس کام کے لائق ہوتا۔ تو ہرگز حضور پر نور کو یہ تکلیف نہ دیجاتی۔ الغرض خواجہ صاحب نے بہاولپور کا ارادہ کر لیا۔ میان قادر بخش جو کہ نواب صاحب کا پرچہ نویس تھا۔ یعنی جو حالات بارگاہ مین ہوتے رہتے۔ وہ نواب صاحب کو لکھا کرتا تھا۔ اوس نے ہاتھ باندھکر عرض کی اگر آپ آج ہی تشریف لیجاتے ہین تو پہلے اپنے ہاتھون سے میرا تو کام تمام کرتے جائین۔ کیونکہ نواب بہاولپور مجھے تو زندہ نہ چھوڑیگا۔ اور کہیگا کہ کیون تو نے ہمکو پیشتر اطلاع نہ دی۔ اسواسطے آپ سہ یوم قیام فرماوین۔ غرض خواجہ صاحب نے ۳ یوم وہان قیام فرمایا ادھر میان قادر بخش نے آپ کی تیاری کی اطلاع دربار مین بھیجدی۔ نواب صاحب نے میان قادر بخش کو فی الفور خط کے پہنچ جانیکی واپسی خبر بھیجدی۔ ساتھ ہی راہ کے تمام حکام و کارداران کو اطلاع دی کہ راستہ مین خواجہ صاحب کی پوری پوری آدبھگت کیجائے۔ اور خبردار کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ الغرض جب خواجہ صاحب نواب موصوف کے علاقہ مین داخل ہوئے۔ تو سب کچھ پہلے سے ٹھیک ٹھاک تھا کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ بغرض جب خواجہ صاحب کو چند کوس طے کرنے باقی تھے تو نواب صاحب خود استقبال اور پیشوائی کیلئے حاضر ہوئے اور قدمبوسی کر کے گھوڑی کی رکاب پکڑی۔ اور احمد پور لیگئے۔ دوسرے دن جب مجلس منعقد ہوئی۔ تو نواب صاحب جناب مولوی عبد اللہ مولوی سکندر اور دوسرے علما و فضلا کو ساتھ لیکر حاضر ہوئے۔ اور پہلے پہل قاضی عاقل محمد صاحب کا گلہ کرنا شروع کیا۔ کہ جب ادھر ہمارے علاقہ مین آتے ہین۔ اور عرس قبلہ عالم کو جاتے ہین خلق کو تباہ اور برباد کرتے ہین۔ بڑی بیرحمی سے لوٹتے ہین۔ انکو دعا کیجائے۔ کیونکہ ان کے لنگر

آمد حضرت خواجہ صاحب بہاولپور مین

Marfat.com

مین بہت عشرت ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ہے

جہان پر سماع است و مستی و شور	ولیکن چہ بیند در آئینہ کور

اسکے بعد نواب صاحب نے عرض کی۔ کیا آپ کو بخوبی معلوم ہے۔ کہ مین آپکا پیر برادر ہون۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ ہمکو تو معلوم نہین ہے۔ نواب صاحب نے عرض کی۔ کیا آپ نے مجھکو نہین دیکھا سینکڑون دفعہ آپکے روبرو مین حاضر ہوا کرتا تھا۔ آپنے فرمایا۔ کہ آگ کی خبر ہمیشہ دُور سے ہوا کرتی ہے۔ یعنی جہان سے دھوآن نکلتا ہے۔ وہان ضرور آگ ہوتی ہے۔ اور جب کسی جگہ سے دھوآن پیدا نہ ہو۔ کون معلوم کر سکتا ہے کہ یہان آگ جل رہی ہے۔ اگر آپ حضرت قبلہ عالم کے مرید ہوتے۔ تو ہمین اسقدر لمبے سفر کی تکالیف برداشت کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ نواب موصوف بالقابہ نے عرض کیا۔ تو مجھکو بھی ارشاد فرمایا جاوے۔ کہ آپ کے تشریف لانیکا کیا سبب ہے۔ آپنے جواب مین فرمایا۔ کہ دیکھئے نواب صاحب ہمارے مرشد صاحب کوئی لاولد تو نہ تھے۔ مگر افسوس انکی اولاد مین سے قابل وہ گنا جاتا ہے۔ جو اپنی قابلیت سے روپیہ پیسا پیدا نہ ہونے دیتا۔ تاکہ اخراجات لنگر کو کفایت کرتا۔ اس بات کے سُننے پر نواب صاحب نے اپنی انگشتری (مُہر) خواجہ صاحب کے آگے پھینکدی۔ کہ یہ ملک آپ کا ہے۔ جو چاہین ہدیہ تبلیغ کر دیوین۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ او میان مجھے یہ مکر و فریب پسند نہین ہے۔ فقط مجھے یہ کام ہے کہ آپ مرشد زادونکے کارداروں کو راضی کرین۔ غرض نواب صاحب نے ان سے کہلوایا۔ کہ نواب صاحب نے ہم کو راضی کر لیا ہے۔ اسکے بعد نواب صاحب نے بڑے عجز و انکسار سے عرض کی۔ کہ قبلہ مدت ہوگئی ہے۔ کہ گڑھی اختیار خان والی فتح نہین ہوتی۔ مین تو سارا زور لگا چکا ہون۔ خواجہ صاحب نے دعائے فاتحہ خیر کہا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ انشاء اللہ وہ ضرور آپ کے قبضہ مین آویگی۔ اسکے بعد نواب صاحب رخصت ہوئے۔ راہ مین مولوی سے کہا۔ کہ میرے منہ پر تماچہ [illegible] نے اس خواجہ صاحب کی طفیل ہر ایک مشکل آسان کر دی ہے۔ کہتے ہین کہ انہی دنون مین وہ اختیار خان والی گڑھی بھی مسخر ہوگئی۔ اسکے بعد پھر کبھی صاحبزادہ صاحبان کے اہلکارونکی عرضی خواجہ صاحب کی خدمت مین پیش نہ ہوئی۔ جب خواجہ صاحب نواب صاحب سے رخصت ہوئے۔ تو نواب صاحب نے بہت نذر و نیاز پیشکش کی۔ اور خواجہ صاحب نے [illegible]

Marfat.com

دیگر۔ ایک دفعہ نواب صادق محمد خان پسر نواب بہاول خان صاحب کلاں نے صاحبزادہ
صاحبان کے رشتہ داروں سے کچھ جرمانہ ومصادرہ لیا تھا۔ خواجہ صاحب کو یہ امر ناگوار گذرا۔ اور آپ
نے ترسیل خط وکتابت بالکل بند کردی۔ اس بات کو دیکھکر نواب صادق محمد خان جو کہ خواجہ صاحب
کا بڑا معتقد تھا بہت غمگین ہوا۔ اور عذر تقصیر کیلئے سید غلام شاہ کو معہ چند اشخاص ڈپوٹیشن
کے طور پر تونسہ شریف میں بھیجا۔ کہ جاکر معافی طلب کریں۔ اتفاق سے صاحبزادہ نور احمد صاحب
بھی احمد پور آئے تھے۔ نواب صاحب نے انکو بھی شاہ صاحب کے ہمراہ بطور وکیل کر دیا۔ جب صاحبزادہ
صاحب تونسہ شریف میں پہنچے۔ تو چند روز کے بعد نواب صاحب کے ساتھ صلح اور تصفیہ کے متعلق
گفتگو شروع کی۔ اور عرض کی۔ کہ ایک دفعہ حضور نواب صاحب کے ساتھ احمد پور تک قدم رنجہ فرماویں۔
خواجہ صاحب ان دنوں علیل تھے۔ بیماری کا [illegible] صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم لوگ آپکی صحت یابی
تک ٹھیرتے ہیں۔ جب آپ بفضلہ بخوبی تندرست ہو جاویں۔ اسوقت ہمراہ چلیں اور ضرور تکلیف
فرماویں۔ خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ آپ کے یہاں قدم رنجہ فرمانے سے میرا تمام مرض رفع
ہوگیا ہے۔ اس سے صاحبزادہ صاحب کو اور بھی جرأت ہوئی۔ اور اپنی بات پر زیادہ اصرار
کرنے لگے۔ خواجہ صاحب نے نہایت متانت سے جواب دیا۔ کہ صاحبزادہ صاحب آپکو اس کام کی
خاطر یہاں تشریف لانا ہرگز ہرگز مناسب نہ تھا کیونکہ آپ لوگوں کی خاطر تو میں نواب صاحب سے ناراض ہوا
تھا۔ اس لئے آپکے لواحقین پر جرمانہ کیا تھا۔ اور اب آپ خود ہی سفارش کے لئے تشریف لائے
ہیں۔ صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا۔ [illegible] اور لاچار ہو کر آئے ہیں۔ ہماری
گذران اسکے ملک میں ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ [illegible] وہ تمہارے ملک میں ہے۔ اور
اسکی گذران تمہارے ملک میں ہے۔ خداوند کریم کا [illegible] کرنا چاہئے۔ کہ آپ کا والد ماجد قطب الاقطاب
ہے۔ آپ خدا کا دروازہ چھوڑ کر اہل دنیا کے پاس التجا لیجاتے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب اس بات کے
سننے سے بہت منفعل ہوئے۔ اور عرض کی۔ کہ قبلہ میں تو فقط آپ کی زیارت کیلئے آیا ہوں۔ اور
احمد پور میں میں کسی ضروری کام کیواسطے گیا تھا۔ نواب یہاں نواب صاحب کا وکیل بنکر آیا ہوں
میں فقط آپکی زیارت کے حصول کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ
میں نے حضرت قبلہ عالم صاحب کی خانقاہ میں [illegible] کہ اگر [illegible] حضرت سنگ کے دروازہ بھیجینگے۔

Marfat.com

توجاؤنگا۔ اور عذر نکرونگا۔ اور آپکے حصول مطلب کیلئے ہر ایک جگہ جاؤنگا۔ مگر نواب صاحب کے پاس شہر احمدپور مین ہرگز ہرگز نہ جاؤنگا۔ آخرکار آپ شہر سلطانپور مین گئے۔ اور احمدپور یا بہاولپور نہ گئے نواب صاحب سلطانپور حاضر ہوا۔ جب خواجہ صاحب وہان پہنچے۔ توآپ کی نظر ایک ریوڑ پر پڑی۔ پوچھا یہ کیسی بھیڑین ہین۔ میان غلام رسول نے براہ تمسخر کہا۔ کہ حضور کا نوالہ ہے۔ غربا سے غصب کرکے آپ کی دعوت کیواسطے اکٹھا کیا ہے۔ اس سے آپ مکدر خاطر ہوئے۔ ڈیڑھ پہر رات کے بعد خبر لگی۔ کہ نواب صاحب بھی تشریف لائے ہین۔ خواجہ صاحب نے صاحبزادہ نور احمد صاحب کے پاس خاطر اس مکان کو رونق بخشی۔ وہان نواب صاحب چادر گلے مین ڈالکر سروپا برہنہ تعظیم کیلئے کھڑا ہوگیا اور دونو ہاتھ باندھکر غلامونکیطرح شفقت کی نگاہ کا منتظر تھا۔ اور اسکی فوج چارونطرف صف بستہ کھڑی تھی۔ جب اسکی نظر سپاہ پر پڑی تو حکم دیا۔ اے کمبختو۔ دور چلے جاؤ۔ کیا تم میرا تماشہ دیکھنا چاہتے ہو۔ بہت دیر تک یہی حالت رہی۔ خواجہ صاحب نے نہ تو بیٹھنے کا ارشاد کیا۔ اور نہ ہی کچھ کلام کیا۔ اسوقت صاحبزادہ نور احمد صاحب کو بھی نواب صاحب کے حال پر بہت رحم آیا اور انکیواسطے سفارش کی۔ کہ برائے خدا ان کا قصور معاف فرماوین نواب صاحب نے عرض کیا۔ کہ مین حضور کا مرید ہون آپنے ارشاد کیا۔ کس نے تجھے مریدی مین داخل کیا ہے۔ اور تو کس سلسلہ مین ہے۔ نواب صاحب بول اٹھے کہ مین قاضی عاقل محمد صاحب کی بیعت ہون۔ اور سلسلہ چشتیہ پڑھتا ہون۔ آپنے فرمایا۔ کہ نہ تو مرید ہے۔ نہ کسی سلسلہ مین داخل ہے۔ نواب صاحب نے سوال کیا۔ کہ غلام کو باوجود بیعت کرنے اور پیر کامل کا ہاتھ لینے کے وجہ عدم مریدی معلوم نہین ہوتی۔ خواجہ نے فرمایا۔ کہ آپ تو بعلم اور جاہل ہین کسی اہل علم کو طلب کیجئے۔ کہ اسکو مین عدم مریدی آپکی ثابت کردون۔ مگر ایک مثال آپ کے سامنے بھی بیان کیجاتی ہے۔ دیکھئے کشتی مین ہزارون من اسباب ہوتا ہے۔ مگر اتفاق سے ایک مینخ نکل پڑے۔ تو کشتی غرق ہوجاتی ہے۔ یہی حال پیری مریدی کا ہے۔ اگر پیر سوبار مرید کو کہے۔ کہ تو میرا مرید نہین ہے۔ تو مرید مرتد نہین ہوتا۔ لیکن اگر مرید ایکدفعہ اپنی زبان پر لائے کہ مین تمہارا مرید نہین ہون۔ تو اسی وقت مرتد ہوجاتا ہے۔ اور مینخ کیطرح اسکی کشتی ایمان بھی بحر ضلالت مین ڈوبجاتی ہے۔ نواب صاحب نے عرض کی۔ کہ مین نے کس کے آگے کہا ہے۔ کہ مین آپکا مرید نہین ہون۔ اسپر خواجہ صاحب نے جیب سے ایک کاغذ نکالا جوکہ نواب صاحب کی مہر

Marfat.com

سے مزین تھا جس سے صاحبزادہ صاحب مہار شریف کو لکھا تھا۔ کہ شاید مجھے مرید تصور کر کے تنگ کرتے ہین۔ مین مرید نہین ہون۔ خانصاحب پروانہ کے پڑھنے اور مہر کے دیکھنے سے کمال متحیر ہوئے۔ پھر عرض کی کہ آپنے کون سے[1] قصور پر اس غلام کو معرض خطاب مین ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آپ کو معلوم نہین ہے۔ آپ کے والد نے قوم مہاران کے ساتھ ہو کر صاحبزادہ نور محمد صاحب کو جو ہمارا پیرزادہ ہے۔ شہید کیا۔ اور تو نے فلان صاحب کی حمایت پر اُس بیگناہ کو قتل کیا ہے اور بارہ سو روپیہ صاحبزادہ کے لواحقان اور وہان کے ہندوؤن سے جرمانہ وصول کیا ہے اور نیز آٹھ سو روپیہ مولوی عبدالرحمن کلروالی کے متعلقین سے ناحق مصادرہ کیا ہے۔ اور نیز مولوی صاحب کو سر دربار تو نے بُرا بھلا کہا۔ اور لعل نکانی تیرے ملازم نے مردم کہوسہ کو تنگ کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ میرے آوردہ اور پروردہ تھے۔ اابھی تو وجہ رنجش پوچھتا ہے۔ ارے .... تو نے اپنے آپ کو کیا سمجھا ہوا ہے۔ اور تجھے اس سپاہ سے ڈراتا ہے۔ کھڑا ہو۔ اور سامنے نہ بیٹھ۔ اور میری نظر سے بہٹ پٹ اوجہل ہو جا۔ تیرا یہان بیٹھنا سراسر موجب نقصان ہے۔ تو علما و فقرا کا منکر ہے۔ اُس نے بڑی عاجزی سے عرض کی۔ کہ کیا مین اسد خان سے بھی گیا گذرا ہون۔ آپنے فرمایا۔ کہ مین تو اُسکے نوکرون کے برابر بھی تجھے خیال نہین کرتا۔ ملتان مین جب بلوہ ہوا۔ تو نے اپنی فوج سکھون کا فرون کی کمک کیلئے بھیجی۔ اور اسد خان نے ایک دمڑی بھی انکو نہ دی اور ایک نفر بھی کمک کو نہین بھیجا جسوقت نواب صادق محمد خان صاحب کو کوئی جواب نہ بن آیا۔ فی الفور شیخ عزیز کو جو کہ دیوان تھا حکم دیا۔ کہ اسیوقت دو ہزار روپیہ حضرت کی نذر کرے۔ خزانچی نے عرض کیا۔ کہ بہت اچھا کل دو ہزار بھی نذر کیا جاویگا۔ اور اسوقت تو انتظام مشکل ہے۔ یہ کچہی کا علاقہ بالکل مفلس ہے کہان سے دو ہزار روپیہ لیا جاوے۔ خواجہ صاحب بہت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے گدا گرکسان دور ہو۔ اب تو گستاخ اور زبان دراز بھی ہو گیا۔ شاید آپنے ہمین قاضی صاحب تصور کیا ہے خانصاحب نے سوال کیا۔ کہ کیا قاضی صاحب ولی اللہ نہ تھے۔ آپنے فرمایا کہ کیون نہ تھے۔ مگر وہ صاحب تحمل و تسلیم تھے۔ ایسا حوصلہ تو ہم سے ہونا ناممکن ہے۔ تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا۔ کہ ہماری پاسخاطر دس بیس روپیہ یوم کیواسطے لعل نکانی کو نوکری سے برخاست کرتے۔ اور خدا وند کریم نے بیگناہ ہونکے

[1] آفرین ہے نواب صاحب پر کہ ان باتون سے ذرا بھی رنجیدہ نہ ہوا۔ وجہ یہ ہے کہ ایماندار آدمی تھا۔ اور خدا کا طالب۔

Marfat.com

قتل کے عوض مین جو کچھہ اسکا حال کیا۔ تو نے اپنی آنکھ سے معائنہ کیا۔ نواب صاحب نے سر جھکا لیا۔ اور
حکم دیا کہ میری گھوڑی کا نذرین زین لایا جاوے۔ اور دست بستہ ہو کر خواجہ نور احمد صاحب کی
طرف مراجعت کی۔ کہ خدا کیواسطے میرا قصور معاف کراؤ۔ پس صاحبزادہ موصوف نے عرض کی۔ کہ
اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔ اب خانصاحب کی تقصیر معاف فرمائی جاوے۔ اسپر خواجہ
صاحب نے بموجب ارشاد اپنے برشتہ زادہ کے نواب صاحب کا قصور معاف کر دیا۔ اور فاتحہ خیر پڑھا
خانصاحب اپنے مکان پر تشریف لیگئے۔ اور سفید کپڑے مین وہ زین زرین لپیٹ کر معرفت
صاحبزادہ غلام نبی صاحب جو کہ اسوقت موجود تھے۔ خواجہ صاحب کی خدمت مین بطور نذر گذاری
خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ مہربانی کر کے اسکو دیوار کے باہر پھینکدو۔ کہ اس بلا کیواسطے ہم ساری
رات پہرہ چوکی کیون دیوین۔ پس صاحبزادہ صاحبان مہاروی اور مولوی عبدالرحمن صاحب نے
اپنا راضی نامہ حضور مین پیش کیا۔ اور دو روز آپنے سلطانپور قیام فرمایا۔ اور تیسرے یوم وطن کیطرف تشریف فرما
دیگر۔ راقم نے چند معتبر آدمیون سے سُنا ہے۔ کہ جب خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ نواب مبرور پر غصہ
ہوئے۔ اور فرمایا تھا۔ کہ از من دور شو۔ تو خانصاحب لاچار ہو کر یہ الفاظ کہکر اپنے ڈیرہ کو چلے گئے
کہ خیر صاحب اگر آپ ہم سے راضی نہین ہوتے۔ تو ہمارا بھی اللہ ہے۔ جب خان موصوف اپنے
ڈیرہ پر آئے۔ کیا دیکھتے ہین۔ کہ ایک شخص شمشیر برہنہ ہاتھ مین لئے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ خانصاحب
جان کے خوف سے بھاگے بھاگے واپس حضرت کی خدمت مین آئے۔ اور صاحبزادہ نور احمد جی سے
بولے۔ کہ خدا کیواسطے میرا قصور معاف کراؤ۔ کیونکہ میری جان کی خیر نہین۔ اور خواجہ صاحب نے بپاس
خاطر حضرت صاحبزادہ صاحب انکا قصور معاف کر دیا۔
دیگر۔ سید رحیم شاہ نے سید یار شاہ کے پاس روایت کی ہے کہ ایکدفعہ مین بلدہ نادون)
سے کچھہ دور چلا تھا کہ رستہ مین کیا دیکھتا ہون کہ سرس کے درخت کے نیچے ایک چبوترہ بنا ہوا
اور اسپر نہائت عمدہ غلاف چڑھے ہوئے ہین۔ اور خدمتگار و مجاور لوگ بیٹھے ہین۔ اور بہت سے
لوگ زیارت کرنے چلے آتے ہین۔ مین نے خدام سے دریافت کیا۔ کہ یہ کیسا مکان ہے۔ انھون نے
کہا۔ کہ ایکدفعہ تونسہ شریف کے پیر نے اس جگہ ایک گھنٹہ کے لئے ڈیرہ لگایا تھا۔ اور لوگون
نے ہمسے کہا۔ کہ اگر تم لوگ اس جگہ کی عزت کرو گے۔ تو ہمیشہ خوش و خورسند رہو گے بانس ایکہ

Marfat.com

بعد ہم نے اس مقام کی عزت کرنی شروع کی۔ اور ہمکو پیر تونسہ شریف کے قدمونکی برکت سے یہ سب مکانات اور جاہات وغیرہ خداوند کریم نے عطا کئے ہین۔ اور ہم بڑے مزے سے زندگی بسر کرتے ہین۔ اور اسجگہ مین یہ خاصیت ہے۔ کہ جو حاجتمند یہان آوے۔ ضرور اسکی مراد پوری ہوتی ہے راقم کا خیال ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب تو مہار شریف اکثر جاتے تھے۔ اور ایکدفعہ دہلی اور اجمیر شریف گئے۔ مگر اس علاقہ مین جانا کبھی نہین معلوم ہوا۔ یہ اولیاء اللہ کا کام ہے۔ کہ ایکدم مین کہین سے کہین پہنچتے ہین۔ **دیگر**۔ واضح ہووے کہ حقتعالیٰ نے خواجہ صاحب کو رتبہ **غوث الثقلین** عنائیت کیا تھا۔ اور کیا جن کیا انس سب اکثر سلسلہ غلامی مین داخل ہوتے تھے اور خواجہ صاحب کے دروازہ کی غلامی کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ اور یہ روائت مشہور ہے۔ کہ **کالو** نام جن خواجہ صاحب کیخدمت مین حاضر ہوکر سرود گایا کرتا تھا جس سے خواجہ صاحب ازبس مسرور ہوتے تھے۔ چنانچہ اسکا ذکر کیا جاویگا۔

دیگر۔ میان یار محمد خان ملغانی سے روائت ہے کہ ابھی خواجہ صاحب کوہ درگ مین سکونت پذیر تھے۔ اور ہنوز **تونسہ** شریف مین تشریف نہ لائے تھے۔ کہ ایکدن ایک شخص اپنی بیوی کو خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت مین لایا جسکو عارضہ جن کا تھا۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ اے جن کیون تو نے اس بیچاری کو گرفتار کیا ہوا ہے۔ اس غریب کو چھوڑ دے۔ تو جواب مین اُس جن نے کہا۔ کہ غریب نواز چند روز سے میرے اپنے بچے کو سخت بیماری ہے۔ اسواسطے مین نے اس عورت کو گرفتار کیا ہے۔ اور اسی کے وسیلہ سے آپکی زیارت ہوئی ہے۔ مہربانی کرکے مجھے ایک تعویذ عنائیت کیجئے۔ کہ میرے بچے کو شفا ہو جاوے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تو تعویذ کسطرح لیگا۔ جن نے جواب دیا۔ کہ آپ تعویذ لکھکر سامنے والے پتھر پر رکھ دیجئے۔ مین فی الفور اس عورت کو چھوڑ کر تعویذ لیکر اپنا راستہ لونگا۔ بعدہٗ خواجہ صاحب نے پوچھا۔ کہ تو نے اس عورت کو کیون گرفتار کیا ہے۔ اس نے عرض کی۔ کہ موکل مجھکو دروازہ سے آنے نہ دیتے تھے۔ اسواسطے اس عورت کے ذریعہ آپکے سامنے حاضر ہوا ہون۔ خواجہ صاحب نے تعویذ لکھکر اسی پتھر پر رکھدیا۔ جن نے عورت کو چھوڑ دیا۔ اور تعویذ لیکر مفقود ہوگیا۔ عورت اچھی ہوگئی۔ اور اپنے شوہر کیساتھ گھر چلی گئی۔

دیگر۔ میان محمد صاحب کے ملفوظ مین لکھا ہے۔ کہ میری ساس میان اسمٰعیل کی اہلیہ نے بیان کیا۔ کہ ایکدفعہ مجھے آسیب ہوگیا تھا۔ اور مین بالکل نحیف ہوگئی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ دل پر سخت بوجھ ہے

Marfat.com

اور ہمیشہ اسقاط حمل ہوجاتا تھا۔ اور بیقراری پرلے درجہ کی تھی۔ مین نے اسکا ذکر مولوی محمد امین سے
جو حضرت خواجہ صاحب کے یاران مجاز مین سے تھا۔ انہون نے کہا کہ یہ نشانی آسیب کی ہے الغرض
انہون نے چند تعویذ یکے بعد دیگرے لکھ دیئے۔ مگر مجھے کوئی فایدہ نہ ہوا۔ میری مان حضور کی خدمت
مین پہنچی۔ اور جاکر عرض کیا۔ کہ ایک عالم کہتا ہے۔ کہ یہ عارضہ جن کا ہے۔ لیکن میری بیٹی تو دائم الصلوۃ
اور ہمیشہ باوضو رہتی ہے۔ اسکو کسطرح جن نے گرفتار کیا ہوگا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ تو جاکر
۳ دفعہ پہلے دائین کان مین اور پھر بائین کان مین یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ پڑھکر
پھونک دے۔ اگر اسکو عارضہ جن کا ہے۔ تو زیادہ بیقراری ہوگی۔ اور واضح رہے۔ کہ اس سے پہلے
میرا بدن بہت سوج گیا تھا جب میری والدہ نے آکر بموجب فرمودہ عمل کیا۔ تو مجھکو اور بھی تکلیف
زیادہ ہونے لگی۔ اور سارا بدن سوجکر کُپا بن گیا۔ جب میری والدہ نے خواجہ صاحب کی خدمت اقدس
مین جاکر عرض کی۔ تو انہون نے فرمایا۔ کہ مرشد کا نام لیکر سورہ جن اسکے اوپر دم کرو انشاءاللہ
صحت ہوجاویگی۔ غرض میری والدہ نے ایسا ہی کیا۔ اور اس سے مجھے کچھ آرام حاصل ہوا۔ اور جب
خواجہ صاحب حرم سرا مین تناول طعام کیلئے تشریف لائے۔ تو مین بھی کنیزکون کے گروہ مین جا
بیٹھی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ بلی تون کلو کی رات میڈے کول آیا ہا وین تان۔ ہم حیران تھے۔ کہ
خواجہ صاحب کس کے ساتھ گفتگو کرتے ہین۔ بعد خود میری طرف توجہ کرکے وہی فقرہ پنجابی مین کہا۔
مین نے خیال کیا۔ کہ شاید میرا شوہر آیا ہو۔ اسپر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ نان قُرے نان۔ گذشتہ رات وہ
جن میرے پاس آیا تھا۔ مین نے اسے کہا۔ کہ فلانی عورت تو ہماری واقف کار ہے۔ تو نے اُسے کیون
گرفتار کیا ہوا ہے۔ اسکو چھوڑ دے۔ اس نے اقرار کیا۔ کہ بہت اچھا مین پھر نہ آونگا۔ اس پہ مجھے معلوم
ہوا۔ کہ او ہو کل رات جو مجھے آرام ہوگیا تھا۔ اسکا باعث یہی تھا۔ اسکے بعد مین جب کبھی حاملہ ہوئی
تو صحیح تندرست بچے پیدا ہوتے رہے +

دیگر۔ قاضی نور محمد صاحب سے جو کہ خواجہ صاحب کا مرید ہے۔ روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ میری دختر
کو جن نے گرفتار کیا ہوا تھا۔ اور اسکی بیقراری سے سارا گھر مصیبت مین مبتلا تھا۔ مین ایکدن لاچار
ہوکر اسے بیہوشی کے عالم مین خواجہ صاحب کی مزار پرانوار مین لیگیا۔ اور اسکو [illegible] کے نیچے [illegible] یا
اللہ التجا کی۔ کہ غریب نواز جنات کی تاخت و تاراج فقط غلام کے گھر پر ہی [illegible] سلیمان

Marfat.com

چھوڑ لیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد بچے کے پکارنے کی آواز آئی۔ کہ مین غلاف کو اُتارتی ہون۔ مین نے کہا کہ نہین بیٹی غلاف کو اپنے اوپر سے ایک لحظہ نہ اُتارنا۔ خداوند کریم کی مہربانی دیکھو۔ کہ غلاف مبارک کے لمس سے میری دختر نیک اختر اچھی ہوگئی۔ اور پھر کبھی اس مصیبت مین گرفتار نہ ہوئی۔ دیگر۔ میان احمد قوال جو کہ حضرت کا خاص غلام تھا۔ اور بچپن سے لیکر اخیر عمر تک حضور پرنور کی صحبت مین رہا۔ اور فیض حاصل کرتا رہا۔ اس نے راقم کے پاس بیان کیا ہے۔ کہ ایکدفعہ نواب شیر محمد خان سکنہ ڈیرہ اسمٰعیلخان نے ایک عریضہ حضور پرنور کی خدمت مین بھیجا۔ اور ایک خط میرے پاس بھیجا۔ کہ تو جاکر خود حضور خواجہ صاحب کیخدمت مین یہ خط دیجیو۔ مین چونکہ نواب صاحب کا ذکیل تھا۔ اور انکا کام کاج کیا کرتا تھا۔ خط کو لیکر بنگلہ شریف کیطرف چلا۔ کیا سُنتا ہون کہ نہایت خوش الحانی سے کوئی گا رہا ہے۔ مین نے ایسی خوش آواز کسی قوال وغیرہ سے نہنی تھی یہ آواز بنگلہ شریف کے اندر سے آرہی تھی۔ ے

جان بجانان دادم وجانانِ خودرا یافتم	گرد شمعِ حسنِ او پروانہ خودرا یافتم
من نہنگِ عشقم و در بحرِ بی پایانِ او	تا فرو رفتم در و یک دانہ خودرا یافتم
سالہا گشتم براطرافِ جہان چون گردباد	از برائے آن پری دیوانہ خودرا یافتم
تا شدم مست از جمالِ یار چون ابن یمین	ساغرِ مست مے و میخانہ خودرا یافتم

اسکے سُننے سے مجھکو بھی لطف اور ذوق حاصل ہوا۔ اور مین اندرون بنگلہ شریف داخل ہوا۔ اور مین نے بنگلہ شریف مین سوائے خواجہ صاحب کے کسی کو نہ دیکھا۔ اور انکو عجب حالت مین دیکھا جب خواجہ صاحب نے مجھکو دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ اے احمد! یہ کیا وقت تیرے آنے کا تھا۔ مین ڈر گیا۔ کہ کہین میرا حال قمرالدین قصوریہ سا نہ ہو۔ اور وہ قصہ اسطرح پر ہے۔ کہ ایکدن حضرت خواجہ صاحب کیخدمت مین آنکلا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ تو کیسے وقت آیا۔ اسوقت [illegible] خواجہ صاحب کے کمی [illegible] چلتے مین اُس بیچارے کو اسیوقت سوزش شروع ہوئی۔ اور اسی سوزش سے [illegible] فنا ہوا۔ ے

درخلوت گدایان رُسل کجا بگنجد	بارگہ [illegible] سلطان شد است ما را

میان احمد قوال کا بیان ہے۔ کہ مین بہت ڈرا اور واپس جانیکا ارادہ کیا۔ خواجہ صاحب نے بڑی عنایت سے فرمایا۔ کہ اب جاتا کہان ہے۔ آجا کس واسطے آیا تھا۔ مین نے عرض کی قبلہ! شیر محمد خان

Marfat.com

نے عرضی بھیجی ہے۔ آپنے فرمایا۔ کون شیر محمد خان؟ مین نے عرض کی۔ شیر محمد خان پٹھان سدوزی سکنہ ڈیرہ اسمعیلخان آپنے فرمایا۔ اسکی مار گردن۔ اسوقت اسکا ذکر نہ کر مین نے خیال کیا۔ کہ یہ وقت اور ہے اسوقت کوئی دل خوش کن بات کرنی چاہیے جس سے آپکا دل خوش ہوجاوے۔ کیونکہ مین ہی آکر اس مجلس مین حارج اور مخل ہوا ہون۔ غرض مین نے ایسا ہی کیا۔ اور جب خواجہ صاحب کو مہربان پایا۔ تو عرض کی کہ غریب نواز شیر محمد خان کی عرضی حضور مین آئی ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ اچھا یہ وقت تو نہین ہے کسی اور وقت دیکھا جاویگا۔ اسپر مین اُٹھا۔ اور جانیکا ارادہ کیا۔ کہ آپنے کمال شفقت و محبت سے فرمایا۔ کہ کوئی گانا بھی سُنا۔ مین نے عرض کی کہ ہان غریب نواز! ایسا گانا تو مین نے کبھی مدۃ العمر مین نہ سُنا تھا۔ فرمائیے کون گاتا تھا۔ آپنے فرمایا۔ کہ ایک جن پانچ چھہ روز سے میرے پاس آتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ ایکدن آپ میری چکی بھی استماع فرماوین۔ اسکے بعد آپنے فرمایا۔ کہ وہ میرے پیچھے بیٹھا ہے۔ اور اس نے اپنا انگوٹھا چھپایا ہوا ہے۔ اور انگشت سبابہ کو دراز کیا ہے۔ مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ مجھے خوف آتا ہے۔ مین اسکو نہین دیکھنا چاہتا۔ انہون نے فرمایا۔ کہ اچھا جا۔ جسوقت مین دروازہ سے نکلا۔ تو آپنے فرمایا۔ شاباش میان کالو۔ اب شروع کرے۔ پھر وہی گانیکی آواز آنے لگی۔ اور اسوقت تک برابر گاتا رہا۔ جبکہ آپنے فرمایا۔ کہ میان کالو بس کر۔ اب بس کر۔ اور چونکہ اسوقت آپ کی زبان سے نکلا تھا۔ کہ سدوزیون کی گردن مار۔ ویسا ہی ہوا۔ تھوڑے ہی دنون مین انکی حکومت اور ریاست سب جاتی رہی۔ **دیگر**۔ ایکدفعہ راقم بلدہ تاج سرور مین مقیم تھا۔ اور ایک معتبر آدمی سے سُنا گیا۔ کہ ایکدفعہ حضرت خواجہ غریب نواز حضرت قبلہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر تشریف لائے تھے۔ اور مین شام کو ضرور بنگلہ شریف مین حاضر ہوا کرتا تھا۔ خواجہ صاحب جسوقت قیلولہ کیا کرتے تھے۔ اور مین عموماً یا تو پنکھا ہلایا کرتا۔ یا پاؤن دبایا کرتا۔ ایکدن حسب معمول پنکھا ہلا رہا تھا۔ کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ قیلولہ سے بیدار ہوگئے۔ اور [illegible] پاس پڑے ہوئے تھے لیکر [illegible] سامنے تھا۔ اس پر پھینکنے لگے۔ اور پھر واپس تشریف لاکر پلنگ پر دراز ہوگئے۔ مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ اسطرح جلد تشریف لیجانے اور پتھر پھینکنے کا کیا سبب تھا۔ آپنے فرمایا۔ کہ تمہارے مرید جن میرے ملنے کیلئے آئے تھے۔ اور مین نے انکو منع کیا۔ کہ ایسا نہ ہو کسی میرے فقیر کو اسکے سبب

Marfat.com

پہنچاوین۔مین نے عرض کی۔کہ قبلہ مجھے بھی جنات مشاہدہ کراتے جاوین۔آپنے فرمایا۔کہ وہ بدشکل ہوتے ہین۔تو ڈرجاویگا۔پھر مین نے عرض کی۔اور جب بار بار اصرار کیا۔تو آپنے فرمایا۔کہ اچھا بنگلہ کے سب دروازے بند کردئے۔اور صرف ایک مشرقی دروازہ کھلا رہنے دے۔غرض مین نے ایسا ہی کیا۔آپنے فرمایا۔کہ اگر کوئی اندر آوے۔تو اسکو آنے نہ دیجیو۔اور آپ سو گئے۔تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہون۔کہ ایک شخص مشرقی دروازہ پر میرے سامنے کھڑا ہے۔اور اندر آنا چاہتا ہی مگر اسکا سر ندارد ہے۔مین بہت خوف زدہ ہوا۔اور اشارہ سے منع کیا۔اس نے طمانچہ مارنیکا اشارہ کرکے مجھے اور بھی ڈرادیا۔مین نے اپنا سر نیچے کرکے خواجہ صاحب کے پلنگ پر ڈالا جب اُٹھایا۔تو کیا دیکھتا ہون۔کہ اسکا ایک پاؤن تو بنگلہ مین ہے۔اور دوسرا باہر پھر مین نے منع کیا۔اور اُس نے پھر اسیطرح طمانچہ مارنے کی دھمکی دی۔مین نے ڈر کے مارے اپنی آنکھین بند کرلین۔اتنے مین خواجہ صاحب بیدار ہوگئے۔اور وہ چلا گیا۔آپنے پوچھا۔کہ کیا تھا۔مین نے سارا ماجرا عرض کیا۔آپ نے فرمایا کہ اب ڈرتا کیون ہے۔تو نے ہی کہا تھا۔کہ مجھے جنات دکھادو۔

خواجہ خضر علیہ السّلام کی ملاقات

مخفی نہ رہے۔کہ حضرت خضر علیہ السلام کئی دفعہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے ملاقی ہوئے اور دونو حضرات کے درمیان بڑی محبت اور دوستی تھی چنانچہ کئی دفعہ خود خضر علیہ السّلام تشریف لائے۔اور اپنی ملاقات کا شرف خواجہ صاحب کو بخشا چنانچہ اسیطرح معاملہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

دیگر میان صالح محمد سے روایت ہے۔کہ ایکدفعہ خواجہ علیہ الرحمۃ خانقاہ حضرت قبلہ عالم سے روانہ ہوکر صاحبزادگان مہاروی سے ملنے کیلئے مہار شریف تشریف لاتے تھے۔مین اور میان جمال محمد چشتی اور چند دیگر اشخاص آپ کے ہمرکاب تھے۔جسوقت نالہ مریای کے کنارہ پر پہنچے۔کہ ایک شخص جسکی شکل خوبصورت اور لباس درویشی کا تھا۔آکر خواجہ علیہ الرحمۃ سے ملاقی ہوا۔اور مصافحہ وغیرہ کرکے تخلیہ مین کلام کیا۔اور چلا گیا۔آپنے ہم سے دریافت کیا۔کہ تم کو پہچانتے ہو۔کہ یہ کون شخص تھا ہم نے لاعلمی ظاہر کی۔آپنے فرمایا۔کہ یہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تھے۔

دیگر مولوی احمد صاحب تونسوی سے روایت ہے۔کہ انہون نے مولوی نور احمد صاحب سے استماع فرمایا۔کہ ایکدفعہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ مع سرور کو واسطے زیارت روضہ منورہ حضرت

Marfat.com

قبلہ عالم صاحب تشریف لیجا رہے تھے۔ ایک لق و دق صحرا مین ایک شخص درویش صورت آکر خواجہ علیہ الرحمۃ سے ملاقی ہوا۔ اور آپ سے اور سب دیگر ہمراہیون سے مصافحہ کیا۔ لیکن جب میرے پاس آیا۔ اور مصافحہ کیلئے ہاتھ پھیلائے۔ مین نے مصافحہ نہ کیا۔ جب وہ درویش چلا گیا۔ تو خواجہ علیہ الرحمۃ نے مجھ سے استفسار فرمایا۔ کہ آپ نے اس درویش سے کیون مصافحہ نہ کیا۔ مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ! مین نے سنا ہے۔ کہ بعض اشخاص مین یہ خاصیت ہوتی ہے۔ کہ وہ جب کسی سے مصافحہ کرتے ہین۔ تو جو کچھ نعمت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے۔ مصافحہ کرتے ہی سلب کر لیتے ہین۔ اسی باعث سے مین خوف زدہ ہوا۔ کہ کہین ایسا نہ ہو۔ کہ جو کچھ نعمت مجھے اپنے مرشد مولانا نور محمد صاحب نارووالہ کی جوتیون کی طفیل حاصل ہوئی ہے۔ وہ سب یہ فقیر سلب کر لیوے۔ خواجہ صاحب نے تبسم فرمایا۔ کہ یہ شخص تو نعمت دینے والا تھا۔ اور چھین لینے والا نہ تھا۔ مین نے عرض کی۔ کہ قبلہ یہ درویش کون تھا۔ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام تھا۔ اسپر مین نے بہت افسوس کیا۔ کہ مین نے کیون مصافحہ نہ کیا۔

دیگر۔ مولوی احمد صاحب مرحوم سے روایت ہے۔ کہ انہون نے مولوی نور احمد صاحب سے سنا ہے کہ ایکدفعہ مین خواجہ صاحب کے ہمرکاب پاک پٹن شریف مین حضرت گنج شکر صاحب کے عرس پر گیا ہوا تھا۔ ایکدن مجلس سماع خوب گرم تھی۔ حضرت صاحب مسجد کے محراب مین بیٹھے ہوئے تھے اور ہم سب گرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔ اتنے مین خواجہ صاحب نے تبسم فرمایا۔ جو ظاہرا کوئی بات نہ تھی مین نے سبب دریافت کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ عوام الناس حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کے واسطے سینکڑون ورد وظائف وغیرہ پڑھتے رہتے ہین۔ اور پھر بھی حضرت خواجہ صاحب موصوف کی زیارت نہین ہوتی۔ اور ہمارے پیران عظام کی یہ خاصیت ہے کہ خود انکے مزارون پر خواجہ صاحب تشریف لاتے ہین۔ اسوقت مجلس مین تشریف فرما ہین۔ اور لوگ انکو روک رہے [illegible] رہی ہے

دیگر۔ ایکدفعہ حضرت صاحب پاک پٹن شریف عرس کے موقعہ پر تشریف لیجا رہے تھے۔ اور سید مستان شاہ خراسانی جو کہ حضرت کا خلیفہ اور صاحب حال وجذبہ تھا۔ ہمراہ تھا۔ اتنے مین رستہ کے درمیان حضرت خضر علیہ السلام ملاقی ہوئے۔ آپ نے سید مستان شاہ سے فرمایا۔ کہ اے میان حضرت خضر علیہ السلام موجود ہین۔ اگر کچھ ان سے سوال کرنا ہے۔ دوبارہ آپ نے یہی فرمایا۔ سید مستان شاہ

Marfat.com

نے فرمایا۔ کہ غریب نواز! ہمارے خضر تو آپ ہی ہین۔ ہمین انکی کچھ ضرورت اور حاجت نہین ہے

تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من　　پیادہ میروم و ہمرہان سوار انند

حضرت خواجہ غریب نواز یہ بات سُنکر بہت خوش ہوئے۔ اور شاہ صاحب کے اعتقاد پر حیران رہ گئے اور حضرت خضر علیہ السلام چلے گئے +

دیگر۔ ایکدفعہ خواجہ صاحب حسب معمول تاج سرور مین تشریف لائے تھے۔ اور کمترین بھی ہمرکاب حضور پرنور تھا۔ اور خواجہ صاحب ایکدن موضع گھیران مین حضرت صاحبزادہ نور حسن صاحب سے ملنے کیلئے تشریف لیگئے۔ میان صالح محمد صاحب۔ مولوی قادر بخش صاحب چشتی شیخ جمال محمد اور چند دیگر مردم بھی ساتھ گئے تھے۔ جب واپس خانقاہ شریف کیطرف آرہے تھے۔ رستہ مین جب ایک جائے مخصوص پر پہنچے۔ تو خواجہ صاحب نے ہاتھ اوٹھا کر سلام کیا۔ ظاہرًا تو کوئی شخص نظر نہ آتا تھا۔ پھر آپنے دریافت فرمایا۔ کہ یہ کس کی زمین ہے۔ عرض کی۔ کہ فلان چشتی کی ہے۔ آپنے فرمایا کہ یہان اکثر خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لایا کرتے ہین۔ اس پر ساتھیون نے عرض کی۔ کہ قبلہ آپ نے خواجہ خضر علیہ السلام ہی کو سلام کیا تھا۔ انہون نے فرمایا۔ کہ خیر مین نے تو روضہ حضرت قبلہ عالم کو سلام کیا تھا۔ اسکے بعد میان صالح محمد وغیرہ مقربان نے میرے پاس ذکر کیا۔ کہ اکثر فلان کھیتی مین حضرت خضر علیہ السلام خواجہ صاحب سے ملاقی ہوا کرتے ہین۔ اور بلدہ تاج سرور مین بہت مشہور ہے

دیگر۔ ایکدن خواجہ علیہ الرحمۃ تونسہ شریف اپنے بنگلہ مین نشست فرما تھے۔ اور بوقت زوال آفتاب کا وقت تھا۔ راقم الحروف اور چند دیگر اصحاب بھی گرد بیٹھے ہوئے دیدار پُر انوار سے سعادت حاصل کر رہے تھے۔ کہ اتنے مین ایک شخص بالکل ضعیف مجلس مین آیا۔ اور سلام کرکے کونہ مین بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب نے اسکو دیکھکر فرمایا۔ کہ کبھی کبھی خواجہ خضر علیہ السلام اسی شکل مین اپنی زیارت کرایا کرتے ہین

دیگر۔ سید احمد مدنی خلیفہ حرم رسول کریم صلعم نے ایکدفعہ خواب مین سید عرب والعجم فخر عالم کو خواب مین دیکھا۔ اور انہون نے ارشاد فرمایا کہ تو جاکر تونسہ شریف مین حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب سے بیعت حاصل کر نامبردہ وہانسے روانہ ہوکر بعد قطع منازل تونسہ شریف مین آیا۔ اور بیعت کی۔ اور ساتھ ہی بہت سے تحائف وغیرہ جو نامبردہ وہان سے ساتھ لایا۔ بطور نذر خدمت اقدسہ مین پیش کئے۔ خواجہ صاحب نے علاوہ سیہ و اہل علم کے انکو صفات حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سے

Marfat.com

سے مملو دیکھا [illegible] سے سرفراز کیا۔ اور پھر وہ تونسہ شریف سے روانہ ہو کر اپنے وطن مالوف مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے۔

دیگر قاضی نور محمد نے میان تاج محمد ارائین سکنہ موضع سوکڑ سے روایت کی ہے۔ کہ میان تاج محمد نے کہا۔ کہ میں محمد حسین بلغانی پر کہ وہ بھی خواجہ صاحب سے بیعت ہوا تھا۔ اور نہایت خوبرو اور خوش شکل نوجوان تھا۔ نہایت فریفتہ و شیدا تھا۔ نا بردہ ہر وقت افعال مذمومہ مین بغیر خیال آل اندیشی مصروف رہتا اور جو کار ناشائستہ کہ جوان عموماً کرتے ہین۔ ہر ایک مین حصہ لیا ہوا تھا۔ اور حال یہ تھا۔ کہ خواجہ صاحب کی اُنپر بہت شفقت تھی۔ ایکدفعہ مین نے عرض کی۔ کہ غریب نواز! محمد حسین چونکہ اکثر کام خلاف شرع کرتا ہے۔ دیکھئے اسکا انجام کیونکر ہو۔ آپنے فرمایا۔ انشاء اللہ اسکا انجام اچھا ہوگا۔ مین نے عرض کی کہ وہ اول درجہ کا فاسق فاجر ہے۔ اور دن رات عیش پرستی و شہوت پرستی مین مصروف ہے۔ کسطرح اسکا انجام بخیر ہوگا۔ آپنے فرمایا۔ کہ اسکو تپ دق ہوگا۔ اور تین سال متواتر تکلیف اوٹھائیگا۔ اور اپنے افعال ناشائستہ سے توبہ کر لیگا۔ خداوند کریم اپنے فضل سے اسکی توبہ قبول کر لیگا۔ اور مین ہی انشاء اللہ اسکا جنازہ پڑھونگا [illegible] مین خاموش ہو رہا۔ چند سال کے بعد اسکو تپ نے آدبایا۔ ہرچند علاج معالجہ کیا گیا [illegible] نہ ہوا۔ اور ہر روز لاغر اور نحیف البدن ہوتا جاتا تھا۔ حتے کہ تین سال برابر بیمار [illegible] ختم ہو چکے تھے۔ انتقال کر گیا۔ جب اسکا جنازہ اُٹھا کر لیچلے۔ اور [illegible] تو اسوقت مین محو حیرت تھا۔ کہ مین نے حضرت خواجہ صاحب کی زبان فیض بیان سے یہ سنا تھا کہ خواجہ صاحب موصوف بنفس نفیس خود اسکا جنازہ پڑھینگے۔ اور اسوقت خواجہ صاحب [illegible] تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ مین حیران تھا کہ سب باتین [illegible] انہی خیالات مین مستغرق تھا۔ کہ دور سے گرد اٹھتی دکھائی دی۔ مین [illegible] نماز جنازہ مین تعجیل مت کرو۔ دور سے سوار آرہے ہین۔ وہ بھی [illegible] خواجہ علیہ الرحمۃ تھے۔ نماز جنازہ کے بعد فرمایا۔ کہ میان محمد حسین[1] کو خداوند کے حوالہ کیا۔ اسکے بعد آپ تشریف لیگئے۔

---

[1] فاکسار نے یہ قصہ مولوی چراغ الدین صاحب سوکڑی سے جو کہ خواجہ صاحب سے بیعت ہوئے تھے۔ اور اُن سے پڑھتے بھی رہے سُنا ہے۔ یہ مولوی چراغ الدین میان [illegible] کے بیٹے ہین۔ [illegible]

دیگر۔ شاہ شجاع جسکا نام تاریخ ہند و افغانستان میں مذکور ہے۔ جب دوسری دفعہ انگریزی
کمک لیکر خراسان کی تسخیر کیواسطے جا رہا تھا۔ اتفاقاً اس کا گذر اجمیر شریف میں ہوا۔ رات کو وہان
رہا۔ جب صبح ہوئی۔ تو گھوڑے پر سوار ہوکر حضرت خواجہ صاحب کے بنگلے سے گذرا۔ مگر چونکہ دل میں غرور
سلطنت تھا۔ اسواسطے بغیر پیدل ہوئے گوشہ نشین کے دروازہ پر جانا اپنی کسر شان سمجھتا تھا۔ اسواسطے
سیر و شکار کے بہانہ سے [illegible] آگے چلا گیا۔ جب [illegible] کے پار پہنچا۔ تو پھر دل میں خیال آیا۔
اور آکر قدمبوسی کی۔ اور کہا۔ کہ میں سیر و شکار کیواسطے جا رہا تھا۔ آپکا بنگلہ سامنے دکھائی دیا۔
اب میں زیارت کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ خواجہ صاحب نے لطف فرمایا۔ اور اپنے مصلے پر جو فرش کا تھا
بٹھایا۔ اور ساری سرگذشت سنی۔ [illegible] خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا اب خراسان کی تسخیر کا ارادہ ہے۔
لیکن فرمایئے کہ کس کی پناہ میں جا رہے ہو۔ نامبردہ کا چونکہ بخت برگشتہ تھا۔ اسواسطے اس نے کہا
کہ کہن دل خان اور پردل خان کی پناہ میں جا رہا ہوں۔ جب کچہری کا وقت ہوا۔ تو لوگوں نے
عرض کی۔ کہ آپنے شاہ شجاع سے کیا دریافت فرمایا تھا۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ میں نے اس سے
دریافت کیا تھا۔ کہ تو کس کی پناہ میں جا رہا ہے۔ نامبردہ نے جواب دیا۔ کہ کہن دل خان۔ پردل خان۔ سے
معلوم ہوتا ہے۔ کہ نامبردہ کا بخت برگشتہ ہے۔ اور اسکو سلطنت کبھی نصیب نہ ہوگی۔ خواجہ صاحب
کا اس سے دریافت فرمانے کا منشا یہ تھا۔ کہ اگر وہ کہیگا۔ کہ میری تو سوائے ذات باریتعالیٰ کے کوئی پناہ
کی جگہ نہیں ہے۔ اسی کے بھروسہ پر جا رہا ہوں۔ تو خواجہ صاحب شاید توجہ فرماتے۔ اور دعا خیر اسکے
واسطے طلب کرتے۔ مگر چونکہ نانصیب تھا محروم رہ گیا۔

ہر آنکہ کاستہ است [illegible] پیش نبرد	اگر بر فریدون [illegible] نزد خویش نبرد

کہتے ہیں۔ جب کہ نامبردہ چلا گیا۔ اسوقت شیخ محمد [illegible] نے [illegible] خواجہ صاحب کی خدمت
میں بھیجا۔ اور عرض کی۔ کہ غریب نواز شاہ شجاع سے ذکر تخفیف اجارہ کیواسطے کاغذ لکھوا دیجئے
کیونکہ نامبردہ فتح خراسان کیواسطے جا رہا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اسکو فتح ہو جائے۔ تو وہ کام پڑے
کام آئیگی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اسکو کوئی سلطنت نہیں ملیگی۔ مگر شیخ محمد نے بہت عاجزی
وغیرہ کی۔ تو آپنے ایک عشر انکے ساتھ کر دیا۔ جب لوگ جو قندہار میں شاہ شجاع کو جا کر ملے
تو چونکہ وہ کم نصیب تھا اس نے کہا کہ جب میں تخت افغانستان پر متمکن ہو جاؤنگا اسوقت [illegible]

Marfat.com

خیال رکھونگا۔ جب وہ لوگ واپس حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جب بلفظ بیاں
تو آپنے فرمایا سبحان اللہ اسکو تو ایک رات کے لئے رہنا نہ ملیگا اور ابھی تخت افغانستان
کی ہوس ہے۔ آخر ویسا ہی ہوا جیسا کہ خواجہ غریب نواز نے فرمایا تھا۔ اول ہی لڑائی میں پسپا ہوا
اور بھاگ کر لدھیانہ میں پہنچا اور سامان [illegible] تمام [illegible] گیا۔ اور کچھ فوج تو وہان ماری
گئی جو بچی وہ پہاڑوں میں تباہ ہوگئی [illegible] ایسی بری حالت تھی کہ کپڑے تک نہ تھے
ننگے مادر زاد پھرتے تھے [illegible] شاہ شجاع کی سپاہ میں چند کیواسطے کوئی کپڑا اور
اور بھوک سے مر گئے ہیں۔ اور جب [illegible] انگریزی کی مدد سے کابل کا تخت شاہ شجاع کو
حاصل ہوا۔ تو انگریزی [illegible] علی اکبر خان خلف دوست محمد خان
امیر کابل نے شاہ [illegible] کو قتل کر [illegible] لاش [illegible]۔ اور خود ملک پر قبضہ کر لیا
بلکہ [illegible] انگریزوں [illegible] والد کو قید سے چھوڑ کر دین
[illegible] جب شاہ شجاع کے قتل کی تحقیق حضور پر نور نے استماع
فرمائی۔ تو حضرت غوث نے فرمایا کہ شاہ [illegible] جوان تھا۔ اپنے حصول مطلب
کے لحاظ اپنی جان تک نذر کر دی [illegible] شعر پڑھا۔ شعر

بیجز [illegible]	[illegible]	بر آن [illegible] بود پران مرد	

دیگر [illegible] ہیں کہ جب شاہ شجاع کابل [illegible] خان نے ہندوستان میں عرضی بھیجی
کہ غریب نواز شاہ شجاع نے اپنی [illegible] غریب [illegible] تالاب [illegible] دیگر کاردارن
[illegible] کیا ہے۔ ان سب کو گرفتار [illegible] صاحب نے اسکی عرضی پر توجہ
فرمائی۔ اور خود [illegible] معلوم
ہوا کہ [illegible]
دکھایا [illegible] حضرت کی سواری
کے پیچھے آئی تھی۔ آخر [illegible]

حاشیہ [illegible]

آئی۔ اور وہین اپنا وطن بنالیا۔ آپنے حکم دیا۔ کہ اچھا اس کو بھی لنگر سے روٹی ملا کرے۔ اور فقیر بھی اسکو ٹکڑے ڈالتے تھے۔ اور اسے بلقیس کہکر پکارتے تھے۔ رات دن وہ کتیا۔ لنگر شریف کے دروازہ پر پڑی

یک نظر فرمائے مستغنی شوم زانبائے جنس	سگ کہ شد منظور نجم الدین سگانرا سرور است

دیگر۔ جب انگریزی فوج شاہ شجاع کی مدد اور اسکو تخت کابل دلانے کیلئے کابل کو چلی۔ امیر دوست محمد خان نے ایک عریضہ واسطے دعا طلبی حضرت غریب نواز کیخدمت مین بھیجا۔ کہ مین نے ناچار بند کمر جہاد پر باندہی ہے۔ تاکہ یہ اسلامی علاقہ کفار کے صدمات اور تصرفات سے مامون و محفوظ رہے۔ توجہ فرماؤ۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت دیوے۔ منشی محمد واصل نے میرے سامنے ذکر کیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ جواب مین یہ شعر لکھدو ؎

ہر آن کا ستعانت بدرویش برد	اگر بر فریدون زند وہ پیش برد

چنانچہ ناصرہ کا سا ہوا۔ دیگر۔ جب نواب صادق محمد خان والی بہاولپور نے یہ ارادہ کیا۔ کہ دختر سردار اسد خان والی سنگھڑ کو اپنے ازدواج مین لائے۔ تو خواجہ غریب نواز نے مولوی قادر بخش سے فرمایا۔ کہ فقیر کا ..... کہ وہ بر اکابر اہل دول کو اپنی نصائح سے دریغ نکرین آپ میری طرف سے ایک عریضہ ..... نواب صاحب ..... کو تحریر کرین کہ یہ مزاوجت ہرگز آپکو مناسب نہین ہے۔ کیونکہ نحوست کا ..... ہے۔ اور یہ نکاح دو امر سے خالی نہ ہوگا۔ یا تو یہ کہ تیری جان بہت جلد اس نکاح کی ..... ہوگی۔ یا تو سلطنت سے دست بردار ہوویگا۔ نواب صاحب نے بوجہ غرور نوابی اس بات کی ذرا پرواہ نکی۔ اور اپنے ارادہ مین پوری سرگرمی کا اظہار کرکے اسد خان مذکور کی دختر سے نکاح کرایا۔ مگر ایکسال کے اندر اندر جان شیرین نذر کرنی پڑی۔ ؎

غمے کز پے اش شادمانی خورے	بباز شادی کز پیش غم خوری

دیگر۔ جب نواب صادق محمد خان کا انتقال ہوگیا۔ اور انکی جگہ پر نواب رحیم یار خان سریر آرائے سلطنت ہوا۔ اور نواب بہاول خان ثالث عباسی کے نام سے ملقب ہوا۔ تو ناصرہ کو چین نہ آتا تھا کہ دستار بندی کی رسم یونہی بغیر شرکت جناب خواجہ غریب نواز عمل مین لائی جائے۔ اسواسطے علماء و ..... روانہ کیا۔ کہ توجہ فرماکر اس مریدنا چیز پر کرم فرمائیے۔ اور تکلیف گوارا فرماکر ..... دستار بندی کی رسم ادا کیجائے۔ حضرت غوث زمان کو ایسا

بہت رحم و شفقت آئی۔ اور آپ احمد پور مین تشریف لیگئے۔ اور اپنے دست مبارک سے دستار باندھی۔ اسوقت انکو تسلی ہوئی۔ اس موقعہ پر نواب صاحب بہاولخان نے بہت نذر و نیاز حضور پر نور کی خدمت اقدس مین پیش کی۔ ازانجملہ ایک چارپائی نقرہ بھی تھی۔ جو آپنے اپنے مرشدزادگان مہاروی کے حوالہ کردی۔ جب مولوی قادر بخش صاحب نے دیکھا۔ کہ آپنے اپنے صاحبزادہ میان گل محمد صاحب کو کوئی چیز عنایت نہین کی۔ تو ان اشیا مین سے آپنے ایک طشت نقرہ اٹھا کر صاحبزادہ گل محمد صاحب کے حوالہ کیا۔ اور باقی جو کچھ نقدی تھی۔ میان خدا بخش لانگری و آیا رام مودی کے حوالہ کردیگئی۔ نماز فجر کے بعد جب خواجہ غریب نواز بعد وظیفہ دلائل الخیرات فارغ ہوئے۔ تو ارشاد کیا کہ رات اس دنیائے جیفہ کی وجہ سے مجھے نیند بھی نہ آئی۔ ایک کاغذ و قلمدان لاؤ۔ تاکہ مین اسکا بندوبست کرون۔ آپ نے اسیوقت ساری رقم فقرا وغیرہ مین تقسیم کردی۔ اور بعدہ آپ وہان سے حضرت قبلہ عالم صاحب کے عرس پر روانہ ہوئے۔

دیگر۔ حافظ نور احمد خان افغان خاکوانی جو کہ حضرت خواجہ صاحب کا ایک مرید تھا۔ بہت مدت تک تالپور میران کے علاقہ مین نوکری کرتا رہا۔ بعدہٗ وہان سے ۱۲۹۰ھ مین کہ خواجہ غریب نواز طلبہ کو اپنے بنگلہ مین کتب سلوک پڑھا رہے تھے۔ اور کمترین نجم الدین بھی حاضر خدمت تھا۔ اتنے مین حافظ مذکور حاضر ہوا۔ اور بیس روپے خواجہ صاحب کی نذر کئے۔ اور بیس روپے صاحبزادہ صاحب کی نذر کئے۔ اور جب خواجہ صاحب کی مشغولی کا وقت ہوا۔ تو نابردہ نے بارہ ہزار روپیہ کلدار خواجہ علیہ الرحمۃ کی نذر کئے۔ اور عرض کیا کہ حضور مین نے منت مانی تھی۔ کہ جو روپیہ نوکری سے کماؤنگا۔ وہ حضور پر نور کی نذر کرونگا۔ آپنے پوچھا کہ کچھ بال بچون کو بھی دیا ہے۔ یا نہ۔ انہوں عرض کی۔ کہ پانسو روپے دئے ہین۔ خداوند کریم اور بھی ان کو عطا کریگا۔ خواجہ صاحب نے وہ روپیہ میان خدا بخش لانگری کے حوالہ کیا۔ جب صبح ہوئی۔ تو آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ لاؤ وہ روپیہ اس کی بناء پر رات نیند نہین آئی۔ اسکا بندوبست تقسیم کا کرنا چاہئیے۔ غرض خواجہ صاحب نے وہ تمام روپیہ مستحقین کو تقسیم کردیا۔ ازانجملہ ہفت ہزار روپیہ خانقاہ قبلہ عالم صاحب پر بھیجا۔ اور نام بنام ہر ایک صاحبزادہ کا لکھا کہ اسقدر فلان کو ملنا چاہیے۔ اور اسقدر فلان کو۔ چنانچہ وہ روپیہ بموجب فرمانیش خواجہ غریب نواز سب صاحبزادون مین تقسیم کیا گیا۔ چنانچہ میان عبداللہ صاحب دجو شہنشاہ

کے پوتے تھے) میرے پاس ذکر کرتے تھے۔ کہ مجھ پر ایک ہزار روپیہ قرض تھا۔ خواجہ غریب نواز نے میرے نام ایکہزار روپیہ بھیجا تھا۔ علیٰ ہذا ہر ایک صاحبزادہ مہار شریف کو دیا گیا۔ اور مبلغ پانچہزار روپے خاص تونسہ شریف میں علما اور دیگر مستحقین کو تقسیم کر دیئے گئے۔ جسوقت میاں خدابخش لانگری نے آکر عرض کی۔ کہ بموجب فرمودہ سب روپیہ تقسیم کر دیا گیا۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا۔ الحمد للہ کہ میں اس بلا سے بچا۔ دوسرے دن احمد خان علمی زئی افغان احمد پور سے ایک ہزار روپیہ نقد اور دو قالین کلاں نذرانہ کیواسطے لایا۔ اور گیارہ سو روپیہ محمد بہاول خان نواب احمد پور کیطرف سے بھی نذر گزرا۔ آپ نے تمام روپیہ اسیطرح تقسیم کر دیا۔ سبحان اللہ کیسے تارک الدنیا تھے کہ اپنے وقت کے سلطان التارکین کہلائے۔

دیگر۔ ایک شخص ساکن کرہ ... خواجہ غریب نواز کے پاس شکایت لایا کہ حسن خان سردار جعفر لوگوں پر بڑا ظلم و ستم کرتا ہے۔ اور بالخصوص مجھ کو تو اُس نے از حد تنگ کیا ہوا ہے۔ آپ توجہ فرما کر ایک نوازشنامہ نامبردہ کے پاس لکھ دیویں۔ کہ وہ اس قدر ظلم و ستم کرنے سے باز آجاوے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم نے سنا ہے۔ وہ ہمارے پاس آنیکا ارادہ رکھتا ہے جسوقت وہ آویگا۔ تو اسکو رو برو سمجھا دیا جاویگا۔ اتفاق سے چند دنوں کے بعد حسن خان مذکور تونسہ شریف آیا۔ اور خواجہ صاحب نے فرمایا کہ حسن خان تو بڑا ... ہے۔ کیوں اپنے بھائیوں اور مخلوقات خدا کو تنگ کر رکھا ہے۔ وہ جاہل خواجہ غریب نواز کی قدر و منزلت سے نابلد محض تھا اور خواجہ علیہ الرحمۃ کو اپنی قوم کا معمولی بھائی بند تصور کر کے ایسا خیال کرتا تھا۔ جیسے کہ قریش سیدنا و مرشدنا رسول کریم کو اپنی عقل نا قص کیوجہ سے آپ جدا مانتے تھے۔ ؎

کافران دیدند احمد را بشر	ان ندیدند کان انشق القمر

عین محفل کے درمیان پاس ادب نہ رکھتے ہوئے ازراہ تمرد و تکبر کہا۔ کہ میاں صاحب اب تو آپ کو اچھی عروج حاصل ہوا ہے۔ کہ تو فلاں جعفر کا بیٹا ہے۔ اور فلاں کا پوتا ہے۔ اور اب چند روٹیاں دینے کیوجہ سے اپنے آپ کو غوث و قطب سمجھ بیٹھا ہے۔ خواجہ صاحب جو بڑے متحمل اور حوصلہ مند تھے اُس شخص کی گستاخی دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ نامبردہ دوسرے دن سجادہ وار شتر پر سوار ہو کر وطن کو چل دیا۔ مگر ابھی میل دور گیا تھا۔ کہ پیشانی پر ... اور پیچھے سے ... کو روانہ کر دیا۔ اور آپ تونسہ

Marfat.com

شریف مین واپس آیا۔ اور خواجہ غریب نواز کے اصطبل مین جاکر پڑ رہا کسی نے جاکر اسکا ماجرا حضور مین عرض کیا۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ کچھہ کہا یا ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اطلاع ملی۔ کہ وہ گھنٹے کیطرح بھونکتا ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ شاید گلے مین بوٹی اٹک گئی ہوگی۔ الغرض آپ نے ذرا بھی اوس بے ادب کیطرف التفات نہ کی۔ آخر اسی بے ادبی کی سزا مین مر گیا۔

دیگر۔ جب لعل خان نکانی حاکم سنگھڑ کے برے دن آئے۔ تو اوس نے ایک بلوچ کی دختر جبرا چھین کر بغیر نکاح اپنے گھر مین ڈال لی۔ اس غیر شرع امر سے تمام مسلمانان سنگھڑ کو تشویش ہوا۔ اور قاضی ملک سنگھڑ معہ دیگر اشخاص معتبران خواجہ صاحب کی خدمت اقدس مین حاضر ہوا۔ کہ غریب نواز حضور کی موجودگی مین ایسے ایسے ظلم اور خلاف شرع امور واقع ہوتے ہین خدا جانے آئندہ اس ملک کی کیا حالت ہوگی۔ آپنے جب سارا حال سُنا۔ تو لعل خان مذکور کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ مسلمانون پر اسقدر ظلم نہ کر۔ اور کچھہ خدا سے ڈر لعل خان نے ایک عریضہ حضور مین بھیجا۔ اور اس پر اپنی مہر ثبت کردی جب یہ عریضہ حضور کی خدمت مین پہنچا۔ تو اسوقت میان عبداللہ خان حافظ محمد اور چند دیگر معتبران خواجہ صاحب کی کچہری مین بیٹھے تھے۔ آپنے عریضہ کا مطالعہ فرمایا۔ اور پارہ کرکے دور پھینکدیا۔ یہ ماجرا اشراق کیوقت کا ہے جب ظہر کا وقت ہوا۔ تو اتفاقاً چار ہزار سوار خراسان سے پہاڑ کے رستے آگئے۔ اور منگروٹھہ پر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور لعل خان کو گرفتار کرکے پہاڑ مین لے گئے نا مبرده دس سال تک برابر قید رہا۔ اسکے بعد خواجہ صاحب کی دعا سے نوابی لعل خان کے ایک عزیز اسد خان کے سر پر باندہی۔ چنانچہ نامبرده [illegible]

دیگر۔ جب لعل خان شومی طالع سے اسیر ہوکر خراسان کیطرف [illegible] خواجہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ اور بہت کچھہ گریہ زاری کی خواجہ صاحب نے [illegible] لی گئی۔ تو پھر اسکو حکومت ملنا محال ہے۔ [illegible]

گنج قارون که فرو میرود از قهر هنوز		خوانده باشی که هم از غیرت درویشان است

دیگر۔ نقل ہے کہ جب محمد یسو خان والی منگروٹھہ فوت ہوگیا۔ تو اسکے بعد اسکا جانشین علی اکبر (اسد خان ہی کا بیٹا تھا) ہوا۔ مگر اس نے بہت ظلم کرنا شروع کیا۔ [illegible] کے خوف سے بہاگ گیا۔ اور بہت مدت تک منگروٹھہ مین واپس نہ آیا۔ [illegible]

Marfat.com

علی اکبر نے قرآن شریف پر ہاتھ رکھکر قسم کھائی۔ اور کاغذ پر مہر لگاکر پوری پوری سوگند کہا کر اپنے بھائی لکھی محمد خان کو منگرو ٹھہ منگالیا۔ چند روز کے بعد لکھی محمد خان خواجہ صاحب کی زیارت کیلئے تونسہ شریف میں آیا۔ آپنے استفسار فرمایا۔ کہ اب تو علی اکبر کے پاس کس بات پر اعتبار کرکے آیا ہے۔ نامبردہ نے عرض کی۔ کہ غریب نواز ہفت قرآن کی قسم کہائی ہے۔ آپنے ارشاد کیا۔ کہ اس کی قسموں پر اعتبار نہ کرنا۔ اس نے عرض کی۔ کہ قبلہ جس قرآن کی قسم کہائی ہے۔ اگر مجھے مار ڈالیگا تو پھر اُسی قرآن مجید کو مطالعہ بھی کریگا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ میاں تو نے نہیں سُنا جسقدر کہ تل ہاتھ پر لگے ہوں۔ اتنی دفعہ قرآن مجید کی قسم کہائی ہو۔ مگر حسن اتفاق سے دشمن پنجہ میں آجاوے تو اسکو ہرگز ہرگز نہ چھوڑنا چاہیئے۔" یاد رکھنا۔ کہ تجھے علی اکبر زندہ نہ چھوڑیگا۔ ع خدر کن کا ند آید آتش نشستی ٭ الغرض لکھی محمد خان چلا گیا۔ اسیدن خواجہ صاحب کے وزیر اور خاص غلام نور خان کرمانی نے اپنے گھر جانیکے لئے رخصت لی تھی۔ جب شام کو نامبردہ قدمبوس ہوا۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ نور خان تو گھر نہیں گیا۔ اس نے عرض کی کہ قبلہ! مین چاہتا ہوں۔ علی اکبر کی قسموں کا نتیجہ دیکھیا جاؤن۔ دوسرے روز نور خان آکر طالب اجازت ہوا۔ آپنے پوچھا۔ کیا آج جاتا ہے؟ اُس نے گذارش کی۔ کہ جی ہان۔ وہ نتیجہ معلوم ہو گیا۔ کہ علی اکبر نے لکھی محمد خان کو شہید کر دیا۔ اور اُس کا سب مال و متاع وغیرہ لوٹ لیا۔ لکھی محمد خان مرحوم کی شہادت کے بعد ایکسال کے اندر اندر علی اکبر کا بھی انتقال ہو گیا۔ جسکی کیفیت یہ ہے۔ کہ نواب محمد خان والے منکیرہ و دیرہ بستان نے علی اکبر خان کے مقابلہ کیلئے فوج جرار روانہ کی۔ جسنے پہنچتے ہی علی اکبر کے ملک اور مال و متاع کو تاراج کرکے اسکے بھائی لعل خان اور اسکے بیٹیوں کو گرفتار کر لیا۔ جب سپاہی انکو منگروٹھہ سے گرفتار کرکے منکیرہ کو لے جا رہے تھے۔ تو تونسہ شریف سے گذرے۔ قیدیوں کی چلتا تھی۔ کہ کسی طرح غوث زمان خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی کی زیارت نصیب ہو جاوے۔ چنانچہ انہوں نے سپاہیوں کی منت سماجت کرکے کسی آدمی کو خواجہ علیہ الرحمتہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ خود خواجہ علیہ الرحمتہ نے برسبیل تذکرہ ایکدن ذکر فرمایا تھا۔ کہ جسوقت مجھے انکی گرفتاری اور تونسہ شریف مین سے گذرنے کی اطلاع ہوئی۔ تو اسوقت مین نہارہ تہا۔ اور مین نے جو سر کو چ کر شف دیکھا۔ اسوقت وہی جمعہ [illegible] کا چہال کیا۔ تو [illegible] وہی [illegible] [illegible]

نمبردار کو شہید کیا۔ اور اسکے مال و متاع اور گھربار کو غارت اور تاراج کیا تھا۔ خداوند حقیقی اور منعم مطلق کی جزا و سزا دیکھکر حیران ہو گیا۔ ؎

ستانندۂ داد آنکس خداست	کہ نتوان از بادشاہ داد خواست
نباشد چنین ماجرا نا پدید	کہ یاداش خود کردہ را کس ندید

دیگر۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ سوجھل نام قوم بھٹہ نے میاں جان محمد فقیر کے حق مین کچھ خلاف شرع باتین کہی تھین۔ مقدمہ نے طول کھینچا۔ اور علماے سنگھڑ نے شاید کچھ اسکے برخلاف فتویٰ دیا اور اخیر مین قطعی فیصلہ خواجہ صاحب نے ہی فرمانا تھا۔ خواجہ صاحب نے اُسے چھوڑ دیا۔ اور آپ ان دنون حضرت قبلہ عالم صاحب کے عرس پر مہاران شریف تشریف لے گئے۔ پیچھے سوجھل بھٹہ نے بڑا فساد مچایا۔ اور اسد خان والے منگروٹھ کے کارندون کی امداد سے بہت سے علماء کو قید کرالیا اور اُن سے مصادرہ و تاوان کے طور پر بہت سا روپیہ وصول کیا۔ جب خواجہ صاحب کو مہاران شریف مین یہ خبر وحشت اثر پہنچی۔ بہت افسوس کیا۔ اور جلد تونسہ شریف مین واپس آئے وہان دو یوم قیام کرکے ڈیرہ غازیخان پہنچے۔ نواب خود سلام کیلئے حاضر ہوا۔ جو جرمانہ علماء سے وصول ہوا تھا سب واپس دیا۔ غرضیکہ خواجہ صاحب اپنا سارا کام کرکے تونسہ شریف مین واپس آئے۔

دیگر۔ نواب مظفر خان والے ملتان کی عہد نوابی مین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کئی دفعہ ملتان پر حملہ کیا۔ مگر چونکہ حافظ جمال الدین صاحب قلعہ مین موجود تھے۔ اسواسطے انکی برکت سے سکھون کا قبضہ نہ ہوسکا۔ مگر انکی وفات کے بعد بہت جلد سکھون نے ملتان کو تسخیر کرلیا۔ اور ڈیرہ غازیخان کا علاقہ بھی انکے قبضہ مین تھا۔ مگر سنگھڑ کیطرف ابھی سکھون کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اسدخان جو منگروٹھ (صدر تحصیل سنگھڑ) کا حاکم تھا۔ جور و ستم کرنے لگا۔ ایکدن خواجہ صاحب نے اسے فرمایا۔ کہ اسد خان! ظلم ترک کردے۔ تیری حکومت مین اگر ہمین فایدہ ہے۔ تو ہم نہ ادان سنے مین آتی ہے۔ ورنہ مین دیکھتا ہون۔ کہ تھوڑی دنون مین ہی اس شمالی ریگیہ (تودہ ریگ) پر سکھون کی فوج آنیوالی ہے۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ اور سکھ آ پہنچے۔

دیگر۔ دیوان کرپارام جبکہ منگروٹھ کو جارہا تھا۔ تونسہ شریف کے بازار سے ہاتھی پر سوار ہو کر گذرا۔ لیکن جب شہر سے مغرب کو تھوڑی دُور گیا۔ تو قدرت الٰہی سے ہاتھی لنگڑانے لگا۔ دیوان مذکور

Marfat.com

حیران ہوگیا۔ اور ہمراہیوں سے پوچھا۔ کہ کیا تونسہ میں کوئی بہت بڑا فقیر رہتا ہے اور جب انہوں
نے خواجہ صاحب کی بہت تعریف و توصیف کی۔ تو دیوان واپس تونسہ شریف کو روانہ ہوا۔
اور آکر خواجہ صاحب کا سلام کیا۔ اور کچھ دیر انکے ساتھ خلوت میں بیٹھا رہا۔ اور مسئلہ وحدانیت
کے متعلق سوال و جواب کئے۔ اسکا اثر یہ ہوا۔ کہ دیوان مذکور (بقول البعض) نے ریاست کو ترک
کر دیا۔ اور اپنی اولاد کیواسطے مال و متاع چھوڑ کر خود دریا کے کنارے تنہائی میں عبادت میں تا زیست مصروف رہا
دیگر میان عبدالشکور صاحب سے روایت ہے۔ کہ جب علاقہ سندھ و سنگھڑ احمد شاہ ابدالی کے پوتے
سلطان محمود کے قبضہ میں تھا۔ اور نواب مظفر خان ملتانی و بہاول خان احمد پوری سب اسی بادشاہ
کے فرمانبردار تھے۔ اور [illegible] جو سنگھڑ میں بہت شورہ پشت ہیں۔ رائج تھا۔ ایکدفعہ کا ذکر
ہے۔ کہ پردل خان نامی [illegible] فتح خان جو کہ محمود شاہ کا وزیر تھا۔ تونسہ شریف میں آیا۔ اور شہر کا محاصرہ
کر لیا۔ اور [illegible] غالباً یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ شہر سے کچھ وصول کرلے۔ دوپہر ڈھلنے کا وقت تھا
کہ خواجہ صاحب قیلولہ کے ارادہ سے پلنگ پر لیٹے ہی تھے۔ کہ نور خان گربانی بلوچ نے جسپر خواجہ
صاحب کی عین عنایت تھی۔ عرض کیا۔ قبلہ! آپ سونا چاہتے ہیں۔ اور پردل خان نے شہر کا
محاصرہ کیا ہوا ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا ہم بندوبست کرکے سوتا ہوں۔ الغرض جب پردل
نے اپنا ارادہ عملی طور پر ظاہر کیا۔ یعنی شہر کے غارت کرنے کیلئے روانہ ہوا۔ تو اتفاق سے اسکے
پیٹ میں ایسا درد شدید پڑا۔ کہ زمین پر لوٹنے لگا جب بہت ہی بیقرار ہوا۔ تو اپنے ارادہ سے
توبہ کرکے خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ آپنے اسپر دم کر دیا۔ اور فرمایا کہ بہتر ہوگا۔ کہ تو جلد یہاں سے
[illegible] خیال رفع کردیوے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور تونسہ شریف سے
[illegible] کہ خواجہ صاحب کی طفیل یہ بلائے عظیم رفع ہوئی ہے
دیگر [illegible] روایت ہے کہ سلطان محمود خراسانی نے جسکی بابت گذشتہ حکایت میں
[illegible] سنگھڑ کا اجارہ نواب عبدالجبار خان[2] کو دیا ہوا تھا۔ اور انہوں نے اسد خان کو حاکم
سنگھڑ کا کیا ہوا تھا۔ چنانچہ اسد خان نواب مذکور کو مقررہ رقم ہر فصل پر دیا کرتا۔ ایکدفعہ اس نے رقم

---

[1] [illegible] بلوچ کو اس حکایت کے متعلق کوئی تاریخ نظر سے نہیں گذری۔ واللہ اعلم۔
[2] ڈیرہ غازیخان میں نواب عبدالجبار خان کی مسجد جسکے متولی اخوند صاحب ہیں۔ ابتک موجود ہے۔ اور مضبوطی کیوجہ سے مشہور ہے۔

Marfat.com

مقررہ ادا نہ کی۔ اور نواب عبدالجبار خان مجبور ہو کر فوج لیکر وصولی روپیہ اور سنگھڑ کے
علاقہ کو لوٹنے کیلئے آیا۔ اور شہر تونسہ شریف کی جنوبی متصلہ رود سنگھڑ مین آکر توپین لگا دین۔
اور حکم دیا۔ کہ شہر پر گولہ باری کی جاوے۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ جسوقت توپون کا رُخ شمال کیطرف
کرکے چلاتے تھے۔ تو بجائے آگ کے پانی نکلتا تھا مگر اور سب طرف توپ بخوبی چلتی تھی۔ آخر نواب
صاحب کو اپنی غلطی معلوم ہوئی۔ کہ یہ کسی صاحب کمال کی برکت ہے جسکی وجہ سے شہر دار الامن بنا
ہوا ہے۔ نواب نے اپنا ارادہ فسخ کر دیا۔ اور خواجہ صاحب کی خدمت مین جاکر اپنے قصور کی معافی مانگی
اور سلسلہ بیعت مین داخل ہوا۔ اسکے بعد جب کبھی سنگھڑ مین [illegible]
حضور پر نور خواجہ صاحب کیخدمت مین حاضر ہوتا۔ اور عرض کرتا۔ کہ غریب نواز [illegible] کہ
نواب صاحب محصول مین تخفیف کر دیوے۔ چنانچہ خواجہ صاحب کی عنایت و سفارش سے نواب بہت سا
روپیہ محصول مین تخفیف کر دیتا۔ دیگر۔ میان صالح محمد سے روایت ہے۔ نواب عبدالصمد خان [illegible]
ڈیرہ غازیخان نے قلعہ گڑھی اختیار خان کا محاصرہ کیا۔ اور قریب تھا۔ کہ اہلیان قلعہ [illegible]
خالی کرنے پر مجبور ہو جاوین۔ کہ نواب قلعہ [illegible] اپنا چھوٹا بھائی خواجہ علیہ الرحمۃ کیخدمت [illegible]
سب حال اسکی زبانی کہلا بھیجا۔ خواجہ صاحب نے تیاری کر لی۔ کہ خود جاکر نواب [illegible]
ظلم سے روکین۔ میان صالح محمد ذکر کرتے تھے۔ کہ مین نے عرض کیا۔ کہ قبلہ! آپکا [illegible]
اچھا نہین معلوم ہوتا۔ کیونکہ نواب بڑا متکبر آدمی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ مین [illegible]
نہ کہ بندۂ نفس۔ اگر وہ کہنا نہ مانیگا۔ تو آخر میرا کیا بگڑیگا۔ اسکے بعد مین نے [illegible]
اگر تشریف لیجاتے ہو۔ تو [illegible] آپنے فرمایا۔ کہ [illegible]
خواجہ صاحب وہان تشریف لیگئے۔ قریب تھا۔ کہ گڑھی اختیار خان عبدالصمد خان [illegible]
ہو جاوے۔ لیکن جونہی اسکو خبر لگی۔ کہ خواجہ صاحب تشریف لائے ہین۔ [illegible]
ہوا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ کس کام کیلئے تشریف لائے ہین۔ آپنے فرمایا۔ کہ تو کیون ان غریبون کو تنگ
کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے۔ بہتر ہے کہ تو یہ ارادہ ترک کر دیوے۔ اور اپنا راستہ لیوے۔ اُس نے عرض کیا
کہ بہت بہتر۔ یہ کہتے ہی اپنی فوج کو حکم دیا۔ کہ اب ڈیرہ غازیخان چلنا چاہیے۔ وہ کہنے لگے۔ نواب صاحب؟
یہ کیا بات ہے۔ قلعہ اب قریب ہے۔ کہ فتح ہو جاوے۔ اسقدر تکلیف اور مصیبت اوٹھائی [illegible]

Marfat.com

فرماتے ہین۔ کہ قلعہ کو چھوڑ دو۔ اور ڈیرہ غازیخان چلو۔ نواب نے کہا۔ کہ بھائی مین کیا کرون۔ جب مین خواجہ صاحب کیخدمت مین گیا۔ تو دو شیر دیکھے۔ اور مجھے کہا گیا۔ اگر یہان سے چلا جائیگا۔ تو بہتر ورنہ تیری جان کی خیر نہین۔ الغرض نواب نے محاصرہ سے ہاتھ اُٹھایا۔ اور خواجہ صاحب نے اگرچہ جانیکی تکلیف اُٹھائی۔ مگر بہت سے غریبون کی جان چھڑائی۔

دیگر۔ مولوی غلام حیدر نے ملفوظ مین لکھا ہے۔ کہ ایکدفعہ مین موضع پروا مین مقیم تھا۔ کہ ایک مسافر فقیر رات کیوقت مسجد مین آ نکلا۔ مین نے اُسے باجرہ کی روٹی لادی۔ اس مسافر نے روٹی کو دیکھکر فارسی مین کہا۔ کہ صاحب! یہ غلہ مین نے کبھی نہین کھایا۔ کیونکہ ہمارے وطن پیدا نہین ہوتا۔ یہ سنکر مین نے گندم کی روٹی اُسے لادی۔ باتون باتون مین اُس سے وطن دریافت کیا۔ اُسنے کہا۔ کہ مین اصفہان کا رہنے والا ہون۔ اور حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ سے بیعت کرنیکیواسطے جارہا ہون۔ پھر اس نے دریافت کیا۔ کہ یہانسے سنگھڑ کتنی دور ہے۔ مین نے اس سے کہا۔ کہ تیز چلنے والا آدمی تین یوم مین پہنچ جاتا ہے۔ اُسکے بعد اُس نے اپنا قصہ بیان کیا۔ کہ مین گھر مین فقہ پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات خواب مین دیکھا۔ کہ آسمان مین ایک سوراخ سا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کہ چھت مین سوراخ ہو۔ اور خوب روشنی ہے۔ جس سے تمام دُنیا جگمگا رہی ہے۔ مین نے دریافت کیا۔ کہ یہ نور الٰہی کس باکمال پر نازل ہورہا ہے۔ ندا آئی کہ حضرت سلیمان سنگھڑ والے کی پر۔ اور قیامت تک برابر اسیطرح یہ عمل جاری رہیگا۔ مین نے اپنا خواب اُستاد کو سُنایا۔ اور بہت اشتیاق ظاہر کیا۔ میرے اوستاد نے بہت کچھ کہا۔ کہ فقہ کا مسئلہ پڑھنا کئی سال کی عبادت کے برابر ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خواب غلط ہو۔ اور تو مفت مین خوار ہوتا ہے آخر کار مین نے عزم بالجزم کیا۔ کہ جسطرح سے ہوسکے۔ سنگھڑ مین ضرور جانا چاہیے۔ مگر بہت متحیر تھا۔ کہ سنگھڑ کا علاقہ کسطرف ہے۔ اور مجھے کس راستہ سے جانا چاہیے۔ چونکہ شوق حد سے بڑھا ہوا تھا۔ اسواسطے مین نے مختلف سوداگرون سے دریافت کرنا شروع کیا۔ انہون نے کہا۔ کہ ہم غزنی ہمالک مین دور دور تک گئے۔ سنگھڑ کا نام سُننے مین نہین آیا۔ شاید وہ مشرق مین ہوگا۔ الغرض مین نے خدا پر توکل اور بھروسہ کرکے سفر کی تیاری کی۔ اور مشرق کا رُخ کیا۔ جب یہان شہر ہے آتا مین پہنچا تب مجھے معلوم ہوا۔ کہ سنگھڑ شریف ملتان کے علاقہ مین ہے۔ سو آج اس بستی مین وارد ہوا ہون۔"

الغرض یہ شخص سنگھڑ مین آیا۔ اور خواجہ علیہ الرحمتہ سے فیضیاب ہوکر وطن کو واپس گیا۔

Marfat.com

دیگر۔ میان محمدؐ نے اپنے ملفوظ مین روایت کی ہے۔ کہ ایکدن خواجہ صاحب نماز عصر ادا کرنیکے بعد اپنے حجرہ مین رونق افروز تھے۔ کہ ایک لڑکا آکر قدمبوس ہوا۔ خواجہ صاحب نے نام پوچھا۔ جواب دیا۔ کہ میرا نام فرید ہے۔ پھر آپنے اسکے باپ کا نام پوچھا۔ اور دریافت فرمایا۔ کہ وہ کیا کام کرتا ہے۔ اور تو کیا کام کرتا ہے۔ لڑکے نے جواب مین عرض کیا۔ کہ میرا باپ لوگونکی مزدوری۔ اور مین بھی لوگون کی گائین چراتا ہون۔ آپنے پوچھا۔ کہ رستہ مین تجھے کون کون آدمی ملے تھے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ بیشمار آدمی ملے تھے۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کہ کوئی فقیر بھی ملا تھا۔ لڑکے نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ آپنے پھر دوبارہ پوچھا۔ تو بھی کوئی جواب نہ دیا۔ آخر خواجہ صاحب نے اُسے بیعت کیا۔ اور جب فرید بنگلہ سے باہر آیا۔ تو درویشون نے کہا۔ کہ خواجہ صاحب نے تم سے دو دفعہ دریافت فرمایا۔ مگر تو نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب بتا۔ کہ تجھے راہ مین کون سا درویش ملا تہا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ مجھکو شرم اور ادب مانع تھا۔ بات یہ ہے۔ کہ ایکدن مین گھر سے باہر کہین جا رہا تھا۔ کہ ایک شخص سفید ریش مجھسے ملاقی ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آ چل کر خواجہ صاحب تونسہ کے سلسلۂ بیعت مین داخل ہو۔ مین نے منظور کر لیا۔ اور گھر سے چل پڑا۔ جسوقت موضع قصرانی مین پہنچا شیطان نے حرکت کی۔ اور واپس گھر کو لوٹا۔ پھر خود خواجہ صاحب کو دیکھا جنہون نے فرمایا۔ کہ آ تونسہ والے پیر سے بیعت کر۔ بس مین اسیوقت روانہ ہوا۔ اور آ کر خواجہ صاحب کا مرید بنا۔ مولوی محمدامین صاحب فرماتے تھے۔ کہ مین نے اس لڑکے کو خود دیکھا تہا۔ اور اس سے ماجرا دریافت کیا۔ تو اُسنے مولوی قادر بخش صاحب کا کہا۔ کہ پہلے خواب مین مجھے یہی بزرگ خواب مین ملاقی ہوئے تھے۔ دوسری مرتبہ خود خواجہ صاحب نے اپنی زیارت کرائی۔ اسکے بعد وہ لڑکا مولوی گل محمد صاحب امانی کے مکان پر پہنچا۔ اور تقریباً دو گھنٹے اسپر وجد طاری ہوا۔ اور اللہ ھوٗ کا ورد کرتا تھا۔ اور ناچتا تہا۔

دیگر۔ میان محمد صاحب نے اپنے ملفوظ مین لکھا ہے۔ کہ میان شیر محمد باغبان میرے پاس ذکر کرتا تھا۔ کہ ایکدفعہ مین رات کیوقت قضائے حاجت کیواسطے تونسہ شریف کی شمالی بخون (تقریباً) سے باہر گیا تھا۔ کہ اچانک میری نظر ایک آدمی پر پڑی۔ جو بالکل عجیب ڈھنگ سے چلتا تہا۔ کبھی تو وہ گھٹنون کے بل چلتا۔ اور کبھی سیدھا چلتا۔ پھر چند قدم جاکر بیٹھ جاتا۔ اس سے مجھے زیادہ تر یہ گمان ہوا۔ کہ ہو نہ ہو یہ کوئی چور ہے۔ جو اسقدر عجیب و غریب ڈھنگ سے چلتا ہے۔ کیونکہ یہ سنا جاتا ہے۔ کہ یہ فرقہ اس

خیال پر کہ پاؤن کا کھوج نہ لگ سکے- کئی طرح کی تجویزین کرتے ہین- کبھی پاؤن پر کپڑا باندھ لیتے
ہین- کبھی صرف ایک ٹانگ سے چلتے ہین- الغرض مین نے اسکا تعاقب کیا- کہ اگر چور ہے- تو جاتا
کہان ہے- وہ سیدھا خواجہ صاحب کی مسجد مین داخل ہوا- مین دروازہ پر ٹھیر رہا- اور اس انتظار
مین تھا- کہ وہ کب باہر آتا ہے- اور کونسے دروازہ سے نکلتا ہے- اسی انتظار مین بہت دیر ہو گئی
الغرض مین خود مسجد مین داخل ہوا- کیا دیکھتا ہون- کہ وہ درویش صفا کیش حالت سجدہ مین ہے- اور
اور تسبیح و تہلیل مین مشغول ہے- مجھے اپنی بدگمانی پر بہت افسوس ہوا- اور مین نے جانا کہ کوئی
درویش خدا رسیدہ ہے- اسوقت اسکا چلنا محض تکان کیوجہ سے تھا- الغرض مین جرأت کر کے
اسکے پاس پہنچا- اور کہا کہ اے درویش- لنگر سے روٹی لے آ- ایسا نہ ہو کہ لنگر کا دروازہ بند کر دیا
جائے- یہ سنکر بڑی بے پرواہی سے جواب دیا- کہ خود لینگے- پس مین لنگر مین گیا- اور اسکو روٹی لا کر
دی جو اس نے بغل مین رکھ لی- اور بدستور عبادت مین مصروف رہا- جب کچھ رات گذری- تو خواجہ
صاحب تشریف لائے- مین حیران تھا- کہ آپ خلاف معمول اور خلاف دستور اسوقت کہان تشریف
لیجاتے ہین- [illegible] مسجد کے شمالی دروازہ کے پاس تشریف لائے- مین دیوار کا سہارا لئے کھڑا
تھا- [illegible] صاحب نے جواب عرض کیا- آپ نے
اس درویش [illegible] اسکا سر اٹھایا- وہ پہنچاتے ہی قدمون پر گر پڑا-
آپ نے اسے بیعت فرمایا- بلکہ مجاز ہونے کی عزت بھی بخشی- اسکے بعد خود بدولت تو خلوت خانہ مین
تشریف لیگئے- اور وہ فقیر رخصت ہوا- مین حیران تھا- کہ یہ کون تھا- اور کیا کمال رکھتا تھا- جو خواجہ
صاحب خود تشریف لائے [illegible] الغرض مین اسکے پیچھے چل دیا-
جب وہ اسی تودہ ریگ پر پہنچا- جہان پہلے مین نے دیکھا تھا- تو مین نے پیچھے سے آواز دی کہ اے
جوان ذرا توقف کرنا- مگر اس نے ذرا التفات نہ کی- اسکے بعد مین دوڑ کر اس سے ملاقی ہوا- کیا دیکھتا
ہون کہ وہ [illegible] بدستور اسکے پاس [illegible] مین نے بہتیرے سوال کئے- مگر مجھ سے کہنے لگا- کہ مین
غریب مسافر ہون [illegible] الغرض جب مین نے بہت منت سماجت کی- تو کہا- کہ مین [illegible]
والا کشمیر کا ہون- ایک رات خواجہ صاحب کو خواب مین دیکھا- فرماتے تھے کہ آ میان مجھ سے بیعت
ہو [illegible] کے رہنے والا ہون [illegible] اسوقت اٹھا- اور سیدھا اسطرف روانہ ہوا- جب

Marfat.com

تو تونسہ شریف سے قریب آیا۔ تو حیران تھا۔ کہ تونسہ شریف مین کہان حضرت کو تلاش کرونگا۔ آپ نے خواب مین فرمایا۔ تو آکر میری مسجد مین بیٹھنا۔ مین خود تمہین آکر بیعت کرونگا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ مین مسجد سے نہ نکلتا تھا۔ آخر خود تشریف لائے۔ اور مجھے بیعت فرمایا۔

دیگر۔ صاحبزادہ نور بخش صاحب سے روایت ہے۔ کہ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ ایکدفعہ مین حضرت قبلۂ عالم صاحب کی خدمت مین حاضر تھا۔ جب کہ محرم سنہ ۱۲۰۰ھ کا دن آیا۔ تو حضرت قبلۂ عالم صاحب بہت غمگین اور پژمردہ خاطر ہوگئے۔ ہم سب لوگ حیران تھے۔ کہ اس غیر معمولی غمگینی کا کیا سبب ہوگا۔ آخر جرأت کر کے دریافت کیا۔ تو حضرت قبلۂ عالم صاحب نے فرمایا۔ کہ آج تیرھوین صدی کا آغاز ہے۔ اور یہ ایسی صدی ہے۔ کہ لوگونکے ایمان مین بہت بے اعتقادی اور تزلزل کا اندیشہ ہے۔ اگر اسکا کچھ انسداد ہوسکتا ہے تو یہ کہ اہل اللہ کا دامن مضبوط پکڑا جائے۔ اور درود شریف کی کثرت کیجاوے۔ کاتب الحروف نے یہ حکایت خواجہ صاحب کی زبان فیض ترجمان سے کبھی سنی تھی۔

لطیفہ۔ خواجہ صاحب کا ایک مرید علاقہ سوتر (سرسہ) کے رہنے والا تھا۔ مگر جیسا کہ خدا کی قدرت ہے۔ اور بہت سے لوگ دنیا مین ایسے موجود ہین۔ جنکو سانپ ہر سال کاٹتے ہین۔ نامبردہ کو بھی ہر سال سانپ کاٹ جاتا۔ جس سے اسکو سخت تکلیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا۔ آخر کار اس مصیبت سے تنگ ہوکر نامبردہ اپنے مرشد کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور اپنا مطلب عرض کیا۔ تب صاحب نے فرمایا۔ کہ تمہارے علاقہ مین ایک فقیر کامل گوگا نامی کی خانقاہ ہے۔ سب سانپ اسکے تابع ہین۔ یہ فقیر کامل قوم چوہان سے ہے۔ تو اسکے عرس پر جاکر میری طرف سے پیغام دینا۔ کہ مہربانی کرکے یہ مصیبت رفع کردے۔ ورنہ تو قوم چوہان ہے۔ اور مین قوم افغان۔ اگر میری التماس پر کوئی توجہ نہ کی۔ تو مین تمہارے ساتھ وہ سلوک کرونگا۔ جو قوم افغان نے چوہان کیساتھ کیا۔ خواجہ صاحب کا اشارہ اسیطرف تھا۔ کہ جسطرح قوم چوہان کی حکومت (دہلی) قوم افغان نے لے لی اگر ہماری بات پر توجہ نہ کی گئی۔ تو یہ سلوک کیا جاویگا۔ کہتے ہین کہ اس شخص نے خانقاہ مین جاکر یہ پیغام پہنچایا۔ اور خداوند کریم کے فضل سے اُسکے بعد اُسے کسی سانپ نے نہ کاٹا۔ کاتب الحروف نے اس فقیر کامل کے نام تحقیق کرنیکی کوشش کی۔ تو معلوم ہوا کہ اس نو مسلم فقیر کا نام علاؤ الدین ہے۔ اسلام قبول کرنیسے پہلے اسکا نام گوگا تھا۔ اسکی قبر موضع ماڑی گوگا مین ہے۔ یہ گاؤن بلدہ بہادران

Marfat.com

کے پاس ہے۔ جو سرسہ سے بیس کوس جانب جنوب ہے۔ گوگا کے باپ کا نام جیوا ابن مانک بن جو ہان ہے
اسکی کرامات وخوارق عادات بہت مشہور ہین۔ خاصکر سانپ کے کاٹے کیواسطے تو اکسیر تھے۔ بہت سے
ہندو اور کئی مسلمان اسکے معتقد ہین چونکہ علمائے کو اسکے مسلمان ہونیکا علم نہین ہے۔ اسواسطے وہ کہتے
ہین۔ کہ وہ کافر تھا۔ اسپر بزرگی اور کرامت کا یقین کرنا سخت غلطی ہے لیکن یہ انکی غلطی ہے۔ کیونکہ
گوگا ایک فقیر کامل تھا۔ اخیر عمر مین مسلمان ہوا۔ اورخاصکر اسی حکایت سے اسکی بزرگی کا پورا حال معلوم
ہوتا ہے۔ **دیگر**۔ مولوی جلال الدین دہلوی سے جو ایک مرد صالح اور مریدان خواجہ صاحب مین سے
تھے۔ روایت ہے کہ مین دین علی شاہ مجذوب کے پاس جن کا ڈیرہ دہلی سے باہر قدم شریف کے استہ
مین تہا۔ اکثر جاکر بیٹھتا۔ اگرچہ مجذوب اپنے جذبہ مین رہتا۔ اور لوگون سے کوئی کلام نہ کرتا۔ مگر تاہم مین
جسوقت اسکا کہانا لیجاتا۔ وہ میرے پاس نہایت التفات کے ساتھ باتین کرتا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ مین
نے اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب کو خواب مین دیکہا۔ حالت عتاب مین فرماتے ہین
کہ تو نے اس مجذوب سے کیا لیا ہے۔ یہ تو میرے ایک بال کا مقابلہ نہین کرسکتا۔ اس سے میرے دل مین
خوف پیدا ہوا۔ کہ شاید خواجہ صاحب میرے اس مجذوب کے پاس آنیسے سخت ناراض ہوتے ہین۔ پس
مین نے وہان جانا ترک کردیا۔ کچہہ دنون کے بعد جو گیا۔ تو اس مجذوب نے ذرا بھی التفات نہ کی تھا
الحروف بھی اس مجذوب کے پاس گیا۔ اور اپنا حال عرض کیا۔ تو وہ مجذوب پٹھان پٹھان کہنے
لگا۔ جس سے مراد تھی۔ کہ یہ سب فیض حضرت خواجہ محمد سلیمان سے حاصل ہوسکتا ہے پٹھان
کا لفظ اُن کی ذات کیطرف اشارہ ہے۔

دیگر۔ ایکدن خواجہ صاحب نے اپنی مجلس مین فرمایا۔ کہ پیری اور مرشدی اس شخص کو کرنی چاہیئے۔
کہ اگر مرید ہزار فرسنگ پر بھی ہو۔ تو اسکے حال سے اطلاع رکہے۔ اور مدد کو پہنچے۔ مولوی سلطان محمد
صاحب گوریانہ نے جو سید ہاشم شاہ قادری کا مرید اور حضرت خواجہ صاحب کا مجاز تہا اور انکے بیٹوں کا
متقی پرہیزگار آدمی تہا۔ عرض کیا۔ کہ جب مرشد کیواسطے یہ رتبہ چاہیئے۔ تو ہم لوگ جنکو مرید کرنے
کی اجازت دی گئی ہے۔ ان صفتون سے خالی ہین۔ تو ہمارا حال کیسا ہوگا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا
کہ جسکو پیر کامل نے اجازت دی ہے اسکا مرشدی ذمہ دار ہے۔

دیگر۔ مولوی حاجی چراغ الدین صاحب سوکڑمی جن سے بندہ (ا۔ ب بلوچ) کو ایک خاص انس تھا۔

Marfat.com

اور اب بھی ہے۔ خاص خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئی۔ حضرت خواجہ الہ بخش صاحب کے مناقب مین انکا کئی دفعہ ذکر آئیگا۔ فرماتے تھے۔ کہ تحصیل سنگھڑ مین یا کم سے کم سوکڑ مین جو شخص خواجہ صاحب سے اول اول بیعت ہوا۔ وہ میرا جد امجد تھا جسکا نام مولوی یار محمد تہا۔ اُسکے بیعت ہونیکا ذکر آیندہ لکھا جاویگا۔ اسکی ایک دختر مائی غلام فاطمہ بھی خواجہ صاحب سے بیعت ہوئی۔ اور دونو باپ بیٹی کو اسقدر محبت اور عقیدہ تھا۔ کہ اندہیری رات مین گھر سے محض زیارت کیواسطے روانہ ہوتے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ مائی غلام فاطمہ نے حسب معمول اپنے والد ماجد سے کہا۔ کہ چلکر خواجہ صاحب کی قدمبوسی اور زیارت فیض بشارت سے سعادت حاصل کرین۔ دونو رات کا کہانا کہا کر سوکڑ سے روانہ ہوئے اتفاق سے اس رات بجلی چمک رہی تھی۔ اور رود سنگھڑ بڑے زور شور سے جاری تھی۔ جب دونو اس رود کے کنارے پر پہنچے۔ تو پانی کی طغیانی دیکھکر مولوی صاحب نے اپنی دختر نیک اختر سے کہا کہ رات اندہیری ہے۔ اور اندہیرے مین پانی کا کچھہ اتا پتا نہین لگتا۔ ہمکو آج واپس جانا چاہئے مگر مائی فاطمہ نے نہ مانا۔ اور دونو متوکل علی اللہ ہوکر رود سے عبور کرنے لگے۔ پانی تھا زور کا۔ دونو گرداب مین آگئے۔ اور پانی انکو لے چلا۔ عین اسیوقت انہون نے خواجصاحب کو یاد کیا۔ اتنے مین تائید غیبی سے کسی نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر کنارے پر ڈال دیا۔ اور دونو اپنے کپڑون کو جو پانی سے بالکل تر ہوگئے تھے خشک کرنے لگے۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد خواجہ صاحب کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ اور زیارت کا لطف اُٹھایا۔ خواجہ صاحب نے تخلیہ مین فرمایا۔ کہ میان یار محمد! یہ بھی کوئی رات تونسہ شریف مین آنیکی تھی۔ اس دفعہ تو مین نوافل کو چھوڑ کر مدد کو پہنچا۔ مگر آیندہ اسقدر نڈر نہ ہوا کرو۔ مولویصاحب نے عرض کیا۔ کہ قبلہ یہ آپ کی کنیز نہین مانتی تھی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ اچھا اس غریب کو بہت دکہہ مت دو۔ اسدن کے بعد مائی فاطمہ خواجہ صاحب کے دولت خانہ مین رہنے لگی۔ اور حضرت رابعہ بصری کیطرح تمام عمر عبادت اور گوشہ نشینی مین گذار دی۔ سبحان اللہ۔ اگلے زمانے مین عورتین کسقدر زاہدہ اور عابدہ ہوا کرتی تھین۔ اور آجکل ہم لوگ کسقدر بندہ نفس ہوگئے ہین۔ اور زاد راہ کے واسطے کچھہ بھی توشہ کا بندوبست نہین کرتے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم واحفظنا من شرور انفسنا۔ انت ربنا وانت مالکنا وانت نعم الوکیل ط

دیگر..... مائی فاطمہ مذکورہ کے بھائی تاج دین کے گھر کوئی اولاد نہ تھی۔ ایکدن مائی فاطمہ یہ دری

Marfat.com

تھی۔ کہ حضرت خواجہ صاحب گھر مین آئے۔ اور اسکی آنکھون پر ہاتھ رکھکر کھڑے ہوگئے۔ مائی فاطمہ نے خواجہ صاحب کو نہ دیکھا۔ جب نام بتایا۔ تو آپنے گریہ کا سبب دریافت کرکے دعا فرمائی۔ کہ تمہارے بھائی کو کہاالی مین شادی کرنی چاہیے۔ چنانچہ خواجہ صاحب کے ارشاد کے مطابق مولوی تاج الدین نے شادی کی اور بہت سے لڑکے پیدا ہوئے۔

خلیفہ محمد یاران صاحب کا عجیب و غریب سوال

نقل ہے۔ کہ ایکدفعہ خلیفہ محمد یاران صاحب ساکن کلاچی جو خواجہ علیہ الرحمۃ کے جلیل القدر خلیفے اور ایک بزرگ آدمی ہو گذرے ہین۔ آپ کو نہایت شادان اور خوش اور مہربان پاکر تخلیہ مین التماس کی۔ کہ ایک سوال مدت سے میرے دل مین کھٹکتا ہے۔ اور حضور سے دریافت کرنے مین شرم دامنگیر ہے۔ اگر حضور اجازت عطا فرماوین۔ تو مین گذارش کرون۔ خواجہ صاحب نے اجازت فرمائی اسپر جناب خلیفہ صاحب نے عرض کی۔ کہ قبلہ میرا یہ سوال نہ از روئے اعتراض ہے۔ اور نہ اعتقاد و اخلاص مین فرق ہے۔ بلکہ ولتطمئن قلبی کے سبب گذارش کرتا ہون۔ خواجہ صاحب اور بھی متوجہ ہوئے۔ اور شفقت سے فرمایا کہ آپ فرمائیے۔ کیا سوال ہے۔ اس پر خلیفہ صاحب نے جرأت پاکر عرض کیا۔ کہ غریب نواز! اگلے وقتون کے اولیائے کرام و مشائخ وقت کبھی کسی شخص کو اپنے دائرہ بیعت مین داخل نہ کرتے تھے۔ جب تک کہ کسی خاص شخص مین اہلیت و انسانیت اور صلاحیت موجود نہوتی آپ کا یہ حساب ہے۔ سع ہر کہ آمد بر یقین خالی نرفت۔ اس مین کیا بھید ہے۔ فاسق آوے۔ کہ فاجر دہریہ آوے کہ کافر۔ صاحب ہوش ہو۔ یا عقل سے باہر۔ مگر کسی کو بھی آپ اپنے سلسلۂ غلامی مین قبول کرنیسے کبھی انکار نہین فرماتے۔ خلیفہ صاحب نے یہ تقریر کچھ ایسی متانت اور ادب سے کی تھی۔ جس سے پایا جاتا تہا۔ کہ فی الواقع انکے دل مین اس عجیب امر کی حقیقت دریافت کرنیکی بڑی آرزو ہے۔ اور بالخصوص خلیفہ صاحب پر خواجہ صاحب کی کمال مہربانی اور شفقت تھی۔ پس آپنے اپنے خلیفہ اعظم کو رو کہا جواب دینا مناسب نہ سمجہا۔ اور اصل حقیقت کو ظاہر فرماکر خلیفہ صاحب کو ایک عجیب راز سے آگاہ کیا۔ اور اسطرح اس سوال کا جواب فرمایا۔ میان! اگرچہ یہ راز منکشف کرنیکے قابل نہین تہا۔ لیکن آپ کی خاطر مجبور ہو کر مجھے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ واضح ہو کہ جب پہلے پہل حضرت قبلہ عالم صاحب سے خلافت ملی۔ مین لوگون کو مرید نہ کرتا تہا۔ ایکدن رات کو ناتف

Marfat.com

نے آواز دی۔ کہ اے فلانے۔ تو لوگون کو مرید کر۔ مین نے اسوقت کہا۔ کہ مجھے اتنی طاقت نہین جواب ملائکہ تو اس بوجھہ اُٹھانیکے لائق ہے۔ ہم نے تمہین حکم کیا۔ تو بڑی خوشی سے لوگون کو فیض پہنچا۔ پھر مین نے عرض کی۔ یا الٰہی مین اسوقت لوگون کو اپنی بیعت کراونگا۔ اگر اپنے کرم سے اُن سب کو بخشدے۔ حکم ملا۔ کچھ فکر نہ کر۔ ہم سب کو بخشدینگے۔ پھر خواجہ صاحب کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا اب بتاؤ۔ مین کیون بخل کرون۔ بخشنے والا تو وہ خود قادر کریم ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب پشاوری رہنے جنگلی راقم نے جون ۱۹۰۲ء مین جاکر زیارت کی ہے۔ اس واقعہ کو مندرجہ ذیل دلچسپ پیرایہ میں

راوی این راز نور الدین نام
هژده سال او پیش حضرت ما که بود
گاه گاه از شفقت‌های لطیف
کای شهنشاهِ تمامی اولیا
ای ز نور تو روشن این کون و مکان
ای مزین تو بنورِ احمدی
ای ز شفقت عاجزان را دستگیر
هر که آمد بر درت خالی نرفت
گرچه باشد فی المثل ابلیس هم
هر که بودی صاحب معنی خلف
در جنابت ای تو خاص کردگار
اندرین معنی مرا حیرت فزود
شیخ عالم غوث ارض و سما
هر که گیرد دست تو اندر جهان
من ضعیفم هم مریدانم ضعیف
بعد ازانم هر زبان آید خطاب
که بگیرم جانِ او تا اند همش

مولوی حافظ و شیرین کلام
در تراویح ختم قرآن می نمود
رازی گفتند با او ای شریف
قطب عالم کاملان را پیشوا
وی ز فیضت سبز گلزار جهان
ای تو سروِ زیب گلزار نبی
ملجا و ماوای مسکین و فقیر
گرچه خالی بود از روز الست
چون رسد بر تو ولی سازیش هم
بیعتش کردند ای شیخان سلف
سی هزار آیند و گر سی صد هزار
حیرتم را دفع میباید نمود
گفت از حق آیدم هر دم ندا
بیحسابش آوریش در جنان
بر ضعیفان رحم باید اللطیف
کانچه میگوئی پذیرفتم شتاب
آنچه خاصان را دهیم فند همش

هم خلافت منزلت صوفی شعار
مهربانی های حضرت هم بر او
روزی اندر خلوتی او عرض داشت
کای سلیمان منزلت غوث زمان
ای ز فطرت فخر ذاتِ مصطفی
ای ز گلهای معارف گلشنی
ای که فیض علم گسترده
این صدای عام کرده داده
هیچ شیخی این چنین جرأت نکرد
ور بدی ناسازگار و ناخلف
خواه تجار ند خواه از اغنیا
گرچه گستاخی است ای عالیجناب
کای سلیمان منزلت محبوب من
من ببین باطنی نبود دمے اعلام
آنچه خاصان را دهیم آن جهان
که مرا سوگند ذاتِ من بود
آن بهاؤ الدین ملت غوث حق

هم شرافت مرتبت فرخنده کار
بود لبس انسجد شنوای ماه رو
کرده پیش شیخ عالم عرض داشت
بارگاهت سجده گاه انس و جان
وی تو معمور دینِ مجتبی
وی چراغ چشت را تو روشنی
خوان نعما بهر خلایق آوردی
که نهد این چنین خوان که نهاده
حیرتم دامن گرفت ای شیخ فرد
دست او را کم گرفتندی بکف
دستِ شان گیری تو در راه خدا
این سوالم را عنایت کن جواب
وی که وجود تو خاص ... بیان
عرض کردم یا اله ذوالکرام
این ضعیفان را بده دین جهان
هر که گیرد دست تو زمن بود
یک سند اشنود چون الهام حق

Marfat.com

ہر کسے کامروز بیند مرترا ‌‌ آتش دوزخ نسوزد مر اورا

زین سخن بشگفت شیخ نامدار ‌‌ خویش را بر گرد بر اشتر سوار
اے پسر بشنو بگوش ہوش تو ‌‌ باز آ از غفلتِ خرگوش تو
کاے تو فانی باقی ہم باذاتِ من ‌‌ ہم مرا سوگند عزت نامِ من
چونکہ فرمانم رسد ہر دم چنین ‌‌ این صدائے عام دارم در زمین
گفت اوی شیخ چون گفت این سخن ‌‌ گوشِ من مالید و گفتا این سخن
او زمین بوسید و گفت اے خاصِ حق ‌‌ کوزہ چہ بود چونکہ قلزم با لعلق
شیخ گفتا تا کہ توانی نہان ‌‌ دار اندر سینہ چون گنج نہان
او زمین بوسید و سر با ادب ‌‌ شد ز خلوت خانہ آن خاص رب
لیک حسب قول شد مر آن شجاع ‌‌ کل سرٍ جاوز الاثنین شاع
گردید با یک از یار کہن ‌‌ او بدیگر دیگرے تا او بمن
زد ندا کامروز مارا ہر کہ دید ‌‌ بیشک او از آتشِ دوزخ رہید
آنکہ صد سالست و عمرم کم و بیش ‌‌ این خطابے آیدم ہر دم ز پیش
آنکہ خاصانِ را دہم بعد از فنا ‌‌ طالبانت را دہم اندر بقا
تا کہ آید ہر کسی زین فیض عام ‌‌ بہرہ یا بد شاد باشد والسلام
تا نگوئی سر سلطانی بکس ‌‌ تا نریزی قند را در کام مگس
بحرِ قلزم چونکہ این دُر را بدر ‌‌ کرد چون ماند نہان در کوزہ در
تا تو توانی نگہ دارش ملے ‌‌ زو بہر محفل نہ سازی قصہ ہا
چند روزے درمیانِ سینہ داشت ‌‌ گنج را پوشیدہ در گنجینہ داشت
خواست روزے تا سخن رانی کند ‌‌ وز بیانش شکر افشانی کند
اتفاقاً اوی شیرین مقال ‌‌ خود ملاقی گشت با این خستہ حال

از فصاحت آن بیانے را کہ داشت ‌‌ بر دلم از کلک خوشگوی کہ نگاشت

مولوی نجم الدین خلیفہ اعظم فرماتے ہیں کہ حضرت می فرمودند۔ کہ ہر کہ بر درِ من آید۔ او صاحب قسمت است ولے نصیب درِ من نمے آید +

یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ جب لوگ حضرت غریب نواز کے پاس آکر اپنی اپنی آرزوئیں اور حاجتیں بیان کرتے تھے۔ خواجہ صاحب دعائے فاتحہ خیر کہکر خاموش ہو جاتے تھے۔ اور بالخصوص جب امساک باران ہوتا۔ بہت لوگ حضرت صاحب کی خدمت میں استغاثہ کرتے۔ کہ یا غریب نواز ع دعائے کن کہ کار از حد گذشتہ + حضرت صاحب محمدؐ کہو کہر کیطرف اشارہ کر کے کہتے تھے۔ کہ یہ جب چاہتا ہے مینہ برساتا ہے۔ اسیواسطے اسکو مینہ برساؤ کہتے تھے۔ بموجب حدیث شریف۔ کتمان الکرامۃ فرضٌ علی اولیائہٖ کاظہار معجزۃ فرضٌ علے انبیائہٖ +

چنانچہ میان عبداللہ کہو کہر تونسوی سے روایت ہے۔ کہ جو کرامتیں حضرت صاحب سے ظاہر ہوتی تھیں آخر عمر میں افسوس کرتے تھے۔ کہ میں نے یہ کیا کیا تھا۔ کہ فلان فلان کام مجھ سے ہو گئے +

دریائے سندھ سے بغیر کشتی کے عبور کرنا

Marfat.com

خواجہ خواجگان حضرت محمد سلیمان صاحب تونسوی۔ جو اپنے وقت کے قطب دوران سلیمان زمان
کہلائے۔ اور جنکی بزرگی اور کرامت کا شرق سے غرب تک شہرہ ہوا ہے۔ انکی عجیب وغریب
خوارق عادات کا مفصل ذکر کیا جاوے۔ تو اسکے واسطے بھلا اس مختصر مین کہان گنجائیش ہو جب
اس مختصر کا نام **خاتم سلیمانی** تجویز ہوا۔ تو یہ دل مین فیصلہ کر لیا گیا تھا۔ کہ جسطرح نگین خاتم
پر مختصر سجع لکھا جاتا ہے۔ اسیطرح اس کتاب مین بھی خواجہ علیہ الرحمۃ کے ملفوظات سے مختصر
اور دلچسپ حکایات اور واقعات اسطرح پر منتخب کی جاوین جسطرح کہ کسی چیز کا جوہر نکالا جاتا ہے
گویا **خاتم سلیمانی** واقعات سلیمانیہ کا عطر ہے۔ جو بڑی احتیاط سے کشید کیا گیا ہے منجملہ دیگر
حکایات کے دریائے سندھ سے جو آپنے ایک موقعہ پر بغیر کشتی کے عبور کیا۔ ایک ایسا مہتم بالشان
واقعہ ہے جسکی نظیر دنیا مین شاذ و نادر ہی ملیگی۔ خاکسار ا۔ب بلوچ مؤلف کتاب ہذا نے اس
واقعہ اور کرامت کی تحقیقات کیواسطے از بس کوشش کی۔ اتفاق سے چند ایک اشخاص خاص
میرے گاؤن کے بھی اسدن حضور خواجہ صاحب کے ہمرکاب تھے۔ اور اس عجیب وغریب واقعہ مین
شک و شبہ کی گنجائیش نہین ہے۔ کیفیت اسکی اسطرح پر ہے۔ کہ ایکدفعہ خواجہ صاحب فقرا اور علمائ
کی ایک بڑی جماعت حسب معمول ساتھ لیکر اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ عالم کے عرس پر تشریف لیگئے
جب **سنگھڑ** کو واپس روانہ ہوئے۔ اور دریائے سندھ کے کنارے پر پہنچے۔ اس وقت دریا دو
شاخون مین بہتا تھا۔ پہلی چھوٹی شاخ تو عبور کر کے آئے تھے۔ بیچ مین ½ میل کے قریب ریت تھی۔
اور دریا بھی خاصے طغیانی پر تھے۔ جب کنارے پر آئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ مسمی پریدبال نے جو کہ دیوان
ساون مل صوبہ دار ملتان کیطرف سے سنگھڑ کا حاکم تھا۔ سب کشتیان ضبط کر لی ہین۔ حضرت
صاحب نے ہر چند اسے کہلا بھیجا۔ کہ تو ایک کشتی ہمین دیدے۔ ہم فقیر لوگ ہین۔ یہان ہمکو بڑی تکلیف ہوگی
مگر اس نے ہرگز انکی بات کو نہ مانا۔ بلکہ تضحیک اور تمسخر سے کہا۔ کہ آپ نے فقیرون کے لئے
تونسہ شریف مین لنگر جاری کیا ہوا ہے۔ کیا ہوا۔ اگر ایک دو روز یہان جنگل مین فقرا کے لئے
لنگر جاری کر دوگے۔ بعدہ سب کشتیونکو موضع دراجبی کے نیچے جو کہ دریا کے مغربی کنارہ پر ہے۔
لیگیا۔ غرض حضرت صاحب وہین کنارہ پر رہ گئے۔ فقرا کا عجب حال تھا۔ اوپر سے تمازت آفتاب
اور گرمی کی شدت۔ نیچے سے گرم ریت ماہی بے آب کیطرح تڑپ رہے تھے۔ حضرت صاحب کیلئے

Marfat.com

توچند بانس جو کچاوون مین ساتھ تھے۔ ریت مین لگاکر اوراوپر کھیس وغیرہ ڈالکر سائبان بنادیا گیا۔ مگر عام لوگ سخت تکلیف برداشت کررہے تھے۔ جب نماز ظہر کا وقت ہوا۔ توآپنے نماز باجماعت ادا کی۔ اور حسب دستور سابق قرآن شریف کی تلاوت شروع کی۔ جب تلاوت سے فارغ ہوئے۔ غازی خان کو جو خاص مرید تھا۔ اور دریا کے کنارہ پر رہتا تھا۔ فرمایا میان غازی خ جاو دیکھہ دریا مین پانی بہت معلوم ہوتا ہے۔ یا نہ۔ اُس نے عرض کی۔ قبلہ دریا جوش وخروش پر ہے اور بغیر کشتی کے عبور ناممکن ہے۔ اتنے مین چند مشکین اِدہر اُدہر کے لوگ لے آئے۔ حضرت نے حکم دیا کہ چند تیراک مشک پھلاکر چلاین۔ اور جہان پانی زیادہ ہو۔ وہان استعمال کرین۔ غرض تین چار آدمی روانہ ہوئے۔ مگر تعجب ہے۔ کہ پانی انکو کمر سے اوپر نہ آیا۔ یہ دیکھکر سب فقیر اُنکے پیچھے چل کھڑے ہوئے۔ حضرت صاحب نے غازیخان کو پہلے کہا تھا۔ کہ مجھے دریا مین پانی کم معلوم ہوتا ہے۔ تو جاکر سارا پانی اچھی طرح دیکھہ آ۔ اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ خداوند کریم نے فرعون کافر کو جسنے خدائی دعویٰ کیا تھا۔ دریائے نیل مین رستہ دیا تھا۔ ہم فقیر لوگ جو کلمہ گو ہین۔ اور نبیؐ کے غلام ہین۔ کیا عجب ہے۔ اگر ہمین بھی رستہ ملجاوے۔ الغرض سب فقیر گذر گئے۔ ساتھ ہی چند مسافر اُن مین سے ایک دو ہندو بھی تھے۔ پار ہوگئے۔ مگر حضرت صاحب کیواسطے ایک چارپائی سی بنائی گئی۔ اور اُسکے نیچے چار عدد شنا (سنداری) لگادی گئین اور حضرت خواجہ **سلیمان** صاحب اور صاحبزادہ خواجہ گل محمد صاحب اور خواجہ الٰہ بخش صاحب تینون اسی سرکنڈون کی چارپائی پر نشست فرماتے ہوئے۔ اور دریا سے عبور کیا۔ کہتے ہین۔ کہ فقراکے عبور کرنیکے بعد چند آدمی ان کی دیکھا دیکھی مغربی کنارے سے دریا کو پایاب سمجھہ کر داخل ہوئے۔ مگر کنارے ہی پر ڈبکیون ڈبکیون کرنے لگے۔ اس واقعہ مین ایک دلچسپ بات یہ سنی گئی ہے۔ کہ کیا گھوڑا اور کیا اونٹ کیا گدہا۔ ہر ایک جانور اور جاندار کو خواہ وہ طویل اور بڑا چھوٹا کیون نہ تھا۔ پانی کمر تک آتا تھا۔ میرا نانا حاجی احمد علیخان[1] ملغانی ساکن سوکڑ جسے راوڑہ کہتے تھے۔ اور جو ایک پستہ قد آدمی تھا۔ اس موقع پر حضرت صاحب کے ہمراہ تھا۔ اور ملان نور حسن ارائین ہماری مسجد کا پیش امام متوطن سوکڑ بھی۔ جو کہ ایک بڑا طویل القامت شخص تھا نیز حضرت کے ہمرکاب تھے

[1] نامبردہ کئی دفعہ حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوا۔ اور ایک عرصہ دراز جادو کے علاقہ مین درس تدریس مین مصروف رہا۔ بہت نیک مرد تھا۔ اور خاص مرید حضرت

الہ حمیم کرام ... [illegible]

اور چونکہ دونو خاص سوکڑ کے رہنے والے تھے۔ اسواسطے ایک دوسرے کے آگے پیچھے دریا سے عبور کر رہے تھے اور سخت تعجب ہے۔ کہ پانی اُن کو بھی کمر تک آتا تہا۔ یہ حکایت سنگھڑ اور ہمارے شریف مین ہر کہ ومہ کو معلوم ہے۔ مین نے پہلے اس واقعہ کو ایک قلمی کتاب مین پڑہا تھا۔ اور مناقب المحبوبین مین بھی اس واقعہ کو اسیطرح لفظ بلفظ درج کیا گیا ہے۔ مین نے اپنے نانے احمد علیخان کو اچھی طرح کئی سال تک دیکھا تہا۔ اور وہ بھی اکثر اس کی تصدیق کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ مین نے اپنے شہر کے اکثر لوگون سے سُنا ہے۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ جب دیوان ساون مل نے پر بدیال کی اس شرارت اور حماقت کی حکایت سنی۔ فوراً اسکو معزول کر کے قید خانہ مین بھیجا۔ خیر اُسکے معزول اور محبوس ہونیکے اور بواعث ہون۔ مگر ہم اتنا کہے بغیر رہ نہین سکتے۔ کہ خواجہ صاحب کی بد دعا کا اثر تھا۔ پھر اس سے بہت ساجرمانہ بطور مصادرہ لیکر اُسے قید سے مخلصی دیگئی۔ وہ روتا پیٹتا تونسہ شریف مین آیا۔ اور خواجہ غریب نواز سے آکر معافی طلب کی۔ کہتے ہین۔ کہ پھر اُسکو ایک اچھے عہدہ پر بحال کیا گیا۔ گو یہ بات صحیح نہ ہو۔ مگر اس مین ذرا شک نہین۔ کہ حضرت صاحب نے دریائے سندھ جیسے بھاری دریا سے بغیر کشتی کے عبور کیا تھا۔ دریائے سندھ کی تندی اور لہرون اور پانی کی بہتات سے وہی لوگ اچھیطرح واقف ہین۔ جو کہ اسکے کنارہ پر آباد ہین۔ بھلا جن لوگون نے راوی دیکھی ہے۔ وہ انڈس کا کیا خیال کر سکتے ہین۔ حضرت صاحب بارہا ہی فرماتے تھے ۵ ترا کشتی آورد ما را خدا

یہ حکایت سنگھڑ مین حد سے زیادہ مشہور ہے۔ اگر آجکل کے انگریزی خوان اس حکایت پر نکتہ چینی کرین۔ تو کچھ تعجب کی بات نہین ہے۔ مگر انکو واضح ہو۔ کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے۔ اُسکے آگے کوئی چیز مشکل نہین ہے۔ قرآن مجید مین جسقدر عجیب غریب معجزے پیغمبرون کے درج ہین۔ وہ بھی عقل مین مشکل سے آتے ہین مگر تمام دنیا پکار پکار کر انکی تصدیق کر رہی ہے۔ جن لوگون مین ایمان کامل ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر صدق دل سے یقین رکھتے ہین۔ اے کوتاہ اندیش اتو روز مرہ دیکھتا ہے۔ کہ وہ صانع قدیم ایک دانہ اور پانی کی حالت تبدیل کر کے کسقدر گل وگلزار پیدا کر [illegible] اس مین طاقت نہین ہے۔ کہ اپنے خاص پیارے بندون کیواسطے اپنی ایک محکوم چیز کو کچھ عرصہ کیواسطے خاص طرز پر حکم دے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بوستان مین اپنا چشم دید واقعہ لکھا ہے۔ کہ ایک فقیر روشن ضمیر نے بغیر کشتی کے دریا سے عبور فرمایا۔ کیا آپ کو اس بزرگ پر بھی کذب کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اس گئے گذرے زمانے مین بعض لوگ آگ مین چلتے ہین۔ اور ایسی عجیب وغریب کراماتین دکہاتے ہین

Marfat.com

ہین۔کہ عقل کچھہ کام نہین کرسکتی۔مولوی غلام حیدر نے اپنے ملفوظ مین اس واقعہ عظیم کو لفظ بلفظ نقل کیا ہے۔اور یہ شعر بھی لکھے ہین ؎

بہ بین کرامتِ حضرت چو معجزہ موسے	کہ او زنیل گذر کرد واین ز دریائے سندھ
عجب مدار باین امر سالکان خدا	کہ مے رسند بیک لحظہ ز روم بہ ہند

اقتباس ملفوظات

جناب فخر الاولیا خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز کی جسقدر ملفوظات قلمی یا مطبوعہ ہین۔ان سب مین منتخب دو کو خاص فضیلت حاصل ہے۔یہ کتاب حسب ارشاد حضرت ثانی خواجہ الہ بخش صاحب مولوی یار محمد صاحب نے مناقب شریف سے انتخاب کی ہے۔اور اپنی چشم دید ملفوظات کو بھی مندرج کر کے کتاب کو گوناگون مضامین و مطالب سے گلشن بیخزان بنا دیا ہے۔یہ کتاب صحت و تنقید کے لحاظ سے تمام ملفوظات پر فوقیت رکھتی ہے۔چنانچہ مین نے چند ایک بزرگون مثلاً مولوی محمد شاہ عالم صاحب سوکڑمی۔مولوی گوہر علی صاحب تونسوی وغیرہ کی زبانی سنا ہے۔کہ حضرت ثانی علیہ الرحمہ فرماتے تھے۔کہ یہ کتاب منتخب مہربانی ساختہ پرداختہ ہے۔خدا کا شکر ہے۔کہ سجادہ نشین صاحب سیال شریف اور حضرت فیضمآب پیر مہر علی شاہ صاحب مسند آرائے گولڑہ شریف کے ایما و ارشاد سے یہ کتاب انتخاب مناقب سلیمانیہ" شایع ہو چکی ہے۔جو بلبلان گلشن سلیمانی اور پروانگان شمع افغانی کیواسطے حرزِ جان ثابت ہوگی۔اگرچہ خاکسار ہیمقدار الہ بخش ملتانی مولف خاتم سلیمانی نے قبل ازین بھی قلمی نسخہ سے بہت کچھہ اقتباس کیا ہے۔مگر ضروری معلوم ہوتا ہے۔کہ چند ضروری مضامین بجنسہ ترجمہ کر کے یہان درج

ملفوظ۔۔۔۔صاحب منتخب نے دریا والی حکایت کو بعینہ درج کیا ہے۔اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مین (مولوی یار محمد) اندنون بمقام تونسہ مقدسہ تحصیل علم کرتا تھا۔جب شہر مین یہ خبر مبارک اثر پہنچی کہ آج وہ ہمائے سعادت و آفتاب ولایت عرس شریف حضرت قبلہ عالم سے واپس تشریف لا کر تونسہ مقدسہ مین پرتو فگن ہونگے۔بہت سے درویش۔طلبہ۔جان نثار غلام مریدان عالی مقام اس شہباز اوج لامکانی کے استقبال و زیارت فیض بشارت کیواسطے تونسہ شریف اور دیگر دیہات سے روانہ ہوئے۔جب ہم "بستی پیر" مین پہنچے۔تو جناب فخر الاولیا قدس سرہ ایک سرین کے درخت کے نیچے رونق افروز تھے۔ہم لوگ جب زیارت سے مشرف ہوئے۔تو اسوقت عام لوگون کی زبانی یہ چرچا

Marfat.com

سنا۔ کہ آج حضرت فخر الاولیا صاحب قدس سرہ العزیز دریا سے بغیر کشتی عبور فرمائے ہوئے۔ اور چونکہ تازہ واقعہ تھا۔ اسواسطے سب لوگ ایک ہی کیفیت بیان کرتے تھے۔ مگر ہم لوگ منتظر تھے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب بھی زبان فیض ترجمان سے کچھ فرماتے ہین۔ چنانچہ اسی انتظار مین بہت دیر گذر گئی۔ جب آپ قیلولہ سے فارغ ہوئے۔ تو نماز ظہر باجماعت ادا فرمائی۔ اور اسی درخت کے سایہ مین محفل ہوئی۔ تو ایک شخص نے دریا کی قیل وقال شروع کی۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ آج غازیخان نے دریا کو پایاب (راہتا) کر دیا ہے۔ غازیخان بھی مجلس عالیہ مین موجود تہا۔ حضور کے طریقہ خوش طبعی کو ملاحظہ کرکے عرض کیا۔ کہ غریب نواز ہم لوگ جو ہمیشہ سے دریا کے کنارے رہتے ہین۔ اور اسکے ہمسائے ہین۔ کیا ہماری اتنی بھی آشنائی نہ ہوئی؟ کہ وہ آج ہمارے کام آتا۔ مگر خفیہ طور پر کہا۔ کہ میری ..... قسم کو بھی توفیق نہ تھی۔ اسکے بعد آپنے کچھ دیر سکوت فرمایا۔ اور بعدہ یہ الفاظ بیان فرمائے سنا گیا ہے۔ کہ دریائے نیل فرعون کا فرمان بدل وجان منظور کر لیتا تھا۔ اور ہم تو کلمہ گو ہین۔ اور مسلمان ہین۔

فایدہ۔ واضح رہے کہ حضور کے یہ الفاظ اس امر پر دال ہین۔ کہ آپکے نزدیک ایسے امور سلسلۂ کرامت سے نہین ہین۔ بلکہ کلمہ شریف پڑھنے کی برکت ہے۔ کہ ہر ایک شخص پڑھتا ہے۔ اور گویا ہر ایک کو یہ طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور کتمان الکرامۃ کا مفہوم حکایت سے ہویدا ہے۔ وحالیکہ صدہا فقرا و مساکین کی حاجت روائی بھی ہو گئی۔ پس یہ حکمت بھی اس مین مضمر ہے۔ اس مسکین بے تسکین کو جو اس واقعہ سے تعجب ہوا۔ تو اس وجہ سے نہین ہوا۔ کہ مین نے حضرت فخر الاولیا کو اسقدر بڑے دریا سے (جو ہندوستان بھر مین سب سے بڑا دریا ہے) بغیر کشتی عبور کرنا سنا۔ بلکہ مین نے اس حکایت کو اس وجہ سے عجیب ترین سمجھا۔ کہ باوجود ایسے امر عظیم کے آپنے پردہ شریعت کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور آپ ایک کھٹ پر (ترکی بالفتح) سوار ہوئے۔ اور گویا اسباب قدرتی سے مدد لیکر دریا سے عبور کیا۔ مگر آپکے ہمراہیون نے بغیر اسباب ظاہری ایسے دریا متلاطم سے عبور کیا۔ گویا وہ سب آپکی صحبت [illegible] سے کامل بلکہ اکمل [illegible] بغیر کشتی عبور کرنے مین کوئی خاص [illegible] ہوتی ہے کیونکہ بہت [illegible] بھی ایسا کر لیا کرتے ہین۔ اور فہم ناقص مین یہ امر آتا ہے۔ کہ دریا [illegible] اس [illegible] محبوب دونان کی انتظاری اور [illegible] [illegible] میرے سلیمان جہان کے ہمراہیان

Marfat.com

آفتاب عالمتاب کی حدت و شدتِ گرما سے ریگ گرم پر طپان ہین۔ جلد انگور استہ دے۔ کہ آسودگی اور خوشدلی سے دوسرے کنارہ پر پہنچ جاوین۔

ابیات ۵

مرد چون شد راست بفرمانِ رب ۔ ارض و سما باشد از و با ادب
بحر ادب ورزد و فرمان برد ۔ نار شود سرد ز نورش رمد
لشکرِ تائید شدے این بادشا ۔ بیخ کنِ لشکرِ آن عاد شد
موم کند آہنِ داؤد را ۔ بادِ شما راست خطِ ہود را
عاقل و فرزانہ ہمیش رب ۔ دوست ورا دوست شیہ با ادب
عقل و ادب گر نبود یار شان ۔ بہر چہ گردید ستون پر فغان

فائدہ... جب یہ خبر تمام دنیا مین منتشر ہوئی۔ اور کسیطرح قدوۃ الاولیا مولٰنا مولوی خدا بخش رحؒ ملتانی ثم خیرپوری کے مسامع فیض مجامع مین پہنچی تو آپنے فرمایا۔ کہ اس جوان مرد کے علم اور حوصلہ پر ہزار آفرین۔ کہ دریا کو بھی باقی چھوڑا۔ اور فقیر دیکھا کام بھی ہوگیا۔ اور اگر آپ اس عالی حوصلگی اور خیر اندیشی کو کام مین نہ لاتے۔ تو وہ دریا قیامت تک ایسا خشک ہوجاتا کہ چڑیا کی پیاس بھی نہ بجھا سکتا۔ فافہم وتدبر۔

دیگر... میان یار محمد سوکڑی کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک شخص یار محمد خان افغان تونسہ شریف مین سکونت رکھتا تھا۔ اور ابتدا مین وہ بہت دولتمند اور صاحب ثروت تھا۔ لیکن آخر مین زمانہ کی گردش سے غریب اور نادار ہوگیا۔ اتفاقاً وہ کسی کام کیواسطے **تونسہ شریف** سے شمال کیطرف گیا ہوا تھا۔ واپسی پر جب وہ موضع ڈونگ کے پاس پہنچا۔ تو وہ ایک اونٹ پر سوار تھا۔ اسوقت باجرہ تیاری پر تھا۔ اور خوشے خوب پکے ہوئے تھے۔ خدا جانے طمع نفسانی یا غلبہ گرسنگی سے یار محمد خان مذکور نے اپنے ساربان سے کہا۔ کہ باجرہ کے خوشے بہت سے جمع کرلے۔ اور ان کا خیال تھا۔ کہ نگہبان موجود نہین ہے۔ اتنے مین سرکاری کاردار آگیا۔ اور اونکو معہ خوشہ ہائے باجرہ کے پکڑکر نمبردار کے پاس لیگیا۔ جو اس موضع مین دیوان تھا۔ گو سرنام نمبردار ثام کو تو گو ہر تھا۔ مگر چنگ سیاہ سے کہین بڑھ کر تھا۔ کہنے لگا کہ تو نے جسقدر نقصان کیا ہے۔ یہ پانسو روپیہ جرمانہ کے لائق ہے مگر پھر بھی تیرے بزرگون کا لحاظ کرکے مین تجھ پر پچاس روپیہ جرمانہ کرتا ہون۔ مگر پہنچتے ہی بھیج دیجیو۔

Marfat.com

اور اس باپ کو نہ کہیو۔ ورنہ وہی پانسو روپیہ وصول کرونگا۔ یار محمد مذکور وہان سے روانہ ہوا اور
اپنی غلطی و سہو پر سخت نادم تھا۔ **تونسہ** مقدسہ مین آکر حضرت فخر الاولیا کے قدمون پر گر پڑا۔ اور
تمام و کمال ماجرا بیان کر کے عرض کیا۔ کہ مجھکو تو ایک روپیہ ادا کرنے کی بھی طاقت نہین ہے۔
اور گوہر بزدار نابکار نے دس روپیہ مصادرہ کیا ہے۔ مین نے حضور کا دامن پکڑا ہے۔ حضور غریب نواز
خاموش تھے۔ آخر مجھے (یار محمد سوکڑی) بوقت عصر ارشاد فرمایا۔ کہ یہ دو کاغذ ہین۔ ایک محمد ڈونہ
زمیندار موضع کے نام ہے۔ اور دوسرا اسمی گوہر بزدا ہے۔ تمہین چاہیے کہ اسقدر سویرے
یہان سے روانہ ہو جاؤ۔ کہ صبح کی نماز موضع مذکور مین جاکر پڑھو۔ اور پہلے مسمی محمد ڈونہ سے
ملاقات کرو۔ وہ کاغذ پڑھ کر تمہارے ساتھ گوہر کے ہان چلیگا۔ پس اسکو دونو خطوط دیجیو۔ اور
پھر جواب لکھا کر بہت ج... ...ں مین جیسا کہ حضور پرنور نے ارشاد فرمایا تھا۔ علی الصباح
تونسہ مقدسہ سے روا... ...محمد بزدار جماعت مین شامل تھا۔ اسی حضور
کا والا نامہ حوالہ ک... ...یا دیر کرو۔ کہ مین اشراق کی نوافل
ادا کر کے آپکے ... ...رزنیکی کی امید نہین ہے۔ مگر حضور کے
فرمودہ ک... ...نیا۔ اور جب وہ نماز سے فارغ ہوا۔ تو دونو
حاکم ک... ...ہاتھ مین رکھتا تھا۔ اور حجام اس کا خط
بنا... ...یا۔ تو نامبردہ نے بعد مطالعہ غصہ مین آئینہ
...لو جاکر کہا۔ اب تو مین اُس سے پانسو روپیہ
...ھی لی۔ جسکا لکھنا کسی طرح مناسب نہین۔ یہ کیفیت
...یا۔ کہ اگر آپ حضور کے لکھنے پر جرمانہ معاف نہین کرتے
...نے بڑے اصرار کے بعد کہا۔ کہ اگر ... دس روپے
...دمین پانسو روپیہ لونگا۔ یار محمد سوکڑی (خاکسار الہ بخش بلغانی
...ہے۔ حفظ اللہ عن حوادث الدہر) کا بیان ہے۔ کہ مین یہ کیفیت دیکھ کر
سیدھا **تونسہ** ...ین گیا۔ اور حضور فیض ظہور کی خدمت مین تمام ماجرا اول سے آخر تک جا سنایا
آپ سُنکر خاموش سے ہو گئے۔ اور اسکے بعد حرم سرائے کو تشریف فرما ہوئے۔ جب ظہر کا وقت آیا۔

Marfat.com

حسب معمول نماز سے فارغ ہوکر مجلس خانہ مین رونق افروز تھے۔ کہ شیخ محمد خان جو نواب اسد خان کا وزیر تھا۔ حضور کی زیارت سراپا رحمت سے مشرف و ممتاز ہوا۔ اور نماز عصر تک حضور والا جاہ کی خدمت مین بیٹھا رہا۔ اور نماز عصر کے بعد قدمبوس ہوکر رخصت طلب کی۔ اسوقت آپ نے بعض حاجتمندون کے کام اسکے سپرد کئے۔ جب نامبردہ چلا گیا۔ تو مین نے موقعہ پاکر حضور پُرنور کی خدمت مین استغاثہ کیا۔ کہ یا غریب نواز! یار محمد افغان والے جرمانہ کا ذکر بھی شیخ مذکور سے فرما دیتے۔ کہ وہ بیچارا محض نادار ہے۔ مجھہ کو آپ نے دست مبارک سے ایک ایسا دہکا دیا۔ کہ مین مسجد کی دیوار پر جا لگا۔ کچھہ دیر کے بعد کہ شیخ مذکور چلا گیا۔ میری طرف عنایت کی نظر فرمائی۔ اور ارشاد کیا۔ کہ وہ کام اُسکے کہنے کے لائق نہ تھا۔ جہان کہنا مناسب تھا۔ وہان کہا گیا۔ جب رات گذری۔ اور دن ہونے کو تھا۔ کہ آپ چارپائی پر آرام فرما رہے تھے۔ اور حاضرین وقت آپکے پاؤن دبا رہے تھے۔ یا مٹھیان بھرتے تھے۔ بندہ حسب معمول حاضر خدمت تھا۔ اور اتفاق سے اُسدن سب سے پہلے حاضر ہوا تھا۔ خوش طبعی کے طور پر فرمایا۔ کہ تمہارا اچھا چاچا گوہر بردار گذشتہ رات اپنے وطن کے کھوسون کے ہاتھہ سے قتل ہوا۔ مین نے عرض کیا۔ کہ غریب نواز! اگر گوہر بردار مارا گیا۔ تو اس سے یار محمد افغان کا تو کچھہ فایدہ نہ ہوا۔ جو شخص گوہر کی جگہ حاکم مقرر ہوگا۔ وہ ضرور غریب جرمانہ وصول کریگا۔ اسپر آپ نے اسی خوشطبع سے فرمایا۔ کہ وہ حساب کا کہاتہ (بندی) بھی جلادی گئی ہے۔ کہ وہ ایک شہتر خانہ کیساتھہ لٹکی تھی اس سکان کو آگ لگائی گئی۔ اور وہ حساب کی بندی بھی اور سامان کیساتھہ جل گئی۔ جب دن ہوا۔ تو خبر آپہنچی۔ کہ گوہر بردار کو قوم کھوسہ نے مار ڈالا۔ اور اسکا مکان وغیرہ جلادیا گیا۔ حضرت سلطان المشائخ نے سچ کہا ہے

اگر دیہہ کی چرانہ نشستی بجائے خویش	باشیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش

مولانا روم فرماتے ہین

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میل او در طعنہ نیکان زند

ملفوظ ... اسے عزیز! جان اور سن۔ کہ پہلے جو واقعہ دریا کا لکہا گیا ہے۔ وہ محض رحمت اور ظہور جمال تھا۔ اور یہ مثال جلال وجمال دونو کی متحد ہے کہ یار محمد افغان بلکہ سب مظلومون کیطرف سے ہوا۔ اور اسکے واسطے تیغ جلال نے ظہور کیا۔ مگر واضح رہے۔ کہ آپ مصدر صفات جمال تھے۔ مگر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کبھی کبھی صفت جلال مین بھی اپنا جلوہ دکہاتے تھے لیکن اس مین بھی حکمت عظیمہ مضمر ہوا کرتی تھی جیساکہ اس معاملہ مین مخلوق نے ایک ظالم ستمگار کے ہاتھہ سے مخلصی پائی۔

دیگر ...... میان عبداللہ نام نمبردار جو ایک کوہستانی اور سادہ مزاج آدمی تھا۔ اور حافظ محمد جمال صاحب ملتانی رہ کے مریدان باصفا مین سے تھا۔ حضرت فخر الاولیا کی خدمت مین بہت عرصہ تک رہا۔ یہ شخص بوجہ سادگی اور صفائی باطنی کے ابدالون کی صورت مین نظر آتا تھا۔ حضرت فخر الاولیا قدس سرہ اکثر اسکے ساتھ بے تکلفی کی باتین کرتے۔ کہ اور کسی سے اسقدر مجالست و موافقت کم تھی۔ ایکدفعہ نامبردہ میرے ساتھ شب باش ہوا۔ اسوقت حضرت فخر الاولیا کا وصال ہو چکا تھا مین نے نہایت اصرار سے ان عجائبات کا دریافت کیا۔ جو اس نے حضرت فخر الاولیا سے خاص طور پر مشاہدہ کی تھین۔ اسپر انہون نے کہا۔ کہ یون تو مین نے بیشمار عجائبات معاینہ کیئے۔ مگر دو تین باتین ازبس عجیب ہین۔ **اول** ...... جب میرے مرشد باکمال حافظ محمد جمال رہ کا وصال ہوا تو اسوقت مین اپنے وطن پہاڑ پر تھا۔ مین یہ خبر سنکر ازبس پریشان ہوا۔ اور روتا پیٹتا حضرت فخر الاولیا کیخدمت مین حاضر ہوا۔ آپنے مرہم شفقت و عطا سے میرے زخم دل کو اچھا کر دیا۔ اور وہ اسطرح پر ہے۔ کہ آپنے فرمایا کہ میان عبداللہ اسقدر گریہ نہ کر۔ کہ اہل اللہ کبھی فوت ہوتے ہی نہین۔ بلکہ ہماری طرح زندہ ہین۔ اور جو کچھ تو عرض کرنا چاہے۔ وہ بخوبی سنتے ہین۔ لیکن گریہ وزاری سے مجھے اسقدر بیقراری تھی کہ صبر محال تھا۔ پس آپنے مجھے اپنے پاس بٹھایا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ خلوت کیوقت اپنے مرشد کی مزار پرانوار کے بالیں یہ الفاظ پڑھیو۔ انشاءاللہ تم سے ملاقات کرینگے۔ چنانچہ مین دوسرے دن ہی **تونسہ** شریف سے روانہ ہوکر **ملتان** شریف پہنچا۔ اور خلوت کیوقت وہی الفاظ پڑھے۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ حافظ محمد جمال قبر سے نکل کر باہر تشریف لائے۔ مین بمجرد انکے جمال باکمال کے دیکھنے کے قدمون پر گر پڑا۔ آپنے فرمایا۔ کہ تمکو حضرت فخر الاولیا کے کہنے پر اعتماد نہ آیا۔ کہ اولیا اللہ کبھی فوت نہین ہوتے۔ اور جسوقت کوئی آتا ہے۔ ہم اسکی بات سنتے۔ اور اسے دیکھتے ہیں۔ تو ہر طرح تسلی کر اسکے بعد پھر مزار شریف مین گم ہو گئے۔

دیگر ...... ایکدن کا ذکر ہے۔ کہ آپ حجرہ شریف مین خلوت مین بیٹھے تھے۔ مین چونکہ فرا ندر ہو گیا تھا۔ دروازہ پر آیا۔ اور سوراخ سے دیکھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ خود بدولت حجرہ مین موجود نہین ہین۔ اس پر مین نے قیاس کیا۔ کہ شاید کوزہ لیکر وضو کرتے ہون۔ مگر استابہ بھی اپنی جگہ پر جو اسکے واسطے مقرر تھی۔ رکھا تھا۔ تھوڑی دیر مین سکوت مین رہا۔ کہ اتنے مین آپ گوشہ مغربی جنوبی

Marfat.com

تو آپ بائین ہاتھ سے سلام کرتے۔ مَین نے اپنا ہاتھ چھڑانیکی ہر چند کوشش کی میسر نہ ہوا۔ ۵

ہر کسے را در ازل لطف الٰہی گشت یار ✢	بر وجودش ہر لطیفے میکند لطف آشکار
گرچہ قصد او نباشد ہم بزورش می دہند	نعمتے کاندر ازل کردہ بناشش کردگار

بلکہ بیخودی اور بیہوشی کی حالت طاری ہوگئی۔ اسوقت مجھے معلوم ہوا۔ کہ فی الواقع یہ کامل بزرگ ہین۔

اسکے بعد آپنے اپنے بیعت ہونیکا طریقہ بیان فرمایا۔ جو قبل ازین لکھا جاچکا ہے۔

دیگر۔ ایکدفعہ مجلس عالیہ منعقد ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ مرشد کامل کو اپنے مرید کا ہر وقت محافظ اور مشاہد ہونا چاہیے۔ اور آپنے تمثیل کے طور پر تذکرہ فرمایا۔ کہ ایکدفعہ حضرت سلطان المشایخ قدس سرہ العزیز دہلی سے حضرت بابا فرید صاحب کی زیارت کیواسطے پاک پٹن شریف کیطرف آرہے تھے۔ راستہ مین ایک کنچنی بھی شریک سفر ہوئی۔ وہ آپکے جمال باکمال اور نوجوانی پر ازبس فریفتہ ہوگئی۔ اور اس بہانہ سے کہ سید و فقیر ہین۔ انکو خدمت کرنیکے ارادہ سے اپنی گاڑی مین سوار کرایا۔ اور چونکہ موسم گرمی کا تھا۔ اسواسطے پہلی رات تو سفر مین رہے۔ مگر پچھلی رات سوگئے۔ اُسپر وہ کنچنی فرط محبت سے حضرت کو لپٹنے لگی۔ اور حضرت صاحب اُس سے دُور دُور ہٹتے تھے۔ اور یوسف علیہ السلام اور زلیخا والی کیفیت تھی۔ حضرت کا بھی خیال شاید ہوا۔ ناگہان ایک پر ہیبت ہاتھ ظاہر ہوا۔ جسکے خوف سے دونو اپنی جگہ پر پڑے رہے۔ اور کسی مین سکت نہ تھی۔ صبح تک وہ ہاتھ اسی طرح درمیان مین تھا۔ جب لوگ جاگ اُٹھے۔ تو وہ ہاتھ ناپدید ہوگیا۔ اسپر حضرت سلطان المشایخ نے فرمایا۔ ع زہے نظر و حفاظت پیر کامل۔ اس کنچنی نے پوچھا۔ یا حضرت! آپ کا پیر کون ہے۔ آپنے فرمایا۔ بابا فریدالدین شکر گنج پاک پٹنی۔ وہ عورت ازبس معتقد ہوئی۔ اور ساتھ ہی پاک پٹن ہمرکاب چلی۔ جب حضرت سلطان المشایخ صاحب اپنے مرشد کی خدمت مین پہنچے۔ بڑے شوق سے قدمبوسی کی اور اپنے اشتیاق مالایطاق کو نہایت موثر الفاظ مین ادا کیا۔ آپنے فرمایا۔ یا بانظام الحق شوق تمہارا برحق۔ مگر ہماری مدد بھی بیشک تو چھپنا چاہیے۔ کہ جنکے مرشد کامل ہین۔ وہ اپنے مریدان باخلاص کی کسطرح مشکل کیوقت کار برآری کرتے اور بروقت مدد پہنچاتے ہین۔

دیگر... ایکدن آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ جب [illegible]

کے واسطے سب طالب [illegible]

Marfat.com

مجھے بھی اُن کی ہمراہی مین جانا پڑا۔ لیکن مجھے اس کام مین مشق نہ تھی۔ اسواسطے مین جنگل مین پھر رہا تھا۔ کہ ایک جگہ لکڑیون کا ڈھیر دیکھا۔ اوٹھا لیا۔ جو شاید کسی اور درویش نے جمع کیا تھا۔ مگر مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ جنگل سے ایک ایک لکڑی جمع کرنی پڑتی ہے۔ اور یہ کہ یہ ڈھیر کسی اور کا جمع کیا ہوا ہے۔ جب ہم واپس آئے۔ تو موقع پاکر ایک درویش نے شکوہ اور طعنہ کے طور پر حضرت قبلہ عالم کی خدمت مین عرض کی۔ کہ بعض درویش بھی عجب دلیری رکھتے ہین۔ آپنے استفسار فرمایا کہ کسطرح۔ اس پر اس درویش نے کہا۔ کہ جمعہ کیدن جو سب درویش لکڑیان لانے کیواسطے گئے۔ تو اس شخص نے (اشارہ بطرف خواجہ صاحب) خود تو لکڑیاں جمع نہ کین۔ بلکہ ایک اور درویش کی جمع کی ہوئی لکڑیان لیکر چلتا بنا اور یہ خیال نہ کیا۔ کہ وہ درویش آزردہ ہوگا۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا۔ کہ یہ غریب مسافر دور کے ملک کا ہے۔ افغان ہے ان سے بڑے بڑے کام ہوا کرتے ہین۔ یہ غریب لکڑیان لانا کیا جانے۔ اور انکی دلیری برحق ہے۔ کیونکہ رہزنون سے ہمیشہ دلیری کام آیا کرتی ہے۔ اسکے بعد مجھے اپنے پاس طلب فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ حافظ تمہارا لکڑیان لانا معاف ہے۔ آئندہ تم نہ جایا کرو۔ . . . . جو لکڑیان آپ پہلے لاچکے ہین۔ وہی قبول ہین۔ اور آئندہ تمہین کوئی اور کام بتایا جائیگا۔ خواجہ صاحب نے اس موقع پر ارشاد کیا۔ کہ مجھے از حد خوف تھا۔ کہ مبادا اس درویش کے کہنے سے آپ مجھ پر ناراض ہوجاوین۔ مگر حضرت قبلہ عالم کے ارشاد سے میری گونہ تسلی ہوئی۔ دوسرے دن حضور نے مجھے ایک کتاب ہاتھ مین دی۔ اور فرمایا۔ کہ سبق پڑھ اور اسوقت مین نے سبق پڑھنا شروع کردیا۔ جب ختم ہوچکا۔ تو آپ نے حکم دیا کہ ہر روز اسیوقت ہی سبق پڑھا کرو۔

دیگر . . . . کتاب انتخاب مناقب سلیمانیہ مین حضرت خواجہ صاحب کی وجہ تسمیہ بھی عجیب و غریب لکھی ہے۔ اگرچہ کسی اور ملفوظ مین دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مگر قیاس غالب ہے۔ کہ ضرور کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوئی ہے۔ **روایت ہے** کہ ایکدن خواجہ صاحب سبق [illegible] حضرت قبلہ عالم سے سبق پڑھکر کھڑے ہوئے۔ اور پیشانی پر ہاتھ رکھکر سلام کر [illegible] گئے۔ اسوقت کوئی اہل علم مگر بہت دلیر حضور قبلہ عالم رح کیخدمت مین بیٹھا تھا۔ [illegible] غریب نواز! آپکی خدمت مین بھی عجب عجب لوگ دہقانی رہتے ہین۔ کہ سلام اور تعظیم کرنا بھی نہین جانتے۔ مثلاً اس شخص نے سبق پڑھا۔ اور کسطرح دہاقین کیطرح سلام کرکے چلتا بنا۔ آپنے ذرا ناراض ہوکر کہا۔ کہ میان! یہ باتین دل سے تعلق رکھتی ہین۔ تو اسے دہقان سمجھتا ہے [illegible]

خیال میں تخت آرائے سلیمان نظر آتا ہے۔ اسپر وہ شخص شرمندہ ہوا۔ اور عفو قصور کیواسطے عذر خواہ
ہوا۔ اسکے بعد حضرت قبلہ عالم نے سب درویشوں سے ارشاد کیا۔ کہ آیندہ اسے حافظ سلیمان یا محمد سلیمان کے
نام نامی سے مخاطب کیا کرو۔ کہتے ہیں کہ پہلے آپ کا نام مانہ خان تہا۔ جسکے معنی فخر زمانہ کے ہیں۔ بعدہ
محمد سلیمان کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ مانہ خان شاید محمد سلیمان کا
مخفف یا مرخم یا تحریف ہو۔ جیسا کہ پہاڑ والوں کی عادت ہے کہ وہ ناموں میں تغیر و تبدل کر لیتے ہیں۔ واللہ اعلم

چونکہ شد نور محمد جلوہ گر	جلوہ ہایش بود از حد بیشتر	گونہ گونہ جلوہ ہا زو سر زدہ	ہر تجلی جائی خود خوش سر شدہ
ہر نبی را زو رسید این پایہ ہا	ہر ولی زو یافتہ این پایہ ہا	بو البشر زیر لوا او خوش است	نوح در طوفان از و کشتی گشاست
ہم خلیل از نور او عیش فرخت	تا کہ نارش نور شد او را خست	با کلیم اللہ از ان جلوہ رسید	تا ید بیضا از و آمد پدید
ہم بروح اللہ از ان خیر الانام	جلوہ آمد تا کہ شد یحیی العظام	با سلیمان شد عطا زان جلوہ ہا	زیر فرمان آمدش دیو و پری
[illegible]	ناصیہ [illegible] جبر در دریا ئے شور	ہمچنین با این سلیمان السبین	شد تجلی ہا مثال اولین
[illegible] احمد مختار را	[illegible] از ہر دو سرا	زان تجلی ہا سلیمانی درو	بود غالب نام گردندش بدو
[illegible] آن غلبہ را	[illegible] آن غلبہ را	ورنہ آن نور محمد با کمال	بود ظاہر در نہادش بے مثال
[illegible]	[illegible] معجزہ	چونکہ راز این سلیمان یافتی	وان کہ شد مقصود منزل ساختی

ذکر طریقت۔ ایک دفعہ متابعت پیر طریقت و اطاعت مرشد کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ آپنے ارشاد فرمایا۔
کہ کیا مطالب دنیوی اور کیا مقاصد دینی سب پیر کی متابعت اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری پر موقوف
اور منحصر ہیں۔ جو کچھ پیر فرمائے اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

اور جو اسکا ارشاد ہو اسی کے مطابق ساعی رہے۔ اور ادب و تعظیم کیا ظاہر اور کیا باطن ہر وقت
ملحوظ رکھے۔ اور اگرچہ پیر کے آگے بڑھنا۔ کھڑا ہونا۔ نماز پڑھنا درست نہیں۔ مگر وہ ارشاد کرے۔ تو
الامر فوق الادب کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اور ورد و وظیفہ کیواسطے جو وہ فرماوین۔ اسی پر
مواظبت کرے۔ چنانچہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایکدن حضرت سلطان المشائخ جناب فیضمآب قدوۃ الاولیا
زبدۃ الاصفیا بابا صاحب کی خدمت میں تھے۔ اور نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ اتنے میں پیر کی آواز بلانے
کی کان میں پہنچی۔ فوراً سلام پھیر کر حاضر ہوئے۔ کسی نے اعتراض کیا۔ اور دریافت کیا۔ آپنے

Marfat.com

فرمایا۔ کہ جسکی نماز ہے۔ اگر وہ بلائے تو مین کیون نہ جاؤن۔ اس موقع پر کسی عالم نے کہا۔ کہ باباصاحب
نے محض امتحان و آزمائیش کے طور پر بلایا ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ استقامت عشق عین
شریعت ہے۔ اور استقامتِ شریعت خود عشق ہے۔ جب شرع مستقیم ہوگئی۔ عشق اوسکی طرف
عود کرتا ہے۔ اور شریعت اسکا نام نہین ہے۔ کہ جو امر ہووے۔ انسان اسکا صرف عامل ہو جاوے۔ بلکہ
شریعت تو متابعت نبی صلعم کا نام ہے۔ اور حضور شارع اسلام کی متابعت قولاً۔ فعلاً۔ ظاہراً۔
باطناً خود شریعت ہے۔ جب یہ مدارج پورے ہون۔ تو وہ عامل محبّ و محبوب خدا تعالیٰ ہے بموجب
آیہ کریمہ۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اور اولیاء اللہ بسبب کمال متابعت
نبی صلعم مظہر نبی علیہ السلام علیہ ہین۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ خاصان خدا توجہ پیر و مرشد کے سوا اور کسی چیز
کے طلبگار نہین ہوتے۔ چنانچہ امیر خسروؒ نے فرمایا ہے۔ ؎

چون مدد پیر مرا گشت یار	نیست مرا حاجت آموزگار

اس موقع پر عقیدہ کا ذکر شروع ہوا۔ آپنے فرمایا کہ مین نے ایک کتاب مین پڑھا ہے۔ کہ ایک شخص
حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدسہ مین حاضر ہوا۔ اور بیعت کا خواہشمند تھا۔ شیخ شبلیؒ
نے ارشاد فرمایا۔ کہ مین صرف مسلمانون کو بیعت کرتا ہون۔ اس نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت!
مین مسلمان ہون۔ آپنے دریافت کیا۔ کہ کیا ثبوت ہے۔ اس حاجتمند نے عرض کیا۔ کہ مین کلمہ
شریف پڑھتا ہون۔ آپنے فرمایا۔ کہ اچھا مجھے کلمہ شریف پڑھکر سنا۔ اس نے کہا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ شیخ نے فرمایا۔ اگر کلمہ شریف تو میرے کہنے کے مطابق پڑھے۔ تو البتہ مین
تجھکو مسلمان سمجھونگا۔ وہ شخص سائل ہوا۔ آپنے فرمایا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شبلی رسول اللہ۔ اُس [illegible]
نے فی الفور اسیطرح کلمہ پڑھا۔ شیخ صاحب نے اُسے جلدی اُسے گلے لگا لیا اور فرمایا۔ کہ [illegible] حضور رسول
کریم صلعم کے ادنےٰ نوکر اور کمینہ خدمتگار ہین۔ اُسے بیعت فرمایا۔ اور کہا۔ کہ [illegible]
اُسکے واسطے معلوم کیا تھا۔ اسیطرح حضرت خواجہ معین الدین صاحب [illegible]
کہ آپنے اسیطرح دیانت عقیدہ کیواسطے اپنا کلمہ پڑھایا تھا۔ اسپر حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا
ع تیرے یار دو جو مجھسے یار و پیر
دیگر ایکدفعہ مجلس عالیہ حضور فخر الاولیا مین قوت جوانی اور ضعف پیری کے متعلق گفتگو شروع

استقامت عشق

Marfat.com

ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پیری خود مرض ہے۔ کہ جب یہ آتی ہے۔ کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اور جوانی کی حالت میں جو کام انسان کرنا چاہے۔ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں جب آخری دفعہ حضور قبلہ عالم کی خدمت میں گیا۔ تو روزمرہ سفر کرنے سے میرے پاؤں زخمی ہو گئے تھے۔ اور پاؤں کی انگلیوں کے تمام ناخن گر پڑے تھے۔ مگر ذرا بھی پرواہ نہ تھی۔ کیونکہ وہ وقت جوانی کا تھا۔ جاننا چاہئے کہ صرف مسافت قطع کرنے سے حضرت کو کوئی تکلیف نہ ہوتی۔ مگر وہ عشق کی کشش تھی۔ جو ۳ دن کی منزلیں ایکدن میں طے فرماتے تھے۔ اسواسطے جن لوگوں نے اسوقت حضرت صاحب کا **مہاران** شریف آنا دیکھا ہے وہی خوب جانتے تھے۔ کہ آپ کو کس درجہ ارادت تھی۔ اور ادہر سے کسقدر عنایت۔ ۵

الہامی ربانی

اگر صد سال تو بے شوق آئی
براہ منزل مقصود نائی

سمند شوق چون آری تہ ران
رسی دردم بمقصود دل و جان

چو برق شوق از دل بر فروزد
موانع راہ را خرمن بسوزد

بہ پیش شوق کوہے گاہے گردد
ز بحر و نار سد راہ گردد

اگر صد رنج و محنت پیش شایق
بیاید گردوش زد شوق فائق

نہ شوق ہست آن کہ از محنت گریزد
ہوس باشد کہ از تلبیس خیزد

چو عیسیٰ را کمند از شوق دادند
فراز کاخ چارم ذوق دادند

پئے احمد براقش نام کردند
برائے لامکان پیدا گام کردند

چو شیخ الاولیا را شوق افزود
بپروازی رسانیدش بمقصود

چہ مقصود سے کہ کس گفتن نیارد
بیان او زبان دانی ندا ندہ

ایکدفعہ تسلیم انبیاء علیہم السلام کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت ابراہیم صلوات اللہ علی نبینا و علیہ کو اسقدر تسلیم تھی۔ کہ جب کفار نے اُن کو آگ میں ڈالنا چاہا۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں آئے۔ اور پوچھا۔ کہ اگر آپ کو کوئی حاجت ہو۔ تو مجھے ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ حاجت بھی خداوند کریم سے ہے۔ تم سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ اچھا خداوند کریم سے کہئے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ مجھے کہنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ وہ خود علیم ہے میں زبان سے کیا کہوں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے نار کو گلزار کر دیا۔ اور اسی طرح جب حضرت

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام کے امتحان کا وقت آیا۔ اور اپنے جگر گوشہ کی قربانی کا حکم ہوا۔ تو شیطان کی گفت وشنود کے باوجود آپ کس طرح امتحان میں پورے اُترے۔ اور بیدریغ اپنے بیٹے۔ پیارے بیٹے کے گلے پر چھری پھیر دی۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو کس وجہ تسلیم حاصل تھی۔ کہ فرمانِ ایزدی پر سرِ تسلیم خم کیا۔ اور فوراً راضی برضائے الٰہی ہوئے۔ پس اس تسلیم و اطاعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دونوں پیغمبروں کو امان دی۔ اور حضرت اسماعیلؑ کی بجائے ایک گوسفند بہشت سے آیا۔ اور تمام مسلمانوں پر اس یادگار کی قربانی فرض ہوئی۔ اور جب آنحضرت صلعم (روحی فداہ) کا دانت مبارک شہید ہوا تو اگر آپ بددعا فرماتے تو کفار غرق ہو جاتے مگر آپ نے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (یا اللہ میری قوم کو ہدایت کر۔ کہ یہ نہیں جانتے کہ میں کون ہوں)

دیگر۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب نواب صادق محمد خان کی فاتحہ خوانی کیواسطے حسب استدعا صاحبزادگان مہاران شریف احمد پور میں نواب بہاول خان کے پاس کہ حضرت کا از بس معتقد اور غلام تھا تشریف لیگئے۔ پس ایک مجلس میں کہ وہاں بڑے بڑے علماء مثل مولوی عزیز اللہ صاحب۔ مولوی انور خان۔ مولوی حامد۔ مولوی عبداللہ وغیرہ موجود تھے۔ کہ ذکر زیارت قبور کا چلا سب نے حضرت فخر الاولیا کیطرف رجوع کیا اور اس مسئلہ کی تحقیق کرنی چاہی آپ ... فرمایا کہ نبی علیہ السلام کان اتی لیلۃ البرات فی البقیع وکذالک فی الازمنۃ المبارکۃ ذی الحجۃ والعیدین وعاشورا وسائر المقام۔ اور مفتاح المسائل میں ہے۔ من زار قبر ... فقال اللھم انی اسئلک بحق محمد ان لا تعذب ھذا المیت یرفع اللہ تعالی العذاب الی یوم ینفخ فی الصور۔ قال الضحاک من زار قبرا یوم السبت قبل طلوع الشمس ... بزیارتہ قیل وکیف ذالک۔ قال لمکان یوم الجمعۃ وکان النبی فی اللیالی المتبرکۃ لیلۃ البرات ایضا عن ابن عباس رض قال مر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقبور فاقبل علیھم فقال السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر۔ **ترجمہ**۔ رسول مقبول صلعم شب برات اور دیگر مبارک متبرک ایام مثل عیدین و عاشورا کو قبرستان بقیع میں تشریف لیجاتے تھے۔ اور کتاب مفتاح المسائل میں ہے کہ جس شخص نے مومن کی قبر کی زیارت کی۔ اور یہ کہا۔ کہ یا اللہ بحق محمد صلعم میں عرض کرتا ہوں

کہ اس میت کو عذاب سے بچائیو۔ خداوند کریم اس سے روز قیامت تک عذاب ہٹا لیتا ہے **ضحاک**
نے کہا ہے۔ کہ جو شخص سنیچر کے دن سورج نکلنے سے پہلے کسی قبر کی زیارت کرے۔ تو میت کو زائر
کے آنے کی اطلاع ہو جاتی ہے۔ لوگون نے پوچھا کہ کسطرح سے۔ جواب ملا۔ کہ جیسے کہ جمعہ کے دن۔
اور اسیطرح متبرک راتون خصوصًا شب برات مین۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسولؐ
مقبول صلعم مدینہ مبارک مین قبرون کے پاس گذرے۔ پس انکے پاس آئے۔ اور کہا۔ السلام علیکم
یا اہل القبور۔ خداوند کریم ہمکو اور تمکو مغفرت کرے۔ تم پہلے آئے۔ اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے
ہین۔ روایت کی ترمذی نے بی بی عائیشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے۔ کلما کان لیلتہا من
رسول اللہ یخرج من اخر اللیل الی البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم مومنین واتا
ما توعدون غدا موجلًا وانا انشاء اللہ بکم لاحقون۔ اللھم اغفر لاھل بقیع الغرقد
ترجمہ۔ جب آنحضرت کی باری میرے گھر ہوتی۔ تو آپ آخر شب مین قبرستان بقیع مین تشریف
لے جاتے۔ اور فرماتے السلام علیکم اہل سرائے مومنان جس چیز کا تم سے وعدہ ہوا۔ وہ کل (بیشک) تمہین ملنے والا ہے۔ اور ہم بھی بتحقیق تمہارے پاس آنیوالے ہین۔ یا الٰہی اہل بقیع کو بخشدے۔ اور
غرقد والون کو بخشدے۔ غرقد نام ایک درخت کا ہے۔ جو قبرستان بقیع واقع مدینہ منورہ مین تھا
اسے مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف مین ہے۔ کہ حضرت عباسؓ سے روایت ہے۔
انہ قال مر النبی صلعم بحائط من حیطان مکۃ او مدینۃ سمع صوت انسانین یعذبان
فی القبورھما فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذبان وما یعذبان فی کبیرۃ ثم قال
بلی کان احدھما لا یستتر من البول وکان الاخر یمشی بالنمیمۃ۔ ثم دعا بجریدۃ فکسرھا
کسرتین فوضع علی کل قبر کسرۃ۔ **ترجمہ** حضرت عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ آپ مکہ یا مدینہ مین
ایک باغ سے گذرے پھر قبرستان مین دو آدمیون کی آواز سنی۔ کہ انپر عذاب قبر ہو رہا تھا۔ پس آپنے
فرمایا۔ کہ انپر عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی کبیرہ گناہ کے سبب گناہ نہین ہوتا۔ پھر فرمایا۔ کہ ہان کبیرہ
ان مین سے ایک تو ان مین سے اپنے پیشاب سے پرہیز نہین کرتا تھا۔ دوسرا غیبت اور چغلخوری کرتا تھا۔
بعدہ آپنے شاخ خرما طلب کی (جسکے پتے نہ تھے) اور دو ٹکڑے کئے۔ اور ایک ایک انکی قبر پر
لگا دیا۔ جب اصحاب نے دریافت کیا۔ کہ آپنے ایسا کسواسطے کیا ہے۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ جب تک

یہ لکڑی خشک نہ ہوجائیگی۔ اسوقت تک عذاب موقوف رہیگا۔ اور حضرت فخر الاولیا نے فرمایا۔ کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے۔ اسکے بعد جناب خواجہ صاحب نے فرمایا۔ فالصواب زیارتہم علے وجہ التبرک لان مراقد الاولیا مظان الاستجابۃ مواضع النفع والبرکت کما زار رسول اللہ لیلۃ المعراج تربیۃ الجراحۃ وشجرۃ موسی وسائر مواطن الفیض والمدد مع ان جمیع الانبیاء یستمدون من روحہ صلی اللہ تعالے اور نیز آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ مہمات کونین ومشکلات دارین کے حصول کیواسطے اہل قبور سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔ چنانچہ حدیث شریف مین ہے۔ اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اہل القبور۔ جب امور دنیا مین حیران اور سرگردان ہوجاؤ۔ تو اہل قبور سے استعانت طلب کرو۔ اور آپنے فرمایا۔ کہ جمعہ اور پیر کو زیارت بزرگان دین کیواسطے جانا اچھا ہے۔ اور مراد بزرگان دین سے اولیا ہیں۔ قدس سرہم ۔ شعر

	[illegible]		اولیا راہست قدرت از الٰہ

اور استعانت وبرکت طلب کرنے مین یہ حکمت بھی ہے۔ کہ روح زندہ جاوید ان ہے۔ شعر

	ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما		ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

اور اپنے مان باپ کی قبر پر جاکر ضرور مدد مانگے۔ کہ ان کی ارواح خوش ہوتی ہین۔ اور مدد کرتی ہین اس موقع پر کسی نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت اجنبی اہل قبور سے مدد مل سکتی ہے۔ تو اپنے بزرگان سے تو زیادہ مدد مل سکتی ہے۔ آپنے فرمایا۔ بیشک ارشد توفیق سے افضل مدد پہنچ سکتی ہے۔ چنانچہ کتاب نفحات مین لکھا ہے۔ کہ جب مولانا روم علیہ الرحمۃ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو آپنے ارشاد کیا کہ میرے جانیکا غم نکرو۔ کہ حضرت منصور کا نور ۱۵۰ سال کے بعد شیخ فریدالدین عطار کی روح مبارک مین تجلی فرمائے ہوا۔ مگر دلی لگن کا یاد رکھنا شرط ہے۔ چنانچہ مولوی نظامی گنجوی نے سکندر نامہ مین لکھا ہے۔ شعر

	که چون بر سر خاک ما بگذری		بیاد آوری تازہ کبک دری
	[illegible]		گیاہ بینی از خاکم انگیختہ
	بیاد آوری گوہر پاک من		بنہی دست بر شوشۂ خاک من
	فشانم من از آسمان بر تو نور		فشانی تو بر من سرشک زدور
	من آمین کنم تا شود مستجاب		دعائے تو بر ہر چہ آید شتاب
	بیائی بیایم زگنبد فرود		درودم رسانی رسانم درود

Marfat.com

مرا زندہ پندار چون خویشتن	من آیم بجان گر تو آئی بہ تن
مدان خالی از ہمنشینی مرا	کہ بینم ترا گر نہ بینی مرا
لب از گفتۂ چند خامش مکن	فرو خفتگان را فرامش مکن
بیوا ینجا رسی مے در افگن بجام	سوئے خوابگاہے نظامی خرام

روایت ہے۔ کہ ایک روح مغفور کی مدد ۱۲ ہزار فوج زندہ کی مدد کے برابر ہے۔ اس موقع پر ایک
شخص نے یہ کہا۔ کہ جب روح ہر ایک جگہ پر آسکتی ہے۔ تو پھر جو کلام بخشا جاوے۔ دُور سے ہی کیون نہ
بخش دیا جاوے۔ قبرون پر جانیکی ضرورت نہ ہوگی۔ آپنے فرمایا۔ کہ نفحات مین ذکر ہے۔ کہ ایک درویش
نے حضرت شیخ علاالدولہ سمنانی سے یہی سوال کیا۔ کہ جب بدن کو روح سے علیحدہ کرکے دفن کیا گیا
اور روح عالم بالا پر پہنچا۔ اور بدن کو روح کیطرف کوئی ادراک نہین ہوتا۔ اور علاوہ اسکے روح عالم بالا
سے مدد کرسکتی ہے۔ پس کیا ضرورت ہے۔ کہ خاک پر جائین۔ کیون نہ اپنے گھر بیٹھے کلام بخشکر ثواب
حاصل کرین شیخ صاحب نے جواب مین فرمایا۔ کہ فایدہ اور نفع بہت ہے کیونکہ جب کوئی زیارت کو جاتا
ہے۔ تو توجہ اپنے پیر کی زیادہ پاتا ہے۔ جیسے کوئی شخص اپنے کسی آشنا کے مقام پر پہنچکر کسی کام کا
سایل ہووے۔ تو نسبت اسکے مکان سے کہہ چھوڑ نیکی رفاقت زیادہ کیا کرتا ہے۔ پس اسیطرح جب
کوئی اسکی خاک پر جاتا ہے۔ اور اپنے حس سے اسکی خاک کا مشاہدہ کرتا ہے۔ تو پیر کا حس اس پر زیادہ
متوجہ ہوتا ہے۔ اور فایدہ کثیر حاصل ہوتا ہے۔ پس اگرچہ روح کو حجاب نہین ہے۔ اور سب جہان اُسکے آگے
ایک جیسا ہے۔ لیکن وہ بدن جس سے ۷۰ سال صحبت رہی۔ اور حشر مین بھی اسی بدن مین محشور ہونا
اور ابدالاباد اسی مین رہیگا۔ تو اسجگہ اس روح کا تعلق اور نظر زیادہ ہوگی۔ بہ نسبت اور جگہ کے۔ مگر جا
کہ خاک پر جاکر مشغولی حس مین غفلت نہ کرے۔ ورنہ فایدہ بہت کم ہوگا۔ نیز خرقۂ مشایخ سے بھی فایدہ
حاصل ہوسکتا ہے۔ مگر نہ اتنا جتنا کہ مدفن سے متصور ہے۔ اسواسطے مدفن کی زیارت مین بہت فوا
ہین۔ ایک موٹی مثال سے یہ بات بخوبی سمجھ مین آسکتی ہے۔ دیکھو۔ اگر کوئی شخص یہان حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کیطرف توجہ کرکے سایل ہو۔ تو مفید ہے۔ مگر جب مدینہ منورہ مین حضور صلعم
کا روضہ مطہرہ اپنے حس سے مشاہدہ کرے۔ تو اُسے کسقدر فضیلت حاصل ہے چنانچہ اس مطلب کو
سرورِ عالم صلعم نے خود روشن کیا ہے اور فرمایا ہے۔ من زار قبری فقد زارنی و من زا

Marfat.com

فقد رأی الحق ... جس نے میرے روضہ کی زیارت کی۔ اُس نے مجھ سے ملاقات کی۔ اور جس نے مجھ سے ملاقات کی۔ اس نے گویا اپنے رب سے ملاقات کی۔

دیگر۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ نماز عصر سے فارغ ہوئے۔ اور اپنی روزمرہ کی عادت کے مطابق دو تین دفعہ دعا کیواسطے ہاتھ اُٹھائے۔ اللھم افتح لنا بالخیر واختم لنا بالخیر واجعل عواقب امورنا بالخیر کئی دفعہ آپ نے پڑھا جب آپ فارغ ہو چکے۔ تو مولوی عبداللہ احمد پوری نے جو قاضی صاحب کے مرید اور زیارت حضرت خواجہ صاحب کے واسطے آئے ہوئے تھے۔ دریافت کیا۔ کہ یا حضرت دو تین دفعہ جو آپ دعا طلبی کرتے ہیں۔ اسکا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسکا باعث اور سبب عجز ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ قال النبی صلعم اذا فرغ العبد من الصلوٰۃ ولم یشتغل فی الدعاء یقول اللہ تعالی للملئکۃ انظروا الی عبدی اذی فرضی واستغنی عنی خذوا صلوٰتہ فاضربوا علی وجھہ۔ اور ساتھ ہی رسول کریم صلعم نے فرمایا ہے۔ الدعاء مخ العبادۃ ایضا الدعاء ھو العبادۃ ایضا لیس شیئ اکرم عند اللہ تعالی من الدعاء اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔ اذا سئالک عبادی عنی فانی قریب۔ ادعونی استجب لکم + وامن یجیب المضطر اذا دعاء + چونکہ ہم لوگ ہر وقت عاجز ہیں۔ یہ طریقہ بھی عجز ہے۔ کہ بار بار خالق حقیقی سے دعا طلبی کی جائے +

خواجہ علیہ الرحمۃ علوم ظاہری کے بھی فاضل تھے

خاتم سلیمانی کے ناظرین باتمکین کو اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ خواجہ علیہ الرحمۃ کو جسطرح اللہ تعالی نے علوم باطنی اور اسرار روحانی میں کمالیت کا درجہ عطا کیا تہا۔ اسیطرح علوم ظاہری میں بھی آپ کو فضیلت کا درجہ حاصل تھا۔ آپ اپنے مرشد کی وفات تک برابر علوم ظاہری کی بھی تحصیل کرتے رہے۔ اور اسوقت آپکی عمر چوبیس سال کے قریب تھی اور تحصیل علم کیواسطے اپنے وطن مالوف سے روانہ ہوئے تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ عرس شریف حضرت قبلہ عالم رح پر تشریف فرما تھے۔ کہ ایک عالم نے آپ سے چند ضروری مسایل دریافت کئے۔ آپ نے ہر ایک مسئلہ کا جواب باصواب دیا۔ اس مجلس میں مولوی خدا بخش صاحب خلیفہ اعظم حضرت حافظ محمد جمال صاحب ملتانی موجود تھے۔ آپ نے اپنے برادر زادہ و شاگرد مولوی عبدالغفار سے فرمایا۔ کہ اگرچہ یہ مسائل کتب فقہ میں موجود ہیں۔ مگر متفرق ابواب میں ہیں۔ اور اسوقت حضور نے ایک جا پر ان سب کا جواب عطا فرمایا ہے۔ بہتر ہے کہ رسالہ

Marfat.com

کی صورت میں لکھے جاوین۔ تاکہ ہر ایک شخص فائدہ اُٹھاوے۔ چنانچہ ذیل مین اس رسالہ کا ترجمہ بذکر
سے درج کیا جاتا ہے۔ اور بعض جگہ جہان شکل واقع ہوا۔ اصل سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ واللہ المستعان ◆

مجموعہ مسایل

الحمد للہ رب العلمین والسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد یہ چند مسایل ہین۔ کہ ایک شخص
خدمت باعظمت صاحبِ جود و احسان عارفِ معارفِ حقیقت واقفِ مکاشفِ اسرارِ طریقت
علوم و منظوم شریعت و معرفت قبلۃ المشایخ سراج الاولیاء قطب زمان غوث دوران صاحب عرفا
خواجہ محمد سلیمان قدس سرہٗ میں بھیجے۔ اور جواب پایا۔ ایک تقریب مین کہ حضرت شیخی و اُستا
دستندی دام فیضہ موجود تھے۔ مجھکو ارشاد فرمایا۔ کہ اگرچہ یہ مسایل کتب فقہ مین موجود ہین
متفرق جگہون مین ہین۔ اور حضرت صاحب سے ایک جگہ وارد اور صادر ہوئے ہین۔ تبرکاً انکو
چاہیئے۔ بندہ درگاہ یعنی عبد الغفار نے جب قلم کاغذ اور روشنائی تیار کر کے تحریر کیا۔ بسم اللہ
سوال۔ اگر کوئی شخص کسی مومن چاریار یعنی سُنّی مسلمان کو نماز فرض یا واجب یا سنت سے
کرے۔ کہ تم ہماری جماعت مین نہ آؤ۔ اور ہم تم کو اپنے پیچھے نماز پڑھنے نہیں دیتے۔ اور نہ تمکو امامت
دیتے ہین۔ تمہارا رستہ اور ہے۔ اور ہمارا رستہ اور ہے۔ شرع شریف مین اس شخص کو کہ کا
کی۔ اور مسلمانون کے درمیان تفرقہ ڈالا۔ اور کئی مرتبہ عیدین مین نماز عید سے بعضون کو باز ر
حکم و منع کیا ہے اور بعد اس کلام کرنے کے سوائے توبہ کے امامت اُسکی درست ہے یا نہین۔ اور اگ
عبارت ضروری ہے۔ لیکن اسکا مضمون یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص امامت مسلمان چاریاری کی
کرنا اُس پر جائز نہ رکھے۔ اور روا نہ جانے۔ اس شخص کا کیا حکم ہے۔
جواب۔ امامت کرنا مسلمان کا اگرچہ وہ فاسق ہو یا مبتدع ہو جائز ہے۔ اور ہم یعنی گروہ
امت سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مامور ہین۔ ساتھ اقتدا کرنے پیچھے ہر مسلم
ہو۔ خواہ فاجر۔ بمقتضائے اس حدیث کے۔ صلوا خلف کل فاجر و بر۔ اگر کوئی
کرے۔ کہ امامت مردم فاسق کی اور اقتدا کرنا اسکے ساتھ جائز نہیں ہے۔ مخالف سنت کے
مخالفت سنت کی بدعت ہے۔ پس ایسے اعتقاد والا شخص بدعتی ہے۔
سوال۔ امامت کرنی اس شخص کی کہ اپنی عورت کو بازار جانے اور بازار سے خرید و فروخ

Marfat.com

بند کرے۔ اور اپنی عورت کی پردہ داری نہ کرے۔ بغیر غیر محرم کے ہر وقت دن عورات واسطے حساب ضروری و قرض کے باوجود فرزندمن اور خود جانے کی طاقت کے اپنی عورت کو بھیجے۔ اور اجازت دے۔ کہ فلان غیر محرم کے گھر سے کچھ چیز لاؤ۔ اور فلان کام کر کے آؤ۔ شریعت مین درست ہے یا نہین۔ اور ایسا کرنا روا ہے کہ نہین۔

جواب۔ عورت حرہ کو ستر کرنا۔ اور اپنے تئین نظر غیر محرم سے محجوب رکہنا فرض ہے۔ بموجب اس آیت شریف کے۔ قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن الخ اگر خاوند اپنی عورت کو پردہ کرنے کیواسطے نہین کہتا ہے بسبب قلت خوف عزت اپنی کے۔ کہ اکثر جاہلونکا طریقہ ہے۔ یا جانتا ہے۔ کہ ستر فریضہ ہے۔ اور نہین کرتا ہے۔ وہ شخص گناہگار ہے۔ چنانچہ کوئی شخص نماز نہیں پڑہتا ہے باوجود اسکے کہ جانتا ہے۔ کہ نماز عورت اور مرد پر فرض ہے ایسا شخص گناہگار ہے۔ امامت گنہگار کی جائز ہے۔ اور اگر عیاذاً باللہ کوئی شخص ایسا جانتا ہے۔ کہ حرہ عورت کو پردہ فرض نہین ہے۔ تو یہ کفر ہے۔ اور امامت اس شخص کی جائز نہین ہے۔ **سوال**۔ بزرگون کے عرسون پر کہ اہل اللہ ہین جانا جائز ہے۔ یا نہین۔ اور بزرگان صاحب قبور سے فایدہ حاصل ہوتا ہے یا نہین۔ **جواب**۔ اولیا کے عرس پر جانے سے غرض انکی قبرون کی زیارت اور کلام بخشنا اور تصور کرنا انکی ارواح کا ہے۔ اور زیارت قبور سنت ہے بحکم اس حدیث مشکوۃ شریف کے۔ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلعم یعلمھم اذا خرجوا الی المقابر السلام علیکم اھل الدیار من المومنین والمسلمین و انا ان شاء اللہ تعالیٰ بکم لاحقون۔ وفی موضع اخر من المشکوۃ الشریفۃ قال رسول اللہ صلعم نھیت عن زیارت القبور فالان نذورھا۔ یعنی پہلے مین نے زیارت قبور سے منع کیا تھا (تاکہ ملاوات پرستون کیطرح یا یہود و نصاریٰ کیطرح نہ ہوجاؤ) مگر اب زیارت کیا کرو اور حکم نہی قرب زمانہ جاہلیت کا تھا۔ بوجہ خوف کے کہ وہ جاہلیت کی کارروائی شروع نہ کردین جب [illegible] ثابت ہوگئے۔ تو نہی کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اور اجازت دی گئی بلکہ حکم کیا گیا۔ واسطے زیارت قبور کے اور اختلاف کیا ہے۔ بعض علما نے اس مین کہ یہ رخصت صرف مردون کیواسطے ہے اور عورتونکیواسطے حکم نہین ہے مگر زیارت رسول اللہ صلعم۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ رخصت مرد و عورت دونون کیواسطے ہے۔ اور یہ تمام اختلاف شرح مشکوۃ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی مین مذکور ہے۔ پس حق یہ ہے

Marfat.com

سے ثابت ہوا کہ زیارت قبور سنت نبویؐ ہے۔ اور کلام پڑھنا ارواح موتی کیواسطے بھی جائز اور سنت ہے۔
ذکر النووی فی الاذکار ان احمد ابن حنبل قال اذا دخلتم فی المقابر فاقرؤا فاتحۃ الکتاب والاخلاص والمعوذتین واجعلوا ثواب ذلک لاھل المقابر۔ اور جو خیرات ارواح موتی کو دیجاوے ثواب اس کا انکو پہنچتا ہے۔ بموجب اس حدیث کے عن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا۔ قالت ان رجلاً قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان امی افتلتت نفسہا الخ کہا ایک شخص نے حضرت رسول مقبول سے کہ یا حضرت میری ماں موت ناگہانی سے مری ہے۔ اور فتلۃ بمعنی ناگہانی ہونے کام کے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے ہوش میں مرتی۔ تو وہ ضرور صدقہ کرنیکے واسطے وصیت کرتی۔ فھل لہا اجر ان تصدقت عنہا (اگر میں اسکے واسطے صدقہ کروں تو اسے ثواب ملیگا) آپنے فرمایا۔ کہ ہاں تو صدقہ کر اسکا ثواب تیری ماں کو ملیگا۔ متفق علیہ۔ اور یہ دلیل ہے۔ اوپر اس بات کے کہ ثواب صدقہ کا ضرور پہنچتا ہے میت کو۔

سوال۔ عرس جو خاص مقررہ تاریخ پر ہوتا ہے۔ آیا کوئی خاص اُسدن میں خصوصیت ہے۔ کہ لوگ خیرات کرتے اور کلام بخشتے ہیں۔ اور تعین تاریخ کے بارہ میں کوئی دلیل ہے یا نہ۔

جواب۔ اس بارہ میں سند المحدثین شیخ المحققین ولی اعظم شیخ المعظم شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اپنے رسالہ "ما ثبت بالسنۃ" میں لکھا ہے۔ کہ میرے اوستاد سید السادات سند الثقات حجۃ المحدثین سید عبد الوہاب متقی مکی المدنی سے اس بارہ میں دریافت کیا گیا۔ کہ تعین یوم وفات اولیا کی نسبت کوئی خاص دلیل اور آثار ہے۔ آپنے جواب میں فرمایا۔ کہ نہیں۔ مگر اسے متاخرین نے مستحسن مانا ہے۔ اور یہ بدعت حسنہ ہے۔ اور بدعت حسنہ حکم سنت کا رکھتی ہے۔ بشرطیکہ اسے مومنین نے پسند کر لیا ہو۔ جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہے۔ قال صلعم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہ واجر من عمل بہا و قولہ علیہ الصلوۃ ما راٰہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن۔ اور اگر کسی شخص کو اس بارہ میں زیادہ تحقیقات کی ضرورت ہو۔ تو ہماری عربی تحریر کو ملاحظہ کرے۔ جو علمائے دہلی کے سوالات کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ انتہی کلامہ۔

سوال۔ صاحب قبر سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یا نہیں جواب مدلل ہو۔

جواب۔ شیخ عبد الحق دہلوی نے مشکوۃ شریف کی فارسی شرح میں لکھا ہے۔ کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ کہ قبر امام موسی کاظم اجابت دعا کیواسطے تریاق مجرب ہے۔ اور حجۃ الاسلام

Marfat.com

امام محمد غزالیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ جس شخص سے حالت حیات مین استمداد پہنچ سکتی ہے۔ اُس سے حالات وفات مین بھی استمداد حاصل ہو سکتی ہے۔ انتہے۔ اور یہ مسئلہ استمداد اولیار کے ضمن مین آسکتا ہے اسواسطے وہان دیکھنا چاہیے۔ اور یہ حدیث صحیح ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صلعم مَنْ مَشٰی لِزِیَارَةِ الْقُبُوْرِ اَوِ الْعُلَمَاءِ اَوِ الشَّیْخِ الْکَبِیْرِ اَوِ الْعَلِیْلِ اَوْ تَفَقُّدِ ذِیْ رَحِمٍ اَوْ عَلٰی غَزَاءِ الْکُفَّارِ اَوْ تَعَاوُنِ الْاَعْمٰی اَرْبَعِیْنَ قَدَمًا اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی کُلِّ قَدَمٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحٰی عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَلَمْ یَرْجِعْ اِلَّا مَغْفُوْرًا۔ ترجمہ حضرت رسولکریم صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص زیارت قبور۔ زیارت علمار و زیارت بزرگ کامل یا عیادت بیمار۔ یا دلجوئی رشتہ دار یا غزائے کفار پر چالیس قدم جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکے ایک ایک قدم کے عوض اُسے دس نیکیان عطا کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی ایک ایک قدم کے عوض دس گناہ مٹاتا ہے۔ اور وہ شخص جب فائز المرام ہو کر واپس آتا ہے۔ تو مغفور ہو کر آتا ہے فقط۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ زیارت قبور اور زیارت مرشد مین جہاد کا ثواب ملتا ہے۔ تو سمجھنا چاہیے۔ کہ زیارت قبور سے جو بعض وہابی اور انگریزی خوان۔ ان پڑھ مولوی منع کرتے ہین۔ وہ محض غلطی پر ہین۔ اگر یہ سلسلہ درست نہ ہوتا۔ تو کوئی شخص حج بیت اللہ کے واسطے اور زیارت روضہ رسول اللہ صلعم کیواسطے نہ جاتا۔ اور شیخ سعدی۔ خواجہ حافظ وغیرہ بزرگ جو اولیائے اللہ کی قبرون پر معتکف ہے۔ وہ محض بے سود تھا۔ ہان اسمین کوئی شک نہین کہ بعض جاہل بہت ناجائز کلمات کہتے ہین۔ کہ مجھکو فلانے پیر نے یہ چیز دی اور مجھے بیٹا دیا۔ اور یہ کیا وہ کیا۔ اسطرح خدا کو بھول جانا حد اعتدال سے تجاوز کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانون کو توفیق دے۔ کہ وہ صراط مستقیم پر قائم ہین۔ اور اسلام کو مزخرفات نہ بنائین۔ (ا۔ ب)

سوال۔ اگر ایک مسلمان اہلسنت جماعت خدا کے حلال کو حلال جانے۔ اور حرام کو حرام اور ذات حق کو خالق جانے اور مخلوق نہ جانے۔ اور مخلوق کو مخلوق جانے۔ باوجود صفات [illegible] کفر کی نسبت دینی جائز ہے یا نہین۔ اور ایسے مسلمان کا اقتدا کرنا جائز ہے یا نہین۔ اگر ایسے مسلمان کو کافر کہے۔ کہنے والے کو بحکم حدیث صحیح اور قرآن مجید کے کیا تعزیر ہے۔ اور ایسے شخص کا مذہب حلال ہے یا حرام۔ اور اگر مذہب بوجہ اہلسنت جماعت کا حرام کہے۔ شرع شریف مین کیا حکم اور کیا تعزیر ہے مسلمانون پر گمان بد لیجانا اور کفر کی نسبت دینی جائز ہے۔ یا نہین۔ یا کہنے والے پر کفر آتا ہے۔

Marfat.com

یا نہین۔ ان مسایل مین روایتین موافق قرآن مجید اور احادیث اور ترجمہ کتاب ہاے مشہورہ کا چاہئے۔ عنداللہ و عندالرسول اجر پاکر خود بدولت اور دیگر علماے سے تحقیق کرکے مہر مبارک اپنی سے مزین فرماوین۔ نہین تو اس ملک مین بعض لوگ خرابی اور تباہی ڈالینگے +

جواب۔ بنیاد ان تینون سوالون کی ایک ہے۔ یعنی مسلمان کو کافر جاننا۔ اور اطلاق کفر کا مسلمان پر کرنا جائز نہین ہے۔ اگر کوئی شخص مسلمان کو کافر جانے۔ خود کافر ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مسلم کو کافر کہے۔ اندروئے گالی اور بدگوی کے۔ مگر اعتقاد ایسا نہ ہو۔ تو وہ کافر نہین ہوتا چنانچہ بعض لوگ ایکدوسرے کو سب و شتم مین حرام زادہ کہہ دیتے ہین۔ مگر ان کا مقصد صرف حیلہ گری کا سے ہوتا ہے۔ اور ولدالزنا سے مراد نہین ہوتی۔ تو اس صورت مین جبکہ اعتقاد کفر کا نہ ہو۔ تو کہنے والا کافر نہین ہوتا بلکہ وہ فسق مین داخل ہے اور اگر کوئی شخص اعتقاد سے دوسرے مسلم کو کافر کہے۔ تو قائل خود کافر ہوجاتا ہے۔ هذه الروايات في جامع الرموز۔ انه فيه خلاف والمختار انه لو اعتقد بهذ الخطاب سبا۔ لا يكفر۔ ولو اعتقد المخاطب كافرا كفر۔ لانه ان اعتقد المخاطب كافرا اعتقد الاسلام كفرا۔ كما هو في العمادي انتهى +

پس پہلے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مسلم کو اعتقاد دل کے ساتھ کافر کہے۔ تو وہ کہنے والا خود کافر ہوجاتا ہے۔ اور جب وہ کافر ہوچکا۔ تو نہ اُسکی امامت درست ہی اور نہ اسکا ذبیحہ درست ہے +

سوال۔ پنجتن پاک کہنا جائز ہے یا نہین۔ اور چہار دہ امام کہنا درست ہی کہ نہین۔

جواب۔ پنجتن پاک کہنا۔ اس معنے پر کہ ایک روز سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ مین ایک کملی اپنے اوپر تانی۔ اتفاقاً شہزادگان یعنی امام حسنؓ اور امام حسینؓ آئے۔ آنحضرت نے انکو اور خاتون جنت رضی اللہ تعالے عنہا کو اس گلیم مبارک کے نیچے متصل اپنے سینے مبارک کے بٹھایا پس حضرت علی کرم اللہ وجہ فی الغور وہان پہنچے۔ انکو بھی پس پشت گلیم کے نیچے جگہ دی۔ بعض نے کہا تناول فرمانا بھی لکھا ہے۔ پس اسوقت جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب الٰہی مین دعا کی۔ کہ یا الٰہی۔ اہلبیت میری کو پاک کر یہ چار میرے ہی ہین۔ اور پانچوان مین ہون۔ گویا اہلبیت میری یہ ہین۔ ان کو اور مجھکو پاک فرما۔ اسیوقت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ اور یہ آیت لائے يطهركم تطهيرا۔ اس معنی سے پنجتن پاک کہنا جائز ہے کہ آیہ کریمہ اسپر ناطق ہی اور اگرچہ

Marfat.com

یہ آیت ازواج مطہرات کے ذکر مین مرقوم ہے۔ لیکن اس خاص وقت بھی آئی۔ اور اس سے مراد پنجتن پاک
کی ہے۔ پس اس آیت کے مطابق کہنا بالکل درست ہے۔ اور چہاردہ معصوم کہنا بھی اس معنی سے کہ حق تعالیٰ
نے انکو جمیع صغایر وکبایر سے محفوظ رکہا ہے۔ چنانچہ اولیا، اغوات اور اقطاب کو کبایر وصغایر سے حفظ حمایت
مین رکہا ہے۔ درست ہی۔ مگر انبیا علیہم السلام کیطرح (جو بعد بعثت بالکل معصوم رہے) ان کو بھی صغایر
اور کبایر سے معصوم سمجہنا نادرست ہے۔ اور اس پر معصوم کا اطلاق نہین آسکتا۔ (یعنی اولیاء اللہ معصومیت
مین انبیاء کا مقابلہ نہین کر سکتے۔ اور صغایر وکبایر سے معصوم ہونا صرف انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے۔ جب سے
کہ وہ مبعوث ہوئے ہون ورنہ بعثت سے پہلے بعض انبیا سے سہو ہو گیا۔ جیسے حضرت موسیٰ سے)

سوال قائلان وحدت وجود کے حق مین اور برا اور لا یعنی کہنے والون کے واسطے کیا حکم ہے۔ **جواب**
وحدت وجود کے قایل زمرۂ مسلمین مومنین محققین موقنین مین سے ہین اپنے تمام مدعاؤن پر آیات اور احادیث
صحیحہ سے دلایل قایم کرتے ہین۔ وقد صح ان للقران ظہرا وبطنا وقد قال رسول اللہ صلعم من عمل
بما علم اورثه الله تعالی علم ما لم یعلم۔ اور اکثر محدثین نے علم ما لم یعلم کی علم توحید تفسیر فرمائی ہے۔

سوال۔ چودہ خانوادون مین امامت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہی یا نہین۔ اور مرتبہ اقامت ووصایت
مین فوقیت رکھتی ہین یا نہین۔ **جواب** مشایخ اور اولیائے ذوالاحترام سے بتواتر منقول ہے۔ کہ
تمام سلسلے جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کیساتھ منتہی ہوتے ہین۔ اور یہ جو سوال مین مذکور ہے۔ کہ قرب
اور وصایت مین فوقیت رکھتے ہین۔ یا نہین۔ اسکے جواب مین اکثر محدثین چنانچہ شیخ عبد الحق وغیرہ
محققین نے تصریح فرمائی ہے۔ اس معنی سے اگرچہ تمام صحابہ کرام اور خلفائے عظام استفادہ احکام شریعت
غرا اور ملت بیضا مین جناب رسالت مآب صلعم سے متساوی فیضیاب ہوئی ہین۔ اور آنحضرت صلعم
کوشش بہت فرماتے تھی۔ کہ ہر ایک کو احکام شرع شریف کے پہنچانے مین مشرف فرمائین۔ لیکن آنحضرت
صلعم کشف اسرار حقایق سے بعض کو بعض اسرار سے مختص اور ممتاز فرماتے تھی۔ چنانچہ منقول ہے
کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو علم اور امارات منافقین سے مختص فرمایا تہا۔ یہانتک کہ حضرت حذیفہ
کسی پر نظر ڈالتے ہی معلوم کر لیتے تھے۔ کہ یہ مومن اور یہ منافق ہے۔ چنانچہ ایکدن حضرت عمر حضرت
حذیفہ کے پاس گئے۔ اور فرمایا۔ هل تدری فی امارات المنافقین شیئا قال لا واللہ
اور نیز منقول ہے کہ مرتضی علی کرم اللہ وجہ کو بعضے علوم اور اسرار سے مختص فرمایا تہا۔ اور حضرت

Marfat.com

مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے وہی احکام اور اسرار جو ان کو مخصوص تھے۔ نیام ذوالفقار کے مضبوط دفتر میں
محفوظ رکھے تھے اور کسی کو ان سے مطلع نہیں فرماتے تھے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ان علوم میں آنحضرت صلعم کا
کا وصی حضرت مرتضیٰ علیؓ ہے واللہ اعلم۔ **سوال**۔ اہلبیت سے محبت رکھنی درست ہے یا نہیں۔
جواب۔ اہلبیت کی محبت آنحضرت صلعم کی محبت ہے۔ اور اُن سے دشمنی گویا رسالت پناہ سے دشمنی ہے
عیاذاً باللہ۔ وقد ذهب اكثر المفسرين الى ان المراد بالمودة فى القربىٰ۔ آیہ قل لا اسئلكم عليه
اجراً الا المودة فى القربىٰ ...الخ محبت اہلبیت سے ہے۔ اور قربیٰ سے مراد قرابت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہے۔ **سوال**۔ داخل ہونا دروازہ مشرفہ متبرکہ حضرت قطب الاقطاب درست ہے یا نہیں
اور منکرین اولیاء اللہ کے حق میں کیا حکم ہے۔ **جواب** داخل ہونا دروازہ میں اس مراد سے کہ مکان
متبرک بموجب امید بہشت ہے۔ درست ہے۔ اور اس نیت سے کہ بمجرد داخل ہونے دروازہ مشرفہ کے تمام گناہ
ساقط ہو جاوینگے۔ یا داخل ہونیوالا قطعی بہشتی ہو جاتا ہے۔ درست نہیں ہے۔ لان القطع بدخول الجنة
ليس الا فى حق الانبياء والعشرة المبشرة وفى حق غيرهم من الصلحاء والمؤمنين ليس الرجاء كما
يدل عليه ظاهر النصوص وللعرفاء فى امرهم كلام اخر ينشرح منه قلوب المؤمنين وقد
ثبت فى علم العقائد ان ولاية الاولياء وكراماتهم حقٌ وانكارها ضلالٌ والحادٌ + ربنا
افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين۔ اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه و
ارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه آمين يا رب العلمين ط **ترجمہ**۔ یعنی انبیا علیہم السلام
اور عشرہ مبشرین کیواسطے بہشت کا پختہ اور یقینی وعدہ ہے۔ اور دیگر صلحا اور مومنین کیواسطے قطعی
حکم نہیں صادر ہوا چنانچہ نص قرآنی سے یہی ہویدا ہے۔ اور علم عقاید کی رو سے اولیاء اللہ کی ولایت
اور کرامت حق ہے۔ اور اسکا انکار موجب گمراہی والحاد ہے۔ یا اللہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان
حق کی فتح کرے۔ کہ تو خیر الفاتحین ہے۔ یا اللہ ہمیں حق دکھائے۔ اور اسی پر چلنے کی توفیق بخش۔
باطل کو باطل کر کے دکھا۔ اور ہمیں اس سے بچا۔ آمین ثم آمین۔

دیگر۔ ایکدفعہ اثنائے گفتگو میں یازدہم حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی کی نسبت ایک عالم نے دریافت
فرمایا۔ کہ یہ کسطرح ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کتاب سخاوت الانبیا میں اسکا اجرا خود رسول صلعم سے بیان کیا
گیا ہے۔ اور نیز پیر صاحب کا معمول تھا۔ کہ ہر ماہ کی گیارھویں تاریخ کہانا۔ مٹھائی و شیرینی تقسیم فرماتے تھے

Marfat.com

گویا حضرت رسول مقبول کا عُرس ہے اور اگرچہ آپ کا عُرس ۱۱ ربیع الاول کو مقرر ہے۔ مگر پیر صاحب عُرس کی نیت سے تبرک کا ختم پڑہکر ہر ماہ کچہہ نہ کچہہ تقسیم کرتے تھے۔ پس اس صورت مین جائز ہے +

اوراد ووظائف

اس جگہ ضروری سمجہا گیا ہے۔ کہ آپ نے جو مختلف اوقات اپنے مریدان با اخلاص کو درود وظائف ارشاد فرمائے۔ انکو قلمبند کیا جاوے۔ تاکہ ناظرین خاتم سلیمانی اس فیض سلیمانی سے مستفید اور مستفیض ہو سکین۔ (**نکتہ**) ایک جوان جو بدقسمتی سے نابینا ہو گیا تہا۔ حضرت فخر الاولیا کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ کہ یا حضرت! مین نابینا ہون۔ دعا فرمایئے۔ کہ خداوندکریم مجہے روشنی چشم عطا کرے آپنے فرمایا۔ کہ میان! درود شریف پڑہا کرو۔ اس نے عرض کیا۔ غریب نواز مین پہلے پڑہتا رہتا ہون آپنے فرمایا۔ کہ درود شریف ایسی چیز نہین ہے۔ کہ تو پڑہے۔ اور پہر تیری آنکہین روشن نہ ہون جب اس نے نو لاکہہ پورے کئے۔ خداوندکریم نے اُسے بینائی عطا کی۔ آپنے یہ بھی فرمایا۔ کہ صاحبزادگان تہمارے کے اقربا مین سے ایک شخص نابینا ہو گیا تہا۔ اس نے درود شریف کثرت سے پڑہنا شروع کیا۔ ایک ماہ مین فائز المرام ہو کر بینا ہو گیا۔ (**نکتہ**) ایکدفعہ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر کسی کو بڑی سخت مشکل پیش آجاوے تو اُسے چاہیے۔ کہ ۳ دن مین ۱۳۲ دفعہ سلسلہ چشتیہ اپنے پیر کے نام پر پڑہے۔ اور درود شریف مستغاث ہر روز تیرہ مرتبہ پڑہے۔ تو وہ اپنے مطلب سے ضرور کامیاب ہوگا۔

نکتہ۔ ایکدفعہ آپ نے ایک درویش سے فرمایا۔ کہ تو ہر روز یہ دعا ایک سو بار پڑہا کرو۔ خداوندکریم تجہے دین و دنیا مین مسرور کریگا۔ دُعا یہ ہے۔ اللّٰھم انی اسئلك برکۃً فی العمر وصحۃً فی البدن وزیادۃً فی العلم وسعۃً فی الرزق وثباتاً علے الایمان۔ ونوّر قلوبنا بنور العرفان بحرمت نبی آخر الزمان صلے اللہ وعلیہ وسلم برحمتك یا ارحم الراحمین ط

دیگر۔ مولف کے ایک دوست نے کشائش روزی کیواسطے عرض کیا۔ کہ تنگدستی سے سخت [illegible] آپ نے فرمایا کہ یہ کلمات ہر روز [illegible] خداوندکریم تجہے کسی کا محتاج [illegible] یا رب الارباب [illegible] یا [illegible] یا غیاث المستغیثین یا اھل [illegible] نصرٌ من اللہ وفتحٌ قریب وبشر المومنین [illegible] خیر حافظاً وھو ارحم الراحمین ط

دیگر۔ ایک دفعہ پاک پٹن شریف [illegible] نے سبعات عشرہ کے وظیفہ کیواسطے سوال کیا۔

Marfat.com

آپنے فرمایا۔ کہ اچھا پڑہا کرو۔ اسکے بعد مجھے ارشاد فرمایا۔ کہ تو بھی مسبعات عشرہ پڑہا کرتا ہے مین نے جواب نفی مین دیا۔ آپنے فرمایا۔ کہ تو یہ کلام پڑہا کر۔ کہ مسبعات عشرہ کی جا بجا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم انت ربی لا الہ الا انت علیک توکلت وانت رب العرش العظیم ماشاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واعلم ان اللہ تعالیٰ علیٰ کل شیٔ قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیٔ علما۔ اللہم انی اعوذبک من شر نفسی ومن شر کل ذی شر ومن شر کل دابۃ انت اٰخذ بناصیتہا ان ربی علی صراط مستقیم

مسئلہ سرود۔ ایک دفعہ آپ کے سامنے ذکر ہوا۔ کہ سماع کیواسطے لوگ ہمکو بہت تنگ کرتے ہین اور وہ دلائل پیش کرکے کہتے ہین۔ کہ یہ محض بدعت ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ آپ ان کو کوئی جواب نہ دو۔ کیونکہ یہ اختلاف آج کا نہین ہے۔ بلکہ بہت مدت سے ہے۔ اور یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ اور آپنے فرمایا۔ کہ سماع خود نہ تو حرام ہے۔ اور نہ درست۔ بلکہ اسکی حلت و حرمت سامعین کے خیال اور تصور پر موقوف ہے۔ کیونکہ اگر خیال حرام کیطرف ہے مثلاً زن بیگانہ۔ امرد۔ شراب ظاہری۔ تو محض حرام ہے۔ اور اگر کوئی غریب اللہ تعالیٰ اور رسول صلعم یا اپنے پیر کے خیال پر سنے تو اس غریب پر کیا گناہ ہے۔ اور اسکو کونسی حرمت ہوتی ہے کیونکہ یہ سماع و صوت اس تصور حقیقی کو بڑہانیوالا ہے۔ جو کسی کے دل مین جاگزین ہوتا ہے۔ صاحب منتخب لکھتا ہے۔ کہ حضور فخر الاولیاء کا یہ فرمانا۔ بالکل شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس قول کے مطابق ہے

بگویم سماع اے برادر کہ چیست	کہ چون مستمع را بدانم کہ کیست
اگر مرد لہواست بازی و لاغ	فزون تر شود دیوش اندر دماغ
وراز اوج معنی پرد طیر او	فرشتہ فرو ماند از سیر او

دیگر۔ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء مین جب خاکسار مؤلف خاتم سلیمانی عرس حضرت غریب نواز پر حاضر ہوا۔ تو آپکی تعلیم اور استادون کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ مولوی حاجی چراغ الدین صاحب ارائین نے جو حضرت خواجہ صاحب سے بیعت ہوئے۔ بلکہ کچھ عرصہ خواجہ علیہ الرحمۃ سے کافیہ۔ کنز وغیرہ پڑھتے بھی رہے بیان کیا کہ حضرت غریب نواز مجھ سے صرف دو تین سال عمر مین بڑے تھے۔ آپنے مولوی محمد امین صاحب سے تعلیم پائی تھی۔ اور گلستان کو تمام کرکے عربی کی بہت سی کتابین بھی انہی سے پڑھی تھین۔ خواجہ صاحب کے جد حضرت صاحب [illegible] نے تعلیم کیواسطے مولوی محمد امین کو منتخب کیا۔ اس مین ایک خانگی حکمت تھی۔ اور

Marfat.com

خواجہ صاحب چاہتے تھے۔ کہ مولوی محمد امین صاحبزادگان کی نظر مین قابل عزت و توقیر ہو جاوے۔ منشی عنایت خان جو فن انشا پردازی مین یکتائے روزگار تھا۔ خواجہ علیہ الرحمتہ کے زمرۂ غلامان مین داخل ہو کر تونسہ شریف مین ہی اقامت گزین تھا۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے بنگلہ کے پاس اس نے بھی اپنے واسطے ایک کوٹھڑی رکھ چھوڑی تھی۔ حضرت **الٰہ بخش** صاحب کا معمول تہا۔ کہ آپ اپنے اوستاد سے رخصت ہو کر اکثر اوقات منشی عنایت خان کی کوٹھڑی مین رونق افروز ہوتے اور بعض اوقات فن انشا پردازی مین بھی توجہ فرماتے۔ یہ مولوی محمد امین مولوی صالح محمد کے والد اور مولوی شاہ عالم صاحب متوطن بستی تصیر کے جد امجد تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ سردی کے دنون مین حضرت صاحبزادہ الٰہ بخش صاحب منشی عنایت خان کی کوٹھڑی مین بیٹھے تھے۔ کہ دروازے پر ایک سودائی پاگل آدمی آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ یہ شخص بالکل پاگل تھا۔ اور تمام کپڑے اوتار کر اودھر ادھر پھرا رہتا تھا۔ اور اکثر اوقات لوگون سے دست و گریبان ہو جاتا۔ لوگ اس بڑی سودائی سے ازحد خائف تھے۔ اسواسطے منشی عنایت خان اور دیگر اشخاص نے جو اسوقت حجرہ مین بیٹھے تھے۔ دروازہ کھولنے سے انکار کیا۔ مگر حضرت صاحب نے فرمایا۔ سردی کا وقت ہے۔ یہان آگ جل رہی ہے۔ یہ غریب سردی سے ٹھٹھر رہا ہے۔ اسے اندر بلا لو۔ ایک نے کہا۔ غریب نواز! وہ تو سودائی ہے۔ لوگون سے لڑتا پھرتا ہے۔ نہ خود سوئیگا۔ اور نہ ہمکو سونے دیگا۔ مگر حضرت صاحبزادہ صاحب نے جو ایک رحم دل خدا ترس نوجوان تھے۔ ان کے اصرار کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور دروازہ کھولدیا۔ بمجرد کھلنے دروازہ کے وہ پاگل اندر داخل ہوا۔ اور آگ کے چولہے کے پاس دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس کی خراب حالت پر اور بھی رحم آیا۔ آپ نے اپنی چادر اسکے بدن پر لپیٹ دی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ سودائی سو گیا۔ کہتے ہین کہ اسکو کبھی اس سے پہلے نیند نہین آئی تھی۔ اور جب کبھی کوئی شخص اُسے کپڑے پہناتا۔ تو وہ بدن سے اتار کر پھاڑ ڈالتا۔ مگر حضرت غریب نواز کی چادر مبارک کی برکت سے وہ اس کو ... بدن پر رکھتا رہا۔ اور پھر کبھی کسی شخص کے مارنے اور دست و گریبان ہو جانے کی خبر نہ سنی گئی۔

جب خواجہ صاحب نے یہ خبر سنی۔ تو مسکرائے اور فرمایا۔ کہ بہت دفعہ سنا گیا ہے۔ کہ کبھی کبھی ایسے پاگل جو لوگون کو ستایا کرتے ہین۔ خود بخود غیاب ہو جاتے ہین۔ یعنی آپنے اس کو حسن اتفاق جہا تاکہ ایسا نہ ہو کہ صاحبزادہ صاحب مین رعونت پیدا ہو جائے۔ اور وہ اس وجہ اعلیٰ ... مین

Marfat.com

جنکے واسطے خواجہ علیہ الرحمۃ اخیر عمر مین دعا فرمایا کرتے تھے۔

دیگر۔ زبانی مولوی صاحب مذکور خواجہ علیہ الرحمۃ کے عشق مجازی کی یہ حکایت بھی معلوم ہوئی۔ کہ ایک شخص مل خان نامی خواجہ صاحب سے بیعت ہوا تھا۔ اور دریائے چناب کے کنارے اسکا وطن تھا نامبردہ کو میرزا صاحبان مشہور پنجابی عاشق معشوق کے دوہرے خوب یاد تھے۔ اور ان کو وہ نہایت خوش الحانی سے پڑھا کرتا تھا۔ اور تونسہ شریف مین بھی اصحاب خواجہ علیہ الرحمۃ کو یہ عشقیہ دوہرے سنایا کرتا تھا۔ نامبردہ کی سگائی اپنے وطن مین دولت نام عورت سے ہوئی تھی۔ مگر چند خانگی امور کے سبب مسمات دولہ (اسی نام سے زیادہ مشہور تھی) کے والدین نے شادی کرنیسے انکار کر دیا مل خان دیوانہ وار مسمات مذکور کے کوچہ مین پھرا کرتا۔ اور مذکورہ بالا دوہرون کیساتھ ایک دو مصرعے اپنے حسب مطلب تضمین کر چھوڑے تھے۔ تونسہ شریف مین جب وہ دوہڑے سناتا۔ تو اپنا عرض بھی ساتھ گوشگذار کر دیتا۔ آخر ایسا اتفاق ہوا۔ کہ دولہ کے رشتہ دار اور لواحقین اس شخص کے دیوانہ پن سے بہت تنگ آگئے۔ جو ہر ایک جگہ اپنے عشق و ہجر کا ذکر کرتا۔ اور دولہ کا نام لے لیکر قربان اور صدقے ہوتا۔ آخر انہون نے صلاح اور مشورہ کیا۔ کہ جب مل خان حسب معمول تونسہ شریف کیطرف جائے تو اسے واپسی پر مار ڈالنا چاہئے۔ اس مطلب کیواسطے چند بدمعاش تجویز ہوئے۔ جو مل خان کی واپسی کے منتظر تھے۔ اور آخر انہون نے موقع پاکر غریب مل خان کو عشق کا مزا چکھایا۔ اور اسقدر زدوکوب کی۔ کہ مل خان بیتاب ہوکر زمین پر گر پڑا۔ اور وہ لوگ اسے مردہ سمجھکر چلے گئے۔ جب مل خان کو ہوش آیا۔ تو قریب کے گاؤن مین پہنچا۔ مگر زخمون سے نڈھال ہو رہا تھا۔ یہ خبر اسکے وطن مین پہنچی اور چند رشتہ دار اسکے پاس پہنچ گئے۔ اور اسے اپنے وطن مین لیگئے۔ مگر ہر چند علاج معالجہ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور مل خان چند روز مین فوت ہوگیا۔ خدا کی قدرت کہ دولہ بھی اسکی بیماری کی خبر سنکر ازحد غمزدہ ہوئی اور اسی غم والم مین مبتلا رہکر اسیدن راہگرائے عالم جاودانی ہوئی چنانچہ دونو کو ایک قبرستان مین لیگئے۔ کہتے ہین کہ خدا کی قدرت سے دونو ایک ہی قبر مین دفن ہوئے اور خواجہ صاحب کی وہ پیشینگوئی پوری ہوئی۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ یارو آدھا کام تو ہو چکا ہے۔ مل خان راضی ہے۔ دولہ بھی راضی ہو جاوے۔ تو خوب ہو۔ عاشقان صادق اس دنیا مین نہ تو دوسری دنیا مین تو بغلگیر ہوئے۔ عشق کی داستانین کچھ اسی قسم کی ہین۔ کہ وہ ہم [illegible]

Marfat.com

مین نہین آسکتین - دیگر ایک ایسی ہی حکایت اور بھی سُنی ہے - کہ ایک شخص سیہڑوالہ کا باشندہ
تھا - اسکی بھی ایک جگہ منگنی (سگائی) ہو چکی تھی - مگر لڑکی والے راضی نہ ہوتے تھے - نامبردہ نے خواجہ
صاحب کی خدمت مین استغاثہ کیا - آپنے ایک کاغذ لکھدیا - کہ خانقاہ حافظ نور محمد جلالی پر لیجاوے -
جو لیّہ کے پاس ہے - چنانچہ نامبردہ خانقاہ مذکور پر گیا - اور سو گیا - خواب مین حافظ نور محمد صاحب ملاقی
ہوئے - اور فرمایا - کہ اب تو اپنی منگیتر کے ورثا کے پاس جاؤ - وہ خود بخود تجھے بالاکراہ نکاح کر دینگے -
چنانچہ نامبردہ وہان گیا - اسکے چچا نے اُسے بلایا - اور کہا - کہ تو آج کی تاریخ سے میرا داماد ہے - جسوقت
چاہے - بعد نکاح اپنی عورت کو لیجاوے - چنانچہ نامبردہ چند روز بعد اپنے مطلب کو پہنچا +

دیگر - مائی فاطمہ بنت حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کو بچپن مین ایک دیوانہ کتے نے کاٹ کھایا - آپنے فرمایا -
کہ اسے مُرخاشاہ نامی فقیر کی خانقاہ پر لیجاؤ - غلامان و حاشیہ نشینان نے عرض کیا - کہ اس مین سراسر
ہتک ہے - آپ خود دُعا فرماوین - آپ نے فرمایا - کہ اولیائے اللہ کے دروازہ پر جانا ہتک نہین ہے - اور یہ
بھی ارشاد فرمایا کہ ہر ایک کام کیواسطے جُدا جُدا موکل ہین - مُرخاشاہ کے متعلق یہ کام ہے - کہ جو کوئی اسکی
خانقاہ پر دیوانہ کتے کا کاٹا ہوا جاتا ہے - بفضل خدا اسکو صحت ہو جاتی ہے - معزز ناظرین اسی حکایت سے
کئی مفید نتائج اخذ کر سکتے ہین - **دیگر** جب حضرت خواجہ اللہ بخش کا انتقال ہو گیا - تو ظاہر بین لوگ صاحبزادہ
حافظ محمد موسیٰ صاحب اور حضرت حاجی خواجہ محمود صاحب کو کسی معمولی ظاہری شکر رنجی کا خیال کر کے
علیحدہ علیحدہ سمجھنے لگے - حالانکہ وہ ایک ہی نور سے منور اور ایک ہی گلشن کے نونہال ہین - مولوی
چراغ الدین ارائین نے نصیحت کے طور پر یہ قطعہ لکھا ہے - مولوی صاحب کوئی شاعر نہین ہین مین
نے تھوڑی سی اصلاح کر دی ہے - معزز نکتہ شناس ناظرین شاعری اور نازک خیالی کا لحاظ نہ
کر کے صرف مضمون کیطرف توجہ فرماوین - مولوی صاحب نے جوش محبت مین چند اور بھی شعر لکھے ہین
جو اس کتاب مین وقتاً فوقتاً درج کیے جاوینگے -

بُرقع بر رُخ چون نمودان شاہ عالم تونسوی
شد عیان علینین ظاہر با جمال واحدی

ہمچو حسنین مبین علینین ابا عین دل
تا شود مشتاقہا آن رازے کہ اند معنوی

شد کلیم اللہ موسیٰ ید بیضا تونسوی
شد از نصیر الدین محمودی چراغ تونسوی

ہر کرا از غیرت آید نقطہ بر عین او
کور بادا - تا ابد اندر خیال احولی

مصرع اول
حضرت اللہ بخش
صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اے چراغ ئی شو غلام علینین را با عین دل
تا شوی منظور خدمت شہ سلیمان تونسوی

دیگر۔ عموی خان صاحب نور محمد خان ملغانی سوکڑی سے روایت ہے کہ کوتہ اندیش لوگ جو حضرت ثانی پر اعتراض کرتے ہین۔ کہ حضرت صاحب ایک دُنیا دار آدمی تھے۔ وہ محض ظاہری کارخانہ کا خیال کرتے ہین۔ حضرت عثمان غنی رضہ کسقدر مالدار تھے۔ حضرت شہاب الدین صاحب سہروردی جو غالباً شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کے پیر طریقت تھے اسقدر غنی تھے۔ انکے بھینسون کے گلے کی سنگوٹیان سونیکی ہوا کرتی تھین۔ دولت بذات خود کوئی بُری چیز نہین۔ ہان اسکا طریق استعمال بُرا ہو۔ تو البتہ بُری بلکہ بہت بُری ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کا جو مال و متاع تھا۔ وہ لنگرخانہ مین زیادہ تر خرچ ہوتا تھا۔ چنانچہ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ معمار اور راج لوگ حضرت غریب نواز کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ اور اپنی اُجرت اور مزدوری کے طالب ہوئی۔ آپ اسوقت مہار شریف تیار بیٹھے تھے۔ آپنے استفسار فرمایا کہ کسقدر روپیہ ہمارے ذمہ ہے۔ میر عمارت نے عرض کیا۔ کہ ۲۰۰ روپیہ سے کچھ زیادہ آپنے مودی کو حکم دیا۔ کہ روپیہ ادا کر دیا جاوے۔ مودی نے عرض کیا۔ کہ قبلہ لنگر مین روپیہ بالکل نہین رہا۔ جو کچھ بقایا تھا۔ وہ سفر کیواسطے لیا گیا ہے۔ بلکہ اتنا روپیہ قرض پر منگایا گیا ہے۔ اس پر آپنے فرمایا۔ کہ اسوقت مجبوری ہے اگر ہمارے ساتھ کوئی آدمی چلے۔ تو اللہ رزاق ہے۔ نور محمد خان کا بیان ہے کہ ان مین سے ایک شخص حضرت غریب نواز کے ہمراہ چلا۔ ابھی کوٹ سلطان تک آپ گئے تھے۔ کہ اللہ نے بہت سا روپیہ بھیجدیا۔ چنانچہ انکا روپیہ ادا کر دیا گیا۔ اگر حضرت غریب نواز کو معاذ اللہ روپیہ جمع کرنیکا خیال ہوتا۔ تو مسافرخانون اور چاہات۔ مساجد پر اسقدر زر کثیر خرچ نہ فرماتے۔ بلکہ بڑے شہرون مین کوٹھیان تعمیر کراتے۔ کسی کمپنی کے حصے خرید فرماتے۔ یا عالیشان مکان ملتان۔ ڈیرہ غازیخان وغیرہ شہرون مین تعمیر کرا کر کرایہ پر دیتے۔ اور اگرچہ یہ امر خلاف شرع بھی نہ تھا۔ بلکہ ایک قسم کی تجارت تھی۔ مگر حضرت غریب نواز نے رفاہ عام کے کامون پر ہزارون روپے خرچ کر ڈالے۔ اور کبھی ان سے ایک پیسہ بھر ظاہری آمدنی کی توقع نہ رکھی۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے۔ ؎

نام منظور ہے۔ تو فیض کے اسباب بنا
پُل بنا حوض بنا مسجد و تالاب بنا

(دیگر) مولوی چراغ الدین سوکڑی سے روایت ہے۔ کہ جب بندہ حج بیت اللہ شریف کیواسطے تیار ہوا

Marfat.com

تھا۔ تو اُسوقت میرا ایک رفیق بھی نظر نہ آتا تھا۔ مگر حضرت غریب نواز کی دُعا کی برکت سے دو دن میں ہی گیارہ آدمی اپنے گاؤن کے تیار ہو گئے۔ اور بفضل خداوند کریم وبہ برکت دعائے حضرت غریب نواز سب کے سب خیریت وعافیت سے اپنے وطن کو واپس آئے۔ مگر ایک شخص یوسف نام موچی بوجہ نہ ہونے کرایہ جہاز وغیرہ کے جدہ میں رہ گیا۔ حضرت غریب نواز جب کبھی حاجی چراغ الدین کو دیکھتے۔ تو استفسار فرماتے۔ کہ حاجی یوسف کی کوئی خبر آئی ہے۔ میان چراغ الدین عرض کرتے۔ کہ غریب نواز کوئی اطلاع نہین ملی۔ آپ فرماتے۔ خداوند کریم فضل کریگا۔ آخر ایسا ہوا۔ کہ حاجی یوسف بھی نہایت آرام اور آسایش سے اپنے وطن مین واپس آیا۔ اور چند سال زندہ رہکر انتقال کر گیا +

حضرت خواجہ صاحب کے خلفائے عظام

حضرت خواجہ خواجگان سرتاج چشتیان حضرت محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ والغفران من الرحمان والمنان کے یون تو کئی خلیفے تھے۔ جنکو خواجہ صاحب کی طرف سے تاج خلافت اور اجازت بعیت عطا ہوئی تھی۔ اور سچ پوچھو۔ تو ان کا ایک ایک ادنی مرید اس زمانہ کے عابد و زاہد سے درجہ زُہد و اتقا مین کہین بڑھا ہوا تھا۔ مگر سب سے بڑے معتبر اور مشہور خلیفے حسب ذیل ہین چنانچہ صاحب مناقب المحبوبین بھی لکھتے ہین۔ کہ حضرت غوث زمان حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ کے خلفا کاملین بہت ہین۔ کہ احاطہ تحریر مین نہین آسکتے۔ کیونکہ حضرت صاحب بائیس سال کی عمر مین سجادہ مشیخت وارشاد پر بیٹھے تھے۔ اور آپ نے چوراسی سال کی عمر تک خلق خدا کو طریقت اور شریعت کا راستہ دکھلایا۔ اور اس مدت مذکور مین اطراف اور اکناف مثل خراسان اور ہندوستان اور عرب اور ترکستان اور روم اور شام سے خلق خدا آتی تھی۔ اور راہ خدا اور طریق سلوک حضرت صاحب سے ارشاد پاکر اپنے ملک مین جاتی تھی جب کسیکو آپ لایق ارشاد پاتے تھے۔ اجازت اور خلافت دیکر روانہ کرتے تھے۔ تو وہ اپنے ملک مین جاکر خلافت کو نمایان کرتے تھے۔ بعض کو آپنے خفیہ نعمت دیکر بھیجا۔ کہ اونکے حال سے کسیکو خبر نہین۔ لیکن جو مشہور خلیفے آپکے ہین اُن کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اوّل مولانا محمد باران کلاچوی۔ دوسرے مولانا محمد علی خیر آبادی۔ چوتھے مولانا احمد تونسوی یہ چار خلیفے مثل خلفائے راشدین رسول علیہ السلام کے تھے۔ ان سے سلسلہ بہت شایع ہوا۔ پانچوین صاحبزادہ گل محمد صاحب بیٹے حضرت مولانا و مرشدنا خواجہ اللہ بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

سجادہ نشین حضرت صاحب ساتویں صاحبزادہ نور بخش صاحب سجادہ نشین نبیرہ حضرت قبلہ عالم مہاروی آٹھویں
برادر حقیقی انکے غلام قطب الدین۔ نویں باپ انکے خواجہ محمود صاحب مرید اور خلیفہ قاضی عاقل محمد صاحب اور
ہمارے حضرت صاحب سے خلافت رکھتے تھے دسویں غلام فرید صاحب اور خواجہ محمود صاحب مرید اور خلیفہ حافظ
محمد جمال ملتانی کے ہیں۔ اور ہمارے حضرت سے بھی خلافت رکھتے تھے گیارہویں مولوی نور جہانیان بہاولپوری
بارہویں مولوی شہسوار صاحب سکنہ نواحی مہار شریف تیرہویں حاجی بخت اور چودہویں حاجی برخوردار۔
پندرہویں مولوی سرفراز چشتی از اولاد حضرت گنجشکر سکنہ ڈیرہ اسمعیل خان۔ سولہویں میاں عبدالشکور
خیر آبادی کہ قبر انکی تونسہ شریف میں نزدیک خانقاہ گل محمد صاحب کے ہے۔ کہ ۱۲۷[illegible]ھ میں فوت ہوئے سترہویں
سردار خان ولایتی۔ اٹھارہویں حسن شاہ قندھاری۔ انیسویں ولی اللہ خراسانی بیسویں ولی اللہ المشہور منیر بوالہ
اکیسویں مولوی محمد حیات پنجابی ثم دہلوی۔ بائیسویں میاں حسن عسکری صاحب دہلوی تئیسویں میر
فضل علی صاحب جھجری چوبیسویں مولوی قیام الدین صاحب دہلوی پچیسویں مولوی شرف الدین صاحب
سوتری چھبیسویں شیخ احمد [illegible] ستائیسویں مولوی صالح محمد تونسوی۔ اٹھائیسویں مولوی علی محمد [illegible]
امام حضرت انتیسویں میاں عبداللطیف [illegible] تیسویں صاحبزادہ غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب
نبیرہ مولانا فخر الدین۔ اکتیسویں مولوی نور محمد ملتانی امام مسجد حمام۔ بتیسویں حافظ نور الدین ڈہنڈی سکنہ
نواحی مہار شریف تینتیسویں مولوی امام الدین صاحب بڈہی مجذوب کہ لاہور میں تھے۔ چونتیسویں
نور احمد سندہی پینتیسویں غلام محمد شیرانی۔ چھتیسویں نور عالم سکنہ نواحی مکھنڈ سینتیسویں فاضل شاہ
کشمیری اٹھتیسویں امیر الدین بن فضل شاہ کشمیری۔ انتالیسویں سید شیر شاہ پاک پٹنی نبیرہ مولانا بدر الدین
اسحق خدیو گنجشکر چالیسویں سید مستان شاہ خراسانی۔ اکتالیسویں ابو الحسن لانگھوی سکنہ نواحی سنگھڑ
شریف بیالیسویں نبی محمد لانگھوی تینتالیسویں مولوی قادر بخش چوالیسویں مولوی حافظ عظمت طغیروی
نواحی مہار شریف پینتالیسویں مولوی غلام رسول طغیروی۔ چھیالیسویں فیض اللہ شاہ جھجوی سینتالیسویں
مولوی نظام الدین سکنہ نواح لاہور۔ اڑتالیسویں حافظ گوہر [illegible] انچاسویں میاں دلیل خانپوری پچاسویں
مولوی محمد حسین [illegible]۔ مولوی محمد یار [illegible] باونویں غلام محمد [illegible] حافظ غلام
نواسہ مولوی نور [illegible] خان سکنہ [illegible] غلام محمد ملتانی۔ چھپنویں غلام رسول
خان [illegible] خادم حضرت اٹھاونویں مولوی

Marfat.com

شمس الدین سکنہ ساہیوال اونسٹھوین مولوی عبدالرحمان سکنہ موضع ترالواحی مہار شریف کہ مرید حضرت قبلہ عالم کا۔ اور خلافت حضرت سے رکھتا تہا ساٹھوین مولوی عبدالرحمن موذن حضرت۔ اکسٹھوین مولوی امام الدین صاحب مصنف نافع المسلمین ملفوظ حضرت باسٹھوین مولوی محبوب عالم صورت بندری ترسٹھوین میان نظام الدین کہ بمبئی مین رہتا تھا چوسٹھوین شرفدین گردستانی پینسٹھوین غلام محمد رسوال پوری چھیاسٹھوین غلام محمد بلاول پٹی سٹسٹھوین حاجی نجم الدین مصنف مناقب المحبوبین سکنہ جھونجھون سوائے انکے اور بہت خلیفے بھی ہر ملک مین ہین۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین ط

خواجہ صاحب کی وفات حسرت آیات

آج اس واقعہ روح فرسا اور سانحہ ہوش ربا کے لکھنے سے قلم شق ہوا چاہتا ہے۔ اور قلم صریر صدائے الامان اور واحسرتا سناتا ہے۔ ہائے افسوس وائے افسوس یون تو ہر ایک فرد بشر کو اس دنیائے فانی سے کوچ کرنا ہے۔ اور پیغام اجل ہر کہ ومہ کو آتا ہے۔ مگر ہم جیسا کوئی شخص بندہ نفس زندگی سے بیزار ہوجاوے تو کون سا پہاڑ گرجاویگا۔ یہی ہوگا۔ کہ اگر ماں باپ زندہ ہین۔ تو وہ دو چار آنسو بہاکر خاموش ہو رہینگے اگر وہ پہلے گذر گئے۔ تو بیوی بچے ایک آدھ دن یاد کرکے فراموش کرجائینگے۔ مگر ایسے شاہ دوجہان ملجائے زمان ملجائے وماوائے بیکسان تکیہ وتولائے غریبان کا اس جہان سے انتقال کرجانا کوئی معمولی امر نہین ہے خواجہ صاحب کی وفات حسرت آیات کا جو صدمہ ان کے مبارک خاندان اور معتقد مریدون کو ہوا ہے وہ کوئی انہی کے دل سے پوچھے مگر صرف بموجب حدیث شریف اِنَّ اَولِیاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوتُونَ۔ اور خواجہ صاحب کی توجہ انکے افسردہ دل اور غمزدہ طبیعت کو بشاش کرنیوالی تھی۔ کہتے ہین۔ کہ جب حضرت صاحب کے سفر آخرت کا وقت آیا۔ تو اپنے خلف اور حاشیہ نشینون اور خالص مریدون سے الوداع کیا اور انکو اس لمبے اور بڑے سفر کی خبر دی۔ یہ عجب بہار اور قدرت پروردگار ہے۔ کہ انکی وفات کے وقت بہت سے مرید اور خلفاء عظام موجود تھے۔ مثلاً ولی کامل حاجی مولوی نجم الدین صاحب مولف مناقب المحبوبین صاحبزادہ میان نظام الدین صاحب بیرہ زادہ مولانا فخر الدین صاحب میان الہ بخش صاحب نبیرہ حضرت غریب نواز سب پاس بیٹھے تھے۔ آپکے انتقال کا مفصل یہ ہے کہ ایام وفات سے پہلے اس بیت کو ہر وقت زبان مبارک سے باربار پڑھتے تھے۔ ؎

	آہن کہ بپارس آشنا شد	فی الحال بصورت طلا شد	

اور کبھی یہ شعر بھی وردِ زبان ہوتا تھا ؎ اگر گیتی سراسر باد گیرد ٭ چراغ مقبلان ہرگز نمیر
جب ماہ صفر ۱۲۶۷ھ کا چاند دکھائی دیا۔ آپ نماز مغرب کا وضو کر رہے تھے۔ کہ اتنے مین کسی نے کہا۔ کہ و
صفر کا چاند ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ اچھا! صفر کا مہینہ ہے ٭ خدا خیر کرے۔ اُسی دن عشا کیوقت آپکو فد
زکام ناکام کی شکایت شروع ہوئی۔ دوسرے دن حسب معمول عام کچہری ہوئی۔ مگر زکام کل سے ز
تھا۔ علی ہذا بدستور تیسرے اور چوتھے دن بھی کچہری کی۔ مگر پانچوین دن تکلیف بہت زیادہ تھی۔ ا
باوجودیکہ حکما نے روغن بادام وغیرہ ادویہ کی سر مبارک پر خوب مالش کرائی۔ مگر کچھ فایدہ نہ ہوا۔ ح
صفر کی چھٹی تاریخ گذری اور ساتوین کی رات آئی۔ مرض نے غلبہ کیا۔ اور آپنے عشا کی نماز اس
حجرہ شریف مین جماعت سے پڑہی۔ بعدہ حضرت پر حالت نزع طاری ہوئی۔ بدن مبارک پر رعشہ
آخر معمولی وظایف بڑی مشکل سے کٹہرہ کے نیچے پڑہے۔ مولوی حاجی نجم الدین صاحب موصوف لکھتے
کہ مین خود موجود تہا۔ اور حضرت صاحب سے جنوب کی چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور خواجہ الہ بخش صا
اسی پلنگ پر پائنتی کیطرف بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت تا دم اخیر برابر ہوشیار رہے۔ چنانچہ صاحبزادہ نظا
صاحب نے عین اسی وقت آپ سے بیعت کی۔ ایکہزار بار درود شریف کا وظیفہ فرمایا۔ اور سا
دعائے خیر طلب کی۔ تہجد کا وقت ہوگیا۔ آپ نے اشارون سے نماز تہجد پڑہی۔ جیب مبارک سی ت
نکالکر وظائف معمول کو پڑہا۔ اتنے مین خواجہ الہ بخش صاحب کیطرف دیکھکر پوچھا۔ کہ تو کون بیٹھا
ابھی انہون نے جواب نہ دیا تہا۔ کہ میان صالح محمد تونسوی بول اُٹھے۔ قبلہ یہ صاحبزادہ الہ بخش آ
پوتے ہین۔ اِنپر توجہ کا وقت ہے۔ نظر مہر و کرم فرمایئے۔ اسپر میان الہ بخش صاحب جو کہ اسوقت
ستائیس برس کے نوجوان تھے۔ بڑے ادب اور تعظیم سے بولے۔ بالو ہین تین کہون بیا
بھی منگدا۔ صرف ایہا تین جو تیڈے فقیران دی جوتی جوڑ ہیوان ٭ حضرت خواجہ صاحب نے یہ معن
اور پسند مین غرض سنکر انکی طرف توجہ کی اور زور سے فرمایا وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّو
اور یہی آخری لفظ تھے۔ جو حضرت صاحب کی زبان مبارک سی نکلے۔ غرض دو گھڑی رات رہے
جہان ناپایدار سے کوچ فرمایا۔ گویا وفات بہ شب جمعرات ہفتم ماہ صفر ۱۲۶۷ھ ہوئی۔ اور پھر صبح
کو شملی صحرا مین نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اسقدر لوگون کا اژدحام تھا۔ کہ اتنا کبھی نہ ہوا تھا۔ اکثر
مین لکھا ہے۔ کہ جب نماز جنازہ ہو چکی۔ چند خراسان کے آدمی اتفاقاً آگئے۔ اور پوچھا یہ کس کا جن

Marfat.com

جب انکو معلوم ہوا کہ والئے دوجہان حضرت خواجہ سلیمان صاحب اس جہان سے کوچ کر گئے ہین بہت افسوس کرنے لگے۔ اُن مین سے ایک شخص ایسا رویا۔ کہ بے ہوش ہوگیا۔ اور وہ مین ریت پر گر پڑا نیم ساعت کے بعد ہوش مین آیا۔ اور بہت خوش ہوکر کہا۔ الحمد للہ کہ مین نے حضرت صاحب کی زیارت کی۔ اور اُنہون نے مجھے سلسلہ بعیت مین داخل کیا۔ گویہ مسلمہ امر ہے۔ کہ جو خیالات دل مین ہوتے ہین۔ عموماً وہی خیالات خواب مین نظر آیا کرتے ہین۔ خواہ کچھہ ہی ہو۔ لیکن یہ حضرت صاحب کا کچھہ کم اعجاز اور کرامات نہین ہے۔ کہ اسکا سارا رنج و غم جاتا رہا۔ اور پھر وہ اپنے ساتھیون مین ہنسنے بولنے لگا۔ جمعہ کی رات کو شام کے بعد بنگلہ شریف مین حضرت کو دفن کیا گیا۔ شاید حضرت نے وہان ہی وصیت کی ہوگی۔ ورنہ آپ کے صاحبزادون اور دیگر فقرا اور عام لوگون کی قبرین تو شہر سے مغرب کیطرف ہین۔ پہلے معمولی سا مقبرہ تہا۔ نواب صاحب بہاولپور نے قریباً ۷۰ ہزار روپیہ خرچ کرکے ایک سنگ مرمر کا عالیشان روضہ تعمیر کرایا ہے۔ اور حضرت ثانی خواجہ الہ بخش صاحب کیوقت مین اس روضہ کے اندر نہایت عمدہ قیمتی فرش سنگ مرمر (ابلق) سے بنایا گیا ہے۔ اور مزار مبارک کے اوپر روضہ شریف کے اندر ایک چھوٹی سی بارہ دری بنائی گئی ہے۔ جو سنگ مرمر کی ہے۔ اور قیمتی پتھرون شیشون وغیرہ سے مزین ہے۔ اور اوپر سونیکا کام کیا ہوا ہے۔ راقم نے ایسا خوبصورت روضہ کہیں نہین دیکھا۔ اسمین کچھہ شک نہین۔ کہ ملتان اور لاہور وغیرہ کی عمارات مضبوطی اور فراخی مین اس سے کہین بڑھ چڑھ کر ہون۔ لیکن یہ خوبصورتی اور رونق ہرگز نہین ہے۔ روضہ مبارک مین حضرت خواجہ خیر محمد صاحب برادر خورد خواجہ الہ بخش صاحب جنوب مغربی کونہ مین۔ اور خواجہ الہ بخش بن حضرت گل محمد صاحب اور انکے ایک صاحبزادہ حضرت احمد صاحب کی مزار مبارک۔ جو کہ طالب علمی کے زمانہ مین فوت ہوگئے تھے۔ یہ دونو جنوب مشرقی کونے مین ہین۔ روضہ منورہ پر مندرجہ ذیل تاریخی شعار لکھے ہین جس سے سال اتمام وغیرہ پایا جاتا ہے +

قطعہ تاریخ روضہ مقدسہ از تصنیف مولانا محمد لعزی سکنہ اکبر پور ضلع ...

زہی روضہ فرخ بنا نوبہار	چو خلد برین پُر ز نقش و نگار
بفردوس واین روضہ فرقستاین	کہ آن بر سمٰوات این بر زمین
زسال تمامش خرد شد بقصور +	تعجب کنان گفت وہ باغ نور

تاریخ وصال حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی قدس سرہٗ

Marfat.com

گفتا بسال وصل شہنشہ پری سراغ	وضع یکے ز خلد نگر رکنی اگر
نعرے زداغ دل شدہ جویا کہ شاہ من	کے رفت گفت۔ کہ بسفر ہفتم صفر ۱۲۶۷ھ

خواجہ صاحب کی وفات حسرت آیات کے موقع پر شعرائے نامدار نے بڑے پر درد مراثی لکھ کر اپنے دل ہی کے داغ ظاہر کیے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہم اختصار کیوجہ سے وہ سب مراثی و قطعات تاریخیہ درج نہیں کر [illegible] مگر صرف چند تاریخیں تحریر کرتے ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب پشاوری نے جو جناب تونسہ شریف میں ہی رہتے ہیں۔ اور خاکسار نے ماہ جون ۱۹۰۳ء میں انکی تونسہ شریف میں جاکر زیارت کی ہے۔ عا[illegible] اور شاعر بے نظیر ہیں۔ مندرجہ ذیل پر درد اشعار تحریر کیے ✤

خواجہ ما آن امام السالکین	شہ سلیمان رحمۃ للعالمین	ہفتم ماہ صفر روز خمیس	جان بجانان داد آن نفس نف[illegible]
رو جہان اولیا گرد آمدند	بہر سال نقل او در لئے زدند	زان میان نالہ کنان ہاہوی ہا	روح مولانائے رومی گفت
	اے دریغا اے دریغا اے دریغ	گشت پنہان آفتابے زیر میغ ۱۲۶۷ء	

یعنی مثنوی شریف میں زیر میغ میں تاریخ وصال حضرت مندرج ہے اس تاریخ سے مولوی صاحب کی جودت طبع ظاہر ہوتی ہے۔ اور ایک عجب نکتہ یہ بھی ہے۔ کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کو مثنوی شریف سے از بس محبت تھی جنا[illegible] رو مرفرماتے ہیں ؎ تا بداں آن جاہلان بسین الخ کہ حضرت سلیمان اسکو حل کرینگے۔ خواجہ علیہ الرحمۃ نے نہایت عمدہ [illegible] مولوی حسین علی سکنہ شیخ پور ؎ پئے سال وصالش ہاتف غیب ✤ بگفت او آفتاب چشتیان ۱۲۶۷
میان محمد یار نوجہ معروف البوالوفا نے غریب نواز۔ سے تاریخ انتقال نکالی ہے۔
مولوی صدر الدین صاحب مفتی دہلی نے بہت تاریخیں لکھی ہیں۔ مشہور یہ ہیں۔ ع رحمۃ للعالمین قطب الور[illegible]
محبوب ذات حق ؎ بگفتند از سر کلک قضا صاف ✤ نوشتہ شد ہویدا ذات حق بود ✤ ۱۲۶۷
دیگر ؎ از مرد انش دبیران قضا ✤ محو ذات حق نمودندش خطاب ✤ ۱۲۶۷
خواجہ [illegible] صاحب ہیں جن کا اسم شریف پہلے بھی کئی دفعہ آچکا ہے۔ کل تاریخوں کو ملاحظہ فرماکر مندرجہ [illegible] اشعار میں حضرت صاحب کے کل ضروری واقعات کے سن لکھدئے ہیں نظم بھی دلچسپ ہے۔ ناظرین کے مطالعہ کیلئے [illegible]

در [illegible] غوث اعظم راہی سوئے جنان شد	الہجرا او دو عالم پر شور پر فغان ✤
ایسال انتقالش ہاتف مرا بگفتہ	محبوب ذات حق بود اندر زمین نہان
سال ولادت آن راز من اگر بپرسی	گر ہائے دور سازی خورشید دو جہان
لفظ حبیب اللہ ہے ہائے عمر او دان	من کردہ ام شماری ہشتاد و چار آن
تاریخ بیعت او ہم رفتنش بدہلے	خورشید دو جہانی میخوان درین عبارت
وقت وصال مرشد بست و دو سالہ بودہ	از نجم دین عاصی در نظم این بیان

Marfat.com

حصّہ دوم کتاب خاتم سلیمانی

حالات سلطان المشائخ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب قدس سرہ

ماہِ ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ کیا ہی مبارک مہینہ اور مبارک موسم تھا۔ آسمان حق پرستوں کے دل کیطرح صاف زمین پر ہر طرف رونق اور سرسبزی۔ باغون مین بہار ہر طرف گل وگلزار کا نقشہ تھا۔ کہ حضرت صاحبزادہ گل محمد صاحب کے مشکوی معلّے مین فرزند ارجمند تولد ہوا۔ کیسکو خبر تھی کہ یہ مولود اسقدر مسعود ہوگا۔ کہ روئے زمین کے اولیائے کرام وسجادہ نشینان عظام اسکی خدامی کا فخر کرینگے۔ بڑے بڑے امیر آستان بوسی کو سعادت ابدی تصور کرینگے۔ اور **تونسہ** شریف کا نام پہلے سے بھی زیادہ مشہور ہوگا۔ کیونکہ مکان کی شہرت مکین سے اور شہر کی شہرت ساکنین سے ہوا کرتی ہے۔ معمول کے مطابق حضرت صاحبزادہ صاحب کے دولت خانہ مین خوشی منائی گئی۔ اور معتقدین وغلامان نے جہان کہین سُنا۔ اظہار مسرت کیا۔ مگر سچ پوچھو۔ تو اس مولود مسعود کی شان کے مطابق کوئی خوشی نہین منائی گئی۔ اور اسکے حسب ذیل اسباب ہین۔ اوّل تو یہ کہ بزرگ خاندان سرتاج خواجگان حضرت خواجہ محمد **سلیمان** صاحب اسوقت تونسہ شریف مین رونق افروز نہ تھے۔ بلکہ مہار شریف تشریف فرما تھے۔ دوم خواجہ اللہ بخش صاحب دو ہمشیرگان کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ اور مستورات کے عقیدہ کے مطابق جو لڑکا دو ہمشیرگان کے بعد پیدا ہو۔ وہ نجتاور نہین ہوتا۔ اسواسطے آپکی والدہ ماجدہ کسیقدر مضطرب معلوم ہوتی تھین۔ کہ جہلا کے عقیدہ کے مطابق کہین میرا فرزند بھی ایسا نہ نکلے۔ مگر ہمارے حضرت صاحب نے پیدا ہوتے ہی اس عقیدہ وخیال کا جو علاقہ کوہ وسنگھڑ مین خصوصیت سے مشہور تھا۔ ملیامیٹ کر دیا۔ گویا وہ مظہر النور ونداء تھے۔ کہ اس دُنیا مین قدم رکھتے ہی باطل عقیدون کو حرف باطل کیطرح فراموش کرا [illegible] حضرت خواجہ جگ سرتاج چشتیان حضرت محمد **سلیمان** کو مہار شریف مین یہ مژدہ جان بخش ونوید دلفزا پہنچا۔ تو آپ بہت ہی مسرور ہوئے۔ بارگاہ الٰہی مین شکریہ ادا کیا۔ اور وطن جانیکے ازحد شائق ہوئے۔ تاکہ اپنے پوتے کے دیدار فرحت آثار سے فرحت حاصل کرین۔ اور کیون مشتاق نہ ہوتے۔ اُنہون نے تو آپ کا ولیعہد بنتا تھا۔ اور تکیہ سلیمانی کے یہی نگہبان مقرر ہونیوالے تھے۔ بھلا بادشاہ کو اپنے ولیعہد کے پیدا ہونیسے

Marfat.com

خوشی نہین ہوا کرتی؟ اور پھر ولیعہد بھی وہ کہ لخت جگر ہے۔ محبوب الٰہی کا درجہ حاصل کرنیوالا ہے اور سلطان المشائخ کے نام سے مشہور ہونیوالا ہے۔ وہ طبل سلیمانی اور نقارہ رحمانی بجائیگا۔ کہ دور دور تک اُسکا شہرہ ہوگا۔ وہ السیا ہدایت کا چراغ روشن کریگا۔ کہ گم گشتگانِ راہِ ضلالت کے واسطے ہدایت اور رہروان صراط مستقیم کیواسطے سرمایہ معرفت و توشہ آخرت ہوگا۔ الغرض حضرت خواجہ صاحب کو ازبس مسرت حاصل ہوئی۔ اور آپنے وطن مالوفہ جانیکا ارادہ کیا۔ پہلے تو یہ کیفیت ہوا کرتی تھی۔ کہ آپ مہینون مہار شریف آکر ٹھیرتے۔ اور کبھی وطن کا نام نہ لیتے۔ مگر اسدفعہ آپ کو اسقدر شوق دامنگیر ہوا کہ آپ نے اپنے مرشد سے اجازت طلب کی۔ اور جب اُنہون نے کمال مہربانی سے استفسار فرمایا۔ کہ اسقدر جلدی؟ تو خواجہ صاحب نے عرض کیا۔ قبلہ! کچھہ ضروری کام ہے۔ اسواسطے اجازت کا طالب ہوا اُنہون نے دریافت کیا۔ وہ کیا کام ہے۔ آپنے گذارش کی۔ کہ کچھ یونہی سا کام ہے۔ اسپر حضرت قبلہ عالم نے پھر مسکرا کر پوچھا۔ تو آپنے فرط خوشی مین کہا۔ قبلہ! برخوردار گل محمد کے گھر فرزند تولد ہوا ہے اور مجھے اس مولود مسعود کے دیکھنے کا اشتیاق ہے۔ اسپر حضرت قبلہ عالم بہت خوش ہوئے۔ اور شفقت سے فرمایا۔ آخر کوئی بات تھی نہ۔ خوشی سے جاؤ۔ اور بخیریت واپس آؤ۔ الغرض آپ وہان سے رخصت ہوکر بخیریت تمام تونسہ شریف مین پہنچے۔ اور حضرت کے دیدار فیض آثار سے ازبس مسرور و شادان ہوئے۔

خواجہ صاحب کی مہار شریف سے واپسی۔

روایت ہے کہ اثنائے راہ مین مولوی صالح محمد صاحب آپکے ہمرکاب تھے۔ جب انہون نے یہ مژدہ جانفزا اور نوید دلکشا سُنا۔ تو کچھہ دیر بحر معانی مین غوطہ لگایا۔ اور خندہ پیشانی سے خواجہ صاحب کی خدمت مین عرض کی۔ قبلہ! تاریخ تولد مین نے زہے بیدار بخت سے اخذ کی ہے۔ یقین ہے کہ آپ کا پوتا بہت بختاور اور نصیبہ والا ہوگا۔ خدا کی قدرت کہ مولوی صالح محمد کا فرمودہ کیا ہی سچ نکلا اور مادہ تاریخ کیطرف نظر کیجاوے تو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت غریب نواز کے حالات کے بالکل موزون و مطابق ہے۔ کون نہین جانتا۔ کہ حضرت غریب نواز خواجہ الٰہ بخش صاحب کیا دین کیا دنیا۔ دونو لحاظ سے شہنشاہ تھے۔ آپ ایکدفعہ ذکر کرتے تھے۔ کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان قدس سرہ العزیز کئی دفعہ مجلس عام مین فرمایا کرتے تھے کہ جب سے یہ بختاور لڑکا ہمارے گھر مین پیدا ہوا ہے۔ لنگر کی عسرت و تنگی رفع ہوگئی ہے۔ سبحان اللہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات بالکل سچ مقولہ ہے۔ آپکے تولد ہوتے ہی فوراً آثار سعادت ظاہر ہونے لگے۔ جیسا کہ خواجہ رہستان حضرت محمد سلیمان بھی اعتراف کرتے تھے۔

تاریخ تولد

Marfat.com

بچپن کے حالات ... روایت ہے کہ ایکدفعہ لڑکپن کی حالت مین آپ اسقدر بیمار ہو گئے۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی حضرت صاحبزادہ گل محمد صاحب آپکے والد ماجد ازبس افسردہ خاطر تھے۔ اور خواجہ صاحب کے حضور بھی کچھ عرض نہ کرتے تھے۔ آخر سید جمال شاہ صاحب نے (جسکا ذکر کئی موقعون پر آئیگا) ارشاد کیا۔ کہ وہ استخارہ کرین شاہ صاحب ایک متوالے آدمی تھے۔ اور نشۂ ایزدی مین مست رہتے تھے الغرض انہون نے بموجب فرمودہ صاحبزادہ صاحب استخارہ کیا۔ تو خواب مین یہ کیفیت دکہائی دی کہ بڑے بڑے اولیا کرام مثلاً خواجہ معین الدین صاحب حضرت مولانا فخر الدین صاحب حضرت قبلہ عالم صاحب تشریف لائے ہین۔ اور حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب کا تاج خلافت اور کلاہ ولایت حضرت الہ بخش صاحب کے حوالہ کر رہے ہین۔ اور انکو خواجہ صاحب کے مصلّہ پر بٹھایا ہے۔ یہ بات سُنکر حضرت صاحبزادہ گل محمد صاحب نے خوشی منائی۔ مگر یہ سُنکر متعجب ہوئے۔ کہ میرے ہوتے وہ خواجہ صاحب کے مصلہ پر کسیطرح رونق افروز ہو سکتے ہین۔ القصہ خداوند کریم نے حضرت صاحب کو صحت بخشی ؂

دیگر۔ آپ نے اپنی تعلیم حسب فرمان خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ مولوی محمد امین صاحب سے شروع کی۔ جو ایک باکمال عالم تھے۔ اور جنکے خواجہ صاحب سے کچھ خانگی تعلقات بھی تھے۔ جنکے لکھنے کی کچھ ضرورت معلوم نہین ہوتی آپنے علاوہ قرآن شریف اور نظم کے عربی صرف نحو سے بھی واقفیت حاصل کی۔ اور تفسیر اور حدیث پر بھی عبور کرنیکے علاوہ انشا پردازی و خطوط نویسی مین بھی مہارت حاصل کر لی۔ مگر آپ کا زیادہ وقت علم سلوک و تصوف میں خرچ ہوا جسکے معلم وہ خواجہ دوجہان تھے۔ اور جسکے واسطے کسی کتاب کی ضرورت

دیگر۔ روایت ہے۔ کہ آپ اوائل عمر میں لباس تبدیل کرنیکے زیادہ شائق تھے۔ ہر تیسرے دن پوشاک بدلتے۔ اور طرح طرح کی گھوڑیان سواری کے واسطے تجویز فرماتے۔ مگر جب خواجہ کا فیضان ہوا۔ تو ان سب سے دل بیزار ہو گیا۔ اور لاکھون آدمی اس امر کی گواہی دیتے ہین۔ کہ جب آپ عہد شباب مین آئے۔ اسوقت سے لیکر وصال تک کبھی نہ تو قیمتی لباس زیب بر کیا۔ اور نہ کسی شاندار گاڑی پر سوار ہوئے۔ واضح رہے۔ کہ وہ شاہزادگی و کم عمری کا تقاضا تہا۔ ورنہ آپ ماشاءاللہ امورات خلاف شرع سے بالکل محترز رہے۔ اور اوائل عمر سے ہی صوم و صلوٰۃ کے پابند اور فقیر دوست تھے۔ چنانچہ مولوی حاجی نجم الدین صاحب خلیفہ حضرت خواجہ صاحب اپنی کتاب مناقب المحبوبین مین لکھتے ہین۔ کہ حضرت صاحبزادہ الہ بخش صاحب گھنٹون ہمارے ساتھ مولوی محمد امین کی کوٹھڑی مین بیٹھکر باتین کرتے۔ اور ارشاد

Marfat.com

فرماتے۔ کہ حاجی صاحب ہمکو دعا کرو۔ خلیفہ صاحب ہمارے واسطے بھی کچھ دعا طلب کیا کرو ٭

دیگر... جن بندون کو اللہ تبارک وتعالیٰ اس دنیا مین ممتاز کرتا ہے۔ انکو اپنی قدرت کاملہ سے ویسے ہی سامان عطا کرتا ہے۔ کہ وہ بچپن مین ہی اپنے غیر معمولی اوضاع واطوار سے لوگون کا دل تسخیر کرین۔ چنانچہ جب حضرت رسول مقبول صلعم تولد ہوئے۔ تو قصر کسریٰ (نوشیروان) مین زلزلہ آیا۔ اور بارہ کنگرے اسکے عالیشان محل کے زمین پر آپڑے۔ آتش پرستون کا آتشکدہ جو زردشت کی وفات کے بعد روشن چلا آتا تھا۔ اور جس مین تقریباً ڈیڑھ ہزار برس سے کبھی آگ نہین بجھی تھی۔ دفعتہً سرد ہوگیا۔ عرب کا ملک جو بوجہ قحط سالی سے تنگ آگیا تھا۔ اس مین اسقدر زراعت ہوئی کہ زمیندار حیران تھے۔ کہ اسقدر برکت کسطرح پیدا ہوگئی ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب گیلانی عالم شیر خوارگی مین روزہ دار رہتے۔ حتیٰ کہ جب عید کے تعین مین اختلاف ہوا۔ تو آپکا فیصلہ ناطق سمجھا گیا۔ اسیطرح ہمارے حضرت صاحب بھی سن شعور سے باکمال اور صاحب تاثیر مشہور ہوگئے تھے چنانچہ اس حکایت سے اس امر کی بخوبی توضیح ہوگی ٭

حضرت کا بارہ سنگا

دیگر... منتخب شریف مین لکھا ہے۔ کہ سکھون کی عملداری تھی۔ اور ایک سکھ سردار جو قلعہ منگروٹھ مین صوبہدار تھا۔ اور دیوان ساون مل کیطرف سے اس علاقہ کا حاکم تھا۔ ایکدفعہ تونسہ شریف کے بازار سے گذرا حضرت صاحبزادہ اللہ بخش صاحب کا ایک گوزن (بارہ سنگا) شہر کے بازارون مین پھرتا تھا۔ یہ بارہ سنگا چھوٹا سا بچہ تھا۔ کہ اسے صاحبزادہ صاحب نے پالا تھا۔ اور وہ لوگون سے اسقدر مانوس ہوگیا تھا۔ کہ بکری کے بچے کیطرح پھرا کرتا تھا۔ جب اس خالصہ سردار کی آنکھ اس بارہ سنگا پر پڑی۔ تو جھٹ سے بندوق کا نشانہ بنایا۔ بارہ سنگا تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ اور اسکے نوکر اٹھا کر خالصہ بہادر کے پاس لیگئے۔ مگر چونکہ وہ مرچکا تھا۔ اور کسی کام کا نہ تھا۔ نوکرون نے ساتھ لے لیا۔ جب شہر کے مغربی طرف گئے۔ تو کسی نے کہا۔ کہ جناب! غضب کیا۔ یہ بارہ سنگا حضرت صاحبزادہ صاحب کا ہے! اور اسکے والد کو آپ بخوبی جانتے ہین۔ الغرض اس سردار نے وہ گوزن (مردہ) حضرت خواجہ محمد سلیمان کی خدمت مین بھیجا۔ آپ نے فرمایا۔ اسی سردار صاحب کے پاس بھیجا۔ کہ یہ ہمارے کسی کام نہین آتا۔ اتنے مین صاحبزادہ صاحب کو خبر پہونچی۔ آپ کسیقدر غمگین ہوئے۔ مگر خاموش سے ہوگئے۔ دوسرے تیسرے دن مجلس عالیہ مین گوزن کا ذکر چلا۔ ایک شخص نے خواجہ صاحب کی خدمت مین عرض کی کہ غریب نواز!

Marfat.com

حضرت دین پناہ صاحب کا مرغا کسی شخص نے ذبح کر کے کہالیا تہا۔ دین پناہ صاحب نے اسکا تلاش کرنا چہوڑ دیا۔ اور فرمایا۔ کہ وہ ہمارا مرغ خود بولیگا۔ جس شخص نے اس مرغ کا گوشت نوش کیا تہا۔ اسکی عجب کیفیت ہوئی۔ اسکے شکم مین مرغ ککڑون کون کرنے لگا۔ اور فوراً کیفر کردار کو پہنچا۔ بڑا غضب ہے۔ کہ سکھ سردار حضرت صاحبزادہ صاحب کا گوزن اس بے رحمی سے مار ڈالے۔ اور آپ چون چرا بھی نہ کرین۔ حضرت خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ دین پناہ صاحب نر تہے۔ اور ہم خصی ہین۔ مگر خدا کی قدرت کہ تیسرے چوتھے دن بعد خبر آئی۔ کہ وہ سردار ہاتھی سے گر کر فی النار ہو گیا ہے۔ تو دیکہنا چاہیئے۔ کہ صاحبزادہ صاحب کے بارہ سنگہ نے کسطرح اپنے سینگون سے اس خالصہ بہادر کو گرا دیا۔ فافہم وتدبر

دیگر... اسی طرح کی ایک اور روایت ہے۔ کہ آپ نے عالم شاہزادگی مین ایک دیوانہ شخص کو جو مالیخولیا (قطرب) مین مبتلا تہا۔ اپنی چادر اوڑہا کر بفضل خدا اچہا کر دیا۔ چنانچہ اسی روایت کا مفصل ذکر کسی

مرحبا ترک مست رعنائی	دل ز ما میبری بہ یغمائی
محو مطلق شود ہمہ عالم	چون نقاب از جمال بکشائی

دیگر... مناقب سلیمانی مولٰنا خانصاحب غلام احمد خان رئیس جہجہر مین لکہا ہے کہ جب غوث زمان راستان حضرت محمد سلیمان کا وصال ہوا۔ تو مصارف لنگر شریف کی بابت بقال کا کچہ قرضہ تہا۔ صاحبزادہ صاحب نے اسی وقت اپنے ذمہ لکہایا۔ اور اسوقت آپ نے علماء فضلا کے بڑے مجمع مین ارشاد فرمایا۔ کہ یہ دار ناپایدار ہے۔ حضرت نبینا وجمیع انبیاء علیہم السلام اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ پس ہر متنفس کو یہ جہان گذاشتنی ہے۔ خواجہ صاحب کا وصال ہو گیا ہے۔ مگر آپکی برکات بدستور قایم ہینگی چاہیئے کہ ہم اس سانحہ پر صبر کرین۔ اور جو لوگ آستانہ عالیہ پر مقیم ہین۔ انشاء اللہ انکی خدمت گزاری مین کوئی کوتاہی نہ کیجائیگی۔ اور ایک اور موقعہ پر لکہا ہے۔ کہ آپ نے بوقت وصال جد امجد یہ عرض کیا کہ مین فقط یہ چاہتا ہون۔ کہ آپ کے غلامون کی کفش سیدھی کرنیکی لیاقت حاصل کرون۔ ان کلمات سے آپ کی عالی حوصلگی۔ انتہا درجہ کی مآل اندیشی۔ انکسار کا اظہار ہوتا ہے۔ فافہم وتدبر

غوث زمان خواجہ محمد سلیمان کے جانشین کون ہوئے۔

جو لوگ حضرت خواجہ سلیمان صاحب سے بیعت کر کے سلسلہ مریدی مین داخل ہوئے تھے۔ اور انہون نے خوش نصیبی اور خوش قسمتی سے حضرت ثانی کو بھی دیکھا۔ چنانچہ اب بھی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق سنہ ۱۳۲۰ھ

Marfat.com

مین ایسے بہت سے لوگ ہین - وہ بخوبی جانتے ہین - کہ حضرت ثانی خواجہ اللہ بخش صاحب کو سب
فیض اور کرامت اپنے دادا حضرت خواجہ محمد سلیمان سے ملی ہے - اور رفیع الوقع وہ اس درجہ
عزت کے لائق تھے - انہون نے اپنی بزرگی ولایت زہد اتقا سے ایک عالم کو مسخر کر لیا ہے
سندھ خراسان - تاتار - عرب تک لوگ انکی زیارت فیض بشارت سے سعادت حاصل کرنے کو
آتے ہین - اور انکے جمال باکمال سے فیض حاصل کرتے ہین - اُن خوش اعتقاد مریدین اور خاص غلامون
تو ذرا بھر شک نہین ہے - کہ خواجہ صاحب نے منصب ولایت وخلافت فوت ہونے سے پہلے کسکو دیا - مگر
بنظر احتیاط اس موقع پر مختلف کتابون سے نقل کرکے اس بات کا عقلی اور نقلی ثبوت دیتے ہین - کہ
خواجہ صاحب نے یہ افسر بزرگی اور تاج فقیری اپنے پوتے حضرت ثانی کے حوالہ کیا ❊
نقل ہے - کہ ایام طفلی مین خواجہ اللہ بخش صاحب ایسے سخت بیمار ہو گئے تھے - کہ زندگی کی امید منقطع
ہو گئی تھی - ہر چند علاج معالجے کیے گئے - بالکل بے سود ثابت ہوئے - حکما حیران تھے - کہ یہ عجیب مرض
کہ سریع التاثیر اور تیر بہدف دوائیان بھی کچھہ مفید ثابت نہین ہوتین - اگرچہ عام طور پر سب لوگ اس
بیماری سے مضطرب اور پریشان تھے - مگر والد بزرگوار خواجہ گل محمد صاحب کی بیقراری حد سے زیادہ
تھی - ایک دن انہون نے سید جمال شاہ صاحب بیکانیری کو فرمایا - کہ آج استخارہ کرین - کیا
میرے بچے کو صحت ہو جاویگی - سید جمال شاہ صاحب نے استخارہ کیا - اور جب سو گیا تو خواب مین
کیا دیکھتا ہے - کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ نور محمد صاحب اور اولیاء
کرام جمع ہوئے - اور انہون نے صاحبزادہ اللہ بخش کا ہاتھ پکڑ کر بڑے حضرت کے مصلے پر بٹھایا - جب
دن کو شاہ صاحب نے خواجہ صاحب سے خواب کا ذکر سنایا - تو وہ بہت خوش ہوئے - مگر اس بات سے متعجب
ہوئے - کہ حضرت صاحب کے مصلے پر باوجود میرے موجود ہونیکے کسطرح بیٹھینگے - آخر ایسا ہی ہوا
مولوی نجم الدین صاحب اپنی کتاب مین لکھتے ہین - کہ جب مین خواجہ علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد
روضہ منورہ کی زیارت کیلئے تونسہ شریف مین آیا - اور زیارت سے سعادت حاصل کرکے واپس
کو جا رہا تھا - ایک رات میں مقام [illegible] شریف مین ہوا - اور حافظ جمال الدین صاحب کی خانقاہ
جا کر اترا - خانصاحب عمر خان افغان جو کہ خانصاحب عبد المجید خان کے رشتہ دارون مین سے
اور ایک مرد صالح اور درویش صفت تھے مین - میرے ملنے کیلئے تشریف لائے - اور فرمایا - کہ مین

...یکدفعہ خواب دیکھا تھا۔ کہ حضرت صاحب قبلہ غوث زمان خواجہ محمد سلیمان صاحب موجود ہین۔ انہون نے خواجہ اللہ بخش صاحب کو سیدھا کھڑا کیا ہے۔ اور انکے قد کو دراز کیا ہے۔ اور اپنا دہن مبارک ان کے دہن مبارک پر رکھا ہے۔ اور اپنے دم کو اسیطرح صاحبزادہ صاحب کے منہ مین ڈال رہے ہین۔ اور نفخ کر رہے ہین۔ مین بھی کھڑا تھا۔ بڑے حضرت صاحب میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ کا معنی یہی ہے۔ نیز حاجی صاحب تحریر فرماتے ہین۔ کہ ۱۲۷۰ھ مین ایک شخص نے جو حضرت صاحب کا مرید ہے۔ مجھ سے پوچھا۔ کہ جب خواجہ علیہ الرحمۃ فوت ہوئے۔ انہون نے وہ نعمتِ باطنی جو انکو ملی ہوئی تھی۔ کسکے حوالہ کی۔ مین نے کہا۔ کہ میرا تو یہی اعتقاد یقین ہے۔ کہ وہ سب نعمت اور دولت صاحبزادہ الہ بخش صاحب کو ملی ہے۔ انہون نے اپنی تسلی خاطر کیلئے اعتراض کیا۔ کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے۔ مین نے کہا۔ کہ تجھے حضرت غوث زمان [illegible] اعتقاد ہے۔ اس نے جواب دیا۔ ہان۔ بہت کیونکہ مین بھی تو مرید ہوا تھا۔ پھر مین [illegible] اچھا تو [illegible] کہ نفخت فیہ من روحی کے کیا معنی ہین۔ اور کیا یہ حضرت نے [illegible] سے یون [illegible] صاحبزادہ صاحب کے حق مین نہ فرمایا تھا۔ اس نے کہا۔ ہان فرمایا تو تھا۔ پھر حاجی صاحب [illegible] کہ مین نے اسے عقلاً اور نقلاً معقول جواب دیکر قایل کیا۔ کہ فی الواقع اس نعمت [illegible] اور درجہ ولایت کے مالک حضرت خواجہ الہ بخش صاحب ہین +

یعنی نقلاً یہ کہ یہی قصہ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ یاد کرا اور تجھے معلوم ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے اپنی حین حیات [illegible] دلایل الخیرات انکو بخشی ہوئی تھی۔ اور وہی مریدون کے شجرہ پر دستخط کرتے تھے۔ اگرچہ نام حضرت کا لکھتے [illegible] دستخط تو وہی کرتے تھے۔ اسکے بعد عمر خان افغان کے خواب [illegible] سید جمال [illegible] حال بیان کیا۔ اور عقلاً اسطرح پر کہ بڑے حضرت صاحب کے [illegible] ت ہونیکے بعد لنگر شریف ویسا ہی جاری ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ہزارہا مخلوق اُن سے مرید ہوئے [illegible] ا۔ اور کبھی یہ سلسلہ ختم نہین ہوتا تیسرے یہ کہ تجھے یاد ہے۔ کہ خواجہ الہ بخش صاحب کی صاحبزادگی [illegible] اوایل عمر مین کیا حالت تھی۔ اور اب کیا حالت ہے۔ کہان وہ زمانہ۔ ایک دن مین تین سوٹ [illegible] اور پرانا میلا پیراہن۔ اور ایک معمولی ٹوپی جو تجھے مین نے [illegible] حضرت ثانی کے ہندوستان [illegible] اور خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ مین [illegible]

وغیرہ حالات اور واقعات کا ذکر کیا۔ اس پر اُس شخص نے خجالت سے سر جھکا لیا۔ اور خاموش ہو گیا۔ غرض اس مختصر مگر مدلل گفتگو سے حضرات ناظرین نے اچھی طرح جان لیا ہوگا۔ کہ خواجہ سلیمان والی دوجہان کے پاس جو نعمت بطور ودیعت اور امانت تھی۔ انہوں نے وہ اپنے پوتے خواجہ اللہ بخش صاحب کے حوالہ کی ✦

سفر ہندوستان

حضرت خواجہ محمد سلیمان کی وفات کے بعد حضرت ثانی خواجہ اللہ بخش صاحب کی کرامت اور بزرگی کا دور دور تک شہرہ ہوتا گیا۔ اور بہت سے لوگ بعد قطع مراحل و طے منازل تونسہ شریف میں آئے۔ اور حضرت کے جمال باکمال سے فیض اُٹھا کر سب کے سب سلسلہ مریدی میں داخل ہوئے۔ اور صرف یہی نہیں۔ کہ ڈیرہ غازیخان ملتان سے لوگ زیارت کو آتے ہیں بلکہ راقم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ کبھی بہت دور دور کے لوگ آستانہ مبارک پر موجود ہیں۔ اور حضرت خواجہ سلیمان صاحب کے عرس شریف کے موقعہ پر جو ۵-۶-۷ صفر کو تونسہ شریف میں ہوتا ہے سیلون۔ کراچی۔ عرب۔ تاتار کے لوگ دیکھے گئے ہیں۔ حضرت صاحب کا خلق اس قسم کا تھا۔ کہ جو کوئی اُنکے دروازہ پر گیا ہے کبھی ناراض یا غمگین ہو کر نہیں آیا۔ بڑے حضرت صاحب کی وفات کو ابھی ۳ سال ہی گذرے تھے۔ کہ خواجہ اللہ بخش صاحب کو شوق ہوا۔ کہ حضرت پیران خواجگان چشت کی زیارت سے مشرف ہوں لہذا ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں ہندوستان جانیکی تیاری کی۔ اور سینکڑوں سوار اور پیادہ جو کہ حضرت صاحب کے دیدار فرحت آثار سے ایکدم بھی جدا نہ ہونا چاہتے تھے۔ اپنے ماں باپ بال بچوں کو چھوڑ اور وطن کو الوداع کہکر حضرت صاحب کے ہمرکاب ہوئے پہلے حضرت صاحب بلدہ تاج سرور میں گئے۔ اور حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد صاحب مہاروی کی مزار پر انوار کی زیارت کی۔ اور پھر مہار شریف میں جاکر حضرت قبلہ عالم کے صاحبزادوں سے ملاقات کی۔ اور صاحبزادہ غلام فخر الدین کو ہمراہ لیکر بیکانیر کے رستے سے اجمیر شریف کو روانہ ہوئے۔ جب بیکانیر میں پہنچے تو شہر کے باہر ایک مسجد میں اُتر پڑے۔ اور تین یوم تک وہاں ٹھیرے رہے۔ بیکانیر کے ہر قوم اور ہر فرقہ کے بہت سے لوگ حضرت کے مرید ہوئے۔ حضرت صاحب سب کا ہاتھ پکڑتے تھے۔ اور معمولی ورد وظیفہ وغیرہ بتاتے تھے۔ اور سب کو نماز روزہ کی پابندی کی تاکید فرماتے۔ جب اجمیر شریف پہنچے تو صاحب دالیے

بیکانیر نے حضرت کے تشریف لانے کی خبر سُنی۔ تو انے ایک آدمی کو حضرت کی خدمت مین بھیجا۔ کہ وہ حضرت صاحب سے اجازت لیوے۔ تاکہ مین آکر زیارت حاصل کرون۔ حضرت صاحب نے بموجب اسکے کہ فقیرون کا استغنا ہے۔ اور وہ بے پروا اور بے نیاز ہوتے ہین۔ اور خداوند کریم کی ذات کے سوا کسی فرولبشر کے محتاج نہین ہوتے منظور نہ کیا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ میان انکو جاکر کہین بھلا ہماری ملاقات سے آپکو کون سا فائدہ ہوگا۔ مناسب یہی ہے کہ تکلیف نکرین خلیفہ اعظم حاجی نجم الدین صاحب اس موقعہ پر

اے بُردی دلم را تو بایں شکل و شمایل | پروائے کست نیست و خلقے بتو مایل

لیکن ہم یہ خیال کرتے ہین۔ کہ خواجہ صاحب کے مزاج میں بعد مین بہت سی تبدیلی ہوگئی۔ اور دیکھا گیا ہے۔ کہ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی جب ان کے ملنے کے لئے گیا ہے۔ انہون نے بڑی خوشی سے ملاقات کی ہے۔ اور بہت دیر تک اُن سے گفتگو کرتے رہے ہین بیکانیر سے روانہ ہوکر ناگور سے ہوتے ہوئے میرٹھ مین پہنچے۔ اور ۲۸ جمادی الثانی کو اجمیر شریف مین رونق افروز ہوئے۔ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ اور پورے دس یوم وہان رہے۔ اجمیر کی مخلوق انکے جمال باکمال کی اسقدر والہ اور شیفتہ ہوئی کہ ہزارہا لوگون نے آکر حضرت سے بیعت کی۔ اور لوگ کہتے تھے۔ کہ آج تک جتنے فقیر اور مشایخ آئے ہین۔ ایسا کوئی شیخ نہین آیا۔ اور خادمان درگاہ اور خواجہ صاحب کی اولاد مین بہت سے حضرت کے سلسلہ مریدی مین داخل ہوئے۔ اور پھر وہان سے کشن گڈھ گئے۔ اور بعدہ جلیپور پہنچے۔ اور وہان کئی یوم قیام کیا۔ یہان کا مہاراجہ رام سنگھ بہادر حضرت کیخدمت مین بڑے اعتقاد سے آیا۔ اور نذر و نیاز گذاری۔ اور بعدہ دہلی مین بالخیر وعافیت پہنچ گئے۔ اور پہلے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خانقاہ مین اُترے۔ اور وہان زیارت کی۔ اور پھر حضرت مولنا خواجہ فخر الدین صاحب کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس اثنا مین بہت سے لوگ آنحضرت کے غلامون مین داخل ہوئے۔ جب ابو المظفر سراج الدین بہادر شاہ کو جو خاندان مغلیہ کے آخری بادشاہ تھے۔ خبر لگی۔ بڑے شوق سے [illegible] پر سوار ہوکر حضرت نصیر الدین محمود کی درگاہ کے دروازے پر آئے۔ جہان کہ خواجہ صاحب ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب حضرت کو خبر ہوئی۔ کہ بادشاہ آیا ہے بہانہ کرکے کسی دوسرے دروازہ سے [illegible] صحرا کو چلے گئے۔ اور یہ غریب بڑی دیر تک منتظر کھڑا رہا۔ اور آپ کے استغنا [illegible] فقیرانہ سے [illegible] بیٹھے ہوئے لوگون نے جاکر خوشامد کی۔ اور بہت کچھ الحاح وزاری کی حضرت صاحب [illegible]

سے ملین۔ مگر بپاس خاطر درویشان تشریف لائے۔ بادشاہ قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ اور پھر رخصت ہوگیا
دوسرے دن حضرت صاحب شاہجہان آباد گئے۔ یہان بھی حضرت کی بہت شہرت ہوئی۔ بڑے بڑے
امیر وزیر آکر قدمبوسی کرتے تھے۔ بادشاہ انہین اپنے محل مین لیگئے۔ اور وہان سب بیگمات مرید ہوئین
اور بادشاہ نے ایک ہاتھی اور بہت سا نقد جنس وغیرہ حضرت صاحب کی خدمت مین بطور نذر تحفہ
پیش کیا۔ جو انہون نے بعد اصرار منظور کیا۔ اور پھر ہاتھی صاحبزادہ نظام الدین نبیرہ مولٰنا
فخر الدین صاحب کو دیدیا۔ بعد مین چونکہ ماہ رمضان شریف قریب آگیا تھا۔ اور اپنے والد صاحب کا
عرس وطن مین کرنا ضروری تھا۔ لہٰذا وہان سے سنگھڑ کیطرف واپس تشریف لانیکے لیے کوچ فرمایا اور
سرسہ کے رستہ سے لوگونکو فیضیاب کرتے مہار شریف تشریف لائے۔ اور پھر سنگھڑ کو چلے گئے۔ مشہور
ہے۔ کہ خواجہ **الہ بخش** صاحب صاحبزادگی کے دنون مین بہت عمدہ لباس پہنتے تھے۔ اور ایک عمدہ
عربی گھوڑی پر جس کی زین بھی نہایت مکلف اور قیمتی ہوتی تھی سوار ہوتے تھے۔ مولوی حاجی نجم الدین
صاحب لکھتے ہین۔ کہ مین ایکدن نوافل اشراق پڑھ رہا تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب ان دنون
علوم ظاہری کیطرف متوجہ تھے۔ اور ابھی وہ درجہ ولایت وکرامت اپنے جد امجد سے نہ ملا تھا۔ آپ
مولوی محمد حسین صاحب کی کوٹھی مین تشریف لائے۔ اور ان سے کسی علمی مسئلہ کی تحقیق کررہے
تھے۔ جب مین نماز سے فارغ ہوا۔ مین بھی مولوی صاحب کے حجرہ مین حسب معمول چلا آیا۔ میری ساتھ
صاحبزادہ صاحب کی بڑی محبت تھی۔ مجھے فرمایا۔ کہ خلیفہ صاحب! ہمارے لیے بھی دعا کرو۔ مین نے
عرض کی۔ قبلہ! ہم غلامونکا تو یہی کام ہے۔ کہ اپنے مرشد اور ہادی کی اولاد کیلیے ہمیشہ دعا مانگتے
رہتے ہین۔ اور ہمیشہ طلب کرتے رہینگے۔ کہ جو درجہ ہمارے مرشد کو حاصل ہے حقتعالی انکی اولاد
کو بھی [illegible] انکو اپنے ذوق [illegible] سے بہرہ ور کرے۔ اور اپنے
جد امجد کے [illegible] ہمیشہ انکی متابعت مین رکھے۔ یہ دعا کرکے مین چلا آیا۔ وہ
پھر فرماتے ہین کہ [illegible] حقتعالی نے انکو سعید ازلی اور مقبول ابدی روز ازل سے بنایا تھا۔ وہ
برابر اسی رتبہ اور [illegible] بندہ الفقیر [illegible] ہوا [illegible] اس سے حاجی
صاحب کی منکسر المزاجی [illegible] انکی زندگی [illegible]
[illegible] فرمایا۔ کہ ہندوستان بہت

Marfat.com

نشان سے آکر بہت آدمی ہمارے مرید ہوئے۔ اور اور بہت سے وہان کے لوگ آئینگے۔ مگر جو نفع اور جو
درجہ حاجی نجم الدین صاحب اور سید محمد علی شاہ خیرآبادی نے حاصل کیا تھا۔ وہ انہی کا حصہ تھا۔ یہ دونو
حضرت کے خلفائے عظام مین سے ہین۔ اور ان پر حضرت کی بڑی توجہ تھی۔
دیگر۔ مولوی در محمد امین سوکڑی او جینی اور مہربان راقم کو کہا کرتے تھے کہ حضرت صاحب کی مجلس
مین جو خیال کسی کے دل مین پیدا ہو۔ حضرت صاحب فوراً اسے تاڑ جاتے ہین۔ چنانچہ مولوی صاحب
فرماتے ہین۔ کہ ایک روز میرے دل مین آیا۔ کہ ہم غریب لوگ جو چار پانچ کوس گھر سے طے کر کے حضرت
کی قدمبوسی کیلئے آتے ہین۔ ہمارے حال پر یہ بے پرواہ عالی رتبہ کیا توجہ کرتے ہونگے۔ بھلا بادشاہ
کو گدا سے کیا کام۔ جب آدھ گھنٹہ مین حضرت کی محفل مقدسہ مین بیٹھا رہا۔ اور پھر قدمبوسی کر کے
چلنے لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ میان در محمد ہم بے پرواہ نہین ہین۔ سچے مریدونکو ہم بھی دل سے عزیز
رکھتے ہین۔ اسوقت میرے دل مین حضرت صاحب کی بزرگی کا اعتقاد پہلے سے دہ چند ہوگیا۔
اور مین بہت ہی خوش ہوا۔ کہ حضرت صاحب اس فقیر کے نام سے بھی واقف ہین۔ پھر جب کبھی
مجلس عالیہ مین آنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ بس یہی دل مین خیال آتا تھا۔ کہ حضرت صاحب کی توجہ فقط
میری ہی طرف ہے۔ اور ہر ایک خاص غلام کا یہی عقیدہ رہا ہے۔
دیگر۔ برادرم خان محمد خان ولد فتح محمد خان ملغانی۔ جو کہ ایک جوان صالح اور حضرت صاحب کے
خاص غلام تھے۔ اور حضرت صاحب کی وفات کے بعد کچھ عرصہ بیمار رہ کر فوت ہوگئے۔ راقم کو اکثر
اسی امر کے متعلق بہت سی حکایات سنایا کرتے تھے۔ جو راقم کو اکثر بھول گئی ہین۔
دیگر۔ خان محمد خان مرحوم مذکورہ نوجوان حضرت صاحب کے ساتھ بہار شریف پٹنہ اور اجمیر وغیرہ کی
طرف ہمیشہ جایا کرتے تھے۔ ایکدن انہوں نے کہا۔ کہ جب بہار کے وقت پٹنہ [illegible] پہنچے
صاحب اور ایک دو خاص الخاص غلام سکنڈ کلاس مین تھے۔ اور [illegible] بند کر دیا گیا
تھا۔ مگر لوگ گاڑی پر ٹوٹ پڑتے [illegible] سٹیشن [illegible] سجائین۔
انجن کو چلایا مگر لوگ اس اندھیری رات کے وقت [illegible] گاڑی سے نہ اترتے تھے۔ اور اسقدر ہجوم کیا
ہوا تھا۔ کہ گویا بلوہ کرتے ہین۔ آخر [illegible] گھنٹہ [illegible] گاڑی ایک سٹیشن پر [illegible] ہوگئی۔ اور حضرت
صاحب بھی تنگ آگئے۔ اور فرمایا۔ کہ ہم پھر آوینگے۔ سٹیشن کے بابو اور [illegible] ملازم حیران تھے

Marfat.com

کہ یہ شخص کوئی جادوگر ہے۔ کہ اسقدر لوگون کو گھرون سے اس اندھیری رات مین کھینچ لایا ہے۔ وہ بھی چھپی نظرون سے حضرت کو جادیکھتے تھے۔ اور اُن کے لباس سادہ حالت کو دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ کہ ہائین یہ عجب بات ہے۔ ہم نے خیال کیا تھا۔ کہ امیر کابل ہے۔ یا والئے بہاولپور۔ مگر ؎

توجیہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد	خاکساران جہان را بحقارت منگر

دیگر۔ لکھا ہے کہ میان حبیب صاحب ساکن یوسف زئی جو کہ ایک متقی اور پرہیزگار شب بیدار شخص ہین۔ حضرت خواجہ صاحب سے مرید ہوئے تھے۔ اور خواجہ صاحب نے حسب معمول ودستور ایک تسبیح درود شریف اور تین تسبیح اللہ الصمد وظیفہ کیلئے انہین فرمائین چونکہ انہین مراقبہ اور ذکر جہر وغیرہ کا بڑا شوق تہا دل ہی دل مین کہا کرتے تھے۔ کہ افسوس بڑے حضرت صاحب نے مجھے کوئی طریقہ مراقبہ اور اعتکاف وغیرہ کا نہین بتایا۔ خواجہ الہ بخش صاحب سے میرا دل نہ چاہتا تہا۔ کہ پوچھون۔ کیونکہ مین بڑے حضرت کا مرید ہوا تہا۔ اور میرے واسطے کسرِ شان بھی۔ کہ ان سے کچھ پوچھون۔ گویا اُن سے مین محروم رہا تھا۔ ایکدن حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی مزار مبارک پر یہی بات عرض کی۔ رات کو جب سویا۔ حضرت صاحب کو خواب مین دیکھا اور اُنہون نے فرمایا۔ کہ اے حبیب تو مجھے مُردہ جانتا ہے۔ مین زندہ ہون۔ یہ تو ایک قانون اور پردۂ شریعت ہے۔ اور اسی حالت رویا مین حضرت صاحبزادہ الہ بخش صاحب بھی موجود تھے۔ میرا ہاتھ اسوقت انکے ہاتھ مین دیکر فرمایا۔ کہ جو کچھہ دریافت کرنا ہو۔ ان سے پوچھو۔ میان حبیب کہتے ہین۔ کہ اسدن سے میرا اس حضرت ثانی پر اسقدر اعتقاد ہوا۔ کہ میرا دل ہی بخوبی جانتا ہے +

نقل ہے۔ کہ حضرت خواجہ سلیمان نے میان محمد کھوکھر کا نام مینہ برساوا رکھا ہوا تھا۔ سنگھڑ مین جب کبھی امساک باران ہوتا۔ اور لوگ جاکر حضرت صاحب کی خدمت مین دعا طلبی کرتے حضرت صاحب عموماً نامبردہ کیطرف مخاطب ہو کر کہتے۔ کہ یہ مینہ برساوا ہے۔ اور کبھی یہ بھی فرماتے۔ کہ ہمارے مرشد کے نام کا للہ ایک چھنڈ[1] خیرات کرو۔ حضرت ثانی مینہ برساوا تو کسی کو نہ کہتے تھے۔ مگر یہ فرماتے تھے۔ کہ ہمارے مرشد کے نام پر ایک گوسفند حلال کرو۔ اور ساتھ ہی آپ خود بہت ختم کرتے۔ اور درود شریف بڑی کثرت سے پڑھواتے۔ خداوند کریم اپنا فضل کر دیتا تہا۔ اور بارش بکثرت ہوجاتی تھی۔ اکثر لوگون کو معلوم ہو گا۔ کہ سنگھڑ کا سارا علاقہ بارانی ہے اور رود کوہی سے آباد ہوتا ہے۔

[1] گائے بیل وغیرہ کو کہتے ہین۔

Marfat.com

نقل ہے۔ کہ خواجہ غلام فرید صاحب چشتی چاچڑان شریف والے جو ایک بڑے ولی کامل گذرے ہین۔ حضرت ثانی کے ہمعصر اور ہم عمر تھے۔ ہمیشہ عشق الٰہی مین محو رہتے تھے۔ اور نشہ محبت مجازی مین سرشار رہتے تھے۔ آپ کا حضرت ثانی خواجہ الہ بخش سے بڑا اعتقاد تھا۔ چنانچہ راقم کو یاد ہے۔ کہ بہت دفعہ خواجہ غلام فرید صاحب کے مصاحب حضرت کی خدمت مین آئے۔ اور خواجہ صاحب کیطرف سے اظہار شوق ومحبت کیا۔ حضرت صاحب انکی اسقدر خاطر اور مدارات کرتے تھے۔ جتنی خواجہ صاحب کی کرنی چاہیے۔ علیٰ ہذا میر اقیاس اور گمان ہے۔ کہ تونسہ شریف سے کبھی حضرت کے خاص غلام جایا کرتے ہونگے۔

نقل ہے۔ کہ جب کوئی انگریز تونسہ شریف مین آتا۔ تو حضرت صاحب کا شہرہ سُنکر اُنکے زیارت کرنے اور بالخصوص اُن عمارات عالیہ کے دیکھنے کیلیے ضرور جاتا۔ جنپر حضرت ثانی نے زر کثیر صرف کر کے تونسہ مین بنوائی ہین۔ اور جنہون نے شہر کی رونق کو چند در چند بڑھا دیا ہے۔ اور قریبا نصف حصہ شہر میں پھیلی ہوئی ہین۔ تواریخ رؤسائے پنجاب مین لکھا ہے۔ کہ خواجہ الہ بخش صاحب کو مکانات تعمیر کرانے کا بڑا شوق ہے۔ اور جب اُن سے کوئی ملنے جاتا ہے۔ یا مکان دیکھنے کا شوق ظاہر کرتا ہے۔ آپ اسکو بڑی شوق سے اپنے عالیشان مکان جا کر دکھلاتے ہین۔ اور بڑی محبت اور تواضع سے باتین کرتے ہین۔ اس سے خواجہ صاحب کے اخلاق حمیدہ کا پورا پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ کسقدر منکسر المزاج خلیق ملنسار تھے۔

نقل ہے۔ کہ ایک دفعہ کسی خاص غلام نے پوچھا۔ کہ یا حضرت یہ انگریز لوگ جو کہ بے دین ہین جب آپکے ساتھ ملنے کو آتے ہین۔ آپ ان کے لئے سرو قد کھڑے ہو جاتے ہین۔ اور بہت خاطر تواضع کرتے ہین۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ ایسے بے دین لوگون سے تو کلام بھی نہ کرنی چاہیے۔ جو کہ ہمارے رسول مقبول صلعم کے دشمن ہین۔ آپنے فرمایا۔ میان اس مین میری کون سی کسر شان ہو جاتی ہے۔ مین انکو دکھانا چاہتا ہون۔ کہ اسلام مین کسقدر تواضع اور خاطر داری کیجاتی ہے۔ کہین وہ یہ تو نہ کہین۔ کہ اسلام مین تکبر اور فخر ہے۔ اور مسلمان لوگ مہمان نواز نہین ہوتے۔ [illegible] اخلاق ہین۔ اور دین احمدی کی کیا [illegible] دل مین ہے۔

نقل ہے۔ کہ حضرت خواجہ الہ بخش صاحب کو عدالت مین کرسی ملی ہوئی تھی۔ مگر انکو سرکار عالیہ سے اس بات کی خاص [illegible] تھی۔ کہ وہ شہادت کبھی عدالت مین نہ بلائے جاوینگے آپ ہمیشہ اپنے کسی غلام [illegible] کو [illegible] کرو دیتے تھے۔ اور خود [illegible] کبھی [illegible]

یا کسی میٹنگ مین شریک نہین ہوئے - اللہ اللہ کیا شان بلند نشان ہے - کہ گورنمنٹ کو بھی حضرت
کی عزت منظور ہے - اور شہادت وغیرہ سے آزاد کر دیا ہے - اگر یہ تائید غیبی نہین ہے - تو اور کیا ہے ؀

نقل ہے - کہ لالہ لیکھو رام صاحب تحصیلدار شاہرگ بلوچستان جو روجھان ضلع ڈیرہ غازیخان
کے باشندہ ہین - باوجود غیر مذہب ہونیکے حضرت کی ذات اقدس پر بہت اعتقاد رکھتے تھے - ایکدفعہ
شامت اعمال سے ایک بڑے سنگین مقدمہ مین پھنس گئے - اور عین مصیبت کیوقت حضرت صاحب
کیخدمت مین دعا طلبی کیواسطے عریضہ لکھا - اور شاید تار وغیرہ بھیجے - حضرت صاحب اسکے اعتقاد اور
یقین کو بخوبی ملاحظہ کر چکے تھے - اسکی بیکسی پر ترس کھایا - اور اسکے لیئے صدق دل سے دعا مانگی -
خداوند کریم نے حضرت کی دعا مستجاب کی - اور وہ بالکل بری کئے گئے - راقم کو یاد ہے - کہ جب
۱۲ استمبر ۱۹۰۱ء کو خواجہ صاحب کا انتقال ہو گیا - تو ۱۵ ستمبر ۱۹۰۱ء کو یہ عاجز سبی ملک بلوچستان
مین تھا - سٹیشن سبی پر تحصیلدار صاحب موصوف ملاقی ہوئے - کسی نے انہین حضرت صاحب کی
وفات کا پہلے سے ذکر کر دیا تھا - اسپر انہون نے مجھہ سے حال پوچھا - جب مین نے یہ واقعہ جانگزا اور
سانحہ روح فرسا با دل پُر درد سنایا - نہایت غمگین ہوئے - اور بہت افسوس کرنے لگے - اور ایسا
معلوم ہوتا تھا - کہ انہین سخت صدمہ پہنچا ہے ؀

دیگر - مجھے یاد ہے کہ میرے چچا نور محمد خان ملتانی مدرس ہوکڑ کے گھر مین کوئی بچہ نہ ہوتا تھا - اور
انہون نے پیرون فقیرون کے دروازہ پر بہت ہاتھہ پاؤن مارے - مگر کہین سے گوہر مقصود ہاتھہ نہ آیا
انہون نے باوجودیکہ تین شادیان کین - مگر اولاد نہ ہوئی - آخر خواجہ الٰہ بخش صاحب نے دعا فرمائی
خداوند کریم نے فضل کیا - اور اپنے کرم سے اگست ۱۸۹۲ء مین فرزند عطا فرمایا - میرے چچا کا اعتقاد اسی
دن سے زیادہ ہو گیا - اور آپ جاکر بیعت کر لیے - مجھے اچھی طرح یاد ہے - کہ آپ برابر باوجود سرکاری
نوکری کے جمعہ کے روز حضرت کی زیارت کو جاتے - اور جمعہ نماز بھی وہان پڑھتے - اور حضرت غریب نواز
بھی آپ پر کمال مہربانی فرماتے تھے - اور ہر خاص و عام کو معلوم ہے - کہ نور محمد خان ملتانی نماز روزہ
مین کیسا پابند ہے - اور رفاہ عام کے کامون [illegible] - مین وہ دن نہین بھولونگا
کہ ہمارے موضع [illegible] واقع ہے - تو ہم [illegible]
[illegible] وہان بوجہ مفلسی [illegible] کیا - ہم لوگ [illegible]

مارے اُن مریضوں کے پاس نہ جاتے تھے۔ مگر میرے چچا برابر ہر وقت انکے پاس جاتے۔ اُنکو دُودھ چاول وغیرہ دیتے۔ جب ہم کہتے۔ کہ بیشک کسی کو موت وقت سے پہلے نہین آئی۔ مگر آپ نے یہ بھی سنا ہے۔

گرچہ کس بے اجل نخواہد مُرد	تو مرو در دہانِ اژدرھا

مگر ہماری وہ ذرا بھی نہین سنتے تھے۔ خواجہ صاحب کی اُن کے حال پر ہمیشہ بہت عنایت رہی اور نور محمد خان جنکو خانجی صاحب کہتے ہین۔ خداوند کریم کے فضل سے دین و دنیا دونو نعمتوں سے بہرور ہین

نقل ہے۔ کہ منشی گل محمد خانصاحب تنگوانی ساکن ہیر شرقی جو کہ پہلے ایک معمولی دیہاتی مدرسہ مین ملازم تھے۔ حضرت صاحب کے مرید ہوئے۔ اور خواجہ صاحب کی سفارش پر علاقہ کوہستان مین ملازم ہو گئے۔ آپ ایک نکتہ شناس شاعر ہیں۔ فارسی مین آپ کو خاص ملکہ ہے۔ حضرت صاحب کی توجہ سے بلوچستان مین پولیس انسپکٹر کے عہدہ جلیلہ پر ممتاز ہوئے۔ اور اٹھارہ بیس سال وہان ملازم رہے۔ کبھی کسی سے رشوت نہ لی۔ حکام اُن سے بہت خوش تھے۔ آخر ۱۹۰۲ء کے شروع مین پنشن لے لی۔ عموماً ہر روز خواجہ صاحب کی خدمت عریضہ لکھتے تھے۔ اور خواجہ صاحب کی یہ مہربانی تھی کہ بیسیون خطوط جو روز آتے تھے۔ سب سے پہلے گل محمد خان کے عریضہ کو پڑھواتے تھے۔ جو استہزا اور ہنسی کی باتوں سے لبریز ہوتا تھا۔ گل محمد خان اپنی تنخواہ کا بہت روپیہ لنگر شریف مین برابر ماہ بماہ بھیجتے رہتے تھے۔ اور ان کا حضرت پر بہت بڑا اعتقاد تھا۔ بہت دفعہ ایسا ہوا۔ کہ انہین زیارت کیلئے رخصت نہ ملتی تھی۔ لیکن جب دُعا طلبی کیلئے حضور کی خدمت مین تار دیتے تھے۔ خداوند کے فضل سے فوراً رخصت منظور ہو جاتی تھی۔ اپنی ساری تنخواہ مین سے صرف پندرہ بیس روپے اپنی ذاتی ضروری اخراجات کیلئے رکھ لینا۔ اور باقی فی سبیل اللہ خیرات کے طور پر ماہوار دیتے رہنا۔ ہر ایک آدمی کا کام نہین ہے۔ مین نے سُنا ہے کہ گل محمد خان اس درجہ پابند صوم و صلوٰۃ تھے کہ کبھی خواہ سفر درپیش ہے۔ خواہ برف باری ہو رہی ہے۔ خواہ کوئی اور مشکل درپیش ہے۔ لیکن یہ نماز ضرور پڑھتے تھے۔ دورہ تفتیش مقدمات کے وقت مین برابر ان کے ہاتھ مین تسبیح رہا کرتی تھی۔ جاننا چاہیے۔ کہ جن پر حضرت کی توجہ ہوئی ہے۔ انکی حالت کیسی بہتر ہو گئی ہے۔ اور وہ دین احمدی پر کیسے فریفتہ ہوتے ہین۔ **دیگر**۔ مولوی محمد شاہ عالم صاحب سوکڑی۔ جنکا ذکر پہلے صفحون مین آچکا ہے۔ وہ خواجہ صاحب سے بیعت ہوئے۔ اور حضرت ثانی کے بھی بڑے معتقد تھے چنانچہ

Marfat.com

باوجود کبرسنی کے وہ برابر آٹھوین دن حضرت صاحب کی زیارت کو جایا کرتے تھے - انکے بڑے صاحبزادہ کا نام مولوی نور احمد صاحب ہے - خود مولوی صاحب کی عمر ۸۵ برس سے کسی طرح کم نہین ہے - انہون نے اپنے صاحبزادہ کی تین شادیان کرائین - مگر خداوند کریم نے کوئی اولاد نرینہ عطا کی - مولوی نور احمد صاحب کی عمر بھی اب پچاس سال سے متجاوز ہے - سُنا گیا ہے - کہ ایکدن جب خواجہ الہ بخش صاحب بعد نماز ظہر حسب معمول خانقاہ شریف مین زیارت کیلئے داخل ہوئے - انکے چند منٹ بعد مولوی شاہ عالم صاحب بھی اندر گئے - اور حضرت سلیمان کی تربت شریف کی سرہانے جاکر عرض کی - قبلہ امیرا ایک بیٹا تہا - اُسکے بھی اب بال برف کیطرح سفید ہوگئے ہین - دُعا فرمایئے کہ خداوند کریم اُسے بیٹا عنایت کرے - جو غلام کا قائمقام ہو - حضرت صاحب کو رحم آگیا - اور وہین روضہ منورہ مین دعا طلب کی - خداوند کریم نے انکی دعا مستجاب کی - اور ۱۳۱۹ھ کے اخیر مین انہین ایک پوتا عنایت ہوا - دیگر - جو لوگ خواہ بطور زیارت - خواہ بغرض سیر **تونسہ شریف** مین آئے ہین - انکو بخوبی معلوم ہے - کہ حضرت خواجہ الہ بخش صاحب کو عمارتین بنانے کا بڑا شوق ہے - اور انہون نے اپنی عین حیات مین نہایت عمدہ عمدہ عمارتین بنوائی ہین - جنہین دیکھکر خداوند کریم کی قدرت یاد آتی ہے - کہ اسقدر اخراجات جوان پر ہوئے - یہ کہان سے آئے - کیا حضرت صاحب کیمیاگر تھے - بیشک غریب نواز کیمیاگر تھے - انہون نے اپنے تقویٰ و طہارت سے سارے جہان مین سکہ بٹھار کہا تہا - کیمیا پر لوگ کیا مائل ہونگے - جو حضرت صاحب کیطرف لوگون کا میلان خاطر تہا - اور چھوٹی اور رہی کیمیا سے ان کو کیا فایدہ حاصل ہوسکتا ہے - جو فایدہ حضرت کی ذات بابرکات سے انکے تئین پہنچا - خود حضرت صاحب کی ذات ہی مین خاصیت کیمیا سے کچھ کم خاصیت نہ تھی - کیمیا تو ادنی دہات کی چیز کو اعلے بنا سکتی ہے - حضرت صاحب کی ذات ستودہ صفات سے کتنے گمراہان کو جو ضلالت کو نفع اور فایدہ پہنچا - اس سے بڑھکر اور کیا کیمیا ہوسکتی ہے - کہ ادنی درجہ سے انسان اعلے درجہ پر پہنچ جاوے - درجہ شقاوت سے درجہ سعادت حاصل کرکے اوج کرامت پر پہنچے - سبحان اللہ حضرت صاحب ممدوح کا منشا تعمیر مکانات سے ہرگز ہرگز حب جاہ کا نہ تھا - نہ ہی ان کا یہ منشا تہا - کہ بڑے عالیشان مکان بنا کر ان کا فایدہ مجھے یا میری اولاد کو ہوگا - کیونکہ دیہات مین شاندار مکانات سے کونسا فایدہ مترتب ہوسکتا ہے البتہ شہرون مین عالیشان مکان بہت سے فایدہ اور نفع کا موجب ہین - یہ ہرگز

Marfat.com

قیاس مین نہین آسکتا۔ کہ حضرت صاحب طالب جاہ و منصب تھے۔ اور انہون نے آپنے آرام کی
خاطر اچھے اچھے مکان بنوائے۔ اول تو ہر ایک شخص جانتا ہے۔ کہ زیادہ تر حضرت صاحب نے مسجد اور چاہ و
سرائے بنانے مین روپیہ خرچ فرمایا ہے۔ چنانچہ مسجد ایسی بے نظیر بنی ہے۔ کہ ہندوستان بھر مین
شاید ہی ایسی خوبصورت اور نفیس مسجد ہوگی۔ اخیر حصہ کتاب مین ان عمارات کا مختصر حال لکھا جائیگا
جو کنوآن بنایا گیا ہے۔ دہ ہاتھ گہرا ایسا ہی ہے اور دہ در دہ ہے۔ اور بموجب اجتہاد امام اعظم صاحب وہ
ہرگز ناپاک نہین ہوسکتا۔ مریدون اور معتقدون اور زائرین اور مسافرون کے آرام کیواسطے بڑے
عمدہ وسیع پختہ مسافرخانے بنے ہوئے ہین۔ جسمین فرش فروش پانی روشنی وغیرہ کا پورا پورا انتظام
ہے۔ خواہ کتنے ہی مسافر آکر رہین۔ ہرگز کوئی تکلیف نہین ہوتی۔ علاوہ اسکے ایک گھنٹہ گھر بھی آپنے
بنوایا ہے۔ میان فضل لانگری نے جوکہ بڑا ہی طباع اور زیرک شخص ہے یہ گھنٹہ بناکر اپنی زیرکی اور
دانائی سے ایک جہان کو حیران کردیا ہے۔ یہ گھنٹہ گھر بہت اونچا ہے۔ چارونطرف سے اسکی سوئیان
نظر آتی ہین۔ ہر پندرہ منٹ کے بعد گھنٹہ بجتا ہے۔ جب چار پاؤ یعنی ۶۰ منٹ پورے ہوچکتے ہین
ایک بڑا گھنٹہ بجتا ہے۔ جسکی آواز دور دور تک سنائی دیتی ہے۔ ان سب عمارات سے یہی نتیجہ نکل سکتا ہے
ہے

پل و مسجد و چاہ و مہمان سرائے	ثمر د آن کس از وے بماند بجائے

لیکن جہانتک دریافت کیا گیا ہے۔ اور ہم نے اس بات کی تہ دریافت کرنے مین کوشش کی
ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ طریقہ یعنی تعمیر مکانات بھی ایک طرح امداد غربا ہے۔ مین دس سال کے
قریب تونسہ شریف مین رہا۔ مین نے کبھی حضرت صاحب کے معمارون اور بڑھیون کو بیکار نہین دیکھا
بہت دفعہ ایسا دیکھا گیا۔ کہ جب ایک مکان صرف کثیر سے تیار ہوچکا۔ تو حضرت صاحب نے حکم دیا۔ کہ یہ مکان
بدوضع سا معلوم ہوتا ہے۔ اسکو گراکر از سر نو بنایا جاوے۔ اسطرح مزدورون کی کئی دن کی
روزی ہوگئی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اس عمل سے پرورش مزدوران متصور تھی۔ اگر کوئی شخص
یہ کہے۔ کہ اگر حضرت صاحب کا منشائے مبارک خیرات ہی کا تھا۔ تو پھر یہ تو مکان بنانیکی مزدوری ہوئی
خیرات کوئی تھوڑی ہوئی۔ اسکے جواب مین یہ گذارش ہے۔ کہ اگر حضرت صاحب ایسا ہی روپیہ خرچ
کرتے۔ تو بہت سے لوگون کو گویا بیکار بیٹھنے۔ اور مفت کے ٹکڑے کھانے اور روزی حلال کماکر کھانیکا
سبق دیتے۔ خیرات فی الحقیقت ایک نعمت ہے۔ مگر خیرات کے مستحق تو معدودے چند مین

Marfat.com

پس حضرت صاحب کا یہ طریقہ اس قسم کی خیرات سے کہین بڑھکر تھا۔ خداوند کریم بیشک روزی رسان ہے۔ اور رزاق مطلق ہے۔ اور جسکا یہ اعتقاد نہین۔ وہ مردود ہے۔ مگر کوئی شخص مجھے بتا سکتا ہے کہ بیکار بیٹھے رہنے سے کسی کے ہاتھ مین زر کی تھیلی غیب سے آگئی ہو۔ نہین بندہ کوشش کرتا ہے۔ مالک روزی مقدرہ بھیج دیتا ہے۔ اسی اصول پر حضرت صاحب کا عمل تھا۔ اور حُب جاہ و منصب ہرگز ہرگز معاذاللہ مقصود نہین تھی۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو ضروری تھا کہ حضرت صاحب کا لباس بھی نہایت بیش بہا اور قیمتی ہوتا۔ کون نہین جانتا۔ کہ حضرت صاحب ہمیشہ ایک فقیرانہ ٹوپی سر پر رکھتے تھے۔ ایک معمولی لٹھے کا سادہ پیراہن۔ اور ایک نیلی چادر باندھا کرتے تھے۔ کبھی ہم نے نہین دیکھا کہ خود حضرت صاحب کسی نہایت عمدہ گھوڑے یا بگھی پر چڑھکر ہوا خوری کو نکلے ہون۔ ان کو دنیا سے نفرت تھی۔ اسیواسطے جو روپیہ نذر و نیاز وغیرہ کا آتا۔ وہ سب یا تو لنگر خانہ مین خرچ ہوتا۔ یا مسجد چاہ مکانات وغیرہ کی تعمیر مین۔

دیگر حضرت خواجہ الہ بخش صاحب مرحوم ایک طرف متقی اور پرہیزگار صوفی خداپرست فقیر تھے۔ تو دوسری طرف ایک شریف خلیق مہمان نواز متواضع امیر تھے۔ جیساکہ پچھلے صفحون مین اشارۃً تحریر کیا جاچکا ہے۔ کہ آپ کو عالیشان مکان حویلیان بالاخانے سردخانے تہخانے بنوانے کا بڑا شوق تھا۔ ایک دیوان خانے پر کئی کئی قسم کے کلاک گھنٹے اور گھڑیان ہوا کرتی تھین۔ جن سے اس کمرہ کی رونق اور بھی زیادہ معلوم ہوتی تھی۔ آپنے ایک شیش محل بھی بنوایا ہے۔ جسمین قد آدم کے برابر شیشے لگے ہوئے ہین۔ اور اس مکان کے اندر جانیسے انسان پر ایک عجیب حالت طاری ہوجاتی ہے۔ جدہر دیکھتا ہے۔ اُسے اپنی صورت اور شکل دکھائی دیتی ہے۔ درمیان مین شیشے ایسے لگے ہوئے ہین۔ کہ معلوم نہین ہوتا۔ کہ آگے رستہ ہے۔ یا نہین۔ بسا اوقات ایسا دیکھا گیا ہے۔ کہ ناواقف آدمی دروازہ خیال کرکے جانا چاہتا ہے۔ اور پھر اسکو ملازم بڑی احتیاط اور جلدی سے روک دیتے ہین۔ اگر وہ پھرتی اور احتیاط کو کام مین نہ لاوین۔ تو وہ دروازے ٹوٹ کر چکنا چور ہوجاوین۔ ضلع امرتسر کے ترکہان اور بڑہی بہت مشہور ہین۔ آپ کیوقت مین ایک درجن سے زیادہ مستری اور ترکہان کارخانہ مین دن رات کام مین لگے رہتے تھے۔ جھنڈا سنگھ نام مستری ایک شخص سفید ریش جو کہ بڑا ہی خلیق اور خندہ رو شخص تھا۔ اُن سب کا جمعدار تھا۔ ہم نے کبھی نہین دیکھا۔ کہ کارخانہ بند کیا گیا ہو۔ آپ صبح شام اپنے نئی تعمیر ہونیوالون کو دیکھنے جاتے تھے۔ اور کرسی بچھاکر گھنٹون بیٹھے رہتے۔ اور کام کو جلد جلد ختم کرنیکے لئے راج

شیش محل

مزدوروں کو بڑے محبت کے الفاظ سے مخاطب کرتے تھے۔ اور اُن کا دل بڑھانے کے لئے اکثر شاباش بھائی شاباش۔ ہمت کرو۔ ہمت کرو۔ جلدی کرو۔ جلدی کرو۔ فرمایا کرتے۔ اکثر ایسا ہوتا۔ کہ صرف ایک یا دو درویش نیچے فرش پر بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھا کرتے۔ آپ اس درجہ کے خلیق اور متواضع تھے۔ کہ فی زمانہ اسقدر اقبال و شہرت کے ساتھ اس نیک خصلت کا ہونا۔ ایک امر محال ہے۔ آپ کی زیارت اور ملاقات کے لئے یوں تو دُور دُور سے لوگ ہمیشہ آیا ہی کرتے تھے۔ اور عُرس شریف کے موقع پر تو ہندوستان کے ہر ایک حصہ اور سیلون اور عرب فارس تاتار کے لوگ آتے تھے۔ مگر بہت دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بہت سے انگریز صاحبان بھی جو کہ نئی بات دیکھنے اور ایسے مشہور و معروف بزرگوں کی ضرور ملاقات کرتے ہیں۔ آپ کا سلام کرنے کے لئے آیا کرتے۔ آپ اُن سے بڑی خندہ پیشانی اور مروت سے پیش آیا کرتے۔ بلکہ بسا اوقات ایسا دیکھا گیا ہے۔ کہ آپ اپنے کام کاج چھوڑ کر اپنے مہمان کی خاطر تکلیف فرما کر ملازمین یعنی برداروں اور محافظین مکانات کو حکم دیتے۔ کہ فوراً چلکر فلاں فلاں جگہ کے دروازے کھولیں اور آپ کمال تواضع اور فروتنی کے ساتھ انہیں خود اپنے مکانات جا کر دکھلاتے۔ بلکہ بعض اوقات دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض انگریز صاحبان کی تعظیم کے لئے بھی کھڑے ہوتے۔ مشہور ہے۔ کہ ایک دفعہ کسی حاشیہ نشین نے خلوت میں پوچھا۔ یا حضرت خداوند کریم نے آپ کو اسقدر اقبال اور جاہ و جلال دیا ہے۔ پھر آپ ان لوگوں کی جو کہ مذہب اسلام کے دشمن ہیں۔ کیوں اسقدر خاطر و مدارات کرتے ہیں آپنے بڑی حلیمی سے جواب دیا۔ کہ بابا اس میں میری کونسی چیز کم ہو جاتی ہے۔ وہ بیچارے اسقدر شوق سے آتے ہیں۔ اگر میں ان سے خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو بھی نہ کروں۔ تو کسقدر بے مروتی اور بے التفاتی کی بات ہے مکان پر آئے کی ہر ایک آدمی عزت کرتا ہے۔ خواہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ میری ہتک اسوقت ہو گی۔ اگر میں بذات خود کسی طمع دنیا کی خاطر کسی انگریز کے بنگلہ پر ملنے جاؤں۔ وہ شخص شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا۔ اور پھر کبھی اس قسم کی کوئی بات نہ کی ✤

آپ کے معزز مرید ہمیشہ آپ کی خدمت میں مختلف میوے اور تحفے بھیجا کرتے۔ کبھی آپ اس قسم کے اشیا کو دولت سرا میں نہیں لیگئے۔ بلکہ عموماً خود اپنے ہاتھوں سے سب تقسیم فرما دیا کرتے۔ حضرت کے غلام اسقدر ہوتے۔ کہ خواہ کتنی ہی مقدار کی چیز کیوں نہ ہو۔ مشکل سے ایک ایک دانہ ملتا۔ بلکہ آپ اس درجہ کے فیاض تھے۔ کہ فرماتے۔ کہ بھائی میرے فلاں فلاں مرید کا حصہ بھی فلاں موضع کو بھیجے

عادات اور عنایات

والے ہین۔ فوراً نکال رکہو۔ اور بہیجدو۔ عموماً دیکہا گیا ہے۔ کہ خربوزون اور تربوزون کی بھری کشتیان بہیجی ہین۔ اور آپنے انکو تقسیم فرمایا ہے۔ تو حصہ رسدی مین ہر شخص کو مشکل سے ایک ایک پہانک خربوزہ یا تربوز کی آئی ہے۔ اسی سے آپکی فیاضی اور مہربانی صاف طور پر عیان ہوتی ہے۔ مہمان نواز اس درجے کے تھے۔ کہ لنگر شریف مین تو عام لوگون کو کہانا مل جاتا تہا۔ اور خاص ڈیوڑہی سے بھی معزز مریدون کا کہانا آتا۔ آپ اندر حرم سرا مین تشریف رکھتے۔ ڈیوڑہی مین لونڈیان آتین۔ اور مہمانون کو کہانا دیتی جاتین۔ اور آپ ہرگز اس سے پہلے طعام نہ کہاتے۔ جب تک سب مہمان اچھی طرح نہ بھگت جاوین۔ جب مہمانون سے فراغ خاطر ہوتی۔ پھر تشریف لیجاتے۔ اور سب صاحبزادون کے ساتھ ملکر دسترخوان پر بیٹھتے۔ آپنے کہانا اکیلا اور تنہا کبھی نہ کہایا ہوگا جب تک ایک صاحبزادہ بھی موجود نہ ہوتا۔ برابر بیٹھکر اسکا انتظار کرتے۔ اور جسوقت وہ تشریف لاتے۔ تو سب ملکر تناول فرماتے سفر مین بھی آپ کا یہی اصول رہا ہے۔ کہ پہلے اپنے ساتھیون اور غلامون کی خبرگیری فرماتے۔ اور پھر آپ کہاتے۔ آپ کے ساتھ ہمیشہ ایک جم غفیر غلامون اور مریدون کا ساتھ جاتا۔ اور جس جگہ سے روانہ ہوتے۔ ایسا معلوم ہوتا۔ کہ کوئی بادشاہ چلا آرہا ہے۔ آپ کے لنگر خانہ مین یہ خصوصیت دیکھی گئی ہے۔ اور ہر ایک شخص کو اس امر مین تعجب ہے۔ کہ حرم سرائے کے دروازہ سے جسوقت خواہ دن ہو یا رات۔ جسقدر مہمانون کی روٹی طلب کیجاوے۔ ہر وقت تیار بغیر انتظار ملتی ہے۔ خدا جانے کوئی ہزار آدمیون کا ہر روز سامان کیا جاتا ہے۔

دیگر۔ لالہ رام رکہا مل جو کہ ایک بڑے فقیر دوست آدمی ہین سنہ ۱۹۰۲ء مین سبی واقع بلوچستان کے ہیڈ آفس مین پوسٹ ماسٹر تھے۔ فرماتے تھے۔ کہ فی الواقع اس چودہوین صدی مین خواجہ اللہ بخش صاحب ایک کامل فقیر ہین۔ اور بیان کیا۔ کہ گیارہ سال پہلے مجھے تونسہ شریف مین جانے کا اتفاق ہوا۔ اور بڑے شوق سے آستانہ مبارک پر جاکر شرف زیارت حاصل کیا۔ ساتھ ہی گذارش کی کہ بندہ کے حق مین دعا کیجئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا اللہ پردہ کرے۔ چنانچہ لالہ صاحب موصوف بار بار کہا کرتے تھے۔ کہ مجھے آپ کے حضرت صاحب کے الفاظ ہرگز کبھی نہین بھولینگے اور [illegible] دل پر لکھے جا چکے ہین۔ فی الواقع اس سے اچھی دعا کون سی ہو سکتی ہے۔ اب [illegible] حالت اور کیفیت [illegible]

مین بھیجا۔ اور کیونکر اور کسطرح مین نے شرف بعیت اور سعادت غلامی حاصل کی ۔ سنہ ۱۸۹۶ء کا ذکر ہے کہ مین ڈیرہ غازیخان مین ملازم تہا۔ مارچ کا مہینہ تہا۔ کہ میری طبیعت مین ایک عجیب تبدیلی واقع ہوگیی۔ ہر وقت پریشانی ہر دم اضطراب ہر لحظہ بیقراری سے میری طبیعت اکتا گئی۔ رات کی نیند جاتی رہی۔ آرام اور صبر رخصت ہوا بے صبری بے آرامی بے کلی اور بیقراری سے طبیعت مین ایک طرح کا جنون ہوگیا۔ کوئی شخص ذرا اپنے دل مین توسوچے۔ کہ بھلا جس شخص کو متواتر ایک دو ہفتہ نیند نہ آئے۔ اسکی طبیعت کا کیا حال ہوگا۔ ہر چند ڈاکٹرون۔ دلیسی حکیمونکا علاج معالجہ کیا۔ مگر طبیعت درست نہ ہوئی۔ آخر نوکری سے دست بردار ہونا پڑا۔ اور سفر سے کنارہ کرکے اپنے گھر یعنی غریب خانہ موضع سوکڑ مین تونسہ شریف سے صرف دو ڈہائی کوس کے فاصلہ پر ہے۔ گھر آکر بہت سے یونانی علاج کیئے۔ چالیس یوم سے زیادہ ماء الجبن کا عمل جاری رکھا۔ کئی شربتین بنوائین۔ کئی خمیرے اور کئی سفوف تیار کرائے۔ روغن بادام روغن خشخاش کا استعمال کیا۔ مگر مولانا روم کے اشعار کا حال ہوا

از قضا سرکنگبین صفرا فزود	روغن بادام خشکی مے نمود
از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت	آب وآتش را مدد شد ہم چونفت

غرضیکہ میری حالت بہت کچھہ قابل رحم تھی۔ انہی دنون مین میرے والد صاحب اور چچا صاحب نے حضرت صاحب کی خدمت مین جاکر عرض کیا۔ اور دعا کے طالب ہوئے۔ آپنے دعائے خیر فرمائی۔ کہ اچھا علاج معالجہ کرو۔ خدا نے چاہا۔ تو تندرستی ہوجاویگی۔ اُسدن کے بعد میری طبیعت کچھہ کچھہ سنبھلنے لگی۔ ایک رات شب جمعہ مین نے حضرت غریب نواز کو خواب مین دیکھا۔ کہ عصا ہاتھہ مین لیئے ہوئے مجھے بیدار کر رہے ہین۔ مین جاگ اُٹھا۔ اور کہا کہ آج مین تونسہ شریف جاکر ضرور شرف زیارت اور عز قدمبوسی حاصل کرونگا۔ چنانچہ دن کو تو مین نے ایک اُردو قصیدہ تیار کیا۔ دوپہر کو نہانے دہونے مین مصروف رہا۔ سہ پہر کے بعد کاغذ ہاتھہ مین لے روانہ ہوا جمعہ کا دن تہا۔ تونسہ شریف مین ہمیشہ جمعہ نماز صرف حضرت صاحب والی جامع مسجد مین ہوا کرتی ہے اور چونکہ تحصیل سنگھڑ مین غالباً اور کسی شہر مین نہین ہوتی۔ اسلیئے بہت سے لوگ جمعہ کے روز تونسہ شریف چلے آتے ہین۔ اور حضرت صاحب کی زیارت سے بھی سعادت حاصل کرتے ہین اور ساتھہ ہی نماز جمعہ مین شریک ہوکر ایک پنتھ دو کاج کے مصداق ہوتے ہین۔ مجھے راستہ مین

بہت سے آدمی اپنے گاؤں کے ملے۔ جو نماز فریضہ ادا کر کے واپس گھروں کو جا رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ کہاں جا رہے ہو۔ اور بعضوں نے بوجہ شام ہو جانے کے واپس گاؤں کو چلنے کا مشورہ دیا۔ مگر میرے دل میں جو شوق اور ولولہ تھا۔ وہ بھلا مجھے کب اجازت دیتا تھا۔ کہ میں واپس اپنے گاؤں کو جاؤں۔ الغرض میں سورج غروب ہونے سے کچھ دیر پہلے **تونسہ** شریف میں پہنچا۔ صاحبزادہ محمد محمود صاحب شہر کے جنوبی طرف رود سنگھڑ میں چند غلاموں کے ساتھ شکار میں مصروف تھے یعنی مردہ کوے (ولبہ) کے ذریعہ باز اور شکرے کو تعلیم دیجاتی تھی۔ میں سیدھا ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور وہ اشعار کا گلدستہ انکی خدمت میں پیش کیا۔ آپنے بڑی مہربانی فرمائی۔ اسکے بعد وہ شہر کو تشریف لے چلے۔ میں بھی ہمرکاب تھا۔ شام کی نماز جامع مسجد میں جماعت کے ساتھ جا کر پڑھی۔ میرے دل میں جو پہلے بیقراری اور بے چینی ہوا کرتی تھی۔ یک قلم موقوف ہو گئی۔ چونکہ سردی کے دن تھے۔ حضرت صاحب بعد نماز بنگلہ میں جا کر رونق افروز ہوئے۔ اور چاروں طرف فقرا اور حاشیہ نشین مؤدب بیٹھے تھے۔ اس شاندار بارعب مجمع میں قدمبوسی کر کے میں بھی ایک کونہ میں جا بیٹھا۔ نصف گھنٹہ کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔ اور حضرت صاحب محل کو تشریف لیے گئے۔ ابھی آپ دروازہ بنگلہ کے قریب ہی پہنچے تھے۔ کہ میں نے زور سے عرض کی۔ غریب نواز طالب دعا ہوں۔ لِلّٰہ میرے حال پر توجہ فرمایئے۔ جونہی حضرت صاحب نے یہ گذارش سُنی۔ آپ وہیں ٹھہر گئے۔ دُعائے خیر کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ میں نے اور تمام حاضرین مجلس نے تقلید کی۔ سب میری طرف بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ میں نے عرض کی۔ یا الٰہی عزت صحت سلامتی ایمان یہ تین سوال ہیں۔ حضرت صاحب ان تین لفظوں کو سُنکر حیران سے ہوئے۔ اور استفسار فرمایا۔ میاں! کہاں سے آیا۔ میں نے عرض کی غلام قریب کے گاؤں سوکڑ کا رہنے والا ہے۔ پھر فرمایا کہ رات کو کہاں رہو گے۔ عرض کی صاحبزادہ حافظ محمود صاحب کے ہاں۔ پھر فرمایا۔ کہ اچھا شاباش۔ تمہاری دعا طلبی سے ہم خوش ہوئے۔ آج جلدی سو جانا۔ میں قدمبوسی کر کے واپس صاحبزادہ حافظ محمد موسیٰ صاحب کی زیارت کی۔ اور اُن سے بھی اُسی دعا کیواسطے التجا کی۔ رات کو صاحبزادہ صاحب ممدوح کی کچہری میں حاضر ہوا۔ بڑے آرام سے سویا۔ اور صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی۔ پھر خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلسلہ بیعت میں داخل ہوا۔

Marfat.com

بنتے وقت عرض کی۔ یا حضرت میں آپ کا دلی مرید ہوتا ہوں۔ آپ دلی دعا کریں"۔ آپ نے مال
ستغنا سے پوچھا۔ کہ کیا کہتا ہے۔ مین نے مکرر اپنے عرض کو دہرایا۔ اور دلی کے لفظ کو ذرا زیادہ
ور سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ دلی کیسی مین نے جواب مین گذارش کی۔ جو خدا کو پسند
ئے۔ اس جواب سے آپ بہت مسرور ہوئے۔ اور نماز روزہ اور ورد وظائف تلاوت کلام اللہ کی
اکید فرمائی۔ پھر مین علیحدہ ہوکر انگلیون پر ورد پڑھنے لگا۔ لیکن اسوقت میرا جوڑ جوڑ کانپ رہا تھا۔
ور واضح ہے کہ اُس رات سے پہلے جبکہ مین نے حضرت صاحب کو خواب مین دیکھا تھا۔ میرا حضرت
۔ فدا کبھی اعتقاد نہ تھا۔ اسکے بعد مین جب تک وطن مین رہا۔ بلاناغہ ہر جمعہ کو زیارت کیلئے جاتا تھا۔
ور حضرت صاحب موصوف بہت توجہ فرماتے تھے۔ جب سے حضرت صاحب کا مرید ہوا۔ پھر کبھی
جھکو وہ مرض سودا یا خفقان نہ ہوئی۔ جسپر مین خداوند کریم کا ہر وقت شکریہ ادا کرتا ہون کہ اس نے
جھے اپنے کرم سے دوبارہ زندگی بخشی ہے۔
یگر۔ میان کرم حسین سکنہ سوکڑ جو موضع لنڈان سوری مین مدرس تھا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ وہ
ی تعطیل کے دن شہر سے باہر ایک کنوئین پر نہانے کیواسطے گیا۔ اتفاق سے ایک شخص
ریب جو کہ سوکڑ کے رہنے والا تھا۔ لوگونسے پوچھتے پوچھتے اسی کوئین پر آنکلا۔ اور آکر کہنے لگا۔ کہ میرے
س خرچ نہین رہا۔ آپ کے پاس یہانتک پوچھتا پوچھتا آیا ہون۔ کچھہ ملے۔ تاکہ نشہ پانی کرون۔
اضح رہے۔ کہ ڈیرہ غازیخان کے ضلع کے بلوچ لوگ بڑے مہمان نواز ہین۔ کسی مسافر کو روٹی وغیرہ
ی تکلیف نہین ہوتی۔ مگر اسوقت منشی کرم حسین مذکور کے پاس کوئی پیسہ نہ تھا۔ جو اُس آدمی کو دیتا
جبور ہوکر اپنے ساتھی سے جو کہ اسکے ساتھ نہانے آیا تھا۔ سوال کیا۔ کہ اگر تمہارے پاس کچھ نقد
ہے۔ تو دیوین۔ شہر جاکر واپس کر دونگا۔ اُس دوسرے جوان کے پاس صرف ایک آنہ تھا۔ منشی
رم حسین نے اُس سے لیکر اسکے حوالہ کیا۔ اور کہا کہ جا تیرا بھنگ کا گذارہ تو ہوجاویگا۔ فقیر نے اُسی
غنیمت جانا۔ اور راہی ہوا۔ جب جمعہ کا دن آیا۔ تو میان کرم حسین مدرس تحصیل سنگھڑ سے
نخواہ ماہوار کے لینے اور زیارت کرنے کیلئے **تونسہ** شریف میں گیا۔ میان عالم شیر جو کہ نامبردہ
ا چھوٹا بھائی اور حضرت صاحب کا غلام اور ایک نیکبخت آدمی ہے۔ اتفاق سے وہ بھی تونسہ
شریف آیا۔ دونو مسجد کے مشرقی دروازہ سے نماز کیوقت اندر داخل ہوئے۔ اسوقت حضرت

Marfat.com

خواجہ الٰہ بخش صاحب خلوت سرا سے مسجد مین تشریف لارہے تھے۔ مغربی دروازہ پر کھڑے ہوگئے۔ اور دونوکو ہاتھ کے اشارہ سے بلایا۔ جسوقت دونو جاکر حضرت صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ کیا دیکھتے ہین۔ کہ ایک فقیر مسٹنڈہ سا موجود ہے۔ حضرت صاحب نے اُس منگتے کو زبان دُرفشان سے فرمایا۔ کہ میان اُن سے سوال کرو یہ لوچ ہین۔ زمیندار ہین۔ سرکاری اہلکار ہین۔ تنخواہ خوار ہین۔ اُس گداگر نے اُنکی طرف کاسۂ گدائی دراز کیا۔ مگر اس کارروائی سے دونو بھائی بڑی حیرانی مین تھے۔ آخر حضرت صاحب نے پھر فرمایا۔ کہ میان کیا بات ہے۔ بچارے کو ایک آنہ بھنگ کے گذارہ کیواسطے تو دیدو۔ یا کسی دوسرے ساتھی سے لیکر دیدو۔ اب میان کرم حسین کو کچھ معلوم ہوا۔ پھر حضرت صاحب نے اپنے غلامون کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ دیکھئے عیال دار ہین۔ محض نادار ہین۔ زمین تو زمین گھر کے کوٹھے تک گروی ہین۔ اور آپ نشہ بازون کو چار چار پیسے اورون سے اُودھار لے لیکر دیتے ہین۔ پھر اسکے بعد مسجد مین تشریف لیگئے۔ تو سوچنا اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت صاحب نے خیرات بیجا سے کیسا منع فرمایا ہے ✣

دیگر۔ مولوی محمد شاہ عالم صاحب سوکڑی نے جو کہ ایک بڑے عالم باعمل اور متقی اور پرہیزگار اور خواجہ سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران کے مریدان باصفا مین سے ہین۔ ایک دفعہ بیان کیا۔ کہ جب حضرت صاحب حج بیت اللہ شریف کو تشریف لیگئے۔ اور ان کے واپس آنیکی خبر سنگھڑ مین مشہور ہوگئی۔ تو مین موضع ہیرو مین استقبال کیواسطے گیا۔ حضرت صاحب وہان سے تونسہ شریف کو تشریف لیگئے۔ راستہ مین میرے دل مین خیال آیا۔ کہ جب جاکر حضرت صاحب کی قدمبوسی کرونگا۔ تو یہ شعر پڑھونگا۔ ؎

این بہ بیداریست یارب یا بخواب است	کہ جان من زجانانان کامگار است

مین بعد نماز ظہر زیارت پُرسعادت سے مشرف ہوا۔ حضرت صاحب روضہ شریف کے پاس مسجد مین اصحاب نشینان وخادمان نشست فرمائے تھے۔ مین جاکر سید ہا قدمون مین گرا۔ آپ نے اُٹھکر گلے لگالیئے۔ اور سروقد تعظیم کے لیے اُٹھے۔ مگر مین اُسوقت بوجہ رعب وجلال حضرت صاحب کے وہ شعر بھول گیا۔ اور حضرت صاحب کے بائین پہلو مین بیٹھ گیا۔ وہ مسنٹ خیروعافیت

خرق عادات جناب حضرت صاحب نمبر ١٨۵-

Marfat.com

پوچھنے کے بعد حضرت صاحب کی زبان مبارک سے وہی شعر جاری ہوا - اور برابر ۳ دفعہ میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا - توسوچنا اور خیال کرنا چاہیئے - کہ کسقدر صفائی قلب حاصل تھی - سچ کہا ہے ؎

لیکن ز خدا جدا نباشند	خاصان خدا خدا نباشند

دیگر - یہ بھی مولوی صاحب مذکور کی زبانی سنا ہے - کہ جب میرے بیٹے میاں نور احمد کی ۳ شادیان بھی ہو چکین - اور اولاد نرینہ کی کوئی امید نہ تھی - کیونکہ صاحبزادہ نور احمد کے بال بھی سفید ہو گئے تھے - تو ایکدن میں جمعہ کے دن حضرت صاحب کی زیارت پر سعادت کا شرف حاصل کرنے کیلئے **تونسہ** شریف گیا - مجھکو رات کیوقت دل مین خیال آیا تھا - کہ جب حضرت صاحب روضہ منورہ کے اندر بعد نماز بیٹھین جائینگے مین بھی اندر جاکر عرض کرونگا - اور خواجہ **سلیمان** صاحب اور حضرت صاحب دونون سے التجا کرونگا - کہ نواسہ کیلئے دعا فرماوین - مولوی صاحب فرماتے ہین - کہ موسم سرما تھا - حضرت صاحب بنگلہ مین تشریف فرما تھے - وہان جاکر قدمبوسی کی - یہان دل مین خیال آیا کہ چونکہ حضرت صاحب جسوقت روضہ متبرکہ مین جایا کرتے ہین - کسی کو اجازت نہین ہوتی - کہ اُسوقت اندر جاسکے - غرض مین نے اُسی وقت عرض کرنا مناسب سمجھا - آپنے سہ بار دعا کیواسطے ہاتھ اُٹھائے پھر مین رخصت ہوا - بعد نماز جب عصر کیوقت قدمبوسی اور اجازت مانگنے کیلئے گیا - تو آپنے خود بخود فرمایا - میان صاحب آپ خاطر جمع رکھین - مین نے آپکے حسب منشا روضہ شریف مین خواجہ صاحب سے بھی دعا طلبی کی ہے - مولوی صاحب فرماتے ہین - کہ وہی مہینہ تھا - کہ خداوند کریم کے فضل سے حمل کے آثار ظاہر ہوئے - اور فرزند تولد ہوا -

دیگر - مولوی صاحب موصوف فرماتے ہین - کہ ایکدفعہ مین حضرت صاحب کے ہمرکاب پاکپٹن شریف زیارت کیواسطے گیا - تغیر و تبدل آب وہوا سے مجھے اسہال شروع ہو گئے - اور چونکہ مین خود حکیم تھا - مین نے خورد و نوش میں اس سے پہلے بہت احتیاط اور اعتدال [illegible] اسہال کیوجہ سوائے آب وہوا مخالف کے اور کوئی معلوم نہ ہوئی - صبح کو حضور کیخدمت مین حاضر ہوا - آپنے فرمایا - کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپکو اسہال کی تکلیف ہے - ساتھ ہی فرمایا - کہ تباسوں کی شربت لیکر پی لو - اگر چاہو تو تھوڑا سا (اسپغول یا تخم بالنگو) ڈال لو - مین نے حضرت کے فرمودہ کے بموجب یہی عمل کیا - اس سے پہلے مین خود سوچ رہا تھا - کہ فلان دوائی لون - اور فلان شربت

Marfat.com

پیُون۔ اس سہل علاج سے فوراً میرے اسہال بند ہوگئے۔ اور اسی تاریخ سے آج ۱۳۲۱ھ تک برابر میرا یہی عمل رہا ہے۔ کہ جب کبھی خدانخواستہ مجھے عارضہ اسہال کا ہوتا ہے۔ مین شربت دمہ ملیاکھانڈ وغیرہ کی بنا کر پی لیتا ہون خداوند کریم کے فضل وکرم سے شفا ہو جاتی ہے۔

واضح رہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت خواجہ محمد **سلیمان** صاحب کے مناقب بہت بیان فرمائے۔ اور بہت سے قلمبند بھی کیے ہوئے ہین۔ مگر بوجہ طوالت یہان نہین لکھے جاتے۔ خواجہ صاحب کے مناقب مین تھوڑا بہت درج ہو چکا ہے۔

دیگر۔ صاحبزادہ محمد محمود صاحب ایام جوانی مین جیسا کہ بادشاہ زادون اور امیرون کا دستور ہے زیادہ تر سیر وشکار سے رغبت رکھتے تھے۔ اور زہد اور اتقا کیطرف جیسا کہ انکا موروثی حصہ ہے۔ کم توجہ دیتے تھے۔ شاید ایک دو دفعہ حضرت صاحب نے سمجھایا بھی ہوگا۔ کہ شکار شکار بیکاران است۔ بسیار شغل او نباید داشت۔ مگر صاحبزادہ صاحب اسی طرح مصروف رہتے۔ یہ نہین کہ نماز روزہ کے تارک تھے۔ نہین۔ مگر عام طور پر زیادہ تر ان کا شغل اور وقت شکار وغیرہ مین خرچ ہوتا تھا۔ آخر ایکدفعہ انکو اپنے ساتھ لیگئے۔ اور ہندوستان کا سفر کیا۔ پاک پٹن۔ **مہاران** شریف۔ دہلی۔ اجمیر وغیرہ مقامات مین جاکر زیارتین کین۔ اور وہان دعا مانگی۔ معاودت پر صاحبزادہ محمود صاحب ایسے سعود اور مسجود ہوئے۔ کہ انکے وجود باوجود کو اپنے معبود کی اطاعت سے ایک دم بھی چین نہین آتی۔ اور اپنے بھائیون اور دیگر صوفیون سے سبقت لیگئے ہین۔ سچ ہے۔ ؎

یک نظر کردن بروئے اولیا	بہتر از صد سال طاعت بے ریا

دیگر.... ایک معتبر اور ثقہ آدمی سے روایت ہے۔ کہ جب حضرت صاحب حج بیت اللہ شریف کو تشریف لیگئے۔ اور بعد زیارت بیت اللہ شریف مدینہ منورہ مین زیارت رسول صلعم سے مشرف ہوئے۔ تو ایکدن آستانہ شریف مین نشست فرمائے تھے۔ کہ اس اثنا مین ایک اعرابی گلے مین چادر ڈالے حضرت صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا۔ اور رو رہا تھا بانکر اپنی زبان مین عرض کی کہ یا حضرت میرا قصور معاف کیجئے۔ للہ میرے حال پر مہربانی فرماوین۔ اور عفو تقصیرات فرماوینہ مین نے بڑی بے ادبی کی ہے۔ اصحاب نے جو اس سے دریافت کیا۔ کہ تو نے کون سی بے ادبی کی ہے۔ تو اُسنے کہا۔ کہ جب سے یہ بزرگ مدینہ منورہ مین آئے ہین۔ مین انکو علانیہ طور پر بطّال اور

Marfat.com

کاذب اور دکھاوے کا فقیر کہتا تہا۔ اور دل مین بھی یہی خیال تہا۔ کہ ہرگز یہ شخص خدا رسیدہ نہین ہے۔ بلکہ محض دنیا دوست آدمی ہے۔ رات مجھے روضہ منورہ کے قریب غنودگی سی آگئی۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ یہ بزرگ روضہ شریف مین ایک گھوڑے پر سوار ہین۔ اتنے مین مجھے پیغمبر صاحب کا جمال نظر آیا۔ زیارت سے مشرف ہوا۔ اور پہلے تو مین نے سوار کو بہت چشم حقارت سے دیکھا۔ اور اسکی اس بے ادبی سے مین نے اُسے صلواتین سُنائین۔ کہ کیسا گستاخ اور بے باک ہے۔ کہ پیغمبر صاحب کے سامنے کروفر سے اسپ پر سوار ہے۔ اُسکے بعد مین نے اسکی اس گستاخی اور شوخی کا حضرت رسول مقبول صلعم کیخدمت مین عرض کیا۔ کہ یا حضرت! یہ شخص کیسا گستاخ اور بے ادب ہے۔ کہ حضور کے آستانہ پاک مین یہ بیباک گھوڑے پر سوار ہے۔ اتنے مین پیغمبر صاحب نے میری طرف نظر عتاب سے دیکھا۔ اور بڑے رعب اور جلال سے فرمایا۔ کہ تیرا کیا ہے۔ اس نیک آدمی کو گھوڑا ہم نے دیا ہے۔ جا دُور ہو۔ تو اب میرے دل مین خیال آیا۔ کہ یہ بزرگ کیسا متبرک اور خدا رسیدہ انسان ہے۔ کہ اسی کی طفیل مجھے آنحضرت صلعم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ اور بے ادبی کیوجہ سے مجھہ پر عتاب ہوا ہے۔ اب مین طلب معافی کے لئے آیا ہون۔ جب حضرت صاحب کو اس شخص کی بابت عرض کیا گیا۔ کہ یہ شخص معافی قصور کیلئے آیا ہے۔ تو حضرت صاحب نے کمال استغنا سے فرمایا۔ کہ سوال کی خاطر اسقدر مضمون گانٹھ کر لایا ہے۔ مگر تحقیق سے دریافت ہوا۔ کہ وہ شخص اچھا متمول آدمی تہا۔ اور ہرگز وہ گدا گر یا سوال کنندہ نہ تہا۔ پس سوچنا چاہیئے۔ کہ خداوند کریم نے حضرت صاحب کو کسقدر درجہ عطا فرمایا تھا۔

دیگر مشہور ہے۔ کہ ایک سال ساون بہادون کے مہینے مین تحصیل **سنگھڑ** مین بارش بالکل نہ ہوئی۔ اور بالخصوص موضع بنڈی کے باشندے بہت لاچار اور تنگ تھے۔ اور چونکہ سارا علاقہ محض بارانی ہے۔ اور وہان کی زمین رود کوہی سے سیراب ہوتی ہے۔ اور پہاڑ سے ہرگز پانی کی ندی نہین آتی۔ جب تک کہ بارش نہ ہو۔ لوگون نے خیرات وغیرہ شروع کی۔ اور درود شریف پڑہنا شروع کیا۔ مگر **ع** نماند آب جز آب چشم یتیم ✤ ایک دو دفعہ حضرت صاحب کیخدمت مین بھی حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب نے خیرات اور درود شریف کی تاکید کی۔ مگر مہینہ ختم ہونے کو آیا۔ اور بارش کی ایک بوند بھی نہ پڑی۔ سے

Marfat.com

چنان آسمان برزمین شد بخیل	کہ لب تر نکردند زرع و نخیل

آخر کار ایک آدمی باشندہ بنڈی جو ہمیشہ سے حضرت کا غلام تہا۔ حضرت صاحب کی خدمت اقدسیہ مین حاضر ہوا۔ اور حضرت کی متبرک کچہری مین آکر بیٹہا۔ موقع پر یہ شعر زبان حال سے عرض کیا۔ ۵

ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات	لطف فرمائے کہ نہ حد مگذرد تشنہ لبی

حضرت صاحب کو جوش آگیا۔ اور فرمایا۔ کہ جاؤ۔ ابھی جاکر اپنے کھیتون کا انتظام کرو صبح کو اسقدر رود کوہی آئی۔ کہ سارا سنگھڑ سیراب ہوا۔ اور موضع بنڈی تو بخوبی آباد ہوگیا۔ اس روائیت کے متعلق آئندہ زیادہ تفصیل سے لکہا جاویگا۔

دیگر۔ مولوی نور محمدؐ صاحب ملکہڈی کی زبانی ایک معتبر شخص سے روایت ہے۔ کہ ایک مُلّا آدمی نے جو کہ حضرت صاحب کے سلسلہ غلامی مین ابھی داخل نہ ہوا تھا۔ ایکدفعہ کسی دوسرے آدمی کے سامنے اظہار کیا۔ کہ میرا ارادہ ہے۔ کہ عنقریب تونسہ شریف جاکر حضرت صاحب کی زیارت کرونگا دوسرے شخص نے بھی ارادہ ظاہر کیا۔ مگر خدا کی قدرت۔ انہی دنون مین وہ مُلّا ایسا بیمار ہوگیا۔ کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ اور نزع کیحالت طاری ہوگئی۔ اور جان کنی کی ازحد تکلیف ہوئی تھی۔ ہرچند اسکے خویشون نے چاہا۔ کہ کسطرح اسکی زبان سے کلمہ طیب جاری ہو مگر اسکی زبان ایسی بند تھی۔ کہ وہ خود بھی اگرچہ بہت کوشش کرتا تہا۔ کہ کلمہ شریف بالجہر پڑہے۔ اور نزع کی تکالیف سے رہائی پاوے۔ مگر ہرگز اسکے امکان مین نہ تہا۔ اتنے مین حسن اتفاق سے وہ دوسرا شخص جو کہ تونسہ شریف جانے کو تیار ہوا تھا۔ اسکی عیادت کو آیا۔ اور بیمار کی قابل رحم حالت دیکھکر اُسے کہا۔ کہ تونے وعدہ وفا نہ کیا۔ اب بھی تجہے چاہیئے۔ کہ حضرت صاحب کی طرف متوجہ ہو۔ خداوند کریم تیری مشکل آسان کرے گا۔ جونہی وہ بیمار حضرت صاحب کا اسم مبارک اپنی زبان پر لایا۔ فوراً وہ تکلیف رفع ہوئی۔ جہر سے کلمہ شریف کا ورد کرنے لگا۔ اور تھوڑی سی دیر مین اُس نے آنکھین بند کرلین۔ ۵

خوشا عاشق کہ یار اور انوازد	بوقت نزع اور ا سرفرازد
زحسن نماید و دل شاد سازد	نہ غمناکی مرگ آزاد سازد
ناصیۂ پیر نہ تنہا ضیا است	بلکہ یکے از صفت کبریا است ۵

Marfat.com

دیگر - میان چراغ دین صاحب ارائین متوطن سوکڑ تحصیل سنگھڑ سے روایت ہے۔ کہ جب مین دائرہ دین پناہ مین مدرس تہا۔ تو میری تبدیلی قصبہ چوٹی مین جو کہ میرے گھر سے بہت دور ہے۔ ہو گئی۔ مگر چونکہ معاملہ ملازمت اور روزگار کا تہا۔ مجھے مجبورًا وہان جانا پڑا۔ اور حضرت صاحب کی خدمت مین اجازت کیواسطے گیا۔ آپنے فرمایا۔ کہ تو نے خود وہان جانیکی خواہش کی ہے۔ یا حکام نے بمرضی خود تجھے وہان تبدیل کردیا ہے۔ مین نے عرض کی۔ غلام آپ کا دروازہ بھلا خوداپنی مرضی سے چھوڑ دیتا۔ بندہ ماتحت ہے۔ حاکمون کی مرضی۔ دعا فرماوین۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا خدا حافظ۔ بعدۂ مین قدمبوسی کرکے چوٹی کو روانہ ہوا۔ اور کچھ مدت کے بعد مجھ پر دشمنون نے مقدمات متعلق ڈاکخانہ بنانے شروع کئے۔ اور خود افیسر بھی برخلاف تھے۔ اس موقع پر مین نے حضور مین عرضی بھیجی۔ تو آپنے تحریر فرمایا۔ کہ تو خدا حافظ کے لفظ کو بھول گیا۔ الغرض مجھپر جسقدر مقدمات تھے سب رفع دفع ہوگئے۔ اور مجھے کوئی بھی نقصان نہ ہوا۔ پھر چند سال کے بعد چند اور مصیبتین مجھپر واقع ہوئین۔ اور مین نے حضرت صاحب کی خدمت مین استغاثہ کیا۔ آپ نے پھر وہی الفاظ تحریر فرمائے۔ غرض کہ مین ۸ سال کے قریب چوٹی مین رہا۔ اور بیسون دفعہ دشمنون نے میری بدنامی اور ہتک اور نقصان پہنچانے مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ لیکن چونکہ حضور نے جو الفاظ فرمائے تھے۔ ہمیشہ شامل حال رہے۔ اور مجھے ذرا بھی نقصان نہ ہوا۔ حضرت صاحب کی وفات کے بعد جب مین نے حافظ محمد موسےٰ صاحب سجادہ نشین کی خدمت مین گذارشنامہ ارسال کیا۔ تو بھی یہی جواب آیا۔ کہ تو حضرت صاحب کے الفاظ خدا حافظ فراموش کر گیا معلوم نہین۔ کہ میرا کوئی سابقہ عریضہ صاحبزادہ صاحب کی نظر سے گذرا۔ یا کہ حضور کے منشی کو حضرت صاحب کا فرمان یاد رہ گیا۔ اور اس نے خود یہی الفاظ لکھدیئے۔ واللہ اعلم۔

دیگر عبد اللہ خان سنجرانی نمبردار بوہڑ۔ جو کہ خواجہ صاحب سے بعیت ہوا تہا۔ اور ایک [illegible] متزہد آدمی تہا۔ جب کبھی سفر کو جاتا۔ فرقان مجید بغل مین ہوتا۔ اور کبھی نوافل کا ناغہ نہ کرتا تہا۔ اس نے مولوی محمد شاہ عالم سکنہ سوکڑ کے سامنے بیان کیا۔ اور مجھے مولوی صاحب کی زبانی معلوم ہوا جو کہ ثقہ اور معتبر آدمی ہین۔ کہ ایکدن عبد اللہ خان مذکور کو تحصیل منگروٹھہ مین کوئی سرکاری کام تہا۔ وہان سے ہوکر آستانہ متبرکہ پر حاضر ہوا۔ تاکہ اس عارف باللہ

Marfat.com

اور محبوب الٰہی کی زیارت فیض بشارت سے سعادت حاصل کرے۔ اور اُسکے بعد اپنے گھر
بوہڑ مین چلا جاوے۔ حضرت خواجہ الٰہ بخش صاحب اسوقت اپنے والد بزرگوار صاحبزادہ گل
صاحب کے بنگلہ مین تشریف رکھتے تھے۔ جسوقت عبداللہ خان مذکور بنگلہ شریف کے دروازہ پر
تو دیکھا۔ کہ باہر کا دروازہ خلاف معمول بند ہے۔ مگر کنڈہ نہین دیا گیا۔ یہ دروازہ پر کھڑا ہو
اور آہستہ آہستہ دیکھنے لگا۔ جونہی اس کی نظر حضرت صاحب پر پڑی۔ آپ طعام تناول فر
رہے تھے۔ کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک کٹورہ مین کچھہ سرکہ سا معلوم ہوتا ہے۔ عبداللہ خان کہتا
کہ میرے دل مین شک ہوا۔ کہ انگور سے تو کوئی اور چیز بھی بنتی ہے۔ اور سرکہ بھی انگور سے
ہوتا ہے۔ دروازہ کا بند ہونا اور کٹورہ مین اسکا ہونا اور پانی کی طرح پینا کچھہ اور ظاہر کرتا ہے
غرضیکہ تھوڑی دیر ٹھیرا رہا۔ مگر حضرت صاحب کو بوجہ دروازہ کے بند ہونے اور پاؤن کی آ
نہ ہونیکے بالکل معلوم نہ ہوا۔ کہ کوئی شخص دروازہ پر کھڑا ہے۔ جب آپ کھانا تناول فرما چکے
عبداللہ خان دروازہ کھولکر اندر داخل ہوا۔ اور قدمبوسی کرکے ایکطرف بیٹھ گیا۔ لیکن اسکے
دل مین یہ خیال تھا۔ کہ کسی طرح اس پیالہ کو دیکھون کہ اسمین وہ کیا چیز تھی جسکو حضرت صا
نوش جان فرمارہے تھے۔ اتنے مین حضرت صاحب نے وہ کٹورہ یا پیالہ جو کہ کپڑے سے بند
لیکر عبداللہ خان کو دیا۔ اور فرمایا۔ کہ لو اسکو پی لیجیے۔ یہ آپ کا حصہ ہے۔ اور مین بھی پی ر
عبداللہ خان کہتا ہے۔ کہ مین نے بڑے ادب سے وہ پیالہ لے لیا۔ اور مجھکو پینے سے معلوم ہو
کہ سرکہ مین الایچی۔ زیرہ۔ اور چند اور اسی قسم کی چیزین ہاضم ملی ہوئی ہین۔ اسی طرح عبداللہ
کا شک رفع دفع ہوا۔ اتنے مین حضرت صاحب اُٹھے۔ اور دروازہ کھولا۔ عبداللہ خان
دل مین کہا۔ کہ افسوس مین نے جانے کی اجازت بھی نہین مانگی۔ خدا جانے حضرت صا
کتنی دیر کے بعد تشریف لاوین۔ کہ اتنے مین حضرت صاحب نے فرمایا عبداللہ اچھا تیری جانیکی مرضی ہے تو اب بیشک جاؤ۔ عبداللہ خان
رخصت ہوکے گھر کو چلا گیا۔ گو عوام کے نزدیک یہ دونون باتین معمولی ہون۔ مگر واضح رہے۔ کہ کسی شخص کے شکوک رفع کرد
اسکے اظہار کے معمولی امر نہین ہے۔ لیکن فی زمانہ یہ خوارق بھی کہین نہین پائی جاتین +

دیگر۔ رمذی خان افغان نے روبرو سید محمد بخش شاہ متوطن گہال بیان کیا۔ اور ان سے مولوی شاہ عالم صاحب سوکڑہ
ارشاد ہوا کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ ایکدفعہ رمذی خان حج کو روانہ ہوا۔ بعد حج و زیارت ۔۔۔ سوال قبول ہوا:

ہوا- تو اتفاق سے اسکا مال و متاع تو دوسرے جہاز مین رہ گیا- اور خود اور جہاز پر سوار ہوا
[illegible]ی انتظار مین تہا- کہ ایک نوخیز لڑکا دیکہا- جو کہ ہندوستان کا معلوم ہوتا تہا- اور وہ بھی حج
[illegible]ے واپس آرہا تہا- روزی خان نے اسکو روٹی دی جس سے وہ لڑکا اسکے پاس آبیٹہا- روزیخان
[illegible] اس پر مہربانی فرمائی- اور اپنا حال سنایا- کہ مین اسباب کیواسطے بڑا متفکر ہون- لڑکے نے
[illegible]ی اپنا حال سنایا- کہ مین ایک بزرگ نقشبند کا مرید ہون- مجھے مرشد نے ہم سال ملک مین
[illegible]رنیکا کہا ہے- اس پر مین نے ارادہ کیا- کہ سفر کرنے کا تو ارشاد ہے- اس لیئے اگر حج کو چلا
[illegible]ن- تو کیا اچہا ہوگا- اب مین واپس آرہا ہون- اسکے بعد کہا- کہ اے میان تو فکر نہ کر- کل
[illegible]شام کو تجھے جہاز پر سے چٹھی پہنچ جائیگی- اور عنقریب تجھے اسباب بھی ملجائیگا [illegible] ایسا ہی
[illegible]ا اسکے دوسرے دن مجھے خط ملا- اور پانچوین چھٹے دن مجھے اپنا اسباب بھی مل گیا- اس سے
[illegible] اس لڑکے سے اور بھی ارادت بڑھگئی- اور اسکو مین نے اپنے ساتھ لے لیا- اور کہانا بھی
[illegible]ساتھ کہلاتا تہا- الغرض سمندر سے ہم خشکی پر آئے- اور روانہ ہوئے- جہان ہم جلتے- وہ نوجوان
[illegible]ڑکا ضرور وہانکی خانقاہون مین جاتا- اور آکے بتاتا- کہ فلان فقیر اتنے درجہ والا ہے علیٰ ہذالقیاس
[illegible]م ہر روز سفر کرتے تھے- اور جہان کہین اُترتے- تو وہ لڑکا ضرور شہر کی سیر کرتا- اور تازہ
[illegible]الات آکر سُناتا- آخرکار بعد قطع منازل کچھہ دنون کے بعد ہم تونسہ شریف مین پہنچے-
[illegible]ڑکا صبح کو بعد نماز روضہ شریف کی زیارت کو گیا اور واپس نہ آیا- مین نے دوپہر تک انتظار کی
[illegible] کہانا نہ کہایا- لیکن وہ لڑکا واپس نہ آیا- مین حیران تھا- کہ کیا وجہ ہے- کہ وہ واپس نہین
[illegible]ا- الغرض مین نے بہت انتظار کے بعد کہانا کہالیا- عصر کی نماز کیوقت وہ واپس آیا-
[illegible] کہا کہ مین روضہ شریف مین زیارت کیواسطے گیا- اور وہان بڑا لطف آیا- سارا دن [illegible]
[illegible]رہا- مین نے حسب معمول دریافت کیا- کہ کیا کیفیت دیکھی کہا- کہ [illegible]
[illegible]ن کا درجہ قیاس بیان اور فہم و ادراک سے زیادہ ہے- خداوند کریم نے ان کا درجہ بہت
[illegible]علےٰ بنایا ہے- اور جو اُن کے پوتے یعنی خواجہ اللہ بخش صاحب ہین- ان کا درجہ بھی اسقدر
[illegible]ہے کہ فہم و ادراک وہان تک نہین پہنچتا- اور بالخصوص ابھی تک تو انکی ابتدا ہے- جون
[illegible] عمر انکی بڑہتی جاویگی- اسیطرح ان کا درجہ اللہ بھی اعلےٰ اور بلند ہوتا جائیگا- اور اس

Marfat.com

مین کیا شک ہے۔ سجادہ نشین پاک پٹن شریف۔ مہاران شریف۔ دہلی۔ اجمیر۔ ناگور سب
آنحضرت کی غلامی اور بعیت مین داخل ہوئے۔ یہ تو ظاہری مدارج ہین۔ خدا جانے عقبےٰ
اور آخرت مین کیا پایہ اور کیا درجہ ہوگا۔

دیگر۔ گاموں ترکہان ولد گوہر درکھان سکنہ بوتر سے روایت ہے۔ کہ میرے باپ کی
آنکھوں مین بہت تکلیف تھی۔ ایکدن گاموں مذکور تونسہ شریف مین آیا۔ اور اگرچہ حضرت
صاحب کا مرید نہ تھا۔ اور سلسلہ بعیت مین منسلک نہ ہوا تھا۔ بموجب اسکے کہ زیارت بزرگان
کفائت غم گناہان۔ روضہ شریف مین جاکر خواجہ محمد سلیمان کی مزار پرانوار کی زیارت سے
مشرف ہوا۔ اسکے بعد عام لوگ تو حضرت الہ بخش صاحب کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ مگر نام برده
نے اس خیال پر کہ ہم غریبونکو وہ کیا جانین۔ اُن کی خدمت مین جانیکا ارادہ نہ کیا۔ اور سیدھا
گھر کو چلا گیا۔ اسی رات خواب مین دیکھا۔ کہ ایک بہت وسیع اور بسیط میدان ہے۔ اور
اُسکے بیچ ایک بزرگ نورانی چہرہ بیٹھا ہوا ہے۔ جب مین انکی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو وہ خواجہ
الہ بخش صاحب تھے۔ چونکہ گاموں مذکور کو اپنے باپ کی آنکھونکے واسطے بہت بڑا فکر تھا۔
عرض کی۔ یا حضرت کوئی علاج فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ سرمہ بھی ڈالو۔ اور ہر روز درود شریف
بھی پڑھا کرو۔ گوہر مذکور کا بیان ہے۔ کہ مین اسیوقت تونسہ شریف کو روانہ ہوا۔ اور جاکر حضرت ثانی
کی زیارت فیض بشارت سے سعادت حاصل کی۔ اور جاکر عرض کی۔ کہ قبلہ میرے باپ کی آنکھون
مین بڑی تکلیف ہے۔ کوئی علاج فرمائیے۔ آپنے فرمایا۔ کہ ہمنے پہلے جو بتایا ہے۔ کہ سرمہ اور درود شریف
کا استعمال کیا کرو۔ خداوندکریم صحت عنایت کرے گا۔ غرض اس عمل سے خداوندکریم نے اسکی تقصیر معاف
دیگر۔ تحصیل سنگھڑ کا ہر ایک آدمی جانتا ہے۔ کہ ابتدا مین قادر بخش نام قریشی سکنہ جھنگ جو
سنگھڑ مین ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اول درجہ کا شورہ پشت مقدمہ باز فتنہ انگیز آدمی
آخر ایک مقدمہ مین ماخوذ ہوا۔ حضرت صاحب نے کچہری مین فرمایا۔ کہ اسکو اگر چھہ سال قید آجا
تو اچھا ہو۔ لوگ اسکی مصیبت اور شرارت سے تو بچ جائینگے۔ الغرض ایک معمولی مقدمہ مین اُ
چھہ سال قید کی سزا آگئی۔ پھر کچھہ دنون کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ چھہ سال بڑی بھاری
میعاد ہے۔ اگر دو سال معاف ہوجاوین۔ تو درست ہے۔ غرض اپیل پر ۲ سال معاف ہو

Marfat.com

اسپر قادر بخش جو پہلے حضرت صاحب کا سخت مخالف تہا۔ قدمبوس ہوکر سلسلۂ بعیت مین داخل ہوا۔
اور اپنی شرارتون اور بدعادتونکو چھوڑدیا۔ سُبحَانَ اللّٰہ جسپر ذرا بھی حضرت کی توجہ ہوئی۔ اگر
شقی تھا۔ تو وُہ بھی نیک بخت ہوگیا۔ ؎

اولیا را ہست قدرت از آلہ	تیر جستہ باز گرداند ز راہ

دیگر۔ صاحبزادہ محمد محمود صاحب کی زبانی ایک معتبر آدمی سے روایت ہے۔ کہ کوٹلہ افغانان
متصل لیّہ مین حضرت صاحب کا ایک مرید تہا جسکا نام صاحبزادہ صاحب نے تو فرمایا تھا۔ مگر مجھے
بھول گیا ہے۔ اسے بڑی عمر تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اسکی بیوی قوم قصاب مین سے تھی۔ مگر بڑی
ہی نیک سیرت۔ اور شریف مزاج عورت تھی۔ جو صفات حسنہ کسی عورت مین ہونی ضروری ہین
وہ سب صفات حمیدہ و اوصاف پسندیدہ اس نیک بی بی مین موجود تھین۔ اور اسوجہسے وہ
افغان نہ چاہتا تہا۔ کہ ازدواج ثانی کرے۔ آخر ایکدن حضرت صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔
اور بعد نماز ظہر جبکہ حضرت صاحب زیارت کیلئے روضہ شریف مین اندر داخل ہوئے۔ وہ بھی
جراءت کرکے اندر داخل ہوگیا۔ اور عرض کی۔ کہ یہ عمر ہوگئی ہے۔ اور کوئی آپکا غلام پیدا نہین ہوا
آپنے فرمایا۔ کہ یا الٰہی اس شخص کے پیٹ سے سال بسال بیٹا پیدا کر۔ اُس نے کہا یا حضرت
یہ کیسی دُعا کرتے ہو آپنے جوش مین فرمایا۔ کہ ہان تیری بیوی مین نقص جسمانی ہے۔ بھلا کہان
سے تجھے بیٹا ہووے۔ جا دوسری شادی کر۔ الغرض اُسنے جاکر دوسری شادی کی۔ جب دوسرے
سال زیارت کو آیا۔ تو ایک لڑکا پیدا ہوچکا تہا۔ ابھی وہ دایہ کے پاس تہا۔ دوسرے سال دوسرا
بھی پیدا ہوگیا۔ اور تیسرے سال اسکے ہان اور بھی لڑکا پیدا ہوا۔ اور اسکے بعد اس شخص کا انتقال
ہوگیا۔ کہتے ہین۔ کہ اسدن حضرت صاحب نے روضہ شریف ہی مین بڑی بے نقطہ سُنائین۔ اسکے
بعد خیال آیا۔ کہ ہائین۔ کیا بات ہے۔ روضہ شریف کے اندر ایسا کلام [illegible]
کو مذکورہ بالا حکایت راقم نے خود ملتان شریف مین بھی خانصاحب [illegible]
صاحب کی زبان مبارک سے سنی۔ آپنے فرمایا کہ اس شخص کا نام فتح محمد ابن منصور پوپلزئی [illegible]
اور اسکی بیوی کا نام مائی بختاور تھا۔ اور بڑے بیٹے کا نام عبد اللہ۔
دیگر۔۔۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑان شریف جن کے نام نامی سے ایک

Marfat.com

سے زیادہ دفعہ اس کتاب کو زینت ہو چکی ہے۔ حضرت ثانی پر بہت اعتقاد رکھتے تھے۔ ایکدفعہ فرمایا کہ فی زماننا اگر بعیت صحیح کوئی بزرگ کرتا ہے۔ تو وہ حضرت الٰہ بخش صاحب ہین۔ بلکہ ہم لوگون کو اجازت بعیت کئی درجون سے ملی ہے۔ اور حضرت صاحب کا تو پہلا ہی نمبر ہے۔ سچ ہے۔ ع قدر جوہر شاہ بداند یا بداند جوہری ✦ دیگر۔ گل محمد خان تنگوانی سابق انسپکٹر پولیس بلوچستان سے روایت ہے۔ کہ ایکدن مین نماز صبح کیوقت حوض پر وضو کر رہا تھا۔ اور حضرت صاحب ابھی مسجد مین تشریف نہین لائے تھے۔ آپ سنت تو مکان سے پڑھکر آتے۔ اور فرض جماعت کے ساتھ ادا کرتے۔ میرے دل مین خیال آیا۔ کہ ضرور سورج طلوع ہو چکا ہے۔ اور تعجب ہے۔ کہ حضرت صاحب بھی تک نہین آئے۔ اب سب لوگون کی نماز درست نہ ہوئی پس ان سب کا دین اور کفارہ حضرت پر ہوا۔ جب مین وضو کر چکا۔ اور حضرت صاحب تشریف لائے نماز پڑھی گئی۔ اور آپ زیارت کیلئے تشریف لیگئے۔ جب واپس بنگلہ شریف مین آکر بیٹھے۔ تو حافظ محمد کو فرمایا۔ کہ گھنٹہ والی جگہ یا شاید (ماذنہ مسجد) پر چڑھکر دیکھے۔ کہ سورج طلوع ہوا ہے۔ یا نہین۔ اُس نے دیکھکر فرمایا۔ کہ یا حضرت ابھی تک تو سورج طلوع نہین ہوا۔ اتنے مین گل محمد خان بھی آگیا۔ اور اوسکو اس واقعہ کی ہرگز خبر نہ تھی۔ جب آکر مجلس مین بیٹھا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا گل محمد خان رام۔ رام۔ رام۔ نماز پڑھنے زیارت کرنے اور یہان آکر بیٹھنے کے بعد حافظ محمد دیکھ آیا۔ کہ ابھی تک سورج طلوع نہین ہوا۔ بس یہی اعتقاد ہین۔ گل محمد خان کا بیان ہے۔ کہ مین حیران ہوگیا۔ اور مین تو حضرت صاحب کا پہلے بھی صدق دل سے معتقد تھا۔ اس خاص امر سے میرے دل مین اور بھی تصدیق اور تسکین ہوگئی۔ عموماً بہت سے لوگ حضرت صاحب پر زیادہ دیر سے نماز پڑھنے کا کہتے ہین۔ واضح رہے۔ کہ حنیفہ کے نزدیک بالکل صحیح وقت ہوتا ہے۔ اور برابر انضباط ایسا ہے۔ کہ پانچون نمازین ٹھیک وقت مقررہ اور معمولہ پر ہوتی ہین۔ اور حضرت صاحب کے ہر مکان مین کلاک موجود ہین۔ پھر دیری وقت کا کیونکر گمان ہو سکتا ہے۔

دیگر۔ ایک معتبر آدمی کی زبانی سنا گیا ہے۔ کہ ایک شخص سکنہ قبلی آیا۔ اور آکر دعا مانگی یا حضرت مین بہت مقروض ہون۔ کوئی ورد یا کلام فرمایئے۔ تاکہ کسی طرح مین اس مصیبت سے رہائی پاؤن۔ حضرت صاحب نے دعا فرمائی۔ اور کہا۔ کہ یا کریم یا کریم کا ورد کیا کرو۔ خداوند کریم

Marfat.com

تیری مشکل آسان کردیگا۔ اُس شخص نے اسکا ورد کیا۔ لیکن کچھہ مدت کے بعد واپس آیا۔ کہ صاحب یا کریم یا کریم سے تو کچھہ بھی فائدہ نہین ہوا۔ کوئی اور ورد فرمائیے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا رام رام رام رام پڑھا کر۔ وہ آدمی رخصت ہوگیا۔ کچھہ مدت کے بعد حضرت صاحب نے اسکا حال دریافت کیا۔ لوگون نے کہا۔ کہ یا حضرت وہ تو رام رام جپ رہا ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ اسکو جاکر منع کرو۔ لوگون نے جاکر کہا۔ مگر اُس نے نہ مانا۔ اور کہا۔ کہ مین حضرت صاحب کا کہا مانون۔ یا تمہارا۔ تھوڑے دنون مین خدا کے فضل سے اس کا قرض ادا ہوگیا۔ اور اُس نے وُہ ورد چھوڑ دیا۔ اسی طرح ایک مجذوب کا ذکر مین نے مولوی محمد شاہ عالم صاحب سوکڑی کی زبانی سُنا ہے کہ مولوی عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی اسکی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور کسی خاص مطلب برآری کیواسطے عرض کی۔ کہ کوئی کلام فرمائیے۔ آپنے فرمایا۔ کہ یا حجو یا کجوم کا ورد کر۔ مولویصاحب نے الفاظ کو صحیح کرکے ایک لاکھہ دفعہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کا ورد کیا۔ مگر مطلب برآری نہ ہوئی۔ واپس مجذوب صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تونے کس کا ورد کیا تھا۔ اس نے کہا۔ کہ یا حیُّ یا قیُّوم کا آپ نے فرمایا۔ کہ مین نے تو یا حجو یا کجوم کہا تھا۔ تو اپنی مرضی پر چلنے لگا۔ جا اگر یہی ورد کریگا۔ تو خدا تیرا مطلب پورا کریگا۔ مولوی صاحب وہان سے رخصت ہوئے۔ اور حسب فرمودہ کے یہی ورد کیا۔ خداوند کریم نے اسکی مراد پوری کردی۔

دیگر۔ نواب صاحب ممدوٹ ہمیشہ سے حضرت صاحب تونسوی کے مریدان با اخلاص مین سے ہین ایکدن ایک نواب صاحب باغ مین تشریف فرمائے تھے۔ اور دستر خوان بچھایا گیا یا شاید گھری مین دستر خوان پر بیٹھے۔ اور وہ پائین باغ تھا۔ لیکن زیادہ تر یہی قیاس ہے۔ کہ باغ ہوگا۔ ابھی ہاتھہ دھو کر کھانا کھانے کیلئے ہاتھہ نہ بڑھانے پائے تھے۔ کہ پاس کے ایک گلاب کے پودے مین سرسراہٹ سی ہوئی اور ایک بندوق کے چلنے کی آواز آئی۔ نوکر چاکر متحیر ہوگئے۔ اور حیران ہوئے۔ کہ یہ [illegible] سے چلی سامنے مین دوسری بندوق چلی۔ اور چھرے کچھہ نواب صاحب کے سامنے آپڑے اور کچھہ پاس کی دیوار پر لگے۔ اب تو باڈی گارڈ کے سپاہیون نے فوراً ایک شخص کو گرفتار کرلیا۔ جو باغ کی دیوار کے پاس چھپا ہوا تھا۔ اسکے بھائی نے کہا۔ کہ او احمق اپنے آپ کو بدنام بھی کیا۔ اور کچھہ کر بھی نہ سکا اس نے بھسے سونے سے جواب دیا۔ کہ مین کیا کرتا۔ مین نے دو دو نشانے ایسے تاک کر لگائے تھے۔

Marfat.com

کہ کیا کہنا ہے۔ لیکن جب بندوق کا دھواں نکلا۔ تو دونو دفعہ مین نے دیکھا۔ کہ ایک بزرگ بندوق کے سر کو پکڑ کر دوسری طرف کئے ہوئے تھے۔ مین مجبور تھا۔ بھلا تم ہی بتاؤ۔ کہ کیا کہتے ہین۔ کہ وہ شخص ایسا قادر انداز تھا۔ کہ اگر کوئی پرندہ کسی جانور گائے بھینس پر آکر بیٹھتا اپنے قادر اندازی سے اسی پرندہ کو گرا دیتا۔ اسمین کوئی شک نہین۔ کہ وہ بزرگ جو بندوق دیتے تھے۔ نواب صاحب کے مرشد خواجہ الہ بخش صاحب تونسوی تھے۔

دیگر۔ مین نے میان نور احمد صاحب سوکڑی کی زبانی سنا ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک شخص جو لکھا پڑھا تھا۔ زیارت کیلئے آیا۔ آستانہ شریف مین مولوی مرید غوث صاحب بیٹھے تھے۔ مولوی صاحب نے اُسے کہا۔ کہ اے میان دوزخ کا کتا۔ تو کہان آیا۔ وہ آدمی خاموش ہو رہا۔ مولوی مرید غوث مرحوم نے ۳ دفعہ یہی لفظ کہے۔ تو اُس شخص کو تحمل نہ رہا۔ اور کہا۔ کہ اگر مین دوزخ کا کتا ہون۔ تو لاریب فیہ آپ دوزخ کے دنبہ یعنی گوسفند ہین۔ دونو مین بحث ہو پڑی۔ آخر اس بات پر راضی ہوئے۔ کہ دونو ابھی حضرت ثانی علیہ الرحمتہ کی خدمت مین جا کر بیٹھین۔ اور کوئی بھی زبان سے کچھ نہ بولے۔ الغرض دونو سیدھے اس متبرک دربار مین جا کر بیٹھے۔ حضرت صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

آہوئے دشتِ معاصی را در روزے سر دہید	تا بجے خواہد رسید آخر شکار رحمت است

دونو آبدیدہ ہو کر چلے آئے۔ اور اپنی بحث سے کمال نادم ہوئے۔

دیگر۔ مولوی محمد شاہ عالم صاحب سوکڑی نے ایکدن بیان فرمایا۔ کہ عبداللہ خان سنجرانی نمبردار موضع بوہڑ۔ جو آنحضرت کا خاص غلام اور بڑا نیکو کار شخص تھا۔ ایکدفعہ بعارضہ بخار سخت بیمار ہوگیا اور مین اُن ایام مین موضع بوہڑ مین مقیم تھا۔ صبح شام انکو دیکھتا۔ اور علاج معالجہ کرتا۔ ایک رات مجھے خواب مین حضرت خواجہ الہ بخش صاحب نظر آئے۔ اور پوچھا۔ کہ عبداللہ خان کا کیا حال ہے مین نے عرض کی۔ یا حضرت بخار شدت کا ہے۔ علاج معالجہ جاری ہے۔ دُعا فرماوین۔ آپ نے استفسار فرمایا۔ کہ اسہال تو نہین ہین۔ مین نے عرض کی۔ یا حضرت نہین۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ اسکا پورا پورا دھیان کرو۔ اور خیال رکھو۔ اس سے مین نے یہ تعبیر نکالی۔ کہ بخار امید ہے کہ رفع دفع ہو جائیگا۔ اور دستونکی تکلیف ضرور ہوگی۔ مگر جان جوکھون نہین ہے۔ الغرض مین نے عبداللہ خان مذکور کو بتانا مناسب نہ سمجھا۔ دوسرے دن جو انکی عیادت کو گیا۔ اُن سے حقیقت

Marfat.com

...چھنے کیوقت دریافت کیا۔ کہ دست تو نہین ہین۔ عبداللہ خان نے جواب دیا۔ کہ نہین صرف بخار
...ہے۔ مگر میرے دل مین جو خیال رہا ہے۔ کہ ضرور حضرت کا فرمودہ ہے۔ اُسکو دست تو ضرور جاری ہونگے
...غرض آہستہ آہستہ عبداللہ خان کو صحت ہوگئی۔ بخار جاتا رہا۔ مگر دوسری رات کو ایک آدمی
...ے پاس دوڑتا آیا۔ اور کہا۔ کہ انکو بڑی تکلیف ہے۔ اور ہیضہ کے ساتھ دست جاری ہین۔ اب
...کو خیال آیا۔ کہ وہ حضرت صاحب کا فرمودہ اور اشارہ پورا ہوگیا۔ لیکن واضح رہے۔ کہ جب
...حالت بخار مین ہر روز پوچھتا کہ دست تو نہیں ہین۔ تو اُس سے عبداللہ خان کے دل مین شک
...۔ اور اُس نے پوچھا۔ کہ روزمرہ اس بات کے پوچھنے کا کیا سبب ہے؟ آخر اُس نے بڑا اصرار کیا۔
...مین نے بیان کردیا۔ کہ ایسا خواب دیکھا ہے۔ الغرض کثرتِ اسہال سے اُسے بہت تکلیف تھی۔ تھوڑی
...ڑی دیر کے بعد اجابت ہوتی تھی۔ اور حالت بہت ہی قابل رحم ہورہی تھی۔ میرے دل مین
...خیال آیا۔ کہ انہین تونسہ شریف حضرت صاحب کیخدمت مین لے چلون۔ الغرض دونو گھوڑیون
...سوار ہوکر تونسہ شریف پہنچے۔ اور اصطبل مین جاکر گھوڑی باندہی۔ مین تو آنحضرت کی قدمبوسی
اور زیارت کو چلا گیا۔ مگر عبداللہ خان نے کہا۔ کہ مجھے چونکہ تھوڑی دیر کے بعد حاجت ہوتی
ہے۔ میرا جانا وہان ٹھیک نہین۔ کیونکہ وہان مین کہان اجابت کیواسطے جاؤنگا۔ الغرض وہ
...سی جگہ اصطبل مین بیٹھ رہے۔ اور حضرت صاحب کی ایک خادمہ کو عرض کی۔ کہ آج مجھے ضرور حضرت
...صاحب کا پس خوردہ بھیجا جاوے۔ وہ مائی ایک موٹی روٹی اور دہی کا کٹورہ لے آئی۔ جب مین
...ین آیا۔ تو مین نے کہا۔ کہ اگرچہ ہیضہ کے مریض کیواسطے ترش چیز انتہا مضر ہے۔ مگر یہ تو تبرک
...بیشک نوش جان کرو۔ عبداللہ خان نے وہ دہی اور روٹی کہالی۔ اور خداوند کریم کے
...ل وکرم سے اسکی ساری بیماری کافور ہوگئی۔ سُبحان اللہ کیا شان ہے۔ وہ ... ہے
...ن کا بیمار تندرست ہوگیا۔ **دیگر** ۔ مین نے ایک معتبر اور ثقہ آدمی کی زبانی ... ... سنا
...حضرت خواجہ **الٰہ بخش** صاحب مین مجلس میلاد کی شمولیت کیلئے **تونسہ** شریف گیا۔ وہان
...زادہ محمد محمود صاحب نے بیان فرمایا۔ کہ ایک مختصر قصہ سناتا ہون۔ کہ ایکدفعہ حضرت صاحب
...چن شریف تشریف لیگئے۔ صاحبزادہ کریم بخش صاحب سلمہ ربہ بھی پاس بیٹھے ہوئے تھے۔
...ائرین کا اسقدر ہجوم تھا۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ اور چونکہ جگہ بہت تنگ تھی۔ اور حضرت صاحب

Marfat.com

برج نظامی کے پاس بیٹھے تھے۔ مجمع مین ایک شخص دھکے کہاتا۔ لڑھکتا پھڑکتا حضرت کیخدمت
مین حاضر ہوا۔ یہ شخص مرض استسقے مین مبتلا تھا۔ اور آکر بعد دعا وقدمبوسی عارض ہوا۔ کہ تعویذ
عنایت کیجیئے۔ حضرت صاحب نے تعویذ لکھہ دیا۔ اتنے مین آدمیون کی بھیر بھاڑ سے وہ بچارا ایک طرف
ہوگیا۔ اور یہ بات پوچھنی رہ گئی۔ کہ تعویذ کو کہان باندہے۔ اسکے بعد جب خیال آیا۔ تو پوچھا۔ کہ یا
حضرت: اسکو کہان باندہون۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ ...... مین باندھ۔ صاحبزادہ میان
کریم بخش صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا۔ کہ میان تجھکو اب یاد آیا۔ جاکر گلے مین ڈال۔ لیکن بر
وقت وہ آدمی گھبرگیا۔ تو اس نے کہا کہ کس کا کہا مانون۔ آخر دل مین یہی فیصلہ کیا۔ کہ جسنے تعویذ
لکھدیا ہے۔ اُسی کا کہنا ماننا چاہیئے۔ الغرض اس ابلہ نے ویسا کیا۔ اور اُسکو دست جاری ہوئے
اور خداوند کریم کے فضل سے اس مرض کا نام ونشان نہ رہا۔ دوسرے سال وہ شخص موٹا تازہ صاحبزادہ
کریم بخش صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا۔ اور کہا کہ آپنے مجھے پہچانا۔ صاحبزادہ کریم بخش صاحب
حیران ہوگئے۔ جب اُس نے بیان کیا۔ کہ یہ غلام وہی مرض استسقے والا ہے۔ جسکو حضرت خواجہ
الہ بخش صاحب نے تعویذ لکھہ دیا تھا۔ اور اسکے باندھنے کا فرمایا تھا۔ مین نے انکے فرمودہ کے بموجب
عمل کیا۔ اور خداوند کریم نے اپنا فضل کر دیا۔ اعتقاد اسکا نام ہے۔ اس موقع پر مجھکو ایک حکایت یاد آگئی
ہے۔ جو مین نے ایک فارسی کتاب مین بھی دیکھی۔ اُمید ہے کہ معزز ناظرین کے واسطے اس کا
مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ؎

وھوھذا۔ جب احمد شاہ دُرانی کابل سے ہندوستان مین آیا۔ اور متھرا کو غارت
کیا۔ تو اسکے لشکر کے چند سپاہی ایک بتخانہ مین داخل ہوئے۔ تاکہ اُسکو مسمار کرکے زمین کا
پیوند بنائین۔ اور سعادت دارین حاصل کرین۔ کیا دیکھتے ہین۔ کہ ایک بُت پرست اُس بُت کی
کے مراقبہ مین بیٹھا ہوا ہے۔ اُنہون نے اُسپر تلوارین لگائین۔ مگر اسکا بال تک بیکا نہ ہوا۔ اور
پتھر کیطرح تلوارون کی آواز آتی تھی۔ اور اس شخص کو تلوار کی ضربوں سے کچھہ بھی معلوم نہ ہو
آخر لاچار ہوکر ایکطرف بیٹھ رہے۔ جب اسکی مشغولی کا وقت تمام ہوا۔ تو سر اوٹھایا۔ یہ سب
اُسکے پاس گئے۔ اور پوچھا کہ اے جوان ہمنے تجھے کتنی تلوارین لگائین۔ اور تجھکو ذرا بھی نقصان
نہین ہوا۔ اسکا کیا سبب ہے۔ نہ ہی تو قتل ہوا۔ اور نہ ہی تو نے سر اُٹھایا۔ اس شخص نے جواب دیا

Marfat.com

کہ اسوقت مین کہان تھا۔ جو کچھہ تھا۔ یہی بت تھا۔ مجھکو ہرگز تمہاری تلوارون کی ضرب معلوم نہین ہوئی
توخیال کرنا چاہیئے۔ کہ جو لوگ خدا کی طرف پورے متوجہ ہوتے ہین۔ اُنکا کیا درجہ ہوتا ہوگا۔ جبکہ وہ کافر
بُت کے عشق مین بُت کیطرح سنگ ہوگیا تھا۔ ہر چیز کہ درکان نمک رفت نمک شد کا مطلب یہی ہے
کہ جو چیز جسمین فنا کا درجہ حاصل کرے۔ وہی ہو جاتی ہے۔ بعض اہل اللہ جب وجد مین آتے ہین تو انکے
روکنے کے لئے چادر پھیلائی جاتی ہے۔ مگر وہ چادران کے بدن سے نکل آتی ہے۔ اور وہ نہین رک سکتے
دیگر۔ مولوی موسیٰ مقیم تونسہ سے روایت ہے۔ کہ ایکدن مین حضرت صاحب کیخدمت مین بیٹھا ہوا
تھا۔ اور بہت سے غلام اور حاشیہ نشین بھی نشست فرمائے تھے۔ میرے دلمین دفعتہً یہ خیال
آیا۔ کہ عذاب حشر و نشر سے کیونکر رہائی ہوگی۔ اور مین نہایت سخت افسردہ خاطر اور رنجیدہ دل ہو رہا
تھا۔ کہ حضرت صاحب نے یہ شعر فرمایا۔ ؎

ہرکہ باشد در پس شہر خراب	کم نباشد مرورا سیخ و کباب

اس شعر سے میری تسکین ہوگئی۔ اور میرے دل مین جو بیقراری تھی۔ یک قلم موقوف ہوگئی۔
دیگر۔ ایکدن جب مین نے قلمی مسودہ اس کتاب کا مولوی محمد یار خان ہیڈ ماسٹر مڈل سکول تونسہ
شریف کو جو کہ نکتہ شناس اور حضرت صاحب کے خاص مریدون مین سے ہین۔ جاکر دکھایا۔ تو اُنہون نے
مجھے ہر ایک روایت کی تنقید اور تصدیق کیلئے ازحد تاکید کی۔ اور کہا۔ کہ فلان روایت جسمین یہ شعر ہے ؎

ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات	لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

کسی قدر راست نہین معلوم ہوتی۔ کیونکہ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب کا اس قسم کا ہرگز مذاق نہ تھا
کہ علانیہ کہہ دیوین۔ کہ جاکر اپنے کھیتون کی تیاری کرو۔ اگر آپ کوئی بات اس قسم کی فرماتے بھی
تو بہیت۔ رمز و کنایہ مین۔ نہ کہ اسطرح علانیہ۔ اور صاف طور پر۔ چنانچہ بیان فرمایا۔ کہ ایک دفعہ
مسمی غلام حیدر خان تمندار لنڈ حضرت صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کی
آپ برگزیدہ خدا ہین۔ مین اور میری رعیت ساری تباہ اور برباد ہوگئی ہے۔ دُعا فرماوین کہ بارش
ہووے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ کیا بارش ہمارے اختیار ہے؟ غلام حیدر خان نے کہا
کہ اگر آپ مین اور عام لوگون مین کوئی فرق نہین ہے۔ تو اتنے بڑے پیر کیون کہلاتے ہین۔ اور لوگونکو
کیون مرید بناتے ہین۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا تو چالیس نمازین میرے ساتھ جماعت

Marfat.com

کے ساتھ ادا کر۔ خداوند کریم کے فضل و کرم سے ضرور بارش بھی ہوگی۔ اور رود کوہی بھی آئیگی۔ غلام حیدرخان
نے کھڑے ہو کر منظور کر لیا۔ اور حضرت صاحب نے بھی اقرار کیا۔ غلام حیدرخان نماز ظہر سے
قول کو پورا کرنے کے لئے آیا۔ اور کہا۔ کہ یا حضرت مین وعدہ کے پورا کرنیکے لئے حاضر ہون۔ آپ نے
فرمایا۔ کہ اچھا مین بھی حاضر ہون۔ غلام حیدرخان برابر عصر اور شام کی نماز مین حاضر ہوا۔ اور برابر
یہی کہا۔ کہ صاحب! آپ اپنے قول اور عہد پر مستقل رہیئے۔ مین حاضر ہون۔ حضرت صاحب نے مجلس
مین فرمایا۔ کہ یہ عجب ہمارا اقرار ہوا۔ اگر وہ چالیس نمازین برابر ادا کرے۔ تو پھر مین کیا کرونگا۔ اسکے
بعد فرمایا۔ کہ مجھے بلوچون کے قول پر بھروسہ نہین ہے۔ اور خصوصًا یہ عیش پرست بھلا ۴۰ نمازون
تک کیا پورا اتر سکتا ہے۔ آخر عشاء کی نماز کیوقت جب حضرت صاحب مسجد مین گئے۔ تو خانصاحب
موجود نتھے۔ انکو آدمی بھیجا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ خانصاحب پر نیند نے غلبہ کر دیا ہے۔ اور آپ خواب
راحت مین غلطان ہین۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اسکو کہدو۔ کہ اب تم اقرار پر نہین رہے۔ اسواسطے بارش وغیرہ
کا میرا اقرار نہین رہا۔ اسکے بعد آپ نے شکریہ ادا کیا۔ اور فرمایا۔ کہ مین انکے قول اور فعل اور عادت
پر یہی یقین رکھتا تھا۔ ورنہ ہرگز ایسا اقرار نہ کرتا۔ اسکے بعد فرمایا۔ کہ خداوند کریم نے بڑا کرم کیا۔ کہ وہ
اپنے اقرار مین جھوٹا ہوا۔ اور میری مخلصی ہوئی۔ اور فرمایا۔ کہ مین نے بڑی زبردستی کی تھی۔ کہ ایسا
اقرار کرنے کی جرات کی تھی۔ مگر مین اسکی عادت پر اعتبار کرتا تھا۔ مین نے اسی طرح کو روایت شعروالی
کی تصدیق کرنیکے لئے مولوی عبدالرزاق سکنہ منڈی سے دریافت کیا۔ تو انہون نے سردر دئے
گل محمد خان منگوانی اور میان حامد سوکڑی مسجد مین بیان فرمایا۔ کہ برخوردار ہمیدار موضع منڈی
جو پہلے حضرت صاحب سے بیعت ہوا تھا۔ اکثر حضرت ... کی خدمت مین اگر مولود شریف پڑھا کرتا۔
فن موسیقی سے بھی خاصی واقفیت رکھتا تھا۔ مرحبا سید مکی مدنی العربی والے مولود مین شعر
بھی ہے۔ ۵ یا ہمہ تشنہ لبانیم الخ۔ لیکن یہ کبھی نہین سنا۔ کہ حضرت صاحب نے ایسا صحیح کہا ہو۔ کہ
جاؤ تم کیارہ کرو۔ اور کھیتون کی خبرگیری کرو۔ رود کوہی آئی ہے۔ ایکدفعہ نامبردہ نے جو بڑا متقی
اور پرہیزگار آدمی تھا۔ آکر استدعا کیا۔ کہ یا حضرت دعا فرمایئے۔ خدا تقصیر معاف کرے۔ لوگ
خراب ہو گئے ہین۔ اور قحط اور خشک سالی سے جان بلب ہین۔ حضرت صاحب نے ۸۰ لاکھ درود شریف
پڑھنے کا فرمایا۔ دوسرے جمعہ کو جو نامبردہ حاضر ہوا۔ تو ایک کروڑ پورا کر کے لایا تھا۔ اسپر حضرت

Marfat.com

صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا اب خدا سے لینے والے ہین۔ غرض اسطرح سے آیت وار کو رودکوہی آئی۔ اور سارا علاقہ سیراب ہوا۔ اسیطرح مولوی عبدالرزاق مذکور نے بیان کیا۔ کہ برخوردار نمبردار ایک بڑا اجری اور دلیر آدمی تھا۔ اور حضرت ثانی کیخدمت مین ہمیشہ لوگون کی طرف سے جاکر عرض کیا کرتا تہا۔ اور حضرت صاحب کا خاص غلام تہا۔ اسواسطے وہ علانیہ ہر ایک بات بے باکی سے کہدیا کرتا۔ اور وہ تو وہ اسکی بیوی اس درجہ کی نیک بخت تھی۔ کہ ایکدفعہ حضرت صاحب کی خدمت مین عرض کیا۔ کہ یا حضرت کوئی اور ورد بھی فرماوین۔ کیونکہ آپ کا پہلا فرمودہ ورد مین پورا کرلیتی ہون۔ اور بہت سی رات ابھی باقی ہوتی ہے۔ کچھ اور بھی کلام فرمائیے۔ حضرت صاحب نے اور بھی فرمایا۔ پھر اُس نے کہا۔ کہ یا حضرت کچھ اور بھی فرمائیے۔ کہ یہ تو تھوڑا ہے۔ اور رات بہت باقی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے ۔ ۔ ۔ ۔ سوتی بھی ہے۔ یا ساری رات جاگتی رہتی ہے۔ اور برخوردار مذکور کا یہ حال تھا کہ ۱۱ ہزار درود شریف روز پڑھتا تہا۔ اور اخیر عمر مین ۳ کروڑ کے قریب درود شریف پڑھا تہا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا۔ اور موضع بندی ہیرو غربی۔ ہیرو شرقی۔ وغیرہ کے بہت سی کسانون کو ساتھ لے آیا۔ وہ اپنے ساتھ اپنے ہلون اور بیلون کو بھی لے آئے۔ آکر حضرت صاحب کیخدمت مین فریاد کی۔ کہ یا حضرت دعا فرمائیے۔ کہ ونڈہ کی سد جو ہم باندھتے ہین۔ رودکوہی آکر اسے شکست ریخت کر دیتی ہے۔ اور ساری رودکوہی دریابرد ہو جاتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا خدا رحم کریگا۔ اسکے بعد آپ استابہ لیکر وضو کرنے بیٹھے۔ تو وہ برخوردار مذکور گریہ ہو گیا۔ کہ یا حضرت آستابہ کا پانی جنوب کیطرف گرائیے۔ تاکہ پانی رودکوہی کا جنوب کا رُخ کرے۔ اور دریا تو کہ مشرق کی طرف ہے۔ اُدھر نہ جاوے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ برخوردار! مجھسے کفر نہ کرا۔ الغرض برخوردار نے حضرت کا آستابہ پکڑ لیا۔ اور جبرًا آپ سے جنوب کیطرف پانی بہانے کی کوشش کی۔ پھر حضرت صاحب نے وہی الفاظ اور فرمائے اسکے بعد خود استابہ کا رُخ اُدھر کو کرنے لگا۔ حضرت صاحب نے بھی تنگ ہو کر اپنا ہاتھ اُدھر کر دیا اور فرمایا۔ کہ بس۔ جب پانی اچھیطرح جنوب کی رُخ کو بہا۔ تو برخوردار نے ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور سبکو لیکر چلا گیا۔ خدا کے فضل سے رودکوہی آئی۔ اور اُس نے دریا کے رُخ جانا چھوڑ دیا۔ اور مدت تک ونڈہ والی سد کے باندھنے کی ضرورت نہ پڑی۔ گل محمد خان تنگوانی نے بیان فرمایا۔ کہ آپنے

Marfat.com

میرے لئے پیشگوئی کی تھی۔ شاید کسی تھانیدار کو موقوف کردینگے۔ اور ساتھ ہی نام فرمایا تھا کہ دو کان نکال دینگے۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ کان سنگھ کو موقوف کیا گیا۔ اور مین اسکی جگہ تعینات ہوا۔ گل محمد خان تنگوانی انسپکٹر پولیس ژوب بلوچستان کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اسلئے یہان مجملاً بیان کیا گیا۔

دیگر۔ مین نے زبانی عموی نور محمد خان ملغانی سوکڑی اور حسن خان ملغانی سُنا ہے۔ کہ سال سنہ ۹۹ء مین ہم حضرت خواجہ **اللہ بخش** صاحب کے ہمرکاب پاک پٹن شریف گئے۔ سنگھڑ اور قرب وجوار کے بہت سے غلام حسب دستور سابقہ آنحضرت کے ساتھ تھے۔ پاک پٹن شریف چند یوم قیام رہا۔ اتفاقاً ایک شخص سکنہ بوبڑ نہایت سخت بیمار ہوگیا۔ اسکا اسہال اور قے سے بہت بُرا حال تھا۔ ہمین بہت فکر ہوا۔ کہ پردیس کا معاملہ ہے۔ بیچارا اچھی زیارت کرنیکے لئے آیا۔ کہ لاش بھی غیر ملک مین دفن ہووے۔ اور وطن سے بیوطن ہوا۔ الغرض ہمنے ملکر حضرت صاحب کیخدمت مین جاکر عرض کی۔ کہ غریب نواز دُعا فرماوین۔ اُس بیچارے کا تو بُرا حال ہے۔ اور اسہال اور قے سے اُسے سخت تکلیف ہے۔ آپنے فرمایا۔ یہ ہرگز ممکن نہین ہے کہ محرم کا مہینہ ہے۔ اور ہم سب پردیس مین ہین بابا صاحب کی خانقاہ ہے بھلا یہ مرنے لگا ہے۔ تم جاکر اُسکے کہانے وغیرہ کا بندوبست کرو۔ اُسے بھوک لگی ہوگی۔ اور وہ بفضلہٖ جلد اچھا ہوجاویگا۔ دوسرے ہی دن خداوند کریم نے اُسکے مرض مین افاقہ بخشا اور وہ صحت کے ساتھ وطن مین آیا۔ چنانچہ غالباً ابتک زندہ سلامت موجود ہے۔

دیگر۔ شیخ غلام رسول حاجی جو حضرت صاحب کا ایک خاص غلام ہے۔ ابتدا مین ہندو تھا جب حضرت صاحب کی توجہ ہوئی۔ تو مشرف باسلام ہوا اور زہد و اتقا مین صوفیانِ وقت سے سبقت لیگیا مسلمان ہونیکے بعد اُس نے دینیات کی تعلیم مین بڑی کوشش کی اور فقہ اور بالخصوص حدیث و تفسیر مین بہت واقفیت پیدا کرلی سنہ ۱۹۰۲ء مین زیارت روضہ رسول مقبول اور حج بیت اللہ شریف کی اُمنگ مین متوکل علے اللہ ہوکر چل کھڑا ہوا۔ اور بخیریت تمام حج کرکے واپس آیا۔ آجکل آپکا شغل درس و تدریس کا ہے۔ بہت سے طلبہ آپسے تفسیر اور حدیث پڑھتے رہتے ہین۔ آپ آستانہ شریف مین رہتے ہین۔ اور روٹی وغیرہ خرچ لنگر سے ملتا ہے۔ مجھے زبانی احمد و خان تنگوانی معلوم ہوا ہے کہ جب شیخ غلام رسول مذکور عنایت ایزدی سے مشرف باسلام ہوا۔ تو سدھو رام سکنہ ہیرو بھی آستانہ مبارک پر پہنچ گیا۔ اور جاکر عرض کی کہ مجھے بھی دین اسلام کی ازحد تمنا ہے۔ آپ نے ایک زمیندار

Marfat.com

کو فرمایا۔ جو غالباً اسکو ساتھ لے آیا تھا۔ کہ یہ منافق ہے۔ ہرگز مسلمان نہین ہوگا۔ اسکو میرے پاس کیون لے آیا ہے۔ اور فی الواقع وہ منافق تھا۔ آخرکار دایرہ اسلام مین نہ آیا۔ اور اپنے آپ کو دوجہان مین آگ کی نذر کیا۔ اللّٰھم احفظنی من النار بطفیل سید الابرار محمد المختار۔

دیگر۔ مولوی چراغ الدین صاحب ارائین اکثر کہا کرتے تھے۔ کہ مجھے حج تو مرشدی حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب جی نے کرایا ہے۔ مین نے منت مانی تھی۔ کہ اگر خداوند کریم مجھے ایک فرزند عنایت کرے۔ اور اسکو مجھے بخش دیوے۔ یعنی عمر دراز کرے۔ تو انشاء اللہ ضرور کعبۃ اللہ کی زیارت کو جاؤنگا خداوند کریم کے فضل سے میری مراد پوری ہوئی۔ اور ۱۸۸۹ء مین مین نے ارادہ کیا۔ کہ بعد عید الفطر (مؤلف کو شک ہے) یا غالباً شب برات کے بعد اس لمبے سفر کی تیاری کرنی چاہیے۔ غرض مین اندر ہی اندر تیاری کرتا رہا۔ اور آخر جب تھوڑا بہت زادراہ اور سامان سفر درست کر چکا۔ تو جا نیکا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور جمعہ کے دن تونسہ شریف جاکر حضرت صاحب سے اجازت طلب کی۔ اور دعاے خیر مانگی۔ آپ جبنی مسجد مین تشریف رکھتے تھے۔ مجھکو ۲ دفعہ فرمایا۔ کہ میان چراغ الدین حج کو جاتا ہے۔ مین نے عرض کی جی ہان قبلہ! دعا فرماوین۔ پھر اسکے بعد آپ نے تیسری دفعہ فرمایا۔ کہ کوئی رفیق بھی ہے؟ مین نے جواب مین عرض کیا۔ غریب نواز! کوئی بھی نہین ہے۔ فقط خدا پر بھروسہ اور توکل ہے اور حضور کی دعا شامل حال ہوسے۔ یہی میری رفیق اور شفیق ہوگی۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ جب بیت اللہ شریف مین جاوے۔ ہمارے واسطے ضرور دعائے خیر طلب کرنا۔ اور یہ بات ہرگز فراموش نکرنا۔ مولوی صاحب فرماتے ہین۔ کہ اس امر سے مجھے نور الیقین ہوگیا۔ کہ حج تو ضرور کرتا ہی ہون۔ کیونکہ بیت اللہ کا جانا تو ضرور مقرر ہوگیا ہے۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو خیریت سے بھی واپس آجاونگا۔ الغرض سوکڑ مین آیا۔ رات کو مسجد تحتیر مین جہان مولوی صاحب اتبک امام ہین [illegible] کہا۔ کہ بھائی اللہ حافظ مین تونسہ شریف سے بھی اجازت لے آیا ہون [illegible] حج کو جانے کا ارادہ ہے۔ مولوی محمد احسن اور مولوی نور اللہ (ایکا بیٹا) بھی موجود تھے۔ جو محبت کیوجہ [illegible] آبدیدہ ہوگئے سارے معرکہ نے انکو تسلی دی۔ کہ اتنے مین ہموی فضل خان نے نورن خان سے کہا۔ کہ یا نصف خرچ مجھے دے۔ مین حج کو جاؤن۔ یا نصف خرچ مین دیتا ہون۔ تو حج کو چلا جا۔ یہ مولوی چراغ الدین ہمارا ۲۵ سال سے امام ہے۔ اکیلا نہ جاوے۔ اسپر نورن خان نے کہا۔ کہ تو [illegible]

Marfat.com

جانیکا شوق ہے۔ تو چل تو بھی تیار ہو۔ مین بھی تیار ہون۔ کہ اتنے مین فضلخان نے کہا۔ کہ
اچھا یہی بات ٹھیری۔ تو اللہ حافظ۔ سب نے فاتحہ کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ اور دونوں اسی وقت سے تیاری
مین مصروف ہو گئے۔ صبح کو نورن خان معروف نور شاہ نے اپنے برادر بلیہ خان کو آدمی بھیجا۔ جو کہ
موضع ملکول خورد مین باہر گیا ہوا تہا۔ کہ آکر ملجاوے۔ مین حج کو تیار ہون۔ اور اسکے بعد فضلخان
اور نورن خان شمرانی حضرت کرم شاہ قبول شاہ بخاری کی خانقاہ کی زیارت کیلئے چلے گئے۔ جو کہ
موضع بغلانی مین ہے۔ اور شہر سوکڑ سے صرف ایک میل مغرب کو ہے۔ اور وہانسے آکر یم منگروٹھ
مین مبالغ لینے کیلئے روانہ ہوئے۔ اتنے مین یہ خبر شہر مین مشہور ہوگئی۔ اور بہت سے آدمی تیار ہو گئے۔
غلام حیدر خان ولد احمد یار خان سوکڑی جو کہ ایک متمول آدمی ہے۔ اسکو بھی شوق ہوا۔ اور فوراً
تیاری کر لی۔ اسکے بعد میرو ریام اور ایک دو آدمی اور بھی اسکے ہمراہ مستعد ہو گئے۔ کہ اتنے مین
شام کو بلیہ خان بھی آگیا۔ وہ پہلے ہی سننے کیوقت تیار ہو کر آیا تہا۔ فوراً اپنے مودی کے پاس
زاد راہ کیواسطے مبالغ لے آیا۔ غرض تیسرے ہی دن دس گیارہ آدمی سوکڑ کے تیار ہو کر چل پڑے
ہوئے۔ جب دریائے سندھ مین کشتی پر سوار ہوئے۔ ایک آدمی وہان اور آملا۔ سید پیر بخش صاحب
نے ایک آدمی ملتان تک پہنچانے کیلئے غلام حیدر خان کے ساتھ دیا تہا۔ ملتان جاکر وہ بھی واپس
جانے سے انکاری ہوا۔ غلام حیدر خان نے اسکے خرچ کا ذمہ اٹھایا۔ الغرض یہ جم غفیر پاک پٹن
دہلی اجمیر ہوتا ہوا بمبئی پہنچا۔ اور وہان سے جہاز مین روانہ ہو کر عازم عرب ہوا۔ انکو مقام کامران
دس یوم کیواسطے قرنطینہ مین رہنا پڑا جب آٹھ یوم گذر گئے۔ اتفاقاً مولوی چراغ الدین کو ہیضہ ہو گیا
اور ایک رات اور ایک دن کے عرصہ مین ایسا لاغر ہو گیا۔ کہ ساتھی سب متفکر ہو گئے۔ لیکن مولوی
صاحب مجھے بیان کرتے تھے۔ کہ مجھے حضرت صاحب کے قول پر ایسا اعتماد تہا۔ کہ ہرگز کوئی مایوسی
کا خیال نہ ہوا۔ مین ابھی ویسا ہی کمزور تہا۔ کہ دسوین دن نہا دہو کپڑے بدل کر لیس ہو گیا۔ ڈاکٹر
ملاحظہ کیلئے آیا۔ میری طرف غور سے دیکھا۔ مگر چلا گیا۔ سب کو یقین تہا۔ کہ اسکو ہرگز نہ چھوڑیگا
کیونکہ اسکے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی ہے۔ غرض مولویصاحب فرماتے ہین۔ کہ ہم بخیر و خوبی اس
قرنطینہ سے روانہ ہو کر جدہ پہنچ گئے۔ اور پھر وہان سے مکہ شریف کا رستہ لیا۔ مکہ شریف سے بعد
فراغت حج جب مدینہ منورہ کو جا رہے تھے۔ تو ساربان کی غفلت اور کچھ بیماری کی وجہ سے

Marfat.com

...خان جو ایک کجاوہ مین سوار تھے۔ گر پڑے۔ ساربان کو کچھ معلوم نہ ہوا۔ اور وہ چلا
...بلیہ خان اور فضلخان پیچھے پیدل آرہے تھے۔ جب وہ ہمارے پاس پہنچے۔ تو بلیہ خان دوڑ
...والے کو ملا۔ اور اس سے جبراً اونٹ چھین کر لے آیا۔ اور ہر دو کو سوار کر کے قافلہ مین جا ملایا
...حضرت صاحب کی دُعا کا نتیجہ تہا۔ کہ اس حالت مین بھی خداوندکریم نے کرم کیا۔ غرض مولوی
...اور سب آدمی بخیریت و عافیت سب کے سب واپس آئے۔ اور پہنے دو سو روپے سی حج
...اپنے گھر دن مین پہنچ گئے۔
...زبانی حسن خان ملغانی خاکسار مولف نے مسجد مین بیٹھے ہوئے سنا ہے۔ کہ جب حضرت
...اللہ بخش صاحب اخیر عارضہ مین بیمار تھے۔ تو ۲۸ جمادی الاول جمعہ کے روز مین آخری
...کیلئے تونسہ شریف گیا۔ لوگون کا اسقدر ہجوم تھا۔ کہ روضہ شریف آستانہ شریف اور
...خانہ باہر چاہ حوض والا وغیرہ سب جگہ آدمیون سے پُر تھی۔ اور چونکہ حضرت کو ضعف کمال تہا
...ان لوگون کا بہت ہجوم ہونے دیتے تھے۔ مین شیخ غلام رسول کی کوٹھی مین جا کر بیٹھا۔ جو کہ مسجد
...ن جنوبی طرف ہے۔ وہان چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ مین نے بیان کیا۔ یار وا مین
...سے منزل طے کر کے دھوپ مین آیا۔ رستہ مین بڑی کیچڑ اور رود کوہی تھی۔ اب حضرت
...کی زیارت سے بھی محروم بیٹھا ہون۔ لوگ اندر جانے نہین دیتے۔ مجمع مین سے ایک
...بول اُٹھا۔ اگر آنحضرت کی زیارت کا شوق ہے۔ تو سیدہا اصطبل مین چلا جا۔ وہان
...حضرت صاحب کے کلمہ شریف بالجہر پڑھنے کی آواز سُنائی دیگی۔ مین نے اُسے غلط سمجھا
...الصبیان استہزا کا بھی آج دن ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا۔ کہ تو یقین نہین کرتا۔ اسپر
...آدمیون نے بھی تصدیق کی۔ مین سیدہا لوگون کے ہجوم کو چیرتا ہوا اصطبل [illegible]
...دروازہ سی جو کہ بنگلہ صاحبزادہ محمود صاحب کے عین مقابل ہے۔ [illegible]
...پاس جا کھڑا ہوا۔ حضرت صاحب کے کلمہ شریف پڑہنے کی آواز بخوبی سنائی دیتی
...شریف تک بھی لوگون کو سنائی دے رہی تھی۔ الغرض وہان ہی سی زیارت
...دن علے الصباح حضرت کا انتقال ہوا۔
...صاحب کی وفات کے متعلق مفصل واقعات کتاب کی اخیر فصل مین ذکر کیے

Marfat.com

جاوینگے۔ انکی کرامات کوئی ایک آدھ نہین۔ جو عام لوگون کو معلوم نہ ہون۔ بلکہ سینکڑون ہزارون
کراماتیں زبان زد خلائق ہین۔ میرا تو یہ خیال اور عقیدہ ہے۔ کہ ہر ایک عقیدت مند مریدنے
خود کوئی نہ کوئی خاص بات حضرت کی ضرور مشاہدہ کی ہوگی۔ چنانچہ فخر الشعرا منشی عنایت اللہ
خانصاحب مرحوم ساکن میرٹھ ایکدن فرماتے تھے۔ کہ ابتدائی عمر میں مجھکو سودا اور خفقان کا خلل
ہوگیا۔ ہرچند والدین نے علاج معالجہ کرایا۔ کچھ فائیدہ حاصل نہ ہوا۔ اسوقت اُنکے والد کی ملا
ڈیرہ غازیخان مین تھی۔ آخر کار جب علاج سے مایوس ہوگئے۔ تو حضرت صاحب کی خد
میں رجوع کیا۔ اور بعد دعائے خیر تعویذ کے طالب ہوئے۔ آپنے تعویذ عطا کیا۔ منشی عنایت اللہ
کہتے ہین۔ کہ اسدن کے بعد پھر کبھی اس مرض کی کوئی شکایت نہ ہوئی۔

دیگر خانصاحب نواب احمد یار خان رئیس ملتان سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ مین سخت بیمار ہوگیا ا
اگرچہ حتی الامکان علاج معالجہ میں سعی کیا گیا۔ مگر کسی دوا سے افاقہ نہ ہوا۔ سوء ہضمی کی ت
اسقدر تھی۔ کہ بالکل کوئی چیز ہضم نہ ہوتی تھی۔ اور مین بہت لاغر اور کمزور ہوگیا تھا۔ لـ
مین حضرت صاحب ملتان شریف مین تشریف لائے۔ اور باوجودیکہ مین بہت بیمار اور کمزو
مگر آپ مجھکو ریل پر سوار کرکے ساتھ لیگئے۔ اور اثنائے راہ مین اپنے دست مبارک سے مجھے کھانا کھلایا
کا مقام یہ ہے۔ کہ یا تو مجھے خالی پانی بھی ہضم ہونا دشوار تہا۔ یا ان مبارک ہاتھوں کی برکت سے مین گوشت
بھی کھانے لگا۔ سب مجھے تھوڑا تھوڑا کھلاتے تھے۔ اور پھر مین اور خواہش کرتا تہا۔ چندروز کے بعد جو
واپس آیا۔ تو مین پورا تندرست تہا۔ اور کمزوری ناطاقتی وغیرہ کی کوئی شکایت باقی نہ تھی۔

دیگر۔ کہتے ہین کہ جام کا بیٹا جسکا نام مجھے فراموش ہوگیا ہے۔ ایکدفعہ نہایت سنگین مقدمہ میں
پھنسا تھا۔ تو اسکے دن حضرت صاحب نے روضہ منورہ میں جاکر دعا طلب کی جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جوان
رہا ہوگیا۔ کچھ مدت کے بعد ایک شخص مسمی ریاست مین کی بیجا کارروائی سے پھر نامبردہ کھنس
مگر دوسری دفعہ بھی حضرت صاحب کی توجہ سے اُنکی مخلصی ہوگئی۔ سبحان اللہ اولیا
کیا طاقت ہوتی ہے۔ مگر حضرت صاحب کی ہمیشہ سے یہ نیک عادت رہی۔ کہ کبھی کسی کام
طرف منسوب نہ فرمایا۔ بموجب کتمان الکرامۃ فرض۔ بلکہ ہمیشہ فرمایا کرتے۔ کہ خداوند کر
مہربانی ہے۔ اور حضرت خواجگان کی توجہ کا نتیجہ ہے +

Marfat.com

دیگر۔۔ مولوی محمد شاہ عالم سوکڑی سے روایت ہے۔ کہ ملک مٹھا بلانہ سکنہ موضع بلانہ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازیخان حضرت صاحب کا مرید تہا۔ مگر باوجود اسکے کہ دو تین نکاح کئے تھے۔ کوئی اولاد نہ تھی اور وہ بڑی عمر کا ہوگیا تہا۔ آخر ایکدفعہ سارا کنبہ تونسہ شریف لے آیا۔ اور بعد قدمبوسی طالب دعا ہوا حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ میاں اور شادی کر۔ اُس نے عرض کی۔ غریب نواز! پہلے بہت ہین مگر حضرت صاحب نے مکرر یہی فرمایا۔ کہ تو اور نکاح کر۔ خداوند کریم فضل کریگا۔ نامبردہ جو کہ اچہا زمیندار تھا۔ وطن جاکر بموجب فرمودہ وارشاد حضرت غریب نواز ایک بیوہ کو حبالہ نکاح مین لایا۔ خداوند کریم نے اسکی آرزو پوری کردی۔ کہتے ہین۔ کہ وہ عرس پر آیا ہوا تہا۔ کہ اسکو گھر سے مبارکبادی آئی راقم الحروف۔ ر۔ ب بلوچ نے اُسکے بڑے بیٹے عبداللہ بلانہ کو ڈیرہ غازیخان کے سکول مین پڑھتے دیکہا۔ جو کہ بڑا ذکی اور ذہین تھا ؎

دیگر۔ منشی چراغ الدین ارائین سابق معلم چوٹی سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ جبکہ مین مدرسہ چوٹی مین معلم تہا۔ تعطیلات کے موقعہ پر زیارت کیواسطے تونسہ شریف کو آرہا تھا۔ اثنائے راہ مین جب سٹیشن کوٹ سلطان پر ریل سے اُترا۔ تو ایک مسافر مجھسے ملاقی ہوا۔ اور مجھہ سے یہ دریافت کرکے کہ مین زیارتِ حضرت غریب نواز کیواسطے تونسہ شریف جارہا ہون۔ جیب سے چھہ روپے نکال کر دیئے کہ یہ حضور مین میریطرف سے نذر کرنا۔ میاں چراغ الدین کا بیان ہے۔ کہ نہ ہی اُس شخص نے (جسکی شکل پٹہانون کی معلوم ہوتی تھی) مجھہ سے میرا نام مقام پوچھا۔ اور نہ ہی مجھکو خیال آیا۔ کہ مین اُس سے نام مقام قیام وغیرہ دریافت کرون۔ غرض وہ شخص تو مجھکو روپے حوالہ کرکے چلا گیا۔ اور مین اپنا باقی سفر طے کرکے تونسہ شریف مین آستانہ مبارک پر حاضر ہوا۔ اور آکر قدمبوسی کی۔ اور وہ امانت بھی حضور پرنور کی خدمت مین پیش کی۔ آپنے دریافت فرمایا۔ کہ اسکا کیا نام تہا۔ چونکہ مین اُسکے نام مقام سے نابلد تہا۔ مین نے ادب سے گذارش کی۔ غریب نواز! اُس نے اپنا نام نہین بتایا تہا۔ کوٹ سلطان کے سٹیشن پر اُس نے یہ روپے میرے ہاتھ پر رکھے۔ اور کہا کہ لنگر شریف مین جاکر دینا۔ آپ نے وہ روپے عبداللہ منشی کے حوالہ کرکے فرمایا۔ کہ میاں نوٹ لے۔ کہ مبلغ چھ روپے مرسلہ پوندہ میاں چراغ الدین کی معرفت وصول ہوگئے ہین۔ میاں چراغ الدین کہتے ہین۔ کہ آپ نے اسکا نام بھی لیا تہا۔ مگر مجھکو فراموش ہوگیا ہے۔ اور ساتھہ ہی یہ الفاظ

Marfat.com

مبارک بھی یاد ہین۔ کہ آپ نے عبد اللہ کو فرمایا۔ امانت لب آمت رسید لکھہ دیے +
دیگر۔ یکم رمضان ۱۳۲۱ھ فدوی کو صاحبزادہ محمد محمود صاحب جی کے دربار فیض آثار مین باریاب
ہونیکا فخر حاصل ہوا۔ اسوقت مولوی علی گوہر صاحب ماسٹر محمد یار خان۔ منشی گل محمد خان انسپکٹر
پولیس وغیرہ بھی بیٹھے ہوئے۔ اور مختلف امورات پر گفتگو ہو رہی تھی۔ باتون باتون مین ماہ رمضان
المبارک کا ذکر شروع ہوا۔ اور نسوار کی بابت گفتگو ہو رہی تھی۔ آپنے بیان فرمایا۔ کہ حضرت غریب نواز
فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم کبھی نسوار کے پاس نہ جاتے۔ مگر خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کو استعمال کرتے
دیکھا ہوتا۔ اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ نسوار خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے نزدیک چندان قابل نفرت
نہ تھی۔ سو ہم نے بھی طبیعت پر زیادہ جبر نہ کیا۔ اگر خواجہ صاحب اسکا استعمال نکرتے۔ تو ہم بھولکر
بھی اسکا نام نہ لیتے۔ اسی طرح آپنے بیان فرمایا۔ کہ حضرت غریب نواز ایک دن فرماتے تھے۔ کہ
مولوی احمد صاحب خلیفہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ مین خداوند کریم نے وہ سخاوت اور تواضع کی صفت
عطا کی۔ کہ اگرچہ وہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے ادنے غلام تھے۔ مگر خداوند کریم نے ان مین وہ طاقت
دی تھی۔ کہ جسقدر خواص کو بھی نہین ہے۔ اسی طرح خلیفہ محمد باران صاحب کی بابت صاحبزادہ صاحب
موصوف نے فرمایا۔ کہ ایک دن حضرت غریب نواز فرماتے تھے۔ کہ دو اولیا دیکھے۔ ایک خواجہ صاحب
قدس سرہ دوم خلیفہ صاحب + آپنے ان دو خلفائے کا ذکر فرمایا تھا۔ کہ اتنے مین گل محمد خان
نے بیان کیا۔ کہ ایکدفعہ جبکہ مین رخصت پر گہر مین آیا ہوا تھا۔ تو رات کو خواب مین دیکھا۔ کہ میرے
والد صاحب جو بہت دنون سے فوت ہو گئے تھے۔ بہت تکلیف مین ہین۔ اس سے میرا دل بھر آیا
اور مین نے صبح کو ایک گذارشنامہ حضرت غریب نواز کی خدمت مین لکھا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ خود
جاکر حضور پرنور کی خدمت مین پیش کرونگا۔ الغرض مین سیدھا آستانہ مبارک پر حاضر ہوا۔ اور
بعد قدمبوسی وہ عریضہ خدمت بابرکت مین پیش کیا۔ میرا خیال ہے۔ کہ ایک اور بھی کاغذ تھا۔
مگر اب امر فراموش ہو گیا ہے۔ کہ وہ کیسا کاغذ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ بالاخانہ پر تشریف لیگئے
اور مین نے دیکھا۔ کہ خود بدولت۔ بذات خود ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اور مجھے آتا دیکھہ کر فرمایا۔ کہ گل محمد
تعالیٰ کریم نے تمہاری عرضی حضور مین دیدی ہے خداوند کریم اپنا رحم کریگا۔ جب گل محمد خان
نے اپنی حکایت ختم کی۔ تو خواجہ صاحب قدس سرہ کی ملفوظات کے متعلق سلسلہ گفتگو شروع ہوا۔ اور

صاحبزادہ صاحب سلمہ ربہ نے بیان فرمایا۔ کہ حضرت غریب نواز فرمایا کرتے تھے کہ منتخب جو خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ملفوظ ہے۔ میرا اپنا ساختہ پرداختہ ہے۔ یعنی دوسرے لفظوں مین میری تالیف ہے۔ کیونکہ مولوی یار محمد سکنہ بنڈی نے بڑی احتیاط سے انتخاب کیا ہے۔ اور مین نے ایک ایک لفظ پڑھکر اسکی تصحیح اور تصدیق کی ہے۔ اور ضعیف روایات بالکل اُڑا دی گئی ہین۔ کاتب الحروف نے اور بھی چند بزرگون سے سنا ہے۔ کہ حضرت غریب نواز فرمایا کرتے تھے۔ کہ منتخب خواجہ صاحب کی جملہ ملفوظات سے زیادہ صحیح اور معتبر ہے۔

دیگر۔ منشی احمد حسین خان خلف امام بخش خان سکنہ منگروٹھ جو میرے ایک بے تکلف دوست ہین میرے سامنے ذکر کرتے تھے۔ کہ مین ہمیشہ سے وہابی تھا۔ اور جسقدر لوگ حضرت ثانی کی تعریف کرتے تھے۔ مجھکو نفرت آتی تھی۔ کیونکہ مین نے اپنی آنکھون آپ کی کوئی کرامات نہ دیکھی تھی۔ مگر ایک یا دو۔ بلکہ تین دفعہ خداوند کریم نے مجھکو اُن کی بزرگی دکھا دی۔ اسپر مین مرید بھی ہو گیا۔ اور جہان تک ممکن ہوتا ہے جمعہ کے جمعہ زیارت کو حاضر ہوا کرتا ہون۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ہمارے شہر موضع منگروٹھ مین اس شدت سے تپ محرقہ آپڑا۔ کہ آجتک لوگ اسکو نہین بھولے۔ سینکڑون آدمی ضایع ہو گئے جسکو ہوا پھر جیتا نہ اُٹھا۔ بدقسمتی سے مجھکو بھی تپ محرقہ نے آگھیرا۔ میرا والد چونکہ حکیم ہے۔ اُسنے میرے معالجہ مین کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مگر کوئی دوا کیا یونانی کیا ڈاکٹری کیا ویدک ہرگز ہرگز مفید نہ ہوئی۔ اور جو جو آثار اس موذی مرض کے غلبہ کے ہوتے ہین۔ آناً فاناً یکے بعد دیگرے نظر آنے لگے۔ میرے والد صاحب بہت غمگین ہوئے۔ اور ظاہری طور پر میری زندگی سے نا امید ہو گئے کیونکہ سینکڑون بیمار وہ اپنی آنکھون سے اس مرض والے دیکھہ چکے تھے۔ آخر ارادہ کیا۔ کہ حضرت غریب نواز کیخدمت مین دُعا طلبی کیلئے تونسہ شریف جاوین۔ اُدہر وہ گئے۔ اور ادہر میری آنکھ لگ گئی۔ خواب مین دیکھتا ہون۔ کہ حضرت صاحب کی مسجد مین تونسہ شریف [illegible] اور حضرت غریب نواز مجھپر دم کر رہے ہین۔ خواب سے بیدار ہوا۔ تو میری حالت بہت اچھی تھی۔ اور جب والد صاحب تشریف لائے۔ تو بخار بھی رخصت ہو چکا تھا۔ ایک دوسرا واقعہ یہ پیش آیا۔ کہ ایکدفعہ میری ران پر ایسا خراب پھوڑا نکلا۔ کہ مین چلنے پھرنے سے رہگیا۔ سینکڑون دوا کیئے۔ اور عمل جراحی کرایا۔ مگر کچھہ فایدہ نہ ہوا۔ ۱۸۰ جونک ران اور پنڈلیون پر لگائی گئین۔ مگر کچھہ آفاقہ

نہ ہوا۔ ایکدن جمعہ کا دن تھا۔ کہ میری آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہون۔ کہ حضرت غریب نواز تشریف لائے ہین۔ اور گڑ دم کرکے دیا ہے۔ اور مین نے اُس گڑ کو کھالیا۔ اسکے بعد جو مین خواب سے بیدار ہوا۔ نہ وہ پہلی سی سوجن تھی۔ نہ سوزش تھی۔ درد رفع ہوگیا تھا۔ اور بہت افاقہ معلوم ہوتا تھا۔ دو چار یوم کے بعد بالکل صحت ہوگئی۔ اُسکے بعد مین نے جاکر حضرت غریب نواز کی غلامی اختیار کی اور مرید ہوگیا

دیگر۔ مولوی حاجی چراغ الدین صاحب ارائین باشندہ سوکڑ ابتدا سے مجھ پر مہربان تھے۔ اور زیادہ محبت اور تعلق کی کئی وجوہات تھین۔ ایک تو حاجی چراغ الدین صاحب خواجہ علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے دوم خاکسار کا غریب خانہ بھی اسی شہر مین تھا جس مین مولوی صاحب رہتے تھے۔ اور اتفاق سے آپ ہمارے محلہ کی مسجد کے پیش امام تھے۔ سوم اکثر اوقات وہ خواجہ صاحب کا ذکر خیر بیان کیا کرتے اور چونکہ اُنہون نے کچھ مدت خواجہ صاحب سے تعلیم بھی پائی تھی۔ اسواسطے انکے طرز تعلیم اور اسوقت کے لوگون کے حال سُنکر مین از بس مسرور ہوتا تھا۔ اور بالخصوص مولویصاحب موصوف نے جب یہ خبر سنی۔ کہ مین کچھ عرصہ سے حضرت غریب نواز کی ملفوظ لکھنے مین مصروف ہون۔ تو پہلے سے بھی زیادہ مہربانی فرماتے تھے۔ اب جو اپریل ۱۹۰۷ء کو فدوی اپنے گھر گیا۔ تو مولویصاحب بوجہ ضعف پیری وعارضہ اسہال گھر سے باہر نکلتے تھے۔ مگر جب آپ نے میرے اشتیاق ملاقات کیطرف دھیان فرمایا۔ تو مدرسہ سوکڑ مین خود تشریف لائے۔ اور مندرجہ ذیل دلچسپ حکایات زبان مبارک سے بیان کین۔ صاحبزادگان تونسوی مین جو ظاہراً شکر رنجی موجود تھی۔ آپ نے اسے برادران یوسف علیہ السلام والا معاملہ تصور کیا۔ اور عقلی دلایل سے واضح کیا۔ کہ یہ بھی ایک اسرار الٰہی ہے۔ آپنے بیان فرمایا کہ دیکھئے۔ لنگر علیحدہ علیحدہ دو جاری ہین۔ گویا خیرات دوگنی ہورہی ہے۔ اور بندگان خدا خصوصاً مساکین۔ فقرا۔ غربا۔ طلبا پہلے سے دوچند مستفید ہوتے ہین۔ اور پھر چونکہ دونو صاحب دریا دلی سے لنگر کیطرف توجہ فرماتے ہین۔ اسواسطے ضمناً بندگان خدا کا بہت بڑا فایدہ ہے علاوہ اسکے دونو صاحب صراط مستقیم پر کس ہمت اور مستعدی سے چلے جارہے ہین۔ آپسمین کوئی دلی شکر رنجی نہین ہے۔ بلکہ یہ کوتاہ اندیش خادمان کی کارروائی ہے۔ اس موقع پر مولوی صاحب مذکور نے چند شعر بھی سُنائے۔ کہ ارادہ ہے۔ یہ عرضی حضور مین گذاری جاوے۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ ان اشعار کو درج کردیتا۔ مگر اسوقت قلم دوات میسر نہ ہوسکی۔ اور نیز اس وجہ سے بھی زیادہ

Marfat.com

شوق نہ ہوا۔ کہ ایک آدھ شعر فن عروض کی روسے بے جوڑ تھا۔ بہرحال انکو جو محبت ابتدا سے اس عالی خاندان سے ہے۔ اسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ مزید دو یہ شعر لکھدیئے گئے [illegible]

این سعادت بزور بازو نیست	تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حکایت۔ مولوی چراغ الدین مذکور سے روایت ہے۔ کہ موضع سوکڑ مین بلکہ تمام تحصیل سنگھڑ مین جو شخص اول دفعہ خواجہ خواجگان حضرت محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے سلسلہ بعیت مین داخل ہوا۔ وہ میرا جد امجد مولوی یار محمد ارائین تھا۔ یہ مشہور و معروف حاجی کریمداد بزرگ ساکن سوکڑ کا پوتا اور اپنے وقت کا ایک نیک آدمی تھا۔ اُن کا پیشہ کتابت کا تھا۔ اور وہ حسب ضرورت چھ مہینے یاسال مین دو دفعہ ڈیرہ غازیخان جاکر کاغذ سیاہی۔ وغیرہ ضروریات کتابت خرید کر لاتے۔ ایکدفعہ حسب معمول ڈیرہ غازیخان گئے۔ اور وہان ایک مجذوب کی ملاقات سے مشرف ہوئے مولوی یار محمد نے اس فقیر صاحب تاثیر کی تھوڑی بہت خدمت کی۔ اور اُس نے دعا کی۔ کہ اے مولوی! خداوند کریم ہمیشہ تیری دوات کی سیاہی کو تازہ رکھیگا۔ مطلب یہ کہ علم تیرے خاندان مین ہمیشہ کیواسطے رہیگا۔ دوم تو ایک مرد روہیلہ (مراد از حضرت خواجہ سلیمانؒ) کا مرید ہوگا۔ خبردار اسکے سوا کسی کی بعیت نہ کرنا۔ کیونکہ اس مرد پٹھان سے تجھے بہت فیض حاصل ہوگا۔ حاصلکلام مولوی مذکور اپنے گھر (موضع سوکڑ) واپس آیا۔ اور ایک عرصہ دراز تک کسی کی بعیت نہ ہوا۔ اسکے تین بیٹون مین سے دو حضرت مولانا صاحب کی بعیت ہوئے۔ اور انہون نے اپنے والد کو ہرچند کہا۔ کہ سنت نبوی ہے۔ آپ کو کسی بزرگ کا دست بعیت ہونا چاہیئے۔ مگر مولوی مذکور کسی اور کی غلامی کا طوق گلے مین ڈال رکھا تھا۔ اور وہ منتظر تھا۔ کہ کب خواجہ محمد سلیمان علیہ الرحمۃ والغفران خلافت حاصل کرکے سنگھڑ مین رونق افروز ہوتے ہین۔ واضح رہے۔ کہ اسوقت تک کسی شخص کو علم نہ تھا۔ کہ کوئی روہیلہ نوجوان تحصیل علوم ظاہری و باطنی کیواسطے د[illegible] شریف کیطرف گیا ہوا ہے۔ اور وہ عنقریب سنگھڑ جیسے گمنام علاقہ مین آکر چراغ ہدایت روشن کرکے تمام دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرلیگا۔ اور اسکے نور کی چمک صرف پنجاب مین محدود نہ رہیگی۔ بلکہ راجپوتانہ صوبجات متحدہ۔ آگرہ و اودھ۔ بنگالہ۔ بمبئی۔ مدراس دکن سے گذر کر جزیرہ نمائے سراندیپ۔ ایران تاتار۔ بلوچستان۔ افغانستان کو بھی منور کردیگی۔ اور یہ کہ عرب شریف مین بہت لوگ

Marfat.com

اسکے سلسلۂ بیعت مین داخل ہونگے۔ جو اپنے زمانہ کا مجدد و قطب دوران۔ اولیائے کامل شہنشاہ دین و دنیا کہلائیگا۔ الغرض مولوی یار محمد اسی انتظار مین تھے۔ کہ بموجب کُلُّ اٰتٍ قَرِیبٌ حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ سفر ہندوستان سے واپس آئے۔ اور حضرت خواجہ نور محمد صاحب سے لباس خلافت زیب بر کرکے اپنے وطن مالوف کوہ درگ واقع کوہ سلیمان مین مراجعت فرمائے ہوئی اور موضع سوکڑ مین حسب معمول سجن خان ملغانی کے گھر آکر شب باش ہوئے۔ مولوی یار محمد کے سینے مین جو آتش عشق سلگ رہی تھی۔ اب وہ بھڑک اُٹھی۔ اور وہ پروانہ وار اُسی شمع حسن اور آفتاب ہدایت کیطرف متوجہ ہوا۔ اور اس آفتاب برج سعادت۔ ماہتاب اوج ولایت کو اپنے گھر لے آیا۔ اور آپ مع اہلیہ و پسر و دختر (مائی غلام فاطمہ) خواجہ صاحب کے سلسلۂ بیعت مین داخل ہوا۔ اور یہ امر متفق علیہ ہے۔ کہ موضع سوکڑ مین خواجہ علیہ الرحمۃ کا جو شخص پہلے پہل غلام ہوا ہے وہ یہی نیکبخت مولوی تہا۔ مولوی حاجی چراغ الدین صاحب ارائین کا بیان ہے۔ کہ میرے جد امجد جسوقت خواجہ علیہ الرحمۃ کی غلامی مین داخل ہوئے۔ تو آپنے وہی معمولی ورد وظیفہ ایک تسبیح درود شریف۔ ایک تسبیح یا کریم یا اللہ الصمد بعد نماز تلقین فرمائی۔ اثنائے تقریر مین مولوی چراغ الدین نے یہ بھی فرمایا۔ میرا والد اور میری پھوپھی بھی اسیوقت بیعت ہوئی۔ میری پھوپھی اسوقت تیرہ چودہ سال کی دوشیزہ لڑکی تھی اور حیا و شرم سے ایکطرف منہ چھپائے خواجہ صاحب سے بلند تر جگہ پر مکان کے اندر بیٹھی تھی۔ میرے جد امجد سے نہ رہا گیا۔ اور کہا۔ کہ تو اپنے پیر و مرشد سے بھی بالا نشین ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کوئی ہرج نہین۔ اسکے بعد خواجہ علیہ الرحمۃ اپنے وطن مین تشریف لیگئے اور مولوی یار محمد نے تو سلسلۂ غلامی مین داخل ہو کر کچھ اور لطف حاصل کیا۔ جو اُسے اپنی تمام عمر مین نصیب نہ ہوا تہا۔ خواجہ علیہ الرحمۃ کے دیدار فیض آثار کی اسقدر تمنا تھی۔ کہ کئی دفعہ کوہ درگ مین بار یابِ حاضر ہوا۔ اور جب خواجہ علیہ الرحمۃ نے اپنا اہل و عیال تونسہ مین منگا لیا۔ اور اسی جگہ ایک حجرہ اور مسجد بنا کر صلائے عام کا آوازہ دیا۔ تو پھر مولوی یار محمد کا معمول ہو گیا کہ اگر دو یوم اپنے گھر رہتا۔ تو ۳ یوم تونسہ شریف مین حضرت خواجہ خواجگان کی صحبت بابرکت سے لطف اُٹھاتا۔ خواجہ صاحب نے چونکہ تحصیل علم مین از حد کوشش کی تھی۔ اسواسطے درجۂ فضیلت تک پہنچ چکے تھے اب آپنے تونسہ شریف مین درس شروع کر دیا۔ اور ایک مختصر لنگر خانہ طلبا

Marfat.com

کیواسطے قایم کرکے تعلیم ظاہری و باطنی کیطرف توجہ فرمائی۔ مولوی چراغ الدین فرمایا کرتے تھے۔ کہ
مین نے کافیہ خود خواجہ علیہ الرحمۃ سے پڑہا۔ اور جب مین پیدا ہوا تہا۔ تو میرا نام بھی خود خواجہ صاحب
نے تجویز فرمایا تہا۔

اقتباس۔ چند حکائتین مولوی نور محمد صاحب بکہڈی کی کتاب غذائے المحبتین سی نقل کرکے یہان درج
کیجاتی ہین۔ انہون نے جو باتین حضرت غریب نواز کی زبان مبارک سے خود سنی ہین۔ فقط وہی اُس
کتاب مین لکہی ہین۔ جہانتک خیال کیا جاتا ہے۔ میانصاحب نے یہ باتین نہائت احتیاط اور کوشش
سے قلمبند کی ہین۔ اسواسطے ان مین کذب کا ہرگز احتمال نہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مین نے فقط
انکے فارسی الفاظ کا ترجمہ کر دیا ہے۔ اور بس۔ ہان غیر ضروری واقعات اور لمبی چوڑی عبارت کو
ترک کرکے اختصار کو مدِ نظر رکہا ہے۔ چنانچہ لکہتے ہین۔ ماہ صفر ۱۳۱۴ھ نماز عصر کے بعد دولت
صحبت حاصل ہوئی۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ پیر بہائی جو میری نسبت نفخت فیہ من روحی
وغیرہ امور کہتے ہین۔ مین تو یہ باتین نہین سمجھتا ہون۔ ہان مجھے فقط اتنا معلوم ہے۔ کہ خواجہ صاحب
علیہ الرحمۃ بہت دفعہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مین فلانے سے راضی ہون۔ یہ کہکر آپ نے فرمایا۔ کہ مین کون
تا ایہو سخن تار گیا ہے۔ (یعنی مجہکو تو یہی الفاظ کام دیگئے ہین) کیونکہ جب بیٹے سے والد راضی ہو۔
اور خصوصًا اس حالت مین کہ پیر و مرشد بھی وہی ہو۔ تو بیٹے کی بڑہکر اور کیا سعادت ہوگی۔

دیگر۔ ماہ صفر سنہ مذکور کو پھر ایکدن نماز عصر کے بعد دربار عالیہ مین بیٹھنے کا فخر حاصل ہوا۔ آپنے
زبان مبارک سے بیان فرمایا۔ کہ اگلے دن حبیب اللہ شاہ حیدرآبادی نے جو حضرت محمد سلیمان شاہ صاحب
کا خلیفہ ہے۔ مجھے ایک حدیث سنائی تھی۔ متن تو یاد نہین۔ مگر مضمون یہ ہے۔ کہ ایکدفعہ حضرت
ابوبکر صدیق نے حضرت رسالت پناہ صلعم کیخدمت بابرکت مین عرض کیا۔ کہ حضور کوئی نہائت
لطیف عبادت ارشاد فرماوین۔ آپنے جواب مین فرمایا۔ کہ میری سنہ کو دیکہنا۔ حضرت غریب نواز نے اتنا فرمایا کہ [illegible]

دیگر۔ ماہ صفر سنہ مذکور پھر ایکدن نماز ظہر کے بعد دربار عالیہ مین بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔
صاحبان مہاران شریف بھی تشریف رکھتے تھے۔ اور ایک شخص مسمے عالم شاہ جکہڑانوالہ جو راگ
مین اچھی مہارت رکھتا تہا۔ نیز حاضر تہا۔ حضرت غریب نواز نے شاہ جی کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ خواجہ
حافظ الرحمۃ و علیہ کی یہ غزل تو کہیئے جسکا ایک شعر [illegible]

Marfat.com

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے	بہ زان کہ چتر شاہی ہمہ عمر ہائے وہوئے

الغرض شاہ مذکور نے نہایت عجیب طرز سے اس غزل کو گانا شروع کیا۔ حضرت غریب نواز
اس بیت کو کئی دفعہ زبان مبارک سے فرمایا۔ اور صاحبان مہاران شریف کو مخاطب کر کے فرماتے
تھے۔ کہ کیسا عمدہ شعر ہے۔ شاہ جی نے چند غلطیاں بھی پڑھنے میں کی تھیں جنکی آپ نے اصلاح فرمائی
اور کئی دفعہ اس غزل کا تکرار کرایا۔ اور بعدہ آپ نے شاہ جی کو فرمایا۔ کہ اب یہ شعر سنائیے۔ ؎

صحت یہ ناز رکھتا ہے آزار آپ کا	عیسے کی نبض دیکھے ہے بیمار آپ کا

آپ نے اس شعر کو بھی مکرر سہ کرر کہنے کا ارشاد فرمایا۔ اور حاضرین (صاحبان مہاران شریف
کیطرف مخاطب کر کے فرماتے تھے۔ واہ واکیا اچھا شعر ہے۔ دوسرے دن جبکہ آپ اپنے بنگلہ میں
نشست فرمائے تھے۔ اور حبیب اللہ شاہ بھی حاضر خدمت تہا۔ اور عالم شاہ مذکور بھی موجود تھا
حضرت غریب نواز نے پھر اس غزل کے کہنے کا شاہ جی کو ارشاد فرمایا۔ اور آپ حبیب اللہ شاہ
فرماتے تھے۔ کیا اچھا شعر ہے۔ ؎

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے	بہ زانکہ چتر شاہی ہمہ عمر ہائے وہوئے

ایسا ہی آپ نے چند روز اور بھی کئی دفعہ اس غزل کو سنا۔ (اس شعر کا مطلب اصلی صوفی لوگ
جانتے ہیں ہم بندہ نفس کیا سمجھ سکتے ہیں مولف)

دیگر۔ ماہ صفر سنہ مذکور پھر ایکدن دربار عالی میں بیٹھنے کی عزت حاصل ہوئی۔ گرمی سخت تھی
پنکھا ہلا رہا تہا۔ اور حبیب علیشاہ بھی حاضر خدمت تھے۔ حضور غریب نواز نے شاہ صاحب سے پوچھا
کہ آپ کی عمر کتنی گذری ہو گی۔ شاہ صاحب نے عرض کی کہ غریب نواز ۷ سی زیادہ اور ۸۰ سے کم
آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ معین معلوم نہیں ہے؟ شاہ جی نے جواب دیا۔ کہ غریب نواز! ٹھیک
نہیں۔ اسکے بعد آپ نے کہا۔ کہ میری عمر بھی ۷۴ سال سے متجاوز ہے۔ اسکے بعد فرمایا۔ کہ میرے
ہونے سے پہلے ۳ ہمشیرگان پیدا ہو چکی تھیں۔ اور جب میں شکم مادر میں تہا۔ تو شہر کی عورتوں نے
کہا۔ کہ اب اگر فرزند بھی پیدا ہو۔ تو بھی وہ کم نصیب ہو گا۔ کیونکہ وہ ۳ لڑکیوں کے بعد پیدا
اس بات کے سننے سے میری والدہ صاحبہ بہت پریشان ہوئیں۔ اور انکے دل میں طرح ط
کے برے خیالات پیدا ہوئے۔ غرض والدہ صاحبہ نے جاکر خواجہ صاحب کیخدمت میں جا کر

جب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے یہ خبر سنی۔ تو آپ نے میری والدہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مائی جنت تسلی کریں کبھی تو کتنی بہنوں کے بعد پیدا ہوا تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو لڑکا تیرے پیٹ میں ہے۔ بختاور ہوگا سب بُرے خیالات دل سے ترک کر دے۔ جب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اسطرح تسلی دی۔ تو پھر انکی تشفی ہوئی۔ اس کے بعد حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ جب میں پیدا ہوا۔ تو اسوقت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ مہاران شریف میں تھے۔ اور ابھی ۴ دن انکی تیاری وطن میں باقی تھے۔ کہ میرے پیدا ہونیکی خبر سنی اور اُسی دن روانہ ہونیکا ارادہ کر لیا۔ اور جب صاحبزادہ صاحب مہاران شریف نے اس غیر معمولی جلدی کا سبب پوچھا۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ غریب نواز! برخوردار گل محمد کے گھر فرزند نرینہ تولد ہوا ہے۔ اسکے دیکھنے کا شوق ہے۔ غرض خواجہ صاحب اُسی دن اجازت حاصل کر کے روانہ ہوئے۔ اور انکی رکاب میں میاں صالح محمد اور مولوی علی محمد دونو بھائی بھی موجود تھے۔ آپنے تاریخ نکالنے کا ارشاد فرمایا۔ جب میاں صالح محمد نے یہ خبر سنی۔ تو اُنہوں نے اپنے بھائی مولوی علی محمد مذکور سے کہا۔ اور مولوی موصوف نے تھوڑی دیر سوچکر اظہار کیا۔ کہ میں نے انکی تاریخ تولد زہے بیدار بخت میں پائی ہے۔ جب خواجہ صاحب نے یہ مادہ تاریخ استماع فرمایا۔ تو مسرت ظاہر فرمائی۔ اور بہت پسند فرما کر اظہار کیا۔ کہ تاریخ موافق کودک کے اور خواجہ صاحب اکثر یہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارا یہ لڑکا بختاور ہے۔ جب سے پیدا ہوا ہے۔ اسی تاریخ سے فقیروں کا فاقہ چلا گیا ہے۔ اور لنگر شریف میں بہت فراخی ہوئی ہے۔ خود حضرت غریب نواز نے بھی اسوقت بیان فرمایا۔ کہ میں نے اپنے کانوں سے بھی یہ بات بہت دفعہ سنی ہے۔ کہ خواجہ صاحب فرماتے تھے۔ کہ جب سے یہ بچہ ہمارے گھر میں پیدا ہوا ہے۔ لنگر شریف کی تنگی چلی گئی ہے۔

ذکر۔ ایکدن بعد نماز عشاء دربار منعقد ہوا۔ عالم شاہ جکھڑ الوالہ بھی بیٹھا تھا۔ آپنے اسوقت پہلے سید جمال شاہ مجذوب سکنہ قصبہ جلال علاقہ بیکانیر کا ذکر فرمایا۔ کہ وہ اکثر تونسہ شریف میں آتا تھا۔ اور کبھی کبھی نماز پڑھتا تھا۔ اور اکثر دن رات توبہ توبہ کرتا تھا۔ اور ہائے وہوئی کی آواز نکلتی۔ پھر اپنے سخت بیمار ہونے اور والد صاحب کی بیچینی اور جمال شاہ صاحب کا خواب وغیرہ کا ذکر فرمایا جیسے شروع میں یہ ذکر ہو چکا ہے مؤلف) اسکے بعد حضرت غریب نواز نے بیان فرمایا۔ کہ جب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا۔ صاحبزادہ غلام نظام الدین صاحب فرزند کلاں صاحب رضی اللہ عنہ تونسہ شریف آئے۔ اور دستار باندھی۔ اُسوقت معلوم ہوا۔ کہ دستار بندی اسے کہتے ہیں۔ جمال شاہ مذکور کے ذکر میں آپنے

Marfat.com

یہ حکایت بھی فرمائی تھی۔ کہ ایکدفعہ اجمیر شریف کو جاتے ہوئے علاقہ بیکانیر مین ایک قصبہ مین اُترے۔
اور دریافت کیا۔ کہ جالسر کتنی دور ہے۔ لوگون نے کہا۔ کہ فقط ۲ میل ہے۔ اسپر ہم بہت خوش ہوئے اور
جمال شاہ کے دیکھنے کا بہت شوق تہا۔ ایک مُطرب کو راستہ دکہانے کیواسطے ساتھ لیا۔ اور جالسر
مین پہنچ گئے۔ دریافت سے معلوم ہوا۔ کہ جمال شاہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ یہ بات اسکے گھر سے معلوم
ہوئی تھی۔ اور جواب دینے والی سب عورتین تھین۔ اور مرد کہین کام کاج کیلئے باہر گئے ہوئے تھے الغرض
ہماری ان نیک عورتون نے بڑی تواضع کی۔ اور انہون نے کہا۔ کہ افسوس ہمارے گھر والے آج یہان
نہین ہے۔ ورنہ وہ پوری پوری خدمت کرتے۔ آخر ارادہ گورستان مین جانیکا کیا۔ اتفاق سے ہم
بھی ایک راہ پر ہوا جب قبرستان مین پہنچے۔ تو مین نے اس مطرب سے کہا۔ کہ تو مجھکو جمال شاہ کی
قبر تو نہ دکھلا۔ مگر وہ صف دکہا دے۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اور مجھکو وہ صف دکہا دی جسمین نو دس
قبرون کے علاوہ سید جمال شاہ مرحوم کی قبر بھی تھی۔ مین ایک قبر پہ کھڑا ہوا۔ اور اُس سے کہا۔ کہ آیا
یہی جمال شاہ کی قبر ہے۔ اسپر وہ مطرب پاؤن پر گر پڑا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ آپنے اسکی قبر کیونکر شناخت
کر لی ہے؟ مین نے جواب دیا۔ کہ قیافہ سے دریافت کر لیا ہے۔ کیونکہ آدمی کی قبر اُسکی صورت کی
مظہر ہے۔ اسکے بعد ہم واپس جالسر مین آئے۔ جب نماز پیشین کا وقت ہوا۔ تو جمال شاہ
کی دوست عورتین آئین اور ایک بڑا ڈھاکو این ۵ سیر روٹی اور گھی کو مالیدہ کرکے
لائین۔ اور مٹھائی بھی بہت سی لے آئین۔ اور بہت سی خاطر تواضع کی۔ اور پھر بھی یہی کہا۔ کہ اگر ہم
گھر والے ہوتے۔ تو خدمت کا پورا پورا حق ادا کرتے۔ افسوس کہ وہ آج گھر مین نہین ہین۔ الغرض ہم
نے وہ کہانا ہمراہیون کو بانٹ دیا اور وہ نیک عورتین گھر کو چلی گئین۔ یہ ذکر ختم کرکے آپنے اسدخان
حاکم بیسنگہ پٹ کا ذکر فرمایا۔ کہ بعض وقت وہ خلاف مرضی خواجہ صاحب کام کرتا تھا۔ اور ایک
لیسے موقع پر نقصان اُٹہاتا تہا۔ چنانچہ اسدخان کی ایک قحبہ (منکوحہ) تھی۔ ایکدن وہ ایک اونٹ
پر سوار ہوئی۔ اور اس اونٹ کی رفتار اسکو بہت پسند آئی۔ پس خان مذکور کے پاس اس اونٹ کی
تعریف کرکے وہ اونٹ لے لیا۔ یعنی خان مذکور نے جبرًا وہ اونٹ چہین لیا۔ بچارا اونٹ والا روتا
پیٹتا۔ خواجہ صاحب کیخدمت مین آیا۔ اور آکر فریاد کی۔ کہ اسدخان نے میرا اشتر غصب کر لیا ہے
آپ نے اسکی تسلی کی۔ اور خان کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ وہ اسکا اونٹ واپس کردیوے خان

اسد خان اور اونٹ کا واقعہ

نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ یا تو مجھے گھر سے نکال دے۔ یا قتل کر ڈال پھر میں اونٹ
دونگی۔ اور چونکہ اس وقت اونٹ ارزان تھے۔ اُسکی اصلی قیمت سے ۵۰ روپے زیادہ کر کے خان
مذکور نے خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت مین بھیجے۔ اور گذارش کی۔ کہ مین اصل قیمت سے ۵۰ زیادہ
حضور کی خوشنودی خاطر کیواسطے بھیجتا ہون۔ یہ سب روپیہ صاحب شتر کے حوالہ فرمایا جاوے۔
جب اونٹ والے سے پوچھا گیا۔ تو اُسنے آٹھ آٹھ آنسو رو کر فریاد کی۔ کہ مین ہرگز ہرگز اپنے اونٹ
(بگڑی نام) کو فروخت نہین کرتا۔ بگڑی واپس دلایا جاوے۔ غرض خواجہ صاحب نے کہلا بھیجا۔ کہ صاحب
شتر مبالغ نہین لیتا۔ اسکا اونٹ واپس دیا جاوے۔ ورنہ بگڑی کے چار پاؤن ہین۔ ہر ایک پاؤن سے
لکد ماریگا۔ اس پر خان مذکور نے اونٹ واپس کرنا چاہا۔ مگر اس عورت نے وہی جواب دیا۔ اور خان
مذکور نے عورت کی دلشکنی گوارا نہ کی اور شومی طالع کے سبب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے حکم سے
اعراض کیا۔ مگر بہت مدت نہ گذری تھی۔ کہ اسکے خیمہ اسباب مین (خان کے دو خیمہ تھے سفر اور حضر کی
حالت مین اپنے پاس رکھتا تھا) آگ لگ گئی اور اسکا سارا اسباب حتی کہ بدن کے کپڑے بھی جل گئے
اور اسکا تمام کنبہ ننگا اور برہنہ تھا۔ گرد و نواح کے لوگ خبر پا کر کپڑے لے آئے۔ اسپر خواجہ صاحب نے
لکھ بھیجا۔ اب بھی ہوش کر۔ یہ بگڑی کے ایک پاؤن کی لکد ہے۔ مگر اُس نے پھر بھی کوئی خیال نہ کیا۔ غرض
ابھی اس واقعہ کو بہت مدت نہ گذری تھی۔ کہ لیہ مین ایک سکھ سردار تھا۔ جو رنجیت سنگھ کیطرف سے وہان
حاکم تھا۔ اُس نے اسد خان کو خط لکھا۔ کہ تو میرے پاس چلا آ۔ تاکہ مین رنجیت سنگھ کے پاس تیری
سفارش کرون۔ تاکہ وہ اس سے زیادہ آپکو ملک دیوے۔ اسد خان طمع کر کے بمقام لیہ پہنچا۔ اسکا
پہنچنا تھا۔ کہ فوراً اس سکھ نے اسکو گرفتار کر لیا۔ اور سیدھا لاہور بھیجدیا۔ جہان کہ وہ سال کے قریب
مقید رہا۔ اور پھر ملتان مین ایک مدت دراز تک قید رہا۔ خواجہ صاحب نے اس عورت کو کہلا بھیجا۔ کہ یہ
خان کو بگڑی کے دوسرے پاؤن کی لکد لگی ہے۔ مگر اسکے بعد خواجہ صاحب کبھی فرماتے۔ کہ حضرات دعا کرو
کہ خداوند کریم خان دیوان تقصیر ان معاف کرے۔ اور کبھی فرماتے۔ کہ اسد خان کو اسواسطے قید سے رہائی
نہین ملتی۔ کہ اس نے مولوی صاحب ملکھنڈ والہ کی کشتی غارت کی تھی۔ اور مولوی صاحب بڑا غیور ہے۔
غرض جب خان کی رہائی ہوئی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ تیری شامت اعمال نے تجھے یہ بُرے دن
دکھلائے۔ ورنہ ہم تو دعا بھی بہت کرتے تھے۔ حضرت غریب نواز نے یہ حکایت ختم کی۔ اور اسکے بعد

Marfat.com

آپ خواب استراحت مین جو رشک بیداری عالم ہے۔ سو گئے *

دیگر۔ ایکدن تاخیر نماز عشاء کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ خواجہ صاحب مغفور رہ عشا کی نماز دیر سے پڑھتے تھے۔ اور غالباً ۱۱ بجے رات کا وقت ہوتا ہوگا۔ گو اسوقت گھڑی گھنٹے یہان نہ تھے۔ مگر قیاس اور اندازہ یہی ظاہر کرتا ہے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا۔ کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ کا طرح استراحت و آرام کیوجہ سے (کسرنفسی مؤلف) نماز مین تاخیر نہ فرماتے تھے۔ بلکہ مغرب اور عشا کے درمیان اسقدر اوراد و وظائف کا معمول رکھا ہوا تھا۔ کہ ۱۱ بجے جاکر مشکل سے فراغت ہوتی تھی۔ اور اس عرصہ مین ایک منٹ بھی فرصت نہ ہوتی تھی۔ اُسکے بعد حضرت غریب نواز نے خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے اوراد بین العشائین کی تشریح فرمائی۔ کہ خواجہ صاحب نماز شام کے بعد دیر تک نوافل مین مصروف رہتے تھے۔ اور اسکے بعد کچھ دیر جہر کرتے تھے۔ بعدہٗ حضرت قبلہ عالم کے روضہ پاک (مشرق) کیطرف متوجہ ہو کر کچھ پڑھتے تھے۔ بعدہ کچھ دعا مانگتے تھے۔ اسکے بعد ارباب حوائج کیا مرد کیا عورتین آکر قدمبوسی کا شرف حاصل کرکے اپنے عرض معروض خواجہ صاحبؒ کی خدمت مین نہایت ادب سے عرض کرتی تھین اسکے بعد آپ خاصہ نوشجان فرماتے تھے۔ اور تازہ وضو کرکے عشا کی نماز کیواسطے تیاری فرماتے *

دیگر۔ ایکدن ماہ صفر سنہ مذکور مین نماز عصر کے بعد دولت صحبت حاصل ہوئی۔ اسوقت مولوی خدابخش جراح۔ حاجی حافظ غلام نبی نابینا حاضر خدمت تھے۔ حضرت غریب نواز نے مولویصاحب سے استفسار فرمایا۔ کہ نماز کی صف بندی کے وقت جو حافظ دو حدیثین صف کی برابری کیواسطے پڑھتے ہین۔ آیا کتب احادیث مین آئی ہین۔ یا نہ۔ اسکے بعد آپ نے حافظ جی سے پوچھا۔ کہ وہ دو حدیثین کون سی ہین۔ حافظ جی نے دونو پڑھ دین (۱) سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ۔ (۲) اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ۔ اس پر مولویصاحب نے عرض کی۔ کہ غریب نواز! سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ الی آخرہ۔ کتب احادیث مین دیکھا گیا ہے۔ مگر ثانی نظر سے نہین گذری۔ اسپر حافظ جی بول اُٹھے۔ کہ غریب نواز عرب شریف مین دونو پڑھتے ہین۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ اقامۃ الصلوٰۃ اور حسن الصلوٰۃ مین فرق ظاہر ہے۔ کہ مرجح حسن الصلوٰۃ کا اطلاق مستحبات پر ہے اور من اقامۃ الصلوٰۃ کا اطلاق مؤکدات و ضروریات پر ہے۔ اسکے بعد آپنے مولوی صاحب کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ مولنا کیونکر ہے۔ مولوی خدابخش

Marfat.com

نے عرض کی۔ غریب نواز! بجا اور درست ہے۔ اور ساتھ ہی مولوی صاحب مذکور نے عرض کیا۔ کہ غریب نواز
کتب احادیث میں آیا ہے۔ کہ ایک نمازی درحالیکہ امام کے پیچھے اقتدا کر کے نیت کر چکا ہو۔ اور دیکھے
کہ صف اول مین فرجہ ہے۔ پس اس فاصلہ کو بند کرے۔ اسپر حضرت غریب نواز نے حضرت صاحبزادہ
حافظ محمد موسیٰ صاحب فرزند اکبر کیطرف دیکھہ کر فرمایا۔ کہ دیکھئے سائین نماز کیواسطے کیسی تاکید شدید ہے
کہ نماز مین روانہ ہو کر فرجہ بند کرے ❊

دیگر۔۔۔ ماہ صفر سنہ مذکور مین نماز شام کے بعد دربار حضور پرنور مین اجلاس کی عزت حاصل ہوئی
حضرت غریب نواز چینی مسجد مین رونق افروز تھے۔ کوئی اجنبی کہین سے آیا۔ اور عفو تقصیرات کے لئے
ملتمس وہوی کرتا تہا۔ اور زار زار روتا تہا۔ شاید حضرت غریب نواز کی خاطر مبارک اس سے آشفتہ تہی
پس آپ نے چند باتین سرزنش کے طریق پر فرمائین۔ مگر وہ روتا تہا اور رونا بند نہ کرتا تہا۔ اپنے یہ قطعہ پڑہا

ہ	نہ کشتی و نہ نوح اے گریہ شوخ طبیب ماجزاک اللہ خیرا	چنین بیگاہ چہ طوفان تازہ کردی کہن دردے ز درمان تازہ کردی	

الغرض آپ نے اس کو مکرر پڑھا۔ ہ

ز دوست راحتے دارم کہ در گفتن نمے آید	خدا این درد را از آفت درمان نگہدارد

شاید اشعار بالا واقف نامی شاعر کے تھے۔ منشی عبد اللہ نے عرض کی۔ غریب نواز واقف کا اصلی نام
کیا ہے۔ حضرت غریب نواز نے سر جہکا کر تھوڑی دیر سوچا۔ اور پھر فرمایا۔ کہ واقف کا نام نورالعین
دنورچشم) ہے۔ اسکے بعد حضرت غریب نواز نے قصہ فرمایا۔ کہ ڈیرہ اسمٰعیلخان مین نواب عبد الجبار خان
کے پاس ایک شاعر تہا۔ مسکین تخلص کرتا تہا۔ اور نورالعین واقف کے ساتھہ بڑی مدت مقابلہ رہتا تہا
ایک دوسرے کے۔ جیسا کہ شاعرون کا دستور ہے۔ دونو ہجو لکہتے تھے۔ چنانچہ ایکدفعہ واقف نے مسکین
کی ہجو لکھی۔ اور وہ نظم اسکے پاس بھیجا دی۔ مگر نظم میں [illegible] لیکن
نثر مین ماہر تھا۔ اس نے یہ الفاظ با اعراب لکھ کر [illegible]
پس اسدن کے بعد مقابلہ ہمیشہ کیواسطے بند ہوگیا۔ اور واقف نے کہا۔ کہ اگر مین ہجو مین آسمان تک
ارتقا کر جاؤن۔ اس ہجو سے عہدہ برا ہونے کا نہین ❊

دیگر۔ ایکدن آپ نماز ظہر کیواسطے مسجد مین تشریف لا رہے تھے۔ آپ نے یہ شعر پڑہا۔ اور اسکو مکرر

سے کر فرمایا۔ کہ مجھے یاد ہو گیا۔ ؎

مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم	گمان برند کہ این بندہ بی خداوند است

ایک رات آپ اس شعر کا تکرار فرماتے تھے۔ ؎

قرب روحی بشما دارم و بعد بدنی	ہمچو در حب نبی حال اویس قرنی

دیگر۔ ایکدن تارک الصلوٰۃ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ حضرت غریب نواز نے مولوی خدا بخش صاحب کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ مجھکو وہ حدیث بہت پسند آئی ہے۔ کہ خوک شکر کرتا ہے۔ کہ مجھکو رب تعالیٰ نے خوک بنایا ہے۔ بے نماز تو نہین بنایا۔ اپ نے اسطرح بیان فرمایا تہا۔ کہ خوک نے بدرگاہ رب الارباب آہ و نالہ کیا۔ کہ باریتعالیٰ لوگ مجھکو خوک کہتے ہین۔ رب تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اگر تو اس نام سے راضی نہین ہے۔ تو تیرا نام بے نماز رکھتا ہون۔ تب اُس نے عرض کی۔ کہ یا الٰہی مجھے یہ نام منظور ہے۔ بے نماز میرا نام نہ ہو۔

دیگر۔ آپ ایکرات بڑے بنگلہ مین تشریف رکھتے تھے۔ دُعاگو کو بھی دربار عالیہ مین باریابی حاصل ہوئی۔ جبکہ علیشاہ بھی موجود تھا۔ آپ نے روئے مبارک شاہ جی کیطرف کر کے فرمایا۔ کہ جب خواجہ صاحب بزرگوار علیہ الرحمۃ والغفران من رب المنان کے وصال کا وقت قریب آیا۔ تو معہ ہم پیران (پیر بھائیون) نے خواجہ صاحب کیخدمت بابرکت مین میری دُعا طلبی کیواسطے گذارش کی۔ اور میری والدہ صاحبہ نے بھی آکر دُعا کا تقاضا کیا۔ آپ اسوقت چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مین (ان کی) پشت پر بیٹھا تہا۔ آپ نے سر کیطرف اپنی پیٹھ میرے سینہ سے لگالی۔ اور میری والدہ صاحبہ نور اللہ مرقدہا کو فرمایا مائی جیتے رہنا کہ ہم دو تو ایسے ہین جیسا کہ اسوقت ؎

دیگر۔ . . . . وہ . . . . . مذکور . . . جیب مبارک نماز عصر کے بعد حضرت غریب نواز روضہ شریف کے مقابل بنگلہ میں تشریف فرما تھے۔ جبکہ علیشاہ حیدرآبادی بھی حاضر خدمت تہا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ کوئی خبر وطن سے آئی ہے یا نہ۔ شاہ مذکور نے عرض کی۔ غریب نواز چٹھی تو کوئی نہین آئی ہان ایک تار حضور بیگم صاحبہ کا آیا ہے۔ آپنے پوچھا۔ کیسا تار دیا ہے۔ اسپر شاہ جی نے جیب سے پرچہ تار نکال کر حضرت اقدس کے دست مبارک مین دیا۔ لکھا ہوا تھا۔ ہم تم کو مبارک ہو جلدی گھر آؤ حضور نے فرمایا۔ کہ خیر خیرانیوین ہے۔ اسکے بعد آپنے تھوڑے لمحے سکوت فرما کر یہ شعر زبان مبارک سے پڑھا۔ ؎

Marfat.com

صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر	پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر اک رند سے

آپ نے اس شعر کو مکرر فرمایا۔ اور اسکے بعد مولانا جامی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر پڑھا۔ ؎

ہر محل را سخنے و ہر سخن را محلے	جامی از عشق مگو نکتہ بزاہد کہ بود

اس شعر کو بھی آپ نے کئی دفعہ پڑھا۔ اسکے بعد عشق کے متعلق خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے وقت کی یہ بات استفادہ فرمائی۔ کہ ایک دفعہ کوئی شخص خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ غریب نواز احبہ عشق عطا کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اسکے وے کا کا اشلے۔ برسون گذر گئے ہین۔ کہ ہم چاہتے ہین۔ کہ عشق دی گڈا گڈا ہین ساکون لت مارے ہا۔ اور تو ہم سے حبہ عشق طلب کرتا ہے۔ حضور غریب نواز نے اسکے بعد خواجہ صاحب مرحوم کا یہ ذکر خیر فرمایا۔ کہ قاضی حسن علی نام ایک شخص گذرا ہے۔ جسنے قصہ لیلان کوران۔ جام جنیر۔ جو کہ عاشق و معشوق گذرے ہین دونو کو نظم کیا ہے۔ اور خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اسکے قصہ منظومہ کو بہت پسند فرماتے تھے۔ اور انکا معمول تھا۔ کہ بعد نماز ظہر آستابہ لیکر قضائے حاجت کیواسطے شہر سے دور تشریف لیجاتے تھے۔ ایکدن جو خواجہ صاحب عادت مستمرہ کے بموجب آستابہ ہاتھ مین لئے ہوئے جارہے تھے۔ ایک شخص عمر نام جو قاضی مذکور کی اولاد مین سے تہا۔ آکر قدمبوس ہوا۔ اور بہت عجز و انکسار ظاہر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آج تمہارے گورستان چلین۔ غرض وہ جوان خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے ساتھ ساتھ چلا۔ اور آپ موضع ٹب میں جو کہ تونسہ شریف سے دو میل شمال ہے۔ اور قاضی صاحب کے خاندان کا قبرستان وہان ہی ہے۔ تھوڑی سی دیر مین پہنچ گئے۔ اور اُس ساتھی عمر کو ارشاد فرمایا۔ کہ تو قاضی صاحب کی ہم کو قبر تو نہ دکھا۔ مگر وہ صف دکھادے جسمین قاضی کی قبر ہے۔ نامبردہ نے ایسا ہی کیا۔ اور حضرت خواجہ صاحب ایک قبر پر آکھڑے ہوئے۔ اور فرمایا کہ یہی قبر ہے۔ مستی مذکور نے عرض کی۔ کہ ہان حضور یہی ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ ہم نے قبر کو پہچان اسواسطے لیا ہے۔ کہ اس سے عشق کی بو آتی ہے۔

دیگر۔ ایکدن پھر دربار منعقد ہوا۔ حبیب علی شاہ حاضر خدمت تہا۔ اس نے عرض کی۔ کہ غریب نواز پہلے سالون مین حیدر آباد مین ایسی قحط سالی ہوئی۔ کہ لوگ اپنے بچونکو پانچ چھ آنے کے عوض فروخت کرتے تھے۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ ہمارے ملک مین بھی قحط سالی ہوتی ہے۔

Marfat.com

مگر ایسی تو کبھی نہیں ہوئی۔ کہ لوگ اولاد کو بیچین۔ اور مولوی خدا بخش صاحب کیطرف توجہ
فرماکر ارشاد فرمایا۔ کہ کیون مولوی جی۔ اگر یہان قحط سخت پڑے۔ تو بھی یہان کے لوگ اولاد کو پانچ
سو روپیہ کے عوض بھی نہ بیچینگے۔ اسکے بعد حضور نے فرمایا۔ کہ بھلا آپ کے وطن کے لوگ کیون نہ بچون کو
بیچین۔ کہ ساری عمر حلوا۔ پلاؤ۔ زردہ اور نعمتین کہاتے رہتے ہین۔ اور ہم لوگ تمام عمر جوار۔ باجرہ
کہاتے ہین۔ اسکے بعد آپنے یہ حکایت فرمائی۔ کہ ہم ایکدفعہ اجمیر شریف سے واپس آرہے تھے
اور قصبہ ریواڑی مین اُترے۔ اور کئی آدمی اس شہر کے ہمارے پاس آئے۔ اور چند سکھ
بھی آکر بیٹھے۔ پس شہر کے آدمیون نے ذکر کیا۔ کہ یہان بہت دفعہ ایسی قحط سالی ہوتی ہے
کہ لوگ اولاد کو بیچ دیتے ہین۔ اور آدمی آدمیون کو کہا جاتے ہین۔ پس حضرت غریب نواز نے
اُن سے پوچھا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ ہمارے ملک مین تو ایسا قحط کبھی نہین ہوتا۔ اور تعجب ہے۔ کہ تم لوگ
اس بلا مین مبتلا ہو۔ پس وہ سب خاموش ہو گئے۔ مگر ایک سکھ بول اُٹھا۔ کہ اگر اجازت ہو۔
اسکا سبب مین ظاہر کرتا ہون۔ جب اجازت دیگئی۔ تو اس نے کہا۔ کہ آپنے مجھے نہین پہچانا
مین آپکے ملک مین بہت دفعہ گیا۔ اور بہت مدت وہان رہا ہون۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ
آپکے ملک کے لوگ بڑے جفاکش اور محنتی ہین۔ تو بھی آدھ سیر سے زیادہ ہرگز نہین کہاتے
اور یہان کے لوگ کچھ مزدوری نہین کرتے۔ اور اکثر قلم ہاتھ مین لئے بیٹھے رہتے ہین۔ مگر دو
سیر کے قریب کہا جاتے ہین۔ اور انکے چھوٹے لڑکے بھی سیر آدھ سیر کے قریب کہا جاتے ہین۔ پس
اگر آدھ سیر کہانے والے کو آدھ پاؤ بھی ملجائے۔ تو ہرگز نہین مریگا۔ ہان اگر دو سیر کہانیوالے کو آدھ
پاؤ ملے۔ تو وہ البتہ مر جاویگا۔

دو شنبہ ۲۹ ماہ مذکور آپ مجلسخانہ مین رونق بخش تھے۔ شیخ غلام رسول صاحب
بھی بیٹھے تھے۔ آپنے انکو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ مگس کے مارنے مین کیا حکم (شرع) ہے۔ آیا
اسکا گناہ ہے یا نہ۔ پس شیخ مذکور نے عرض کی۔ کہ غریب نواز۔ اگر ایذا پہنچائے۔ تو اسکے مارنے
مین گناہ نہین۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ یہ بیچاری کیا ایذا دیتی ہے۔ یونہی اُڑتی
اور بدن پر آ بیٹھتی ہے۔ گویا آپنے جواب کو حقیر تصور فرمایا۔ اتنے مین ایک شخص نکھیا ملا
لگا۔ آپنے اُسکی طرف دیکھکر فرمایا۔ کہ تو وہی شخص نہین ہے۔ جو لنگر کیواسطے لکڑیان لاتا تھا

Marfat.com

اس نے عرض کی۔ کہ ہاں غریب نواز۔ مین وہی غلام ہون۔ آپنے فرمایا۔ کہ مین نے تجھے نہین پہچانا۔ اگلے
سال تو تیری بگی (سفید) ڈاڑہی تھی۔ اور اب رتی (حنا شدہ) ہے۔ اس نے عرض کی کہ حضور!
ایک شخص نے مہندی لگائی تھی۔ مجھے کہا۔ کہ تو بھی لگالے۔ مین نے لگالی۔ حضرت صاحب نے
فرمایا۔ کہ کوئی جو مکالہ ہلی بیٹھا ہووے۔ اتین تیکون آکہے۔ تون بھی مل تان ملیسین چا تان +
اس نے شرمندہ ہوکر عرض کی۔ کہ غریب نواز مین نے برا کیا۔ اسپر آپنے مطائبہ فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ
آیا زال بھی ہی (عورت رکھتا ہے) اس نے عرض کی۔ ہان حضور! آپنے فرمایا۔ آکہا ہو شا زال
ورتا تھی ڈکہال۔ آپ تھوڑی دیر خاموش ہوگئے۔ اور پھر حبیب علیشاہ کی طرف خطاب فرمایا۔
شاہ جی حج کو بھی گئے تھے۔ اسنے عرض کی ہان قبلہ! حج کو بھی گیا۔ اور بغداد شریف بھی گیا
تھا۔ مگر سجادہ نشین حضرت محبوب سبحانی رح کی زیارت سے مشرف نہ ہوا۔ کیونکہ انکی دہلیز پر ترک تگی
تلوارین لیے بیٹھے رہتے ہین۔ اور کسی کو اندر جانیکی اجازت نہین ہی۔ امیرونکا طریقہ رکھا ہوا ہے آپ
نے فرمایا۔ کہ آیا امیر آدمی لوگون کو تلوارین مارتے ہین۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ امیر کیا ہین گدایان روزگار
شاہ جی نے عرض کی۔ کہ قبلہ لوگ غلط کہتے ہین۔ آپنے ذرا تیزی سے فرمایا۔ کہ لوگ کون سا
غلط کہتے ہین۔ کہ پنج روپے لیکر خلافت دیدیتے ہین۔ شاہ مذکور نے عرض کی۔ کہ غریب نواز ایسی
عادت وہان ہرگز نہین ہے۔ کہ ہرایک شخص آتا ہے۔ اور قدمبوسی حاصل کرتا ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ ہان ایسا
لگم۔ یکم ربیع الاول سنہ مذکور بروز سہ شنبہ پھر دربار منعقد ہوا۔ اور حوادث کے متعلق گفتگو شروع
ہی۔ حضرت غریب نواز نے مولوی خدابخش جراح کیطرف توجہ فرماکر ارشاد کیا۔ کہ مولوی جی آج
مے سیلہ نج ہن خدا امان ڈیوے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا۔ کہ مولوی جی وہ بارش آپ کو یاد ہے جس
میں مسجد گر پڑی تھی۔ مولوی مذکور نے عرض کی۔ کہ ہان غریب نواز یاد ہے۔ بہت سخت بارش تھی۔
نو دن پے درپے بارش ہوئی تھی۔ اور آجتک پھر ویسی بارش کبھی نہین ہوئی۔ پھر آپنے فرمایا
کو کتنی مدت ہوئی ہوگی۔ پس مولوی مذکور نے جواب دیا کہ چالیس سال ہوگئے ہونگے۔ اسکے بعد آپ
فرمایا۔ کہ غالباً ایسے حادثے چالیس چالیس سال [illegible]
اور لوگ کہتے تھے۔ کہ چالیس سال کے بعد [illegible]

[illegible]

Marfat.com

گہارہ کے کنارے پر حضور نے دیکہا تہا۔ مگر مولوی خدا بخش اور حضور کے درمیان تعین وقت مین اختلاف تہا۔ اور اسکے بعد منشی عبد اللہ نے عرض کی۔ کہ غریب نواز ایک دفعہ دریائے گہارا کا پانی سیاہ ہوگیا تہا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم کو بھی یاد ہے۔ اسوقت ہم کرمپور مین تھے۔ کہ لوگون نے آکر بیان کیا۔ کہ دریا کا پانی بہت سیاہ ہوگیا ہے۔ اس پر ایک آدمی کو بھیجا گیا۔ کہ وہ دریا سے ڈلو بہر کر لاوے۔ پس وہ آدمی ڈلو دریا سے بھر کر لے آیا۔ اور مین نے اپنی آنکھون سے دیکہا تہا۔ کہ پانی اُسکا نیل کیطرح سیاہ ہوگیا ہے۔ مگر اسکا ذائقہ تبدیل نہ ہوا تھا۔ اسکے بعد اور بھی چند ذکر اذکار حوادثات اور تغیرات کے متعلق ہوئے۔ آپنے فرمایا۔ کہ خدا کا شکر ہے۔ کہ ہم ان مصائب سے بفضل آلہی محفوظ ہین۔ حبیب علیشاہ کہتا ہے۔ کہ حیدرآباد کیطرف ایسا قحط پڑا۔ کہ لوگون نے اپنی اولاد کو چار پانچ آنہ کو بیچا ہے۔ اگلے دن ایک اخبار مین لکہا تہا۔ کہ کشمیر اور لدہیانہ مین زلزلہ آیا۔ اور اس سے پہلے کشمیر میں ۴۰ زلزلے پے درپے آئے ہین اسکے بعد آپنے فرمایا۔ کہ ایکدفعہ کلاچی جانیکا اتفاق ہوا۔ وہان چند گڑہے زمین مین پڑے تھے لوگون سے سبب دریافت کیا۔ تو اُنہون نے کہا۔ کہ یہان ایک بڑا سخت زلزلہ آیا تہا جس سے زمین شق ہوگئی ہے۔ اسکے بعد یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ عثمان ماچھی ذکر کرتا تہا۔ کہ ایکدفعہ اسکا باپ کہین جا رہا تھا اچانک نہایت سخت زلزلہ آیا۔ اور اس سے زمین شق ہوگئی۔ اور اسکا باپ اس گڑہے مین گر پڑا اور ہمراہیون نے ہرچند زمین کو کہودا۔ کہ اسکی لاش نکالین۔ مگر کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ اَللّٰھُمَّ

احْفَظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَالْاٰفَات ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

دیگر۔ روز چہارشنبہ دوم ربیع الاول سنہ مذکور پھر دربار منعقد ہوا۔ کمترین گرمی کیوجہ سے حضرت غریب نواز کے اوپر دستی پنکہا مار رہا تہا۔ اتنے مین ایک شخص مسمّی احمد علی ساکنہ میانوالی نے پنکہا میرے ہاتھ سے لے لیا۔ اور وہ ہلانے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد احمد علی مذکور نے عرض کی۔ کہ غریب نواز مین موجودہ ملازمت معلمی سے تنگ آیا ہون۔ دعا فرماوین۔ کہ خدا نوکری سے جان چہڑائے۔ اور کوئی اور ذریعہ معاش ہوئے۔ اور نامبردہ اس گذارش کیوقت آبدیدہ تہا۔ پس آپنے اسکو تسلی دی اور فاتحہ خیر کیلیے دونو ہاتھ اُٹھائے۔ اور بعدہ فرمایا۔ کہ نماز عشا کے بعد سوبار سورہ الم نشرح ورد کیا کرو۔ اگر خداوند کریم نے چاہا۔ تو تقصیر معاف ہوجاویگی۔ کچھہ دیر کے بعد احمد علی نے جرأت پاکر عرض کی۔ کہ غریب نواز میانوالی مین ایک وہابی ہے۔ جو کہ کہتا ہے۔ کہ شیطان تو کوئی بھی نہین۔ آپنے

Marfat.com

استفسار فرمایا۔ کہ اسکا نام کیا ہے۔ احمد علی نے عرض کی۔ کہ غریب نواز! اسکا نام فیروزالدین ہے حضور نے فرمایا۔ کہ وہ سچ کہتا ہے۔ کیونکہ شیطان کو جب یقین ہو جاتا ہے۔ کہ فلان شخص تو میری مانند ہے۔ تو اسکے پاس ایکدفعہ بھی پھیر انہین پیندا۔ پس اسکو کیونکر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی شیطان ہے۔ ہان جسمین صلاحیت ہے۔ تو ابلیس اسکی اغوا مین کوشش کرتا ہے۔ اسواسطے وہ شخص ضرور ابلیس کا وجود تسلیم کرتا ہے۔

دیگر۔ بروز شنبہ پنجم ربیع الاول نماز ظہر کے بعد سعادت صحبت حاصل ہوئی۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اور حبیب علی شاہ رخصت لینے کیلئے حاضر خدمت تہا۔ جب آپ تلاوت سے فارغ ہوئے۔ تو شاہ مذکور سے پوچہا۔ کہ شاہ جی! اب جاتے ہو۔ انہون نے عرض کی۔ ہان غریب نواز رخصت فرماؤ۔ اسکے بعد آپنے یہ حکایت (بظاہر بے تقریب) بیان فرمائی۔ کہ حضرت مولانا فخرالحق والدین کی عادت مبارک تھی۔ کہ زیارت مشائخ کیواسطے انہون نے روز مقرر کر رکہے تھے۔ چنانچہ شنبہ خواجہ قطب صاحبؒ کی زیارت کو اور چہارشنبہ زیارت حضرت سلطان المشائخ۔ اور پنجشنبہ حضرت چراغ دہلوی رضؓ کی زیارت کو تشریف لیجاتے تھے۔ ایکدفعہ بادشاہ حضرت مولنا صاحب کو نہین ہمراہ لیگئے۔ اسکے بعد کسی شخص نے دیکھا۔ کہ حضرت مولنا صاحب اپنے معمول کے برخلاف زیارت مشائخ کیلئے جاتے تھے۔ پس اس نے سبب دریافت کیا۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ ایکدفعہ بادشاہ مجھکو اپنے ساتھ کسی جگہ لے گیا تھا۔ اب جبر نقصان یعنی تلافی مافات کے لئے ایسا کرتا ہون۔ اسکے بعد آپنے یہ حکایت بھی (بظاہر بے تقریب) استفادہ فرمائی۔ کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضؓ سے کسی نے پوچہا کہ سلوک اولیا نمادے تان ذمو۔ پس خواجہ حسن بصری نے جواب دیا فرمایا کہ اولیا را کو ... ودین در کتب است۔ آپنے جب یہ دو حکایتین فرمائین۔ تو حبیب علی شاہ ... بنگلہ شریف سے باہر تشریف لیگئے۔

دیگر۔ اسی روز نماز عصر کے بعد پھر دربار منعقد ہوا۔ ایک شخص آکر قدمبوس ہوا۔ اور اسکی عادت تھی۔ کہ ہر بار جو حضرت غریب نواز کی خدمت مین آتا تہا۔ قدمبوس ہوتا تہا۔ الغرض جب وہ قدمبوس ہوا۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ بابا ہر وقت ٹھیک نہین ہے۔ بلکہ روز قدمبوس ہونا ... فقط۔ اسکے بعد حضرت رسول مقبول صلعم (روحی فداہ) کے انتقال پرملال کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ جسپر آپنے ... مولوی

Marfat.com

خدابخش جی سے پوچھا۔ کہ اکثر روایات متعلق وفات کون سی تاریخ کے متعلق ہین۔ پس مولوی مذکور نے عرض کی۔ کہ اکثر روایات گیارہوین اور بارہوین تاریخ (ماہ ربیع الاول) کے متعلق ہین۔ اسکے بعد مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی :- **حضرت غریب نواز!** ..... کیا کوئی روایت حضرت ابی بکر صدیق یا حضرت عمر فاروق یا حضرت علی المرتضیٰ سے بھی ہے۔

مولوی ..... یہ ایک بڑا بھاری صدمہ تھا اس سبب سے تاریخ انتقال کی تعین نہین ہوئی۔

حضرت ..... جو واقعہ عظیم ہوتا ہے۔ تو وہ بوجہ احسن یاد رہتا ہے۔ چنانچہ تاریخ صدمہ امام حسین ہر ایک کو معلوم ہے۔ کہ تاریخ نہم شربت شہادت پی۔ اور تاریخ دہم کو مدفون ہوئے۔ اور لوگ ہر سال محرم مین قیامت قایم کرتے ہین۔ آخر کونسی وجہ ہے۔ کہ تاریخ عُرس مبارک مقرر نہین۔

مولوی۔ اسوقت مین رسم کتابت نہ ہوگی۔ اس وجہ سے تاریخ عُرس مبارک حضرت صلعم مین اختلاف ہوا۔ **حضرت غریب نواز**۔ اگر کتابت کی رسم نہ تھی۔ تو قرآن شریف کیونکر لکھا جاتا تھا۔ **مولوی**۔ تاریخ لکھنے کی رسم نہ تھی۔ نہ کہ بالکل لکھنے کی۔ **حضرت غریب نواز**۔ اگر تاریخ لکھنے کی رسم نہ تھی۔ تو تاریخ ہجرت تاریخ شق صدر و تطہیر قلب کسطرح لکھی گئی ہے۔ **مولوی**۔ ہجرت مین خوشی تھی۔ اسواسطے یہ خبر خوشی کی تحریر ہوئی۔ اور وفات صدمہ عظیم تھا۔ اسواسطے واقعہ نہ لکھا گیا۔

حضرت غریب نواز۔ اگر ہجرت مین خوشی تھی۔ تو اہل مدینہ کی نہ کہ مکہ معظمہ کیواسطے **مولوی**۔ غریب نواز ہجرت کے وقت کوئی مسلمان مکہ معظمہ مین نہ تھا۔ سب ہجرت کر گئے تھے۔ فقط ایک حضرت ابوبکر صدیق اور دیگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ رہ گئے تھے۔ پس ہجرت کیوقت حضرت صدیق کو تو ہمراہ گئے۔ اور حضرت علیؓ نہین رہے۔ اور جسوقت رسول شہر مکہ سے باہر نکلے۔ تو آپ آبدیدہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ اے شہر مکہ تو مجھ کو نہایت عزیز تھا۔ اگر میری قوم مجھے یہان سے باہر نہ کرتی مین ہرگز نہ جاتا۔ حضور غریب نواز نے فرمایا۔ کہ آپ نے کیون نہ دعا مانگی مکہ یا الٰہی مجھکو اس شہر سے نہ نکال۔ اور اس قوم کو غرق کردے۔ اسپر مولوی صاحب خاموش ہوگئے۔ پھر آپنے خود فرمایا۔ آپ رحمۃ للعالمین تھے۔ اور بددعا کبھی نہ فرمایا کرتے ..... تاریخ وفات آنحضرت صلعم بموجب روایات ..... محمود خان ننگوانی ..... قدمبوس ہوا۔ اور آپ اسکے ساتھ گفتگو فرماتے رہے۔

Marfat.com

دیگر۔ ۷ ماہ ربیع الاول بروز دوشنبہ نماز عصر کے بعد دربار منعقد ہوا۔ آپ بنگلہ مقابل خانقاہ شریف میں نشست فرماتے تھے۔ کہ دریا کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ حضور غریب نواز نے فرمایا۔ کہ جو ہوتا ہے۔ حکم الہی سے ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ حکایت استفادہ فرمائی۔ کہ حاجی خان ذکر کرتا تھا کہ ایکدفعہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ دریائے چناب میں کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور دریا بڑے زور سے کنارہ کو گرا رہا تھا۔ خواجہ صاحب کشتی میں کئی دفعہ اٹھے۔ اور پھر بیٹھ گئے۔ ہم نے عرض کی۔ کہ دریا زمین ڈہا (گرا) رہا ہے۔ اور آپ کسواسطے چند بار اٹھے۔ اور بیٹھ گئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ خدا کا حکم یہی ہے۔ کہ آگے آگے فرشتہ چلتا ہے۔ اور زمین پر لکیر لگا دیتا ہے۔ اور اس کے پیچھے بیلدار ہیں۔ کہ برابر زمین کو گراتے چلے جاتے ہیں۔

دیگر۔ ۸ ربیع الاول بروز سہ شنبہ دولت صحبت حاصل ہوئی۔ مولوی خدابخش صاحب بھی حاضر خدمت تھے۔ اور چند اور آدمی بھی بیٹھے تھے۔ حضرت غریب نواز نے مولویصاحب کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ موضع بوہڑ کے بافندوں کا مقدمہ آپنے سنا ہے۔ مولویصاحب نے عرض کی جی ہاں حضور! سُنا ہے۔ آپنے فرمایا۔ افسوس ہے کہ اس سے پہلے شرع میں اختلاف نہ تہا۔ اب شرع میں بھی لوگوں نے اختلاف ڈالنا شروع کر دیا ہے۔ کہ ایک شخص ملا سے فتوے لکہاتا ہے۔ اور دوسرا اُسکی تردید کرتا ہے۔ چنانچہ ایک جُلاہے نے مولوی عبدالرزاق سے فتوی لکہایا ہے۔ اور ایک دوسرے جُلاہے نے اسکے برخلاف بغلانی کے کسی خبیث ملا سے فتوے لکہایا ہے۔ اور یہ بھی سُنا گیا ہے۔ کہ مولوی علی گوہر بھی یہی کہتا ہے۔ جیسا کہ بغلانی والا ملا نے کہا ہے۔ اتفاق سے مولوی علی گوہر صاحب بھی بیٹھے تھے۔ آپنے استفسار فرمایا۔ کہ کیوں صاحب کیسا ہے۔ مولوی علی گوہر صاحب نے عرض کی۔ کہ ہاں حضور وہ ایسا ہی کہتا تہا۔ آپنے پوچھا۔ کہ شرع میں اسکا قول (فتوی لکھوانیوالیکا) مقبول ہے؟ مولوی علی گوہر خاموش ہوگئے۔ اور آپنے اسکے بعد فرمایا کہ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ میں بڑا مولوی بن جاؤں خواہ ایمان ہی رخصت ہوجاوے۔ اور آپنے ان الفاظ کو کئی دفعہ فرمایا۔ مجمع میں سے کسی نے کچھ عرض کی۔ کہ حضرت غریب نواز نے تیز ہوکر اس واقعہ کی تشریح فرمائی کہ محمد یار سکنہ بوہڑ نے بیان کیا ہے۔ کہ موضع بوہڑ میں دو جلاہوں میں امامت مسجد کے متعلق نزاع ہوا ہے۔ اور یہ نزاع حکام تک پہنچا ہے۔ کسی بھلے آدمی نے انکو کہا۔ کہ ایسا ایسا مقدمہ

Marfat.com

حکام تک کیون لیگئے۔ شرع محمدی کے بموجب قاضی کے پاس کیون نہ فیصلہ کرایا۔ ایک جولاہے نے
جواب دیا۔ شریعت تان کھوتی ہے لتان مریدی ہے۔ (جولاہون کی عقل مشہور ہے۔ مولف) اس پ
اسکے مخالف نے یہی الفاظ جاکر مولوی عبدالرزاق سکنہ بنڈی کو جاکر سنائے۔ اور اس کہنے
والے جولاہے کی تکفیر کا فتوے لکھا لایا۔ اور کہنے والا شخص یعنی اوّل الذکر جولاہا موضع بغلانی مین
گیا۔ اور ایک ملّا سے لکھوا کر لایا۔ کہ یہ شخص ان کلمات کے کہنے سے کافر نہین ہوا۔ بلکہ اسکا مکفر خود
کافر ہے۔ حضرت غریب نواز نے اس حکایت کو یہان تک ختم کیا۔ اور بعدہ یہ فقرہ پھر فرمایا کہ ہر ایک
یہی چاہتا ہے۔ کہ مین بڑا مولوی ہوجاؤن۔ خواہ ایمان سے مبرا اور معرّے بھی ہوجاوے۔ اسکے بعد
یہ حکایت استفادہ فرمائی۔ کہ موضع بنڈی مین ایک جلاہا تھا۔ اور وہ فال ڈالتا تھا۔ اور کسیکی
کوئی چیز گم ہوجاتی۔ تو جاکر اُس سے پوچھتے۔ اور وہ بتا دیا کرتا تھا۔ عثمان موچی کا ایک دفعہ قرآن مجید
کسی نے اُٹھالیا۔ اور نامبردہ اسکے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ فال ڈال کر مجھے ٹھیک ٹھیک بتاؤ
کہ میرا قرآن مجید کہان ہے۔ جلاہے نے بتایا۔ کہ فلان کے گھر فلان جگہ فلان فلان اشیا کے اوپر
رکھا ہوا ہے۔ جلدی جا۔ ایسا نہ ہو وہان سے کوئی اُٹھالیوے۔ اور اتفاق سے جب عثمان موچی
اس کے کہنے کے بموجب اسجگہ گیا۔ تو جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ ویسا ہی دیکھا۔ مگر وہان قرآن مجید
موجود نہ تھا۔ اور موچی مذکور نے جناب خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کیخدمت مین گذارش کی۔ کہ غریب نواز
فلان شخص نے میرا قرآن مجید اُٹھالیا ہے۔ اور وہ نہین دیتا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میان تجھکو کسطرح
معلوم ہوا کہ تیرا قرآن مجید فلان شخص نے اُٹھالیا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ قبلہ! بنڈی مین ایک
جُلاہا ہے۔ وہ ہرگز دروغ نہین بولتا۔ اُس سے مین نے قرآن مجید کی فال کرائی ہے۔ اور اُس نے
فلان شخص کا پتہ دیا ہے اور بتایا ہے۔ کہ فلان جگہ فلان اشیا کے اوپر رکھا ہوا ہے۔ اب مین فلان
شخص کے گھر گیا ہوا ہون۔ اور تو سب چیزین وہان موجود ہین۔ مگر میرا قرآن مجید وہان سے اُٹھا
لیا ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ یارو اگلین تان ایہو جہین شخص کون حاکم ڈھک گھتیندے ہن
(یعنی پہلے تو ایسے آدمیون کو حکام قید کردیتے تھے۔) اسکے بعد حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ دو تین دن
نہ ہوئے تھے۔ کہ وہ بافندہ قید ہوگیا۔ اور اسکی تفصیل یہ ہے۔ کہ اُس نے ایک گروہ کو کہا تھا۔ کہ
فلان قبرستان مین ایک خزانہ گڑا ہے۔ پس اُن لوگون نے اُسکی بات پر اعتبار کرلیا۔ اور لگے

حضرت کا ارشاد

Marfat.com

قبرستان کو کھود دیئے۔ مگر وہان کچھہ بھی نہ ملا۔ اہل گورستان نے عدالت مین جاکر عرضی دی۔ کہ فلان جماعت نے ہمارے قبرستان کو کھود ا ہے۔ اور قبرون کی ہتک کے علاوہ خزانہ بھی نکال لیا ہے۔ حکام نے تحقیقات شروع کی۔ اول اول تو مدعا علیہم نے انکار کیا۔ مگر آخر انہون نے اس امر کا اعتراف کیا کہ فی الواقع قبرستان تو انہون نے کھود ا ہے۔ مگر خزانہ وغیرہ تو کوئی نہین ملا۔ حاکم نے پوچھا۔ کہ تم کو کس نے کہا تھا۔ اس پر انہون نے ظاہر کیا۔ کہ فلان باشندہ نے جو بڑا رمال ہے۔ کہا تھا۔ اور ہم نے اسکی بات پر باور کر کے یہ ناجائز اور ناپسندیدہ فعل کیا ہے۔ اسیطرح سے اس نجومی کو حاکم نے گرفتار کیا۔

آپ نے اس حکایت کے اختتام کے بعد یہ حکایت بھی بیان فرمائی۔ کہ جن دنون یہان پنڈت حاکم تھا۔ {نام تو معلوم نہین ہے مگر دہا قین سنگھ اُسے پنڈس کے نام سے ابتک یاد کرتے ہین ملفظم} تو اُس نے حکم جاری کیا۔ کہ ہر ایک قوم مین ایک ایک شخص منصف مقرر ہووے۔ اور اس قوم کے جو معمولی مقدمات ہون وہ فیصلہ کیا کرے۔ ایکدفعہ قوم ہوتانی کا ایک مقدمہ پیش ہوا۔ اور پنڈت نے احمدیار ہوتانی کو بلا کر کہا۔ کہ تو منصف مقرر کیا جاتا ہے۔ اور اس مقدمہ کا فیصلہ بھی تجھے کرنا ہوگا۔ احمدیار خان نے کہا۔ کہ مین تو ہرگز منصف نہین ہونگا۔ اور ہرگز فیصلہ مقدمات نکرونگا۔ پنڈت نے کہا۔ کہ فقط یہ مقدمہ فیصلہ کرنا ہوگا۔ احمدیار نے پھر وہی کہا۔ کہ مین تو ہرگز مقدمہ فیصلہ نہ کرونگا۔ پنڈت جھنجھلایا اور کہا کہ مین تجھسے ہی فیصلہ کراؤنگا۔ شاید تو مجھکو اپنی کلاہ قادری سے ڈراتا ہے۔ مین تیری اس ٹوپی پر جوتی مارونگا اور جبرًا فیصلہ کراؤنگا۔ احمدیار خان نے اپنی ٹوپی اُتار کر آگے رکھدی اور کہا۔ کہ خواہ تو جوتی اس پر مارے۔ اور خواہ سر پر مارے۔ تو سر بھی حاضر ہے۔ مگر مین منصف تو ہرگز نہین ہونگا۔ پنڈت اس پر ہنس پڑا۔ اور کہا کہ شاباش۔ تجھہ مین ضرور حبۂ ایمان ہے۔ اور ساتھہ ہی محررون کو حکم دیا۔ کہ نوٹ کرلو۔ کہ احمدیار خان کو ہرگز منصف بنانیکی تکلیف نہ دیجاوے۔ حضرت غریب نواز نے یہ حکایت تمام فرمائی۔ اور نماز شام کے واسطے مجلس برخاست ہوئی۔

دیگر۔ ہم ماہ مذکور بعد نماز عصر مجلس عالیہ مین بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔ آپنے یہ حکایت ظاہر اب تمہید بیان فرمائی۔ کہ ایکدفعہ یہان بازیگر آئے تھے۔ اور یہ کھیل کیا تھا۔ کہ لمبی لمبی لکڑیان اپنے پاؤن مین باندھ لی تھین۔ اور ایک اور بڑی لکڑی ہاتھہ مین لیکر اُن لکڑیونکے پاؤن پر چلتے تھے۔ اور سانکی آنکھین بہت بڑی معلوم ہوتی تھین۔ غرضیکہ جب وہ بازی وغیرہ کرکے واپس گئے۔ تو سُنا گیا

انتخاب از...

Marfat.com

کہ فلان شخص جو ہمارا مزارعہ ہے۔ اسکی دونو ٹانگین ٹوٹ گئی ہین۔ اس بات کے سننے سے بڑا رنج ہوا۔ کیونکہ وہ شخص بڑا کارکن اور غریب تھا۔ اور جوان تنومند تھا جب اسکو چارپائی پر اٹھا کر علاج معالجہ کیواسطے یہان لے آئے۔ تو حال دریافت کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ اس نے بھی بازیگرون کی نقل کرنی شروع کی تھی۔ اور ارادہ کیا تھا۔ کہ روزمرہ کی پریکٹس سے بازیگرون کیطرح وہ اس فن مین ماہر ہوجاوے چنانچہ پہلے چھوٹی لکڑیان استعمال کین۔ اور دیوار کے سہارے سے اُن پر چڑھتا۔ اور دو چار قدم دیوار کو پکڑ کر چلتا۔ آخر دو بڑی لکڑیان لین۔ اور اس خیال پر کہ اس طرح چلنے سے بہت جلدی فاصلہ طے ہوتا ہے۔ اور علاوہ اسکے ایک خوش کرنیوالا امر ہے۔ وہ بڑے شوق سے اُن لکڑیون پر عجیب کھیل کرنیکے لیے مستعد ہوا۔ اور دیوار کے سہارے دونو لکڑیونکو کھڑا کیا۔ اور ایک شخص کو ابتداءً مدد کیواسطے بلایا۔ کہ فقط وہ ان لکڑیون پر چڑھنے مین استمداد کرے۔ مگر جونہی کہ وہ غریب ان لکڑیون پر چڑھا۔ اور چاہا کہ قدم اُٹھائے۔ دہم سے نیچے گرا۔ اور بمجرد اسکے گرنے کے دونو ٹانگون کو ضرب شدید لگی۔ اسکے بعد آپ نے بیان فرمایا۔ کہ بہت دیر تک اسکا علاج معالجہ ہوتا رہا۔ تب کہین اسکو تندرستی حاصل ہوئی اسکے بعد مولوی خدا بخش صاحب سے آپنے استفسار فرمایا۔ کہ کیون مولوی جی وہ پائے چوبین والا بیت کسطرح ہے۔ مولوی مذکور نے کہا۔ ~~ع~~

پائے استدلالیان چوبین بود	پائے چوبین سخت بے تمکین بود

آپنے ان الفاظ کو مکرر فرمایا۔ سخت بے تمکین بود۔ یعنی اختیار سے باہر ہوتا ہے۔ پس مولوی مذکور نے عرض کی۔ کہ غریب نواز! یہ شعر مولانا روم قدس اللہ سرہٗ نے مولنا فخرالدین رازی کی نسبت فرمایا ہے۔ اسکے بعد مولنا فخرالدین رازی کے اوصاف کا بیان شروع ہوا۔ مولوی خدا بخش نے عرض کی۔ کہ غریب نواز! مولنا فخرالدین اہلسنت مین سے ہے۔ اور سب فرقون کی اُس نے تردید کی ہے۔ جس کے ذکر کے بعد مولوی خدا بخش نے مندرجہ ذیل حکایت بیان کی۔ کہ ابتدا مین مولنا فخرالدین رازی شیخ نجم الدین کبری رضی اللہ عنہ کی خدمت والا مین حاضر ہوئے۔ اور انکی استدعا پر شیخ صاحب نے چند ورد فرمائے۔ فخرالدین صاحب نے انکا معمول کیا۔ چند روز کے بعد پھر شیخصاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور آکر پوچھا۔ کہ جناب شیخصاحب یہ سینہ مین جو آواز آتی ہے۔ یہ کیسی ہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میان تو اپنا کام کرتا رہ۔ تیرا اس سے کیا؟ یعنی تو اپنے ورد کو نہ چھوڑ۔ مولنا فخرالدین نے عرض کی کہ

Marfat.com

میرے دل مین طرح طرح کے شکوک ہین۔ کہ یہ آواز کیسی ہے۔ مہربانی کرکے اصلی وجہ بیان فرمائیے۔ تاکہ اطمینان خاطر ہو۔ شیخ نجم الدین صاحب کبری نے فرمایا۔ کہ تیرے سینہ مین نقوش علم ہین۔ اور فرشتے انکو مٹارہے ہین۔ تاکہ یہ علم محو ہوجاوے۔ اور پھر خداوند کریم تمکو ایک ایسا علم بخشیگا۔ جو اس علم سے بہتر اعلی و برتر ہوگا۔ اور یہ علم بھی پھر عطا ہوگا۔ امام فخر الدین نے عرض کی۔ کہ شیخ صاحب یہ علم یقینی ہے۔ اور اس دوسرے علم کا حصول احتمالی ہے۔ یقین کو احتمال کیواسطے چھوڑنا اچھا نہین معلوم ہوتا۔ پس اس ورد کو چھوڑ دیا۔ **القصہ** ایکدن شیخصاحب مذکور یعنی شیخ نجم الدین کبری وضو کررہے تھے۔ اور وضو کرانیوالا امام فخر الدین صاحب رازی کا شاگرد تھا۔ شیخصاحب نے اس شاگرد سے کہا۔ کہ آج تمہارے اوستاد اور شیطان کے درمیان لڑائی ہے۔ امام صاحب کے شاگرد نے فوراً کہا۔ کہ ضرور میرے اوستاد کو فتح حاصل ہوگی۔ اور شیطان شکست یاب ہوگا جب شیخ صاحب نے سبب پوچھا۔ تو اس لڑکے نے کہا۔ کہ چونکہ میرے اوستاد مکرم اس دروازہ پر صدق دل سے ایکدفعہ آئے ہین۔ اسواسطے انکو ضرور فتح ہوگی (فقط آپکے توسل سے) جب مولوی خدا بخش نے یہ حکایت اسقدر بیان فرمائی تو حضرت غریب نواز آبدیدہ ہوگئے۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ مولنا فخر الدین رازی کے شاگرد نے کیا عمدہ جواب دیا ہے۔ مولوی خدا بخش نے اس بات پر اپنی حکایت ختم فرمائی۔ کہ مولنا فخر الدین رازی شیخ نجم الدین صاحب کبری کی مدد سے ایمان سلامت لیگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔ مولانا فخر الدین رازی نے جو احسان اسلام پر کئے ہین۔ وہ محتاج تشریح نہین۔ آپنے ہی فلسفہ سے اسلام کو ثابت کیا۔ اور غیر مذاہب کے جو فضول اعتراضات اسلام پر ہوئے ہین۔ ان کا اس عمدگی سے رد لکھا ہے۔ کہ آجتک کسی نے نہین لکھا۔ آپ کا اور مولنا امام محمد غزالی کا نام قیامت تک بوجہ علمی تصنیفات کے مشہور رہیگا۔

دیگر۔ ۱۱ ربیع الاول سنہ مذکور بروز آدینہ غلام کو دربار عالیہ مین بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت غریب نواز روضہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے۔ اور کمترین روئے مبارک کے مقابل بیٹھا تھا آپنے مولوی خدا بخش سے پوچھا۔ کہ پنج روزے ہزار سالی جو مشہور ہین۔ انکی نسبت حدیث شریف مین روائیت ہے یا نہین۔ (حدیث مین آیا ہے یا نہین) مولوی مذکور نے عرض کی۔ کہ ہان غریب نواز آپ نے استفسار فرمایا۔ کہ حدیث صحیح مین ہے۔ یا مختلف فیہ مین۔ اسکے جواب مین مولوی مذکور نے

Marfat.com

عرض کی کہ غریب نواز تفسیر مدارک مین ان روزون کا ذکر ہے۔ اور جب صاحب مدارک نے لکھا ہے توضرور صحیح ہین۔ آپنے پوچھا۔ کہ تفسیر مدارک کس کی تصنیف ہے۔ مولوی نے عرض کی۔ مفتی الثقلین صاحب کنز الدقایق کی تصنیف ہے۔ حافظ محمد موسیٰ صاحب رزقہ اللہ رضا شیخہ فی الدارین نے گذارش کی کہ اہل تفاسیر مین سے فقط یہی صاحب مدارک حنفی ہین۔ باقی جملہ مفسر شافعی المذہب تھے۔ حضرت غریب نواز نے مولوی سے دریافت فرمایا۔ کہ کون کون سے روزے ہزار سالی ہین۔ مگر لوگون کو یاد نہ تھے۔ اُنہون نے عرض کی۔ کہ ہمکو یاد نہین ہین۔ کہ اتنے مین حافظ نکا (حافظ محمد ٹھیکروالہ) نے عرض کی۔ کہ غریب نواز یہ چند ابیات ہین۔ جن مین ان روزون کا نام ہے۔ حضرت غریب نواز نے نامبردہ کیطرف توجہ فرمائی اور حافظ نکا نے یہ شعر پڑھ کر سنا لئے۔ حافظ مذکور کی آواز اونچی نہ تھی۔ مولوی خدابخش صاحب اونچا پڑھکر سُناتے جاتے تھے۔ ۵

ہزاری روزہ

زنقل مدارک عیانست گنج	کہ روزہ ہزار لیست درسال پنج
یکم بست ودوم محرم شمر	امامت دران حضرت نامور
ربیع اولین دوبدہ شد تمام	وفات ہمپیمبر علیہ السلام
دگر بست وہفتم زماہ رجب	دران بود معراج شاہ عرب
دگر بست وپنجم ذی العقد ماہ	بنا کعبہ شد دران سازگاہ
دگر ہشتدہم ماہ ذالحجہ دان	مرتب شدہ کعبہ مومنان

گویا۔ ۲۲ محرم ۱۲ ربیع الاول ۲۷ رجب ۲۵ ذی العقد ۱۸ ذالحجہ۔

اسکے بعد آپنے دریافت فرمایا۔ کہ آیا تفسیر میں بھی احادیث ہوتی ہین۔ مولوی خدابخش نے عرض کی۔ کہ ہان غریب نواز۔ تفسیر معتبر زیادہ اور افضل وہ ہے۔ جسمین بہت احادیث ہون۔ اسپر حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ قرآن شریف کو پیغمبر علیہ السلام کے سوا کسی نے پورا پورا نہین سمجھا ہے اور احادیث آئمہ علیہم السلام کے ماسوا کسی کی سمجھ مین بخوبی نہین آتین۔ پس ہمکو تو آئمہ علیہم السلام کی پیروی ضروری ہے اور انکی متابعت فرض ہے۔ اسی سلسلہ مین مولوی خدابخش نے امام بخاری اور امام ابوحفص کبیر کے متعلق گفتگو کا سلسلہ آغاز کیا۔ کہ امام ابوحفص علیہ الرحمۃ امام بخاری کو ہمیشہ فتوے دینے سے منع کرتے تھے۔ اور فرماتے۔ کہ یہ تمہارا کام نہین ہے۔ آپ روایت حدیث

Marfat.com

کچھے۔ مگر امام بخاری صاحب اپنے آپ کو مجتہد تصور کر کے برابر فتوے دیا کرتے۔ اور باز نہ آتے
ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ کسی نے آکر پوچھا۔ کہ دو لڑکے جو کہ ایک بزکے پستان سے دودھ پئیں۔
ایکدوسرے پر حرام ہوتے ہیں یا نہ۔ امام بخاری نے تو حدیث پڑھ دی کہ جب دو لڑکے ایک پستان سے
دودھ پئیں۔ وہ ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں۔ اسوجہ سے فتوے دیا۔ کہ ہاں حرام ہیں۔ رفتہ
رفتہ یہ خبر امام ابو حفص اور بادشاہ کے کانوں میں پہنچی۔ امام ابو حفص نے فرمایا۔ کہ امام بخاری نے
غلطی کی۔ ایک ہی پستان سے مراد پستان انسان تھے۔ نہ کہ پستان حیوان۔ بادشاہ نے انکو ایذا
دی۔ اور شہر سے باہر کئے گئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ امام بخاری صاحب نے رجوع
فرمایا ہوگا۔ مولوی خدا بخش نے بھی عرض کی۔ کہ ہاں حضور رجوع نہیں فرمایا۔ اسواسطے غلطی ہوگئی۔
دیگر۔ روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول سنہ مذکور پھر دربار منعقد ہوا۔ حضرت غریب نواز مولوی
خدا بخش صاحب سے اصحاب رسول صلعم کے عرس کے متعلق دریافت فرماتے رہے۔ اور ساتھ ہی مدت
خلافت کے متعلق سوال و جواب ہوئے۔ کہ اتنے میں حضرت غریب نواز نے پوچھا۔ کہ آپنے جو حدیث
پڑھی ہے۔ کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہے۔ اس سے کیا مراد ہے۔
مولوی خدا بخش نے عرض کی۔ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ اس مدت میں ظلم کم ہوگا۔ اور بعد تیس سال
کے ظلم شروع ہوگا۔ آپنے فرمایا۔ کہ کیا حضرت عثمان غنی رض اور حضرت علی مرتضےٰ کی شہادت
کوئی تھوڑا ظلم ہے۔ کہ انکو بیگناہ شہید کیا گیا۔ مولوی صاحب نے عرض کی۔ کہ غریب نواز میری
مراد یہ ہے۔ کہ خلیفہ ظالم نہ ہوگا۔ آپنے فرمایا۔ کہ نہیں اس حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ تیس سال
تک خلفائے اعلائے کلمۃ الحق کیواسطے خلافت کا بوجھ اٹھائینگے۔ نہ کہ دنیا کی رغبت اور حکومت
کی امنگ کیواسطے۔ اور اسکے بعد رغبت دنیا کیواسطے طالب خلافت ہونگے۔ اور اصلی خلافت
نہ ہوگی۔ اسکے بعد مولوی مذکور نے عرض کی۔ کہ حضرت رسولکریم صلعم کی وفات پر
حضرت ابو بکر صدیق رض نے بہت اظہار رنج کیا۔ اور جب تک زندہ رہے۔ انکے اندر فراق کی آگ
رہی۔ اور اس سے پگھلا گئے۔ شاید دل کا غم اور سوز اگر باہر نکالا جاوے۔ تو کچھ تسکین
ہو جاتی ہے۔ آپنے بھی اس امر کی تصدیق فرمائی۔ کہ فی الواقع تسلی پیدا ہوتی ہے۔ اور آپنے
یہ شعر اس موقع پر زبان مبارک سے فرمائے۔ ؎

Marfat.com

حافظا در عشقبازی کم ز زن ہندو مباش	او برائے مردہ سوزد زندہ جان خویش را
آشکارا سوختن این شیوۂ ہندو زن است	مرد عاشق آن بود پنہان بسوزد خویش را

راقم الحروف کی التماس ہے۔ کہ اگرچہ بیت اول مین بجائے کلمہ آو کلمہ کو اور ثانی بیت مین بجائے پنہان بسوزد۔ سوزد پنہان ہے۔ مگر چونکہ حضرت غریب نواز نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اسواسطے انہی کے فرمانے کے موجب ویسا ہی لکھا گیا۔ الغرض آپنے اِن شعرونکو دوبارہ پڑہا۔ اور پھر یہہ حکائت بیان فرمائی۔ کہ اخبار مین لکھا ہے۔ کہ ایک ہندو (میرٹھ مین) نزع کیحالت مین تہا اسکی عورت نے تسلی کے طور پر اسکو کہا۔ کہ خبردار غمگین نہ ہو۔ مین فوراً تیرے پاس پہنچونگی الغرض یہ بات کہکر اسکے پاس سے چلی آئی۔ اور ایک کوٹھڑی مین جاکر غسل کرکے مٹی کا تیل اپنے اوپر ملا۔ اور ایک تختہ پر لمبی پڑ رہی۔ اور خود بدن مین آگ لگادی۔ انکا ایک متبنّٰی تھا جب وہ تلاش کرتا ہوا وہان آیا۔ تو دیکھا۔ کہ وہ تو جلکر کوئلہ ہوگئی ہے۔ اور جب اُسکے شوہر کے پاس پہنچا۔ تو وہ بھی مرچکا تہا۔ قیاس ہے۔ کہ دونوکی روح ایک ہی دفعہ نکلی۔ آپنے صرف اتنا بیان فرمایا۔ اور بعدہ نماز شاہ کے واسطے دربار برخاست ہوا +

دیگر۔ دوسرے روز پھر غلام کو دربار عالیہ مین بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے یہ دو حکائتین ارشاد فرمائین (۱) کہتے ہین۔ کہ ایک عورت مرگئی جب اسکو دفن کیا گیا۔ تو منکر نکیر آئے۔ اور حسب معمول سوال کیا مَنْ رَبُّكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ۔ تو اُس بڑھیا نے جواب دیا۔ کہ اے فرشتگان خدا مجھ عاجزہ کیطرف سے جناب رب العزت عرض کرو۔ کہ اے قادر مطلق رحیم وکریم تو سارے جہان کا مالک ہے۔ اور مجھ جیسی غریب جیسے لاکھون بلکہ کروڑون بندگان رکھتا ہے۔ آپنے باوجود اس سلطنت کبرائی کے اس بڑھیا ناکارہ کو فراموش نہین فرمایا۔ بلکہ پُرسندگان کو مقرر فرمایا ہے۔ بھلا مین ضعیفہ جو اسوا آپ کی ذات عالیہ کے کوئی خدا نہین رکھتی۔ آپ کو فراموش کرونگی۔ کہ آپ نے فرشتگان کو میرے اوپر مامور کرکے جواب طلب فرمایا ہے + (۲) ایک اور عورت کا ذکر ہے۔ کہ بعد مرنیکے جب اُس سے سوال کیا گیا۔ کہ تو دُنیا سے کیا لائی۔ تو وہ زار زار رونے لگی۔ فرشتون ہنے دریافت کیا۔ کہ رونیکا کیا سبب ہے۔ تو اُس نے جواب مین یہ گذارش کی۔ کہ مین دنیا مین گداگری کرتی تھی۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ خداوند تجھکو سیر کریگا۔ اب یہان سے بھی مجھ سے

Marfat.com

سوال کیا جاتا ہے۔کہ تو دنیا سے کیا لائی ہے۔

دیگر۔شام کو پھر دربار منعقد ہوا۔آپ نے فرمایا۔کہ مولوی دیدار بخش صاحب ذکر کرتے تھے۔ کہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ کی عملداری تھی۔اور مین اتفاق سے ان دنون لاہور گیا ہوا تھا۔ایک مسافر نے کسی مسجد کے مینار پر کھڑے ہوکر اذان دی۔جب سکھون نے اذان کی آواز سنی تو مسجد کیطرف دوڑے آئے۔اور موذن ان الفاظ پر پہنچا تھا۔اشهد ان محمد رسول الله۔ وہ سکھون نے (جو اکالی تھے) کارو نکالکر اُس بیچارے کی ناک اُڑا دی۔اور صرف اسی پر اکتفا نہ کیا۔بلکہ اچھی طرح سے اُسکو مار اپیٹا۔اور گرفتار کرکے رنجیت سنگھہ کے پاس لیگئے۔مگر اُس نے کوئی سزا نہ دی۔اور کہا کہ اگر تم نے سزا نہ دی ہوتی۔تو مین سزا دیتا۔مگر یہ سزا اُسکے واسطے کافی ہو چکی ہے۔جب یہ ذکر مولوی دیدار بخش نے سُنا۔تو انکو شوق پیدا ہوا۔کہ وہ بدنصیب کون ہے۔جسکو ایسی وحشیانہ سزا دی گئی ہے۔غرض جمعہ کے روز جب جامع مسجد مین مولوی مذکور گئے۔تو دیکھا کہ ایک شخص کپڑے سے اپنی ہنی کو باندہے ہوئے ہے۔مین نے السلام علیکم کہا۔اور کپڑا باندھنے کی وجہ پوچھی۔تو اُسنے جواب دیا۔کہ میان آپنے سُنا نہین ہے۔مین نے کہا۔کہ کیا تو وہی شخص ہے۔اُس نے جواب دیا۔ہان اسپر مولوی دیدار بخش نے مطائبہ کیطور پر کہا۔تو پھر اب نماز پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔جب تجھہ سے منکر نکیر پوچھین۔تو کہنا۔کہ مین اذان مین یہ کہتا تھا۔اور یہ ناک بھی گواہی ہے۔ **دیگر**۔آپنے فرمایا۔کہ مجھکو مہاراج شریف کے مطربون اور قوالون کی یہ بات بہت پسند آتی ہے۔کہ جب کوئی اُن سے ملاقی ہوتا ہے۔تو کہتے ہین۔دیدار خدا اور شفاعت محمدؐ دی اور ہیر یہ رواج ہے۔کہتے ہین۔حقہ تما کو تیکی وتجہ۔

دیگر۔شب جمعہ ماہ مذکور زیارت سے مشرف ہوا۔آپ ظاہرا بے تقریب یہ شعر پڑھتے تھے۔

ہوشم بہ نگاہے بُردجانانہ چنین باشد ۔ یکجرعہ حرامم کرد پیمانہ چنین باشد

پھر اتفاق سے پیر بھائیون کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔آپ نے فرمایا۔کہ پیر بھائی کم ہوگئے اور ساتھہ ہی یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

زجانان یافتی قوت از رہِ گوش	گذشت آن کز لب ہر صاحب ہوش

اس بلت کو آپ نے کئی بار زبان مبارک سے اعادہ فرمایا۔اور اسکے بعد تبرکات شریف دکھلانے

Marfat.com

کیواسطے آپ تشریف لیگئے۔ اور دست مبارک اُٹھا کر آواز بلند سے فرمایا۔ کہ اے حاضرین فاتحہ خیر کہو۔ کہ خداوند کریم ہمکو اس روضہ والی کی غلامی کا افتخار بخشے۔ ہمکو نہ بہشت کی ضرورت ہے۔ اور نہ کسی اور چیز کی فقط اس دروازہ کی غلامی مطلوب ہے۔ سب نے ہاتھ اُٹھائے اور دعائے خیر طلب کیگئی

دیگر۔ مورخہ ۸ شوال بروز جمعہ دربار عالیہ مین بیٹھنے کا اعزاز نصیب ہوا۔ کہ اتنے مین ایک شخص جو بہت دنون کا بیمار معلوم ہوتا تھا۔ آکر قدمبوس ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ غریب نواز کوئی وظیفہ یاورد فرمایئے۔ کہ خداوند کریم مجھے بیماری سے شفائے کاملہ بخشے۔ آپنے فرمایا۔ کہ ہر نماز کے بعد سات بار سورۂ فاتحہ پڑھکر اپنے سینہ پر دم کر دیا کرو اللہ تعالیٰ شفا دیگا۔

جناب میان محمدالدین صاحب سیالوی رخصت ہونیکے واسطے آئے۔ آپنے مولوی غلام محی الدین ملکھنڈی سے استفسار فرمایا۔ کیا آپ بھی تیار ہین؟۔ انہون نے جواب مین عرض کیا۔ کہ نہین بندہ چند روز اور خدمت اقدسہ مین رہنا چاہتا ہے۔ اس پر آپنے فرمایا۔ کہ میان محمدالدین بھلا کیون ٹھیرے جنسیت نہ پاتا ہوگا۔ اسکے بعد آپنے یہ حکایت استفادہ فرمائی۔ کہ ایک دفعہ حکیم جالینوس چلا آرہا تھا۔ کہ دفعتہً ایک دیوانہ اُس سے دوچار ہوا۔ اور لگا عجیب عجیب باتین کرنے۔ جالینوس حیران ہوا۔ کہ ہائین اس دیوانہ کا میرے ساتھ کیا تعلق ہے۔ کہ اسطرح آکر میرے گرد ہو گیا ہے۔ خیال آیا کہ ہو نہ ہو۔ اس نے ضرور جنسیت مجھہ مین دیکھی ہے۔ جبھی تو وہ آکر اسطرح لپٹا ہے۔ سیدھا مکان پہ آیا۔ اور شاگردون سے کہا۔ کہ جلدی میری فصد لو۔ کہ سودا نے غلبہ کر لیا ہے۔ کہ راہ مین مجھکو ایک دیوانہ لپٹ گیا ہے۔ اس حکایت کے بعد حضرت غریب نواز نے تقریر کو دوسرے پیرایے مین ادا فرمایا اور چند شعر بھی زبان مبارک سے بیان فرمائے۔ جو راقم کو یاد نہین رہے ہے۔ مگر یہ مصرعہ یاد رہ گیا ہے

ع لیک اپنے فخر دین کی کفش بردارون مین ہون۔

دیگر۔ ۹ شوال بروز شنبہ پھر دربار دُربار مین بیٹھنے کا افتخار حاصل ہوا۔ خانصاحب بہاول خان والیے بہاولپور کے مشیر و وزیر کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ ع یہ نوبت چند روزہ ہی بجا جسکا جی چاہے اور اس مصرعہ کو آپنے کئی دفعہ مقرر فرمایا۔ جب عصر قریب ہوئی۔ تو ایک شخص عبداللہ نام سے آپنے دریافت فرمایا۔ کہ کوئی بیٹا تیرا حافظ بھی ہے۔ اس نے عرض کی۔ غریب نواز! میرا بیٹا حافظ ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ ماہ رمضان المبارک مین مصلی سنایا کرتا ہے۔ اُس نے عرض کی۔ کہ حضور!

نجومی سے انکار

جالینوس کی حکایت

Marfat.com

پہلے تو سنایا کرتا تھا- اب کام کلچ مین پڑ گیا ہے- اور کچھ فراموش ہو- آپنے یہ شعر پڑہا- ۵

بادہ نوشیدن و مست نگردیدن سہل است چون بدولت برسی مست نگردی مردی

اور ساتھ ہی یہ حکایت استفادہ فرمائی- کہ نواب مظفر خان کے زمانہ مین ایک کاردار افغان تھا- بڑا نیک اور خوش طینت آدمی تہا- کیا ہندو کیا مسلمان سب اُسکی خوش معاملگی اور نیک سیرتی کے مداح تھے- اور اس سے بہت خوش تھے- ایکدن نواب صاحب نے حکم دیا- کہ تو چونکہ بڑا لائق اور ایک قابل آدمی ہے- اسواسطے ایک ضروری کام کی تکمیل کیواسطے کابل جا- اُس نے انکار تو نہ کیا مگر گھر آکر سب خویشون اور رشتہ دارون اور عوام الناس کو کہا- کہ کل مین نے نابینا ہو جانا ہے جس شخص نے مجھ سے کچھ لینا ہے- یا کچھ کہنا ہے- وہ آکر تصفیہ کرے- لوگ حیران ہو گئے- کہ یہ کیا کہتا ہے آخر اسنے اظہار کیا- کہ اسی طرح سے مجھے نواب صاحب کابل بھیجتے ہین- حضرت غریب نواز نے فرمایا کہ اگرچہ وہ نابینا نہ تہا- مگر اُسنے حصولِ دولت کو نابینا ہونے کی دلیل دی +

دیگر مورخہ ۱۲ شوال بروز سہ شنبہ دربار عالیہ منعقد ہوا- میان محمد یار سکنہ بوبڑ حاضر خدمت تھا- اُسنے عرض کی- کہ احمد شاہ تحصیلدار سنگھڑ نے کنوآن کھدوانا شروع کر دیا ہے- اور اسکا منشا یہ ہے- کہ جہان پہلا کنوآن تھا- اور وہ رودکوہی سے بُرد ہو گیا ہے- اُسی کو درست کرایا جاوے- مگر اب اسکا ٹھیک موقع نہین ملتا- کوئی کہین بتاتا ہے- اور کوئی کہین- آپنے فرمایا- کہ بکریان کیون نہین بٹھائین کہ لوگ کہا کرتے ہین- جہان کنوآن ہوتا ہے- وہان بکری ہرگز نہین بیٹھتی محمد یار مذکور نے بیان کیا- کہ ایک بڑی لمبی چوڑی نالی کھودتے ہین- تاکہ موقعہ معلوم ہو- اور پھر اُسے مرمت کیا جاوے +

دیگر- اسکے بعد آپنے مولوی غلام محی الدین تکھڈی سے پوچھا- کہ آج کا تازہ واقع اور عجیب قصہ آپنے نہین سُنا؟ آج ہمارے پاس ایک خط آیا ہے- جسکا مضمون یہ ہے- مین مولوی شمس الدین کا مرید ہوں- بلکہ اُن کا ایک خلیفہ ہون- مگر اپنا نام ظاہر نہین کیا- بعدہ لکہتا ہے- کہ میان صاحب سیالوی جو مولوی شمس الدین صاحب کا جانشین ہے- اور تونسہ شریف مین ہمیشہ آتا ہے- اسمین چند ایسے عیوب پائے جاتے ہین- جو لائق سجادہ نشینون کے نہین ہین- آپ کو چاہیئے کہ اُن کو فہمائش کرین- پھر اسکے بعد حسب ذیل عیوب کی تفصیل دی ہے (۱) گاؤن مین یا علاقہ مین جب کوئی شخص انتقال کر جاتا ہے- تو وہ خود تعزیت کیلئے یا فاتحہ کیواسطے جلنے

Marfat.com

جاتے ہین۔ اس مین ایک طرح کی ہتک ہے۔ اگر جانا ضروری ہو تو کسی اپنے درویش یا غلام خاص کو بھیجنا چاہیے۔ (۲) اکثر مرید جو زیارت کے لیے آتے ہین۔ باوجودیکہ انکے والد ماجد کیوقت مین بڑے عقیدتمند تھے۔ مرتد ہو کر چلے آتے ہین۔ اور پھر سیال شریف آنیکا نام نہین لیتے۔ نہ کبھی انکی خاطر کیجاتی ہے۔ نہ اچھی طرح اُن سے حال احوال دریافت کیا جاتا ہے۔ انتہی۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ مجھکو اس شخص کی تحریر سے بہت تعجب ہوا۔ کہ ایسا بے باک کونسا آدمی ہے۔ کہ اپنے آپ کو مولوی شمس الدین کا خلیفہ اور مرید ظاہر کرتا ہے۔ اور پھر اُن کے فرزند پر اسطرح کے کلمات واہیات اور اتہامات لگاتا ہے۔ مین نے عبداللہ منشی کو کہا کہ تو یہ خط بجنسہٖ میان محمد الدین صاحب کے پاس بھیجدے۔ اور ساتھ ہی یہ جواب لکھدے۔ اے کم نصیب یہ جو تو نے معیوب شمار کئے ہین۔ یہ عیب نہین ہین۔ بلکہ وصف ہین۔ جو کام جائز اور بموجب سُنت نبوی روا ہین۔ تو ان مین برائی دیکھتا ہے۔ فاتحہ کیلئے جانا امور مسنونہ مین سے ہے۔ رسول صلعم بنفس نفیس تشریف لیجاتے تھے۔ حیرانی ہے۔ کہ تو اسکو بُرا بتلاتا ہے۔ بھلا حضرت رسول عربی سے کس کی شان زیادہ ہوگی۔

(۳) مولوی شمس الدین کا جب انتقال ہوا ہے۔ تو ترکہ بھی نہ تہا۔ انکو چار ہزار روپے ملگئے۔ جو انہون نے نصف تو اپنے والد ماجد مرحوم کی خانقاہ پر خرچ کئے۔ اور حسب حیثیت مہمان نوازی اور لنگر خانہ جاری ہے۔ اسکے بھائی کو جو چار ہزار روپیہ ہاتھ لگا ہے۔ ابھی تک اُس نے اسے دبا رکھا ہے۔ نہ وہ کبھی مسجد مین آتا ہے۔ کہ نماز پڑھے۔ یہ میان محمد الدین صاحب موجودہ سجادہ نشینون سے ہزار درجہ اچھا ہے۔ کوئی خلاف شرع کام نہین کرتا۔ نماز جماعت کیساتھ ادا کرتا ہے۔ خیرات وغیرہ بھی بہت کرتا ہے۔ اور اسکا بھائی ایک پیسہ بھی کسی کو نہین دیتا (۴) اس نے یہ بھی لکھا تہا۔ کہ میان محمد الدین جیولیئے والد کے غلیفہ کی قبر کو بوسہ دیتا ہے۔ اسکا جواب یہ لکھا گیا۔ کہ میان مغرور آدمی! اسمین کیا کسی کی شان کم ہوتا ہے۔ بلکہ عجز و انکسار کی نشانی ہے۔ اور یقین ہے۔ کہ شاید میان محمد الدین ان خلفا کا درجہ اپنے سے بڑا سمجھتا ہو۔ اور اپنے سے بزرگ کی قبر کو بوسہ دینا اہل طریقت کے نزدیک ناجائز نہین ہے۔ پھر اسکے بعد حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ مین تکھڈ شریف گیا تہا۔ تو برابر مین نے مولوی صاحب (مولوی محمد یاران صاحب) کی مزار پر انوار پر بوسہ دیا تہا۔ اور ملتان شریف مین حافظ محمد جمال اللہ صاحب کی خانقاہ کو بوسہ دیتا ہون۔ مجھکو کونسا عیب لاحق ہوجاتا ہے۔ آجکل کون سا سجادہ نشین

ملفوظ ۲۳ جواب

Marfat.com

جو آسمان کی خبرین لاتا ہے۔ اور بزرگی کے زور سے اُڑتا ہے۔ جو میان محمد الدین کے پاس نہین ہے اسکے بعد اسے تحریر کیا۔ کہ تو اپنے پیرزادہ کا گلہ کرتا ہے۔ اہل طریقت واہل سلوک کے نزدیک منکر ٹھیرتا ہی نہین اسکے بعد حضرت غریب نواز نے فرمایا۔ کہ یہ خط کا جواب لکھکر میان محمد الدین صاحب کے پاس بھیجا ہے کہ مہربانی کرکے کاتب خط کو تلاش فرماکر یہ جواب اسکے حوالہ کیا جائے۔

دیگر۔ ایکدن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق گفتگو ہورہی تھی۔ حضرت غریب نواز نے فرمایا کہ انکا ایک خط ہمارے پاس آیا ہے جسمین درج ہے۔ کہ مین نے آپکے زہد وتقوی کی بڑی تعریف سُنی ہے۔ اور آپ پر میرا بڑا اعتقاد اور یقین ہے۔ مہربانی فرماکر آپ کوئی دن مقرر کرکے لاہور تشریف لاوین۔ اور میری شکل صورت ملاحظہ فرماوین۔ تو اصل حقیقت آپ پر واضح ہوجاویگی۔ اگر مجھے باطل تصور فرماوین۔ تو میرے کذب وافترا کا اعلان اسوقت فرمادیوین۔ ممکن ہے۔ کہ مین تائب ہوجاؤن اور اگر مجھکو راست گو دیکھین۔ تو بھی لوگون مین الم نشرح کردیوین کہ یہ برحق ہے۔ اسے ذلیل خوار نہ کیا جائے۔ اور اگر آپنے کوئی دن مقرر نہ فرمایا۔ اور لاہور تشریف نہ لائے۔ تو مین سمجھونگا۔ کہ آپکو راہ حق سے انکار ہے۔ اور مین لوگون کو منع کرونگا۔ کہ کوئی شخص آپکا مرید نہ بنے۔ اور تونسہ شریف کوئی نہ جاوے۔ **آپنے** فرمایا۔ کہ ہمنے اسکا جواب یہ لکہا ہے۔ کہ توبیشک لوگون کو منع کردے نہ کوئی میرے پاس آوے۔ نہ کوئی میرا مرید بنے۔ مین خدا کا دیا ہوا رزق کہاتا ہون نہ مریدون کے بھروسے پر

دیگر۔ ایکدن متعدی بیماری کے متعلق ذکر شروع ہوا۔ آپنے مولوی خدا بخش صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب آپکو یاد ہے۔ کہ جب ہم جدہ شریف تھے۔ تو لوگون مین کیسی مہلک بیماری پڑی تھی۔ اور غلام حسین اُن کی برابر خدمت کرتا تہا۔ غلاظت کو دہوتا تہا۔ مگر اسکو توکوئی بیماری نہ لگی تھی۔ اُس نے عرض کی کہ ہان حضور! اسکو تو کچھ بھی نہین ہوا تہا۔ اسکے بعد آپ نے زبان مبارک سے یہ بیت ارشاد فرمایا۔ ؎

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم	من بندہ آفتابم از آفتاب گویم

دیگر۔ ایکدفعہ عبد المجید خان کا ذکر شروع ہوا۔ آپنے فرمایا۔ کہ ایکبار عبد المجید کو بڑی شدت کا بخار چڑہا۔ اور حضور مین نہ آیا۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ نے مولوی علی محمد صاحب کو مدالجہ کیواسطے بھیجا مگر خان عبد المجید نے انکار کیا۔ کہ مین پٹھان آدمی ہون۔ ہرگز ہرگز دوا نہ پیونگا کیونکہ تیری ہی دی ہوئی

مرزا صاحب قادیانی کا خط۔

پٹھان ہون۔

Marfat.com

دوا بہت تلخ ہے۔ تو مجھے زندہ کو مار ڈالنا چاہتا ہے۔ ایسی تلخ دوائی تو مین ہرگز ہی نہ پیونگا۔ اسکے بعد عبد المجید خان نے ایک روپیہ مولوی صاحب کو دیا۔ کہ براہِ خدا خواجہ صاحب کی خدمت مین یہ نہ کہنا۔ کہ وہ دوائی نہین پیتا۔ اور انکار کرتا ہے۔ خیر مولوی علی محمد چلا گیا۔ اور گذارش کی۔ کہ ہان غریب نواز مین نے اسے دارو بتا دیا ہے۔ پی لیگا۔ مگر عبد المجید خان نے بھلا کہان پینا تھا۔ دو تین روز متواتر خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ مولویصاحب کو بھیجتے رہے۔ کہ جاکر علاج معالجہ کرین۔ مگر وہ پٹھان دوائی پینے سے انکار کرتا رہا۔ آخر حضور نے تین چار آدمی بھیجکر خانصاحب کو اپنے ڈیرہ پر بلایا۔ اور فرمایا کہ خان! بہت لاغر ہو گیا ہے۔ دوائی کیون نہین پی لیتا۔ اُس نے عرض کی۔ غریب نواز! دعا نہین کرتا۔ اور کہتا ہے کہ زہر پی لے۔ مین بھلا زہر کیون پی لون۔ آپ ہنس پڑے۔ اور دُعا فرمائی۔ وہی دن تھا۔ کہ شام تک خانصاحب کو صحت ہو گئی۔ مگر اُس نے دوائی کا ہرگز استعمال نہ کیا۔ اسکے بعد جب اچھا ہو گیا۔ تو آکر عرض کی۔ قبلہ! کیسا سہل علاج تھا۔ خواہ مخواہ آپ فرماتے تھے۔ کہ زہر پی لے۔ ایسی کڑوی اور تلخ دوائی زہر سے بھی بُری ہے۔

دیگر۔ ایکدفعہ عرس شریف کے موقع پر خانصاحب محمود خان تنگوانی حاضر خدمت ہوئے۔ آپنے دریافت فرمایا کہ کشتیون کا انتظام خاطر خواہ ہو چکا ہے۔ محمود خان نے عرض کیا۔ قبلہ! فلان جگہ سے اتنی کشتیان آچکی ہین۔ فلان فلان مقام پر کارندے بھیجے گئے ہین۔ جو کام ہمارے ذمہ ہے۔ وہ انشاءاللہ بخوبی سرانجام ہو چکا ہے۔ باقی حضور کی امداد باقی ہے۔ کہ ایام عرس شریف مین دکھن کی ہوا چلے۔ آپنے فرمایا کہ اللہ غریب نواز ہے۔ اسی توکل پر سب کام کئے جاتے ہین۔ احمد خان تنگوانی کا بیان ہے۔ کہ خلاف معمول عُرس شریف کے موقع پر برابر دکھن کی ہوا چلتی رہی۔ اور باہر سے آنیوالے اشخاص کو ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی۔

مرزا غلام احمد قادیانی۔ جسکو مین بڑا عالم شاعر فصیح اور بلیغ سمجھتا ہون اور میرا عوام النّاس کیطرح یہ خیال کبھی نہین ہے۔ کہ مرزا صاحب کافر اور دجّال ہین۔ لیکن تاہم میرا یہ خیال ہے۔ کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود بھی نہین ہین۔ آپکی علمیّت کی فضیلت تو فی الواقع قابل قدر پنجاب کے اور مسلمانون کیواسطے قابل عزّت اور قابل فخر ہے۔ مگر آپکی پیشگوئیان بعض بلکہ عموماً ایسی ہوتی ہین۔ کہ فلانے کو لڑکی پیدا ہو گی۔ اور مجھے لڑکا پیدا ہوگا۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ کبھی ایسی پیشگوئی بھی پٹ پڑتی ہے۔ مین کہتا ہون۔ کہ دُنیا مین ایسے بہت سے اشخاص موجود ہین۔ جو مرزا صاحب سے بھی

Marfat.com

بڑھکر پیشینگوئی کرتے ہین - جو اکثر صادق آتی ہین - مگر مین پبلک کے سامنے اس امر کا اظہار کرتا ہون - کہ تاحال آپ سے کوئی ایسی خاص کرامات ظاہر نہین ہوئی - جو کہ آپ کے دعوی کو تقویت دیوے مین اس موقعہ پر اپنے اصل مضمون سے تجاوز کر کے ایک ایسے بزرگ کی مشہور کرامات کا ذکر کرتا ہون جو کہ تحصیل سنگھڑ مین عموماً اور موضع سوکڑ مین بالخصوص مشہور عوام ہے - جناب مرزا صاحب اور اُنکے با اخلاص مرید ذرا چشم بصیرت سے ملاحظہ فرمائین - اور مقابلہ کے طور پر اپنے مین کوئی ایسی کرامات

وھو ھذا - لیہ ضلع میانوالی کے شمال کیطرف سیدونکی ایک بستی ہے - وہان حضرت شاہ حسین صاحب قادری علیہ الرحمتہ کی خانقاہ ہے - آپ کی اولاد مین ایک بزرگ سید فضلشاہ صاحب تھے - جو چند سال ہوئے - انتقال فرما گئے ہین - آپکے مرید علاقہ سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخان مین عام تھے - آپ حسب معمول ایکدفعہ موضع سوکڑ مین رونق افروز تھے - آپ ہمیشہ صرف ایکدفعہ کھانا کھاتے تھے - فقیرون اور مجذوبون کا ایک انبوہ آپ کے ساتھ ہوا کرتا تھا - اتفاق سے موضع سوکڑ مین ایک حجام ناکام مسمی سونہارا نام کی شادی تھی - آپ فتح محمد خان نمبردار کی بساکھ (ڈیرہ) پر اترے ہوئے تھے - ڈھول کی آواز پر دریافت فرمایا - کہ کِسکا بیاہ ہے؟ عرض کیا گیا - کہ ایک نائی مسمی سونہارا کی شادی خانہ آبادی ہے - آپنے ایک نوکر کو بھیجا - کہ جاکر وہان سے گوشت لے آوے لیکن خدا جانے کس وجہ سے وہ خالی واپس آ گیا - آپنے دوسرے شخص کو اور بقول بعض اُسی شخص کو واپس بھیجا - کہ جاکر ہمارا نام لیکر گوشت لے آ - مگر دوسری دفعہ بھی واپس آیا - تیسری بار آپنے بھیجا کہ جاکر خود دولہا سے جو کہ خود انتظام اور انصرام مین مصروف تھا - گوشت طلب کرے کم نصیب نائی نے اسکو سخت سست بھی کہا - اور خالی واپس بھیجا - آپ نے برافروختہ ہو کر کہا - کہ اے معرکہ مجلس معلوم ہوتا ہے - کہ اگر وہ حجام مرد ہوتا - تو گوشت دینے سے ہرگز انکار نہ کرتا - معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرد نہین ہے - خدا جانے سید فضلشاہ کے کلام مین کیا تاثیر تھی مین ثابت ہو گیا - کہ وہ محض مخنث ہے - پھر چار یا پانچ سال کے بعد اس نے کہا کہ مین اچھا ہو گیا ہون - اُسکے چچیرے بھائیون نے اپنی بہن کی شادی اس سے کر دی - مگر چوتھے ہی روز معلوم ہو گیا کہ اسکا محض افترا تھا - اسکے بعد سونہارا حجام حج بیت اللہ کو چلا گیا - اور حج کر کے واپس آ گیا - مگر اسکو وہ تندرستی حاصل نہ ہوئی - ابتک حاجی سونہارا سوکڑ مین زندہ ہے

Marfat.com

واقعہ ہر ایک خورد و کلان کو معلوم ہے۔ مین نے خود تاریخ یکم جولائی ۱۹۱۳ء کو اس سے استفسار کیا۔ اور اس سے پہلے دو اور شخصون کے ذریعہ بھی دریافت کرایا۔ نامبردہ نے اظہار کیا۔ کہ وہ تاریخ شادی سے پہلے بالکل صحیح سلامت اور تندرست تھا۔ اور کوئی اسکو بیماری وغیرہ خراب عادت نہین ہوئی جس سے وہ ناکارہ ہو گیا ہو۔ اور آپ ہی خیال کر سکتے ہین کہ اس نے اپنی صحت اور تندرستی کیلیے کیا کیا نہ کیا ہوگا۔ مردہ پر کوئی شخص کتنے ہی جھوٹ اور بہتان لگائے۔ مگر وہ تو زندہ موجود ہے۔ اور اس امر کی تصدیق کے لئے سینکڑون آدمی موجود ہین۔

جناب مرزا صاحب بالقابہ کی پیشگوئی متعلق جلسہ دھرم مہوتسو روز روشن کیطرح پوری ہوئی مگر اس سے اسکے دعوے کی کوئی صداقت نہین ہو سکتی۔ اسی طرح اگر ان کے عربی قصیدہ کا کوئی جواب نہ لکھا گیا ہو۔ تو بھی اس سے یہ امر لازم نہین آتا۔ کہ وہ بالضرور مہدی موعود ہین۔ کیکر سنگھ بھی جو کہ انڈیا کا مشہور پہلوان ہے۔ دعوی کر سکتا ہے۔ کہ کوئی مجھ سے کشتی نہین لڑ سکتا۔ تو اس صورت مین کوئی اس کی کرامات نہین پائی جاتی۔ بازیگر بھی کہ سکتا ہے۔ کہ جسقدر اونچا مین چڑھ جاتا ہون۔ یا بغیر سہارے کسی لمبی رسی پر جو زمین سے بیس تیس گز اونچی ہے۔ اسطرح چل سکتا ہون۔ جیسے کوئی زمین پر چلے تو اس سے اسکی کرامت نہین پائی جائیگی۔ ایک تیراک بھی دعوے کر سکتا ہے۔ کہ عالیجناب مرزا صاحب دریا مین بغیر کشتی کے میرے ساتھ پار چلین۔ اور یہ تو اولیا اللہ کیواسطے معمولی بات ہے۔ کہ اولیائے کرام بغیر کشتی کے بھی دریا سے عبور کر لیا کرتے ہین جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے اپنے پار طریقت شیخ ...... الخ سہروردی کی چشم دید کرامت کا بوستان مین ذکر فرمایا ہے۔ جہان وہ بزرگ فرماتے ہین ع ترا کشتی آورد و ما را خدا۔ ایسا ہی اس کتاب مین خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمتہ والغفران کی مشہور کرامت دریائے سندھ سے بغیر کشتی کے عبور کرنا قابل غور ہے۔ مرزا صاحب اگر فقط اولیا اور نیز مجدد ہی ہوتے تو اس سے کئی گنا زیادہ مخلوق آپ پر جھک پڑتی کیونکہ کون نہین جانتا۔ کہ مرزا صاحب بڑے متقی اور پرہیزگار شب بیدار گوشہ نشین خدا ترس نیک بخت مالدار آدمی ہین۔ کون ہے جو آجکل علم کلام و معانی مین آپ سے بحث کر سکتا ہے۔ خدا کرے۔ کہ آپکے جو نورانی چہرہ پر جو ایک پردہ سا آ گیا ہے۔ وہ اُتر جاوے۔ اور آپ اسلام کے سچے شیدا ہو کر مسلمانونکو

(حاشیہ) مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر ... نے اس قصیدہ کا خوب خاکہ اڑایا ہے۔ مگر مرزا صاحب کو اس قصیدہ پر ناز ہے ۱۲ (مرتب)

Marfat.com

پھر اصلی مسلمان بنا کر انہیں عروج کے درجہ پر پہنچا دین۔ ہمیں سر سید احمد خان سے بہت زیادہ فائدہ کی امید جناب مرزا صاحب سے ہے۔ خدا وہ دن جلد لائے۔ کہ ہمارے دوست جو آجکل اپنے آپ کو علیحدہ مشن مین سمجھتے ہین۔ ہمارے ساتھ بغلگیر ہووین۔ اور جناب مرزا صاحب تبلیغ اسلام اور صداقت دین پر کمر ہمت چست باندھین۔ آمین۔ جو لوگ مرزا صاحب کی تکفیر کرتے ہین۔ وہ بھی زبردستی کرتے ہیں۔ خدا ان کو صبر اور تحمل کی توفیق دیوے ÷

دیگر۔ شیر شاہ مرحوم سکنہ لعلوا اپنے گاؤن کے ایک لعلوانی بلوچ کیساتھ حضرت صاحب کی زیارت کو آیا۔ اسی دن کسی جگہ سے ایک غلام حضرت کیواسطے ایک خوبصورت کوزہ لایا تھا۔ اس لعلوانی بلوچ نے شیر شاہ سے کہا۔ کہ میں حضرت صاحب پر اسوقت پورا یقین لاؤنگا۔ کہ اگر آج بغیر مانگے حضرت صاحب آپ کو یہ کوزہ یعنی (آستابہ) عنایت کرین۔ دونو بیٹھ گئے۔ جسوقت شیر شاہ بعد قدمبوسی حضرت صاحب سے مرخص ہوا۔ اور چند قدم چلا۔ حضرت صاحب نے بلا کر وہ کوزہ گلی اسکے حوالہ کیا سبحان اللہ کیا صفائی دل تھی۔ کہ آئینہ کیطرح سب کچھ نظر آتا تھا ÷ ؎

خاصان خدا خدا نباشند	لیکن ز خدا جدا نباشند

دیگر۔ آپ کا معمول تھا۔ کہ چہار شنبہ کے روز کبھی سفر کو روانہ نہ ہوتے۔ اور ہمیشہ ان تمام امور کی نگہداشت کرتے۔ جو آپنے خواجہ صاحب مین ملاحظہ فرمائے تھے۔ اسوقت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایام اسبوع کے متعلق کچھ خامہ فرسائی کیجائے۔ جمعہ کا دن سب دنون سے مبارک ہے۔ جسکا اشارہ قرآن شریف مین ہے۔ اور حدیث صحیح مین مفصل مذکور ہے۔ اسکے علاوہ دیگر ایام بھی تاثیر سے خالی نہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایام اسبوع کے متعلق چند شعر لکھے ہین ؎

لَنِعْمَ الْیَوْمُ یَوْمُ السَّبْتِ حَقًّا	لِصَیْدٍ اِنْ اَرَدْتَ بِلَا امْتِرَاءِ
وَفِی الْاَحَدِ الْبِنَاءُ لِاَنَّ فِیْهِ	تَبَدَّی اللّٰهُ فِیْ خَلْقِ السَّمَاءِ
وَفِی الْاِثْنَیْنِ اِنْ سَافَرْتَ فِیْهِ	سَتَظْفَرُ بِالنَّجَاحِ وَبِالثَّرَاءِ
وَمَنْ یُرِدِ الْحِجَامَةَ فَالثُّلَاثَا	فَفِیْ سَاعَاتِهَا هَرْقُ الدِّمَاءِ
وَاِنْ شَرِبَ امْرُءٌ یَوْمًا دَوَاءً	فَنِعْمَ الْیَوْمُ یَوْمُ الْاَرْبِعَاءِ
وَفِیْ یَوْمِ الْخَمِیْسِ قَضَاءُ حَاجٍ	فَفِیْهِ اللّٰهُ یَاْذَنُ بِالدُّعَاءِ

Marfat.com

وفی الجمعات تزویج و عرس	ولذات الرجال من النساء
وھذا العلم لم یعلمہ الا	نبی او وصی الانبیاء

ان اشعار کا مطلب نیاز مند مؤلف - ب بلوچ نے نظم مین ادا کیا ہی - اُردو خوان ناظرین کی تفنن طبع کیواسطے لکھتا ہون

مبارک روز شنبہ ہی بلا شک	ارادہ صید کا گر تو کریگا	جو یکشنبہ کو تو بنیاد ڈالے	قیامت تک مکان تیرا رہیگا
سفر مین سہ کے تجھکو ظفر ہو	ترا مطلب تجھے جلدی ملیگا	حجامت چاہیے سہ شنبہ کرنی	کہ اسمین خون کا دورہ رہیگا
مثل مشہور ہے کہ بدہ مین سد ہے	دوا کی ابتدا گر تو کریگا	دعا مانگے تو بہتر ہے جمعرات	تری حاجت خدا جلدی کریگا
نکاح شادی مبارک روز جمعہ	ثمر اسکا تجھے اچھا ملیگا	توقع ہے مجھے اُن سے دعا کی	مرے یہ شعر جو صاحب پڑھیگا

حضرت غریب نواز کی تقسیم اوقات

جسطرح بڑے بڑے فلاسفر اور حکیم اپنے قیمتی وقت کو انضباط مقررہ کے مطابق صرف کرتے ہین حضرت غریب نواز نے بھی کچھہ ایسا معمول رکھا ہوا تھا - کہ اس انضباط مین ذرا بھی فرق نہ پڑتا - آپ علی الصباح اُٹھ کر ضروریات سے فارغ ہوکر وضو فرماتے - اور کچھہ دیر نماز سنت مین توقف فرماتے - اور بعدہ ٹھیک وقت پر جامع مسجد مین تشریف لاکر فرض پڑہتے - اور فارغ ہوکر زیارت روضہ منورہ کیواسطے تشریف لیجاتے پہلے آپ تنہا اندر تشریف لیجاتے - اور کچھہ دیر فاتحہ وغیرہ پڑہتے - دیگر زائرین و معتقدین حتی کہ صاحبزادہ صاحبان بھی باہر آستانہ مبارکہ مین صف بستہ استادہ ہوتے - جب حضرت غریب نواز زیارت سے فارغ ہوتے - تو صاحبزادہ صاحبان بھی معہ دیگر حاضرین کے زیارت سے مشرف ہوتے - اسکے بعد آپ بنگلہ شریف مین رونق افروز ہوتے - اور زیادہ تر ورد و ظیفہ مین مشغول رہتے بعدہ مکانات کا ملاحظہ فرماتے اور راج مزدورون کو اپنے دیدار فیض آثار سے مشرف فرماتے - اور ساتھ ہی اُنکی روزمرہ کارروائی اور کارگذاری ملاحظہ فرماتے - ضروری ہدایات اور تعمیری نکات اُسیوقت ہی ارشاد فرماتے - جو بڑے بڑے انجنیرون اور سیرون کو معلوم نہ ہون - ہر ایک مکان مین روشنی اور ہوا کا خاص انتظام فرماتے - بعدہ درلت سرائے مین تشریف لیجاتے - اور مہمانون کو کھانا تقسیم فرماتے - جب سبکو کھانا ملجاتا - تو سب صاحبزادگان کے ساتھہ موافق سنت نبوی خاصہ تناول فرماتے - اور کوئی صاحب حاضر نہ ہوتے - تو بہت دیر تک اُنکا انتظار فرماتے - دوپہر کو کچھہ دیر قیلولہ فرماتے - اور بعدہ وضو کرکے مسجد مین تشریف لاتے - بعد فراغت نماز پھر زیارت روضہ منورہ سے منور ہوکر بنگلہ شریف مین تشریف لیجاتے - اور حسب معمول جناب

علہ یہ شعر الحاقی تسلیم کیا گیا ہے - و - ف

Marfat.com

خواجہ علیہ الرحمۃ قرآن شریف کی تلاوت فرماتے۔ اسکے بعد مختلف امور پر اصحاب مجلس سے گفتگو فرماتے۔
اور کبھی نماز عصر تک برابر مجلس قایم رہتی۔ آپ کی گفتگو [illegible] کی تھی۔ اہل علم کو وہ پورے عالم
اہل صناع کو ہوشیار صناع [illegible] نوجوان کو وہ مہذب جنٹلمین
معلوم ہوتے تھے۔ آپکا طریق گفتگو بہت [illegible] ہمیشہ احتراز فرماتے
آپ اکثر کہا کرتے۔ کہ [illegible] کرتے ہین۔ اور سادہ غذا۔
مگر بعض اوقات اثناء حکایات [illegible] جاتے عشا کی نماز
بہت دیر سے پڑھتے تھے۔ اسوقت [illegible] بعدہ حرم سرا مین تشریف
لیجاتے۔ کبھی ہی آپ سنیما [illegible] اس خاکسار نے سانپون
کا تماشہ ملاحظہ فرماتے دیکھا ہے۔ [illegible] کے سبب شوق فرماتے
ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ [illegible] پوتے صاحبزادہ میان
حامد صاحب سلمہ [illegible] بیٹھے تھے مداری
نے بانسری بجانی شروع کی۔ [illegible] سے ایک سانپ
نکالا۔ چھوٹے صاحبزادے رونے لگے [illegible] ہم نہین دیکھتے۔ آپ
ان جوگیون کو [illegible] ہم فقیروں سے
اسکا کیا کام؟ اور بظاہر [illegible] ہین سے سانپ نکالا
آپنے فرمایا۔ کہ ایک [illegible] ضروری
ہے۔ کہ یہ لوگ دراصل [illegible] دیتے ہین۔ یا کہ عین
حالت تماشہ مین [illegible] سے باہر نکال
دیتے ہین۔ سب سے اچھی [illegible]
کہ ہم اس سانپ کو [illegible]
ہل جاتے ہین۔ انکے [illegible]
جاتے ہین۔ اسوقت [illegible] تماشہ دکھاتے پھرتے
ہین۔ آپ کا معمول تھا کہ اپنے [illegible] شریف [illegible] ہر سال تشریف

Marfat.com

سے جاتے تہے۔ اور پاک پٹن شریف مین بھی ایک سال کا وقفہ دیکر تشریف لیجاتے تہے۔ آپ کا معمول تہا کہ چہار شنبہ کے روز سفر فرماتے۔ اور اکثر جمعہ کے دن واپس تشریف لاتے۔

حکایت منظوم

چند ایک [illegible] اپنے ناظرین ۔ اکثر [illegible] ہے جسکو کمترین ۔ ہو چکی جبکہ مرتب یہ کتاب ۔ مہتمم صاحب کو بھیجی پھر شتاب

تاکہ ہو جلد [illegible] اسکا اہتمام ۔ ہو [illegible] مین ہر خاص عام ۔ مہتمم نے بھی بہت ہی سعی کی ۔ جبکہ یہ کاپی انہین بھیجی [illegible]

ایک کاتب کو منگا پنجاب سے ۔ اسکی کاپی کو لکہا یا سامنے ۔ پھر لکہا مجہکو کہ جلدی آئیے ۔ جو ہدایت ہو ہمین فرمائیے

تا کتابت مین رکہین اسکا خیال ۔ بعد مین اصلاح ہوتی ہے محال ۔ انکے فرمانے پہ مین ملتان گیا ۔ جو کہ کہنا تہا وہ کاتب سے کہا

دار [illegible] مین گیا پہر وہان ۔ جو کہ مین نواب احمد یار خان ۔ نیک سیرت [illegible] مین خوشخصال ۔ زہد مین تقوی مین مین [illegible]

[illegible] بند [illegible] مین [illegible] ۔ خوش مزاج و خوش [illegible] جوان ۔ ہے تعلق [illegible] ۔ [illegible] مین جنکو سب [illegible]

انکو [illegible] دکہاؤن مین [illegible] ۔ گر کہین [illegible] غلطی ہو تو وہ [illegible] ۔ الغرض [illegible] مین [illegible] ہوا ۔ تذکرہ حضرت کا [illegible]

آپ نے فرمایا کیا تم نے کہین ۔ [illegible] حضرت کی [illegible] ۔ فیض کا دریا [illegible] ۔ فیض ہے ان کا [illegible]

گر کہو تا انکو کچہ [illegible] ۔ [illegible] ہمین [illegible] ۔ رحمت رحمان [illegible] ۔ نور احمد [illegible] نور ان کا

[illegible] ۔ دوست مولا کا انہین [illegible] ۔ رحمت رحمان کے ابر مطیر ۔ انکا تہا دنیا مین اک فیض

کردیا روشن ہدایت کا دیا ۔ انکی خدمت جو گیا مطلب لیا ۔ انکے در پر بادشاہ مثل گدا ۔ آیا کرتے تھے زیارت

اور سچ پوچھو تو سب خاندان ۔ نام و شہرت سب [illegible] کا ہوا ان ۔ ہے قسم خاک سلیمان کی بہار ۔ خاک ہو انکی ملا یہ افتخار

کیا نشان [illegible] کیا خاک ہے ۔ پاک ہے [illegible] پاک ہے [illegible]

اجرا تم کو [illegible] دوست [illegible] ۔ [illegible] تم [illegible] اس فیض کو ۔ کسقدر فیضان خواجہ کا ہوا ۔ کسطرح مقصود یہ پورا

جبکہ [illegible] میرے [illegible] ۔ اس [illegible] داخل جنت ہوئے ۔ تو ہوئے وارث میرے والد تمام ۔ خوب تر ہونے لگا سب [illegible]

ایک [illegible] ۔ میرے والد [illegible] ۔ جو کہ حصہ شرع مین تہا سب دیا ۔ والدہ نے اسکو [illegible]

ثلث کی وارث [illegible] ۔ میرے والد [illegible] حصہ تمام ۔ بعد کچہ عرصہ کے جو ایسا ہوا ۔ نالہ حاجی واہ جب

تو ہوئی اس امر کی [illegible] ۔ [illegible] ملے اس [illegible] کا ۔ عبد [illegible] خان کی تحریک سے ۔ خوب ہی اس [illegible]

[illegible] ۔ [illegible] گئی ۔ جب [illegible] مقرر [illegible] گئی ۔ [illegible]

حصہ سے خارج ہوئی [illegible] ۔ انکی محرومی کی تھی [illegible] ۔ نالہ جبکہ یہ ملا [illegible] ۔ جد امجد ان [illegible]

Marfat.com

اسلئے میراث مین نا رہ تہا — اسکا حصہ اسکو مل سکتا نہ تہا — پھر بھی ممبر خاندان یکجا ہوئے — گھر ہی گھر مین فیصلہ کرنے لگے

آئے حضرت خواجہ اللہ بخش — مہر بخش و نور بخش و فیض بخش — تصفیہ حضرت نے یہ [illegible] کیا — نالہ کا بھی [illegible] اسکو دیدیا

یعنی دو کو سب علیحدہ کین [illegible] — باقی کی تقسیم کی ان بچگان — ایک لنگری تھی وہ [illegible] ان — دوسری سرڈہری کی کہی زنان

ہوگئی راضی مری [illegible] مگر — عبد رحمان نے کہا روز دگر — کس لئے تو راضی [illegible] تہا — باقی جو اسرار لینگے شتاب

تب یہ قاصد نے وہان آکر کہا — سب کی سب تقسیم ہو دین حضرتا — آپنے پاسخ دیا با صد خوشی — بانٹا لو وہ بھی کہ جو لنگری گئی

اسطرح جہگڑے نہین اچھے کبھی — صلح و خیر آ حق سے فرمایا یہی — عبد رحمان خان پر راضی نہ تہا — صلح سے اسکو مگر انکار تہا

کل کو ہین تیار جب اسنے سنا — وہ سویرے ہی کہین جاتا بنا — منتظر تھے خواجہ صاحب بیشتر — پر نہ آیا عبد رحمان خان نظر

آپ کو [illegible] حیرت ہوئی — [illegible] آئے [illegible] ہوئی

[illegible] دیر تک وان آپنے — ماقبت کو ان کی بیٹھے [illegible] — ایک زنگی [illegible] وہ [illegible] تہا — دوسرا آتا تہا وہ گم ہوتا تہا

سر اٹھایا آپنے اور یہ کہا — قدرت ایزد کا کیا ہے ماجرا — ہم تو حصہ [illegible] بار بار — پر نہین دنیا انہین پروردگار

یہ کہا اور عازم [illegible] ہوئے — شام کو ملتان [illegible] چلے

جب عدالت مین مقدمہ آگیا — [illegible] ہونے لگا — راستہ [illegible] کو وان [illegible] کر — [illegible]

تہے ہی اک اور بھی انگریز [illegible] — تھا انہ صاحب نے کہا کہ پیش [illegible] — الغرض صاحب [illegible] — اس مقدمہ کا ہوا جبکہ [illegible]

جج گہنٹہ ایک لئے تقریر کی — کچھہ [illegible] نے مگر دل [illegible] — [illegible] — [illegible] آتا وان [illegible]

[illegible] اثر انکی نہ کچھہ [illegible] — [illegible] لکھنے لگا — [illegible] اسکا [illegible] — [illegible]

[illegible] وہ آیا فیصلہ لکھنے لگا — ایک [illegible] آتا نہ تہا — آگرا آرام [illegible] — [illegible] کیلون کو [illegible] بنایا تہا

[illegible] سکتہ کا صاحب کو ہوا — ڈاکٹر کو وان لیا جلدی منگا — ایک [illegible] — دار فانی [illegible]

[illegible] اسکا وہان لکھا رہا — فیصلا آخر [illegible] اسکا ہو گیا — بات یہ مرشد کی [illegible] — [illegible]

[illegible] صاحب نے خادم بیچ کہا — [illegible] اسیجا [illegible] — اولیا را [illegible] — [illegible]

حضرت غریب نواز کی وفات حسرت [illegible]

وقت میرا قلم [illegible] مین نہین ہے۔ اسکا جگر پہلے سے [illegible]

[illegible] سے [illegible] کیا حالت ہوگی۔ صاحبان! وہ آفتاب [illegible]

[illegible] کرامت [illegible] پنہان ہو کر ہم لوگون سے رخصت ہو چکا۔ [illegible]

Marfat.com

پیدائش کا ذکر کرتا تھا۔ ابھی آپکے مناقب بیان کر رہا تھا۔ اور آپکی مجلس بابرکت کے متعلق کیا کیا دلچسپ حکایات لکھ رہا تھا [illegible] ذکر لکھتا ہوں۔ آہ۔ وہ مجمع عنایات صوری مخزن کمالات معنوی [illegible] وہ حضور صورت۔ فرشتہ خصلت ولی۔ مدرس دنیا سے کوچ کر گیا ہے۔ وہ [illegible] دنیا و مافیہا سے قطع تعلق کر کے اپنے خانہ کیخدمت میں چلا گیا ہے۔ وہ جو ہمارے درد کا درمان [illegible] وہ جو ہماری [illegible] ولی ہماریوں کا ڈاکٹر تھا۔ آج ہم سے ناراض ہو کر [illegible] ہوا ہے۔ ہائے کل تک تو ہم اسکے دیدار فرحت آثار کی انتظار میں [illegible] فیض بشارت سے مشرف ہوتے تھے۔ آج وہ اپنے دادا کے پاس سو گیا ہے۔ [illegible] وہ یتیموں اور غریبوں کا پشت و پناہ۔ وہ فیض بخش ہر شاہ و گدا [illegible] سو گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ٭

اس دنیائے ناپائیدار میں جو آیا [illegible] جام الموت کا جام نوش کرنا ہی پڑا۔ ؎

ہر آنکہ زاد [illegible]	زجام دہر مے کل من علیہا فان

صاحبان! غور کرنے کا مقام ہے [illegible] کہ یہ سرائے فانی ہے۔ سب مخلوق مرجانی ہے۔ یہ زندگی [illegible] یہ ایک [illegible] کہانی ہے۔ اس سرائے میں مسافر چند روز کے لئے آ ٹھیرتے ہیں [illegible] کوچ کی تیاری کرتے ہیں۔ مگر صاحبان [illegible] کہ مرے لکھپال نہ مرے ٭

بھلا ہم بندہ [illegible] ہندی میں ایسے بزرگ ولی اللہ حضرت غریب نواز [illegible] کامل بلکہ اکمل [illegible] کے دروازے کھلے ہیں۔ ورنہ فوراً دنیا میں جنت نمونہ ظاہر ہونے لگے [illegible] کہ کوئی بہت زمانہ نہیں گذرا ابھی یہ حادثہ مخلص کے دل [illegible] لکھکر انکے تازہ زخم پر نمک ریزی کریں اسواسطے مختصر [illegible] ہیں۔ کہ جب حضرت غریب نواز کے وصال کا وقت قریب آیا۔ تو آپ [illegible] کہ جس سے دنیا کی بیزاری اور کسی بڑے کی تباہی کی بو آتی تھی [illegible] صاحب ہیڈ ماسٹر سکول تونسہ شریف [illegible] ہوا۔ تو آپنے صاحبزادگان کو حکم دیا [illegible] یت ہے کہ [illegible]

Marfat.com

وہ ہر وقت پاس رہا کرین - اور آپنے اپنے مریدان با اخلاص کو یاد فرمانا شروع کیا - خدا کی قدرت جس کسی کو یاد فرماتے صبح کو وہ شخص آن موجود ہوتا - کہتے ہین - کہ حضرت کی وفات حسرت آیات کے وقت دنیا مین کچھ ایسی منادی ہو گئی کہ لوگ خود بخود بغیر اطلاع [illegible] تونسہ شریف مین چل کھڑے ہوئے اور حضرت غریب نواز کی ملاقات وقت موعود کا اسقدر اشتیاق پیدا ہوا کہ دور دور سے لوگون کی آمد شروع ہوئی - صاحبزادگان مہاروی انتقال پر ملال سے غالباً دو یوم پیشتر تشریف لے آئے انکے علاوہ اور بہت سے بزرگ تشریف لائے - میان غلام حسن صاحب ٹوہانی کو تار دیا گیا - ضعف کمال ہے جلدی آؤ - گل محمد خان گنگوانی انسپکٹر پولیس [illegible] جو خاص غلام تھا - تار پر تار بھیجنے لگا - آخری تار کے الفاظ یہ تھے "رخصت نہین ملتی توجہ فرماؤ" سنگھڑ کے تمام مواضعات سے لوگ آنے شروع ہوئے - اور بلا مبالغہ عرس شریف کے موافق مجمع ہو گیا - آپ ہر ایک سے الوداع فرماتے - مولوی صاحب موصوف کا بیان ہے - کہ حضرت غریب نواز اخیر دم تک لوگون کو سلسلہ بیعت مین داخل کرتے [illegible] حضرت کی بیعت کا ارادہ کرتے تھے - [illegible] غلامی مین داخل [illegible] ۲۷ [illegible] الاول [illegible] کلمہ شریف اور کلمہ شہادت کا ورد کرتے [illegible] الاول [illegible] ایک شخص ساکن سوکڑ [illegible] حاضر ہوا - کہ حضرت غریب نواز کی آخری زیارت سے مشرف ہو [illegible] وہ شیخ غلام [illegible] مین غمزدہ ہو کر بیٹھ [illegible] صحن مسجد وغیرہ [illegible] کہ حضرت غریب نواز کی کلمہ با جہر کی آواز آرہی ہے - نامبردہ وہان گیا - تو [illegible] جب لوگ لے دے بیعت کیواسطے حاضر ہو رہے تھے - تو اس وقت آپ [illegible] آپ دایان ہاتھ دراز کرتے تھے - اور ایک انگلی اوپر کو [illegible] صاحب مدظلہ العالی پاس بیٹھے ہوئے لوگون سے [illegible] درود شریف - اور دوسری تسبیح یاکریم کی ہے - میان گامن قریشی اور میان پیر بخش [illegible] حاضر ہوئے اور انہون نے عرض کیا [illegible] صاحبزادگان [illegible] حضرت توجہ فرمائیے [illegible] اتفاق رکھینگے

Marfat.com

توجسطرح مرغی اپنے بچون کو دشمن سے بچاتی ہے اور پرون مین چھپا لیتی ہے۔ بعد وفات بھی اُن کو اسی طرح اپنے پرون مین لونگا۔ ورنہ یہ جانئین اور انکا کام ❊

سُبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت کر گئے۔ ہم اسجگہ صاف طور پر ظاہر کرتے ہین۔ کہ صاحبزادگان مین کوئی بڑی رنجش و کدورت نہین ہے۔ بلکہ یہ بھی ایک رازِ الٰہی ہے۔ ایک شخص کا بیان ہے جب حضرت غریب نواز نے اتفاق کے متعلق مندرجہ بالا الفاظ بیان فرمائے۔ تو اُسوقت اپنے بازو دونون کو پھیلایا۔ اور فرمایا۔ کہ اسیطرح انکی نگہداشت کرونگا۔ مولویصاحب کا بیان ہے۔ کہ حضرت غریب نواز نے نمازِ عشا برابر پڑھی۔ اور تہجد کیواسطے بھی اُٹھے اور اشارون سے ادا کی۔ نمازِ صبح کیواسطے وضو فرمایا۔ اور بعد نماز جب دُعا مانگنے کے واسطے ہاتھ اُٹھائے۔ تو آپ نے پیامِ اجل کو لبیک کہا۔ اور سدھار گئے عالمِ بالا ہو گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون

خاتمۃ الکتاب

غریب نواز کی وفات حسرت آیات کی خبر فوراً تار برقی کیطرح تمام عالم مین پھیل گئی آبزرور پیسہ اخبار وکیل اخبار۔ رفیق ہند اخبار عام۔ اتفاق وغیرہ کے علاوہ بہت سے اخبارون اور رسالون مین نوٹ لکھے گئے۔ مولوی محمد ... نے اپنے اخبار رفیق ہند مین ایک پورا صفحہ لکھا۔ اور اس واقعہ جانگزا کو ایک قومی ماتم قرار دیا۔ اور یہ لکھا کہ خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑان شریف کے وصال کے بعد یہ دوسرا صدمہ خاندان چشتیہ اہل بہشت کو پہنچا ہے۔ بہت سے اخبارون نے وفات کی متعلق اشعار و تاریخین لکھی ہین میرے دوست منشی محمد گلزار خان ملتانی سوکڑی نے مندرجہ ذیل تواریخ سے سال وفات نکالا ہے۔

ع بست و نہ جمادی الاول صبح سہ شنبہ روز ۔ دیگر گفتا ہفت ابر احل آفتاب دین۔ دیگر خواجہ چشت و مظہر قدسی

۱۳۱۹ھ ۱۳۱۹ھ ۱۳۱۹ھ

قطعات تواریخ وفات حضرت خواجہ الٰہ بخش صاحب تونسوی از مولف کتاب ہذا

چراغِ جہان بجھ گیا ہے۔ دیگر بجھ گیا ہے چراغِ ہند دیگر چراغ پنجاب بجھ گیا ہے۔

۱۳۱۹ھ ۱۳۱۹ھ ۱۳۱۹ھ

ایضاً	از خرد جستم چو سالِ ارتحال	از سر کلفت بگفتا رنج و غم	ایضاً
ایضاً	اولیا نے کیا تصدق سر	بولے ... رنج و غم ہے آج	ایضاً

خلد کو خواجہ چلے ۔ دیگر ۔ واصل خدا ہو گئے آج آپ

۱۳۱۹ھ

علہ۔ اولاً مین نے چراغ پنجاب بجھ گیا ہے تاریخ ... کر دیا۔ جو حضرت کے کمال پر شاہد ہے۔

اور خاکسار نے یہ مرثیہ لکھا تھا۔ جو مختلف اخبارات میں شایع ہوا۔

نالۂ بلوچ

فلک ویران شوی بنگر چہ ظلمے در جہان کردی
سرائے ماتمی اکنون زمین گردی زمان کردی

مگر کین کہن میداشتی تو اے کہن پیرے
بدان کین و رکین بودی کین زہ در کمان کردی

جناب خواجہ حضرت زما بردی غضب کردی
پیام مرگ آوردی بماتم انس و جان کردی

چرا ظلمت نباشد در سرائے ماتم دنیا
کہ مہر فیض رحمت را [illegible] بردی نہان کردی

جدا کردی زما سرتاج و سردار بزرگان را
بخود اندیشہ کن اے مرگ تو با ما چسان کردی

چنان پنداشتہ مخلوق اینک حشر پیدا شد
چنان جلوہ قیامت بر زمین تا آسمان کردی

بخود اندیشہ کن اے مرگ این ظلمے بپا کردی
وفات حضرت کامل [illegible] والامکان کردی

فرید وقت را بردی غضب کردی غضب کردی
[illegible] و حیران کردی

ببردی تو ازین دنیا اگر سلطان با جود را
[illegible] نہان کردی

چرا بردی تو از بستان ہمہ گلہای تازہ را
[illegible] گلستان کردی

مگر کافی ندانستی تو رنج و سوز عالم را
کہ بعد از این حادثہ با مگر او [illegible] جانستان کردی

جناب خواجہ حضرت بر ہمہ مریدان را
سوے فردوس مرکب چرا تنہا روان کردی

یکے ظلمت دگر طوفان و گرداب بلا حائل
[illegible] سوختہ جان کردی

اگرچہ چشتیان بودند بس مشہور در دنیا
[illegible] بیان کردی

امیدے ہست از اخلاق تو جملہ مریدان را
بظاہر ذات اقدس را اگرچہ پنہان کردی

ببخشا بش اے خادم خدا با صابرین اجر
وفات خواجہ اللہ بخش الکن گمان کردی

مگر این را نمیدانی کہ آن اولیاء اللہ
[illegible]

واضح رہے۔ کہ آپ کا وصال ۲۲ اگست ۱۹۰۱ء [illegible] شنبہ
بوقت نماز صبح ہوا۔ اور آپ [illegible]

حضرت [illegible]

حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب قدس سرہٗ کے متاہل [illegible] تین فرزند پیدا ہوئے۔ اول حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب آپکے بعد
سجادہ نشین ہوئے آپ اپنے والد کی طرح سر [illegible]

Marfat.com

ے کبھی ختم فرماتے۔ اور اسقدر سرعت سے پڑھتے کہ سامعین کو استعجاب ہوتا۔ افسوس ہے کہ ایکا سلسلہ [illegible]
پیسہ اخبار وغیرہ میں اظہار افسوس کیواسطے متعدد آرٹیکل لکھے گئے۔ ضیا بدایونی نے مندرجہ ذیل فقرات و اشعار
نالۂ ماتم وفیات پیر اندوہ + حضور یگانہ اولیا قطب دین + زبدۃ العارفین وزیر السالکین + صدر بزم [illegible]
مسند طریقت + نور افزائے چشمہ حقیقت + شمس مجلس معرفت + ہادی دین شاہ محمد موسیٰ [illegible]

قطعہ تاریخ وصال حافظ محمد موسےٰ صاحب تونسوی

ہادی دین قطب عالم شاہ موسیٰ تونسوی
مست صہبائے حقیقت فانی عشق جلی

داد ریغا او بسوئے جنت الفردوس رفت
قلب مشتاقان ز فرط غم حزین و مضمحل

بے سر و پا گشتہ از دست اجل ہر یک ضیا
ذکر و شغل و وجد و کیف و شرع دین ایمان [illegible]

میر کرامت اللہ صاحب امرتسری نے بھی بہت سی تاریخیں لکھی ہیں۔ خاکسار مولف کا ارادہ تھا کہ حضرت وصی صاحب [illegible]
حالات و کمالات بھی خاتم سلیمانی میں لکھے جاویں۔ جیسا کہ زبدۃ العارفین میاں نظام الدین صاحب سجادہ نشین حال شریف نے [illegible]
مگر اس خیال سے کہ کتاب کی ضخامت (جو پہلے ہی اندازہ سے بہت بڑھ گئی ہے) بہت بڑھ جاویگی۔ اور قیمت کی گرانی کے سبب بہت اصحاب
محروم رہینگے۔ اسواسطے آپکے حالات انشاء اللہ علیحدہ شائع کئے جاوینگے۔ اب صرف انہیں چند شعروں پر اکتفا کرتا ہوں ؎

کیوں نہ زیبا قلم لکھے تو بیاں خواجہ موسےٰ
رہی ہے جو ہر گھڑی کانوں میں دہیاں خواجہ موسےٰ

اولیوں میں کہہ اللہ کو رتبہ ملا جیسے
ولیوں میں ہوا ایسا ہی بیاں خواجہ موسےٰ

بلا شک ہو گیا اسکو یقین اِن کی ولایت کا
سنا رمضان میں جس نے قرآن خواجہ موسےٰ

درخشاں نور تھا [illegible]
مگر افسوس بند ہو گیا زبان خواجہ موسےٰ

بوقت گفتگو دُن کی زباں [illegible]
[illegible] خواجہ موسےٰ

وہ حضرت خواجہ اللہ بخش کے [illegible]
وہ تھا کچھ فرق نے صاحب میاں خواجہ موسےٰ

غلامی کا جو [illegible] ضیا کو
رہیگا عمر بھر یہ مدح خوان خواجہ موسےٰ

دوسرے فرزند حضرت احمد خاں صاحب تھے۔ جو آنحضرت کی حین حیات میں وصال کر گئے۔ آپ نہایت حسین اور باکمال تھے۔ مولوی [illegible]
سے روایت ہے کہ حضرت احمد صاحب بہت اہم بزرگ تھے۔ نہایت ذکی اور ذہین تھے۔ جب آپکا انتقال ہوا۔ تو حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب پر بہت [illegible]
مچا ہوا تھا۔ سوم فرزند حاجی خواجہ محمد محمود صاحب ہیں۔ آپ ایک شاہانہ طبیعت رکھتے ہیں۔ اخلاق حسنہ سے موصوف [illegible]
میں بیٹھکر یہ لطف آتا ہے جس کا بیان [illegible] مختلف علوم و زبان سے واقفیت رکھتے ہیں۔ عربی۔ فارسی۔ پشتو۔ بلوچی۔ اردو وغیرہ میں [illegible]
عمر میں شکار وغیرہ میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔ مگر اب ان امور کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپ سفر و حضر میں اکثر حضرت [illegible]
حتی کہ سفر حج میں بھی ہمرکاب تھے۔ ایک صاحب کا بیان ہے کہ عرب میں آپ اس صفائی سے عربی بولتے تھے۔ کہ لوگ [illegible]
آپ اس ہمیادلی سے لنگر کا انتظام کرتے ہیں کہ خوان اغنیا کا [illegible] ہے۔ آپکا لنگر خانہ غربا مساکین مسافروں کے واسطے [illegible]
نہایت درجہ کے نکتہ شناس ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ [illegible] آپکی مجلس گرم تھی۔ مولوی علی گوہر صاحب [illegible] احمد صاحب
مولوی محمد یار خان ہیڈ ماسٹر اور بہت سے اہل علم موجود تھے۔ حسب معمول مثنوی شریف مولانا روم پڑھی جا رہی تھی۔ آپ جس خوبی سے اشعار
کو حل فرماتے تھے۔ اور جو نکات استنباط فرماتے۔ وہ ایسی کا حصہ تھا۔ میں انکے ذہن رسا اور سخن فہمی کو دیکھکر حیران رہ گیا۔ آپ
اعلےٰ درجہ کے مشاہدوں میں۔ اور آپکی گفتگو خاصیت اعجاز رکھتی ہے۔ خداوند کریم انکو دیر گاہ بسلامت رکھے آمین ✤ ✤

Marfat.com

[illegible]شریف کی جامع مسجد جن لوگون کو تونسہ شریف مین آنیکا اتفاق ہوا ہو وہ بخوبی جانتے ہین کہ حضور [illegible]

[illegible]تونسہ شریف مین تعمیر کرائی ہے - یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے - حضرت خواجہ محمد سلیمان کے وقت مین - ایک چھوٹی سی [illegible]
[illegible]کی حین حیات مین نواب بہاول خان کے کاردار نواب صاحب کے کہنے سے اس مسجد کو از سر نو تعمیر کیا اور اسکی صحن مین بھی [illegible]
[illegible]بھی آستانہ مبارکہ کے دروازہ پر موجود ہے - اسوقت تعمیر کیا گیا جسمین ابتدا سے تو پانی جنوبی کنوئین
سے آتا تھا - جو بڑے لنگر کے پاس واقع ہے - اور جسکا پانی ایک عجیب حکمت سے [illegible] نالیون
[illegible]مین سے گذرتا ہے - مگر بعدہ جب مسجد کے مشرقی دروازہ کے پاس بڑا کنوآن جو ۱۰×۱۰ تیار ہوا ہے
[illegible]سے پانی آتا ہے - اسوقت مسجد شریف کی سقف اور در و دیوار اور صحن اور گرد کے حجرے سب [illegible]
[illegible]مین - مسجد کی سقف دوازدہ ستونون پر قائم ہے - اور اسطرح سے جگہ [illegible]
[illegible]دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے - اسکے جانب مشرق ایک اور برامدہ شامل ہے جسمین [illegible] اور نقش
[illegible]نگار سے فردوس برین کا خیال آتا ہے - دیوارون پر نہایت خوش خط قرآن مجید کی آخری سورتین
اور قطعات تاریخیہ لکھی ہوئی ہین - جن سے زیب و زینت مین چندر چند زیادتی ہوگئی ہے - اس [illegible]
[illegible]مسجد کا اذنہ ہے - جو سفید سنگ مرمر کے ستونون سے سر بفلک ہے - ٹھیک وقت پر اذان دیجاتی ہے - اور اس
کام کیواسطے خاص موذن مقرر ہے - ماذنہ کے عین نیچے مولوی محمد حسین کی مصنفہ تاریخ لکھی ہوئی ہے [illegible]
کے ستونون سے اوپر سنگین دیوار پر مینا کاری کا کام ہو رہا ہے - باہر صحن مسجد مین [illegible] قیمتی پتھرون سے
[illegible]آدم مصلے بنے ہین - کہ ہر ایک مصلی ایک مصلے پر کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے - ایسا عجیب و غریب فرش میری نظر مین
[illegible]نہین گذرا نہ صف سیدھی کرنیکی ضرورت ہے اور نہ فرش وغیرہ بچھانیکی ضرورت ہے - مسجد کے شمالی [illegible] بھی ایک
[illegible]حضرت غریب نواز کیوقت مین تعمیر ہوا ہے - جو جنوبی حوض کے برابر عمیق نہین ہے - مگر نفاست [illegible]
[illegible]مین بڑھ چڑھ کر ہے - اندازہ لگایا گیا ہے کہ عرس شریف کے موقع پر اس مسجد مین [illegible]
[illegible]ہین - باوجودیکہ دو حوض موجود ہین - مگر وضو کرنیکی جگہ نہین ملا کرتی - [illegible]
[illegible]آسان نہین ہے - لیکن کم سے کم تین چالیس ہزار روپیہ سے کم لاگت نہ آئی ہوگی [illegible]
[illegible]مسجد کی دیوارون پر جو تاریخیہ قطعات کندہ ہین بسلسلہ وار قلمبند کرون - تاکہ [illegible] ناظرین کو معلوم
[illegible]کہ نکتہ شناسون نے اس مسجد کے متعلق کیسی عمدہ تاریخین لکھی ہین - اور [illegible]
[illegible]ہے کہ جسقدر اسکی تعریف کیجائے - بجا اور مناسب ہے ٭

Marfat.com

قطعات تاریخ مسجد اولین

[illegible]	محمود مہاول بصدق تمام	پئے قطب اقطاب فخر انام	سلیمان حشمت دوام بجام
ایضاً	بسال بناسش خرد گفت زود	قطوبی لبیت کبیت الحرام ۱۲۹۱ھ	
[illegible]	[illegible] از صدق آمود	سال تاریخ او بگوش دلم	ہاتفے - خانۂ خدا فرمود ۱۲۱۱

قطعات تاریخ مسجد از تصنیفات مولوی عزیز الدین صاحب بہاولپوری

[illegible]	[illegible] نقش دخلائے کثیر	عزیز از پئے سال اتمام گفت	بتاریخ او قبلۂ بے نظیر ۱۳۰۹ھ
ایضاً	[illegible] باز یب و زینت [illegible] سالش	مبارک مسجد از شیخ طریقت بہر جانب نمود مشبت جنت ۱۳۰۹	
[illegible]	[illegible] بخشش [illegible] الغیاث العالم [illegible] [illegible] [illegible]	مرشد الآفاق مد ظلہ ان تائید الشریعة فعلہ حیث تاتی کل حین اکلہ والنصوص والنقوش حکلہ لیس فی الآفاق واللہ مثلہ ۱۳۰۹	
[illegible]	[illegible] [illegible]	بہر رضائے خدا حب رسول از سر انصاف گفتہ چرخ پیر	مسجد آراست سنگین و حسین من ندیدم مسجدے فرخ چنین ۱۳۰۹ھ
[illegible]	[illegible] [illegible] رونق [illegible] گفت سال او الیق	مسجد مہری بنا فرمود حوض ثانی و چاہ دہ در دہ مفسد از ابرون نماد نگو	لیس عجیب بیش مسجد اسبق فرش سنگین بصحن او الحق مثلہا فی البلاد لم یخلق
[illegible]	شیخ [illegible] الاعلے چونکہ بنا کرد مسجد زیبا آمد خوش خانۂ [illegible] فلک موضع قدسی و قبول دعا	مسجد مہری کی دیکھ فضا باغ بہشتم [illegible] مین پھولا بولا رضوان بھی دیکھ اسکی چمک ہے یہ گل بہشت کا نقشہ	سید سائین نے ایک عجیب بنا جٹن موہنی بنائی ہے جس جا چھوٹے وڈے دو منہ مین ہے شالا خواجہ رہے اگاس سدا

نوٹ - مولوی عزیز الدین صاحب نے [illegible] ہے جو کہ [illegible] سے مخفی نہ رہیگی۔

بنام خدا شاہ الٰہ بخش / خود چشتیان قبلۂ مومنین
جہان یکسر از فیض او پُر نوا / نہادہ بر آن آستانہ جبین
بنا مسجد از سنگ مرمر نمود / عجب پیش آن مسجد اولین
اگر چہ ز انجم فرا کردہ چشم / ہمہ عمر گردید چرخ برین
چو دید اینچنین مسجد بے نظیر / فلک گفت احسنت ملک آفرین
بسال تمامش ندائے نمود / سروش از بالائے عرش برین

بہ تخت سلیمان شہ ملک چشت / بصد عز و شان است مسند نشین
بنائے رضائے خدائے کریم / پئے نصرت دین رسول امین
بآیات و آب طلا و نقوش / شدہ ہر در و نگین بطرز حسین
ندیدہ بگیتی ہمہ عمر خود / چنین مسجد دلکش و دل نشین
ہر آنکس کہ دیدہ شدہ در نظر / چو تصویر دیوار حیرت قرین
ادا ساز در وے نماز نیاز / کہ عفو کند ارحم الراحمین

بحمد اللہ رواق و مسجد پاک / منقش گشت مثل طاق افلاک
اگر نقاش چین آید درین طاق / بحیرت جفت گردد در خورنق طاق
مزین گشت این طاق زر اندود / کہ از وے ناظرین را فرحت افزود
ہر کہ مسجد بنا نمود بجود / انما گفت حق در البستود
خوش ز آیات نقشہائے طلا / ہر در را بکمال حسن اندود

زبس خوبی کہ از زر گشتہ بست / تو گوئی روضۂ خلد برین است
بسعی دستگیر قطب عالم / کہ الٰہ بخش دارد اسم اعظم
بتاریخ تمامش عقل فرمود / ہزار و سہ صد و نہ بر وے افزود ۱۳۰۹
خواجہ الٰہ بخش مسجد خوب / پیش آن مسجد قدیم افزود
سال اتمام نقش ہاتف غیب / بے بدل خانۂ خدا افزود ۱۳۰۹

قطعہ تاریخ از صاحبزادہ کریم بخش صاحب تونسوی

بنا کرد مسجد شہ دین متین / خداوند فرمود صد آفرین
چو پرسیدم از سال ہاتف بگفت / چنین مسجد نیست بر سر زمین ۱۳۰۹

از مؤلف

ہر سجدہ الیست معراج و صحن مسجد شیخ / ہر گوشہ الیست جنت الحق بہ مسجد شیخ
ند سال او بگفتا ہاتف ز غیب تاریخ / باللہ ندیدہ ام چون زیب المساجد شیخ

[illegible]

قطعہ تاریخ از مولوی محمد حسین صاحب تونسوی

بنائے مسجد را جزا گفت / تعمیرش خدا خود انما گفت
بنام ایزد عجب زیبا بنائے / کہ ہر بینندہ اش خوش واہ واہ گفت
بسعی شیخ الٰہ بخش پیرے / مکمل شد منارہائے کثیرے
بامر حق ز حضرت گشتہ تعمیر / [illegible]
ز ہاتف کردم استفسار تاریخ / مبارک مسجد [illegible]
خصوصاً این عبادت گاہ عالم / [illegible]
چو تاریخش بپرسیدم ز ہاتف / بگفتا مسجد [illegible]

مسجد شریف کے بانے کے نیچے سنگ مرمر پر جو تاریخ کندہ ہے یہ بھی مولوی محمد حسین کی تصنیف ہے اور سب تاریخوں پر سبقت لے گئی ہے

بنام ایزد زہے مسجد پر از نور / ز نور حق ہمیشہ باد معمور
چو جستم سال الٰہ بخش خرد گفت / مبارک مسجد [illegible]

تاریخ اسوقت کی ہے جب حضرت ثانی نے مسجد کو نئے [illegible]

Marfat.com

قصائد مدحیہ

خاکسار مؤلف خاتم سلیمانی جناب سید مشتاق احمد صاحب صفی خلیفہ حضرت مرشدی خواجہ الٰہ بخش صاحب قدس سرہٗ کا مشکور ہے جنہوں نے مولوی توحید الحق صاحب المتخلص محو ساکن اسلام آباد متعلقہ کے نہایت دلچسپ قصائد جو انہوں نے خواجگان تونسہ شریف کی شان میں لکھے ہیں۔ میرے پاس بغرض اندراج ارسال فرمائے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بوجہ دیری وہ سب قصائد درج نہیں ہو سکے۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو وہ سب رسالہ کی صورت میں بشرطیکہ شائقین استدعا کریں۔ شائع کر دیئے جائینگے۔

در شان حضرت فخر الاولیا خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ از نتیجہ فکر مولوی توحید الحق صاحب محو ساکنہ اسلام آباد (متھرا)

محبوبِ محبوبِ خدا خواجہ سلیمانؒ تونسوی — نامِ خدا شانِ خدا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

آثار اللہ احد انوار اللہ الصمد — پیدا بروئے پر ضیا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

نور از ذاتِ کبریا تو شانِ شانِ مصطفیٰ — در بر زرخ شیر خدا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

تجرید و تفرید پیشہ ہا ہم [illegible] در ملا — خورشید نور پر صفا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

منظور قطب الاولیا ماہ نور عین الاصفیا — لاریب فخر الاولیا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

در عبدیت نور الہدیٰ در صمدیت بدر الدجیٰ — صل علیٰ صل علیٰ خواجہ سلیمانؒ تونسوی

در دور چشمِ مستِ تو عالم ہمہ بدمستِ تو — جن و بشر ارض و سما خواجہ سلیمانؒ تونسوی

اے رہبر راہِ خدا ہم قبلہ و قبلہ نما — نامِ خدا راہِ خدا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

گردید مکین لامکان در آن و احد بیگمان — ادنیٰ غلام تو شہا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

در خاندانِ خواجگان از نامِ تو نام و نشان — ابرِ کرم بحرِ سخا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

جوشِ ازل شورِ ابد شانِ قدم زیبِ ارم — محو نفاسی خوش ادا خواجہ سلیمانؒ تونسوی

(بقیہ)

آن قطب نصیر الاولیا خواجہ سلیمان سنگھڑی — امداد بشیر الاصفیا خواجہ سلیمان سنگھڑی

تو نور چشم نور دین نورِ محمد فخرِ دین — نور الہدیٰ سر تا بپا خواجہ سلیمان سنگھڑی

اے دستگیر بیکسان وے ہادی گم گشتگان — من گمرہم تو رہنما خواجہ سلیمان سنگھڑی

انا ظلمنا ربنا اغفر لنا اغفر لنا — دردا دریغا حسرتا خواجہ سلیمان سنگھڑی

Marfat.com

[illegible] خضرِ رہ ہم راہم تما خواجہ سلیمان سنگھڑی
[illegible] ہم زہد اعمالِ خود تو دستگیری کن مرا خواجہ سلیمان سنگھڑی
[illegible] مصطفے نورِ محمد شد پُر صفا محوِ تماشا کن مرا خواجہ سلیمان سنگھڑی

[illegible] مٹے بیٹھی ہین اداوالی خدا کو دیکھتی ہین آپ مین خدا والی
[illegible] جمال کے شیدا تری ادا پہ فدا مٹائے ہستیٔ فانی کو ہین فنا والی
[illegible] یہی چیز محبت مین ہے سرورِ ادب اسی نشہ مین رہا کرتی ہین رضا والی
تڑپ رہا ہے دل بیقرار پہلو مین چلو مدد کو مری دشتِ کربلا والی
جفا و جور و ستم ہو کہ کج ادائی ہو وفا ہی جانتے ہین آپکے وفا والی
شہیدِ ناز ہین جو خواجہ سلیمان کے یہی تو عالمِ ہستی مین ہین صفا والی
یہ ہے سرور یہی فیضِ نسبتِ فخری گدا بھی آپکے ہین شانِ کبریا والی
تمہاری ساغرِ وحدت سے ہم بھی ہون مخمور دعائین مانگ رہی ہین یہی دعا والی
وہ نورِ چشم الیقین یعنی حامد و محمود رہین خدا کی خدائی مین خوش خدا والی
وہ محو ناز ہون فخرِ جہان کا مین بخدا پڑھین ہین صلِ علیٰ مجیبہ مرحبا والی

اے ذاتِ تو عکسِ فخرِ خدا اے نورِ تو نورِ حبیبِ خدا مرآتِ ظہورِ صفاتِ خدا مخمورِ خمارِ الی انا
نورِ محیطِ زمین و زمان تو ظہورِ عجیب مکین و مکان اے نورِ محمد خواجۂ ما لولاک لما لولاک لما
مظہرِ ذاتِ الٰہ تو شانِ غریب صفاتِ اللہ ممتازِ نفی در عینِ فنا اثباتِ خدا در عینِ بقا
[illegible] کتابِ ہدیٰ تو نقدِ نقود حصولِ رضا لیس کمثلہ صلِ علیٰ بے مثل مثالِ جمالِ صفا
[illegible] جن و بشر معبود و معابد جملہ عصر ہر شان بشان تو شان جدا ہر ذرہ بنورِ تو جوش انا
[illegible] ملی تو ئی در نقش نقیس ہیولیٰ تو ئی در بسطِ بساطِ بسیطِ جہان تو خمرہ [illegible]
[illegible] ہر دو جہان مکشوفِ حقائق کون و مکان مخلوق بخالقِ خلقِ خدا معروف بروز شیرِ خدا
[illegible] محبِ نبی مقبولِ جناب نبی و علی منظورِ نظر محبوبِ خدا سر خیلِ گروہِ اہلِ صفا
[illegible] اہل یقین مخدوم بخدمت فخر الدین مامور بامر جزاک اللہ منصور بنصرتِ اہلِ رضا
[illegible] فنا فی اللہ مخمور شرابِ بقا باللہ ہر رنگ برنگِ شہیداد ما معلوم بعلمِ تو قدر و قضا

Marfat.com

ای که جو تجلی ذات تجت اعجاز مسیحی باز گهت	شهود شواهد اهل نظر موجود جواهر کل اشیا
بالاتر از کون و مکان شان سلیمان دیده ام	شور علن ستر نهان شان سلیمان دیده ام
مستغرق در حسن خویشتن معمور نور پنجتن	زیب مکان و لامکان شان سلیمان دیده ام
تصویر ستر احدیت تنویر نور صمدیت	نام و نشان هر نشان شان سلیمان دیده ام
تاج شریعت زیب سر نور هو الله سر بسر	ابر بهار جاودان شان سلیمان دیده ام
گلدستهٔ انوار هو نور محمد هو بهو	زیب گروه خواجگان شان سلیمان دیده ام
لاهوت را رکن رکین هاهوت را متن متین	قطب زمین و آسمان شان سلیمان دیده ام
زیبائش ملکوتیان آرائش جبروتیان	زینت ده ناسوتیان شان سلیمان دیده ام
اندیشهٔ لون هر عیان آئینهٔ رحمانیان	زیب گلستان جنان شان سلیمان دیده ام
در جسم و جان نیم جان اندر حریم بیدلان	شمع شبستان جهان شان سلیمان دیده ام
همچو جمال کبریا مستغرق ذات خدا	انوار چشم عارفان شان سلیمان دیده ام

ولا خاک ره کوئے سلیمان شو سلیمان شو	اسیر دام گیسوئے سلیمان شو سلیمان شو
شهادت گر هوس داری بیا در توشهٔ اقدس	شهید تیغ ابروئے سلیمان شو سلیمان شو
اگر خواهی که مخمور مئے وحدت شوی ابدل	حریص جام خوشبوئے سلیمان شو سلیمان شو
اگر هستی فانی بقائے جاودان خواهی	مریض چشم جادوئے سلیمان شو سلیمان شو
اگر اسرار وحدت را بدرس خویشتن خواهی	بورد مصحف روئے سلیمان شو سلیمان شو
چو ذاتش پاک الٰهی بخش همچو ذات الله هو	ولا خاک ره کوئے سلیمان شو سلیمان شو

در مدح خواجه اله بخش صاحب قدس سره

مخزن اسرار وحدت خواجه اله بخش	پرده دار روئے کثرت خواجه اله بخش
رحمة للعالمین دین و ایمان منی	شان عظمت عین رحمت خواجه اله بخش
نفسی فی ذاتی سوا پیدا از انوار رخت	لی مع الله حال پاکت خواجه اله بخش
تا رخم آید ز ذات پاک الله احد	بر تو بال فیض نسبت خواجه اله بخش
بے مثال اندر مثال بے مثالی مثل تو	بے بہا بے مثل نعمت خواجه اله بخش

Marfat.com

از یدُ اللہ فوقَ ایدیہم شہادت می دہد
دستِ تو دستِ خدائیت خواجہ اللہ بخش

فقر فخری ختم شد از افتخارِ فقرِ تو
بدرِ سدرۂ خلافت خواجہ اللہ بخش

محوِ فخر الاولیا گردید ختم الاولیا
مرشدِ من یعنی حضرت خواجہ اللہ بخش

ایضاً

سروِ بستانِ سلیمان خواجہ الٰہ بخش
باغبانِ نخلِ ایمان خواجہ اللہ بخش

قطبِ عالم غوثِ اعظم مظہرِ فیضِ اتم
آبِ حیوان غلامان خواجہ اللہ بخش

اے مکینِ لامکان و وی جمالِ ہر مکان
ابرِ نیسانِ درخشان خواجہ اللہ بخش

درِ مسندِ خویش را معمور کن از عشقِ خود
اے فروغِ نورِ ایمان خواجہ اللہ بخش

نورِ ایمان جہان ملجا و ماوائے زمان
متکائے ماغریبان خواجہ اللہ بخش

ذرّہ را خود بخش توفیقِ خلوصِ خالصان
جانِ جانِ نیم جانان خواجہ اللہ بخش

عشق را نازیست اندر نفسِ ذاتِ خویشتن
در حضورِ شیرِ یزدان خواجہ اللہ بخش

محوِ خود را محو کن اندر حضورِ نورِ خود
اے ملاحِ دین و ایمان خواجہ اللہ بخش

ایضاً

عالمے مخمورِ نسبتِ خواجہ الٰہ بخش
از شرابِ نابِ وحدت خواجہ الٰہ بخش

مست و مدہوشم بدورِ ساقیِ مخمور چشم
عینِ رحمت یعنی حضرتِ خواجہ الٰہ بخش

صدقِ خواجہ سلیمان بر منِ مسکین غریب
للہ للہ چشمِ رحمت خواجہ الٰہ بخش

نور اللہ وا یما از انوارِ سُبحان الذی
مرقدِ کانِ کرامت خواجہ الٰہ بخش

رنگ بیرنگی نماید در طلسماتِ حجاب
بیحجابانہ بکشمرت خواجہ الٰہ بخش

کشتیِ عمرِ عبث غرقابِ عصیانم بشد
الغیاث اے نوحِ وحدت خواجہ الٰہ بخش

سروِ بستانِ سلیمان نخلبندِ فخرِ دین
بدرِ سیمائے ولایت خواجہ الٰہ بخش

نورِ ایمانِ جہان جانِ جانِ نیم جان
غرقِ دریائے حقیقت خواجہ الٰہ بخش

مامنِ اہلِ یقین و متکائے دو جہان
ہادیِ راہِ طریقت خواجہ الٰہ بخش

محو دیدارت شدم واللہ در بزمِ ازل
از سرورِ جامِ [illegible] خواجہ الٰہ بخش

بدرِ صدرِ لا الٰہ خواجہ الٰہ بخش
تاجدارِ برزخِ اللہ خواجہ الٰہ بخش

کعبۂ اربابِ تمکین قبلۂ اہلِ یقین
مظہرِ انی انا اللہ خواجہ الٰہ بخش

Marfat.com

قدوۂ اہل صفا و زبدۂ اہل رضا — نورِ الا اللہ سراپا خواجہ اللہ بخش
زینتِ خواجہ سلیمان رنگ ما کش فخرِ دین — مرجعِ شانِ ہو اللہ خواجہ اللہ بخش
نورِ احمد شانِ حیدر ہم حسین و ہم حسن — نسبتِ عالی معلےٰ خواجہ اللہ بخش
مصدرِ اسرارِ وحدت مخزنِ انوارِ حق — قبلۂ اقبال دلہا خواجہ اللہ بخش
واقفِ عین العیون و ماہرِ ذات الشیون — عارفِ باللہ و اللہ خواجہ اللہ بخش
حیرت اندر حیرت آمد محوِ دیدارِ ترا — از فورِ نور و الا خواجہ اللہ بخش

شاہِ اقلیمِ سلیمان خواجہ اللہ بخش — مصحفِ دینِ مسلمان خواجہ اللہ بخش
شانہٗ اللہ اکبر مطلعِ انوارِ ہو — مظہرِ فیضانِ یزدان خواجہ اللہ بخش
در حریمِ مالکِ دلہا کرد سلطانی جہان — ہر یکے شد زیرِ فرمان خواجہ اللہ بخش
درگہِ عالی معلےٰ رحمۃ للعالمین — بارک اللہ نورِ رحمان خواجہ اللہ بخش
کرد نورانی ز وحدت کثرتِ موہوم را — طرفہ زا کسیرِ سلیمان خواجہ اللہ بخش
حامد و محمود و احمد نورِ ذاتِ لم یزل — در حقیقت ابرِ نیسان خواجہ اللہ بخش
ناخدائے ما غریبان در تلاطماتِ نفوس — آشنای بحرِ عرفان خواجہ اللہ بخش
تا ابد باشد منور تختۂ ہندوستان — از غلامانِ غلامان خواجہ اللہ بخش
رنگ بنما معرفت در شورشِ ظلماتِ نفس — یادگارِ جانِ پاکان خواجہ اللہ بخش
بخشِ خود را محو کن در نورِ ذاتِ خویشتن — اے سراپا نورِ عرفان خواجہ اللہ بخش

حسرتِ بیجانِ ناتوانم خواجہ اللہ بخش — نورِ چشمِ خون فشانم خواجہ اللہ بخش
در حریمِ کعبۂ دل نورہ ز انوارِ تست — حلِ تفریق آنم خواجہ اللہ بخش
حاذقِ امراضِ نفسم واقفِ دردِ دلم — شافئ روح و روانم خواجہ اللہ بخش
دلبرِ دلدارِ عالم سرورِ دنیا و دین — جان نوازِ جانِ جانم خواجہ اللہ بخش
گمرہے گم گشتہ ام بنما صراطِ مستقیم — اے دلیلِ کاروانم خواجہ اللہ بخش
شانہٗ اللہ اکبر اے بے نیاز و پرکرم — فخرِ فقرِ خواجگانم خواجہ اللہ بخش
قبلۂ دل کعبۂ جانم عینِ کون و کان — نزد درت دیگر ندارم خواجہ اللہ بخش

Marfat.com

رحمۃ للعالمینی شان رب العالمین — فیض بخش دو جہانم خواجہ اللہ بخش
محو خود را محو کرد اندر جمال خویشتن — حضرت قطب زمانم خواجہ اللہ بخش

باب رحمت ہی کہ ہے میخانہ اللہ بخش — دور وحدت ہے کہ ہے پیمانہ اللہ بخش
بارک اللہ تا ابد یونہی رہے معمور نور — منبع اسرار ہو خمخانہ اللہ بخش
شمع بزم احمدی ہیں آپ کے ادنیٰ غلام — طور پر موسیٰ ہوئے پروانہ اللہ بخش
آشنائے بحر عرفان اور مکین لامکان — خادم الخدام ہیں فرزانہ اللہ بخش
ایک ہم ہیں دور ظاہر میں ترے دربار سے — ایک مدت سے ہوئے دیوانہ اللہ بخش
دفتر عالی ہے یا لوح و قلم کی نقل ہے — فرش ہے کیا عرش پر کاشانہ اللہ بخش
فیض مقدم سے ترے دشت و جبل پر نور ہیں — بن گیا رشک ارم ویرانہ اللہ بخش
ہم تو دوری میں بھی ہیں محو تجلی جمال — لوگ کہتے ہیں ہمیں مستانہ اللہ بخش

در مدح حافظ محمد موسیٰ صاحبؒ (منہ)

مرقع نور کا ہے کیا سراپا خواجہ موسیٰ — نرالا سب سے البیلا سراپا خواجہ موسیٰ
تماشا من رآنی کا کوئی دیکھے تو آجائے — جمال اللہ ہے واللہ سراپا خواجہ موسیٰ
خمار بیخودی میں رنگ بیرنگی کا آیا ہے — میری آنکھوں تلے چھایا سراپا خواجہ موسیٰ
نہ دل پہلو میں ہے اپنا نہ جان ناتوان تن میں — لگا جس روز سے چسکا سراپا خواجہ موسیٰ
تری تقدیس کا قدسیوں میں شور ہے برپا — ملائک میں ترے شیدا سراپا خواجہ موسیٰ
تمہاری جام وحدت نے جہاں سر پر اٹھایا ہے — خدا جانے کہ کیا دیکھا سراپا خواجہ موسیٰ
خبر ہی کچھ نہیں اپنی کہاں ہوں کون ہوں کیا ہوں — تصور میں کھنچا نقشہ سراپا خواجہ موسیٰ
کبھی رب ارنی کا اثر ہووے تو کیا ہووے — ہے نقشہ لن ترانی کا سراپا خواجہ موسیٰ
تعالیٰ شانہٗ لعلے وہ نسبت ہے تیری اللہ — جسے دیکھو ہے متوالا سراپا خواجہ موسیٰ
بحمد اللہ والمنۃ کہ بندہ ہوں تو کس کا ہوں — ولی ابن الولی واللہ سراپا خواجہ موسیٰ

ہوا محو تجلی جمال نور اللہ ھو
تمہارا ہے درم بندہ سراپا خواجہ موسیٰ

Marfat.com

خراب بادۂ تاب سلیمان شان رحمانم	شہید تیغ انداز سراپا نور ایمانم
بحمد اللہ والمنت کہ ذرہ آشام او گشتم	بدور ساقی مخمور مست چشم فتانم
اسیر زلف پیچانم سرور کیف آندانم	مگر از لطف اکرامش غریق بحر عرفانم
الا یک جلوۂ فردوس نہ پیچ گنج اسرارے	جناب غوث اعظم قطب عالم نور یزدانم
مکین لامکان نور محمد شان فخر الدین	وجوب واجب مطلق ظہور عین امکانم
سہیل مرکز علوی کہ از بوئے دلاویزش	ادیم خادمان او شمیم عنبر افشانم
مسیح صبحدم واللہ کہ از انوار انفاسش	سراپا ساز و سامانم سراسر درد درمانم
بنور خود علی صورت بحسن خود حسن سیرت	قدر قدرت قضا حکمت کلیم ذات رحمانم
ترنم خیز الحمد شد ہمہ نور محمد شد	دلارائے دلاویزے ہمہ تن جان جانانم
زبانش ترجمان حق بیانش عین حق الحق	بخاک پائے او ہر دم فدا سازم دل و جانم
کند محو تماشا ہر کرا خواہد ز نور خود	کریم کارساز لطف یزدان عین ایمانم

در مدح حضرت خواجہ حامد صاحب (منہ)

سر شان ہمثالی روئے توصل علے	نور بخش لم یزالی کوئے توصل علے
قرۃ العین جناب نائب ہند الولی	رشک خیز سنبلستان موئے توصل علے
آفتاب برج وحدت مظہر انی انا	رونق بازار کثرت خوئے توصل علے
قبلہ طاعات عالم کعبۂ انوار حق	ہست محراب دعا ابروئے توصل علے
عطر پاش معرفت یا مجمر عود قلوب	جان نواز جان عالم بوئے توصل علے
رونمائے من رآنی نور پاک مصطفےٰ	قبلہ گاہ دین و ایمان سوئے توصل علے
خواجہ حامد سراپا نور پاک انتما	دلربا دلدار عالم خوئے توصل علے
ختم شد اندر ہمہ ذات اللہ احد	قوت شیر خدا بازوئے توصل علے

سہی سرو خرامان گلستان سلیمانی	جناب خواجہ حامد ظہور شان یزدانی
فروغ بدر سیمائے تو ہے نور علے نور	تشکل و صورت زیبا سراپا غوث صمدانی
ظہور عالم امکان بر نور تو واللہ	بدین شان و بدین شوکت بارکان سلیمانی

Marfat.com

وصلی اللہ علےٰ نورِ کزو شد نور در عالم
سراپا نورِ نور اللہ سراسر شانِ رحمانی

بحمد اللہ والمنت ترا زیبد ترا شاید
قبائے دلبری در بر بسر تاجِ سلیمانی

کلامِ تو کلام اللہ جمالِ تو جمال اللہ
زہے عز و شرف واللہ کہ داری نورِ ایمانی

بفضلِ خواجگانِ خود بزیبِ خاندانِ خود
جمالِ نورِ الا اللہ لباسِ نورِ عرفانی

تو عرشِ پاکِ نور اللہ قلوب المومنین باللہ
بتکمیلِ کمالِ دین قوی تفسیرِ قرآنی

رخت شمعِ شبستانِ جمالِ نورِ اللہ
قدت سروِ خرامانِ ریاضِ نورِ ربانی

مرا نازیست بر قسمت کہ محوِ نورِ تو گشتم
مصدق شد غلامیتم بدورِ جامِ فیضانی

نشانِ رحمتِ یزدان جنابِ خواجہ حامد
نہالِ گلشنِ عرفان جنابِ خواجہ حامد

وجوب اندر وجوبِ خود بتو نازد بتو زیبد
بہارِ عالمِ امکان جنابِ خواجہ حامد

بتو شانِ سلیمانی بتو انوارِ ایمانی
ہویدا چون مہِ تابان جنابِ خواجہ حامد

مثالت در مثالِ خود عدیم المثل پیدا شد
ہمانا رحمتِ رحمان جنابِ خواجہ حامد

شہادت می دہد اندر شہودِ نورِ سیمایت
کہ بدرِ برزخِ ایمان جنابِ خواجہ حامد

بتو صدرِ سلیمانی بصد اعزاز مے نازد
کہ زیبِ ماہمین شایان جنابِ خواجہ حامد

شبیہہ تو بحمد اللہ بفخر الاولیا باللہ
ہمون رحمت ہمون فیضان جنابِ خواجہ حامد

ملائک آستان بوست بصد شورِ تمنایت
ہمہ جن و ہمہ انسان جنابِ خواجہ حامد

مفخر نسبتِ فقری چو فخرِ فخرِ دین خواجہ
تو اے قبلۂ ایمان جنابِ خواجہ حامد

شدم محوِ جمالِ تو بہر صورت بہر حالت
بشکل و سیرتِ جانان جنابِ خواجہ حامد

قصیدہ در شانِ حضرت خواجہ محمود صاحب (منہ)

مسیحِ صبحدم ترکِ نوجوان مددی
مکینِ قصرِ معلائے لامکان مددی

محیطِ نورِ تو از عرش تا بفرشِ زمین
بپاد تا ابد تفسیرِ عمرِ دوران مددی

بجدِ امجدِ غوثِ زمانِ قطبِ جہان
بحالِ بسملِ بیتابِ نیم جان مددی

بپائے کریمِ خطا پوش خواجہ اللہ بخش
جنابِ خواجہ محمودِ ذیشان مددی

حبیبِ ذاتِ الٰہی ربیبِ کن فیکون
ادیبِ نسبتِ پرفیضِ خواجگان مددی

زہے نصیب زہے قسمت من بسمل
کہ آہم بدرت فخرِ خاندان مددی

Marfat.com

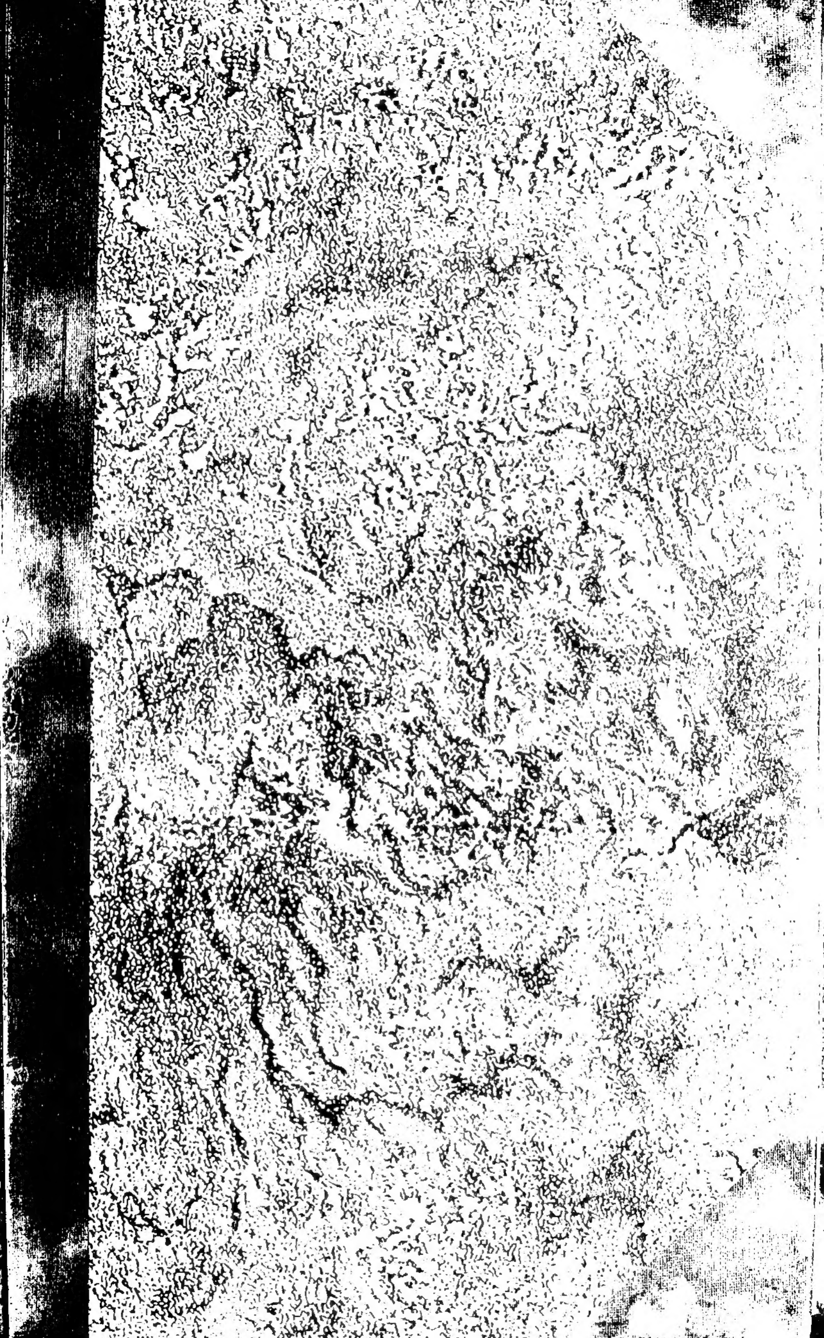
بدورِ خویشتنت جامِ وحدتم بخشان … بحقِ میکدۂ فیضِ جا[illegible]
خمارِ مدحتِ تو شد خمیر جان و دلم … بہارِ باغِ جہان سروِ گلستا[illegible]
ز نورِ روئے تو پرنور شد مظاہر حق … شبیہ نور سراپائے دلستا[illegible]
بنورِ نفسِ نفیست شدیم محو جمال … امامِ اہلِ یقین یعنی عارفان [illegible]

کہلا ہے آج میخانہ چلو خواجہ سلیمان کا … ہمارے حامئ دین کا ہمارے نورِ ایمان کا
نشہ میں چور بیٹھے ہین بہانکے ساقئ گلرو … کلام اللہ کی صورت ہے نقشہ اہلِ عرفان کا
کوئی مستِ مئ وحدت کوئی شوریدۂ جلوت … بہشتی کارخانہ ہے جناب نورِ یزدان کا
خمارِ بیخودی کا وہ سرور آنکھون ہین چہایا ہے … کہ دل ہین ایک نقشہ سا کھنچا ہے رنگِ عرفان کا
حریمِ دل ہے یا میخانہ وحدت کا نقشہ ہے … تعشق کا ہے نسخہ بابِ پنجم ہے گلستان کا
تماشا رنگ بیرنگی کا وہ حق نے دکہایا ہے … کہ ذرہ ذرہ آئینہ ہی یہان حسنِ سلیمان کا
عجب بیباک و بیخوف و خطر آزاد ہین واللہ … نہ خطرہ خال و خط کا ہے نہ پھندہ زلفِ پیچان کا
جنابِ خواجہ محمود حضرتِ خواجہ حامد … دکہا دیجے ہمین جلوہ فقط خواجہ سلیمان کا
تمہارے در پہ آئے ہین تمہارے ہی کہاتے ہین … پلا دو ایک قطرہ اب تو للہ جامِ عرفان کا
ہمین صدقات آبائی ہمین خیراتِ اجدادی … ہمین بھی بھیک ملجائے یہ در ہے فیضِ یزدان کا
ولی ابن الولی ہین سب کے سب شانِ الٰہی ہین … یہ رحمت خواجگان کی ہی یہ ہے انعام یزدان کا
بحمد اللہ والمنت یہ قسمت تھی یہ رحمت ہے … ہوا ہون محوِ نظارہ ازل سے اس گلستان کا

قبلۂ اہلِ الیقین قبلہ یقینم کہ توئے … کعبۂ روئے زمین کعبہ یقینم کہ توئی
سرِ وحدت بہ تماشائے نمودِ کثرت … پردۂ صورت ہر پردہ یقینم [illegible]
رنگ آمیزئ پر نورِ نفوس و آفاق … بہر تشبیہ بہر شبہ یقینم [illegible]
نور اللہ احد علتِ شانِ احمد … نورِ تنزیہہ بہر نزہ یقینم [illegible]
بر رخِ نورِ خدا نورِ محمد بخدا … طرفہ تر جلوہ بہر جلوہ یقینم [illegible]
بدرِ سیمائے مبین نورِ فروغِ ایمان … عین مسجود بہر سجدہ یقینم [illegible]
نسبتِ پاک چنانست محیطِ عالم … ذکر مذکور بہر سبحہ یقینم [illegible]
محو دیدار شدم برقِ تجلی گشتم … جسم و جانم ہمہ باللہ یقینم کہ توئی

Marfat.com

Marfat.com



Marfat.com